باب ۵۷ مزدور کی سبھائیں

۲ - مزدور سبھاؤں کے متعلق مقرون مسائل ہمیشہ عام اُجرتوں سے تعلق نہیں رکھتے بلکہ کسی مخصوص جماعت کی اُجرتوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور انکا تعلق عام طور سے پیشوں کی سبھاؤں سے ہوتا ہے جو معمولی قسم کی مزدور سبھاؤں سے ممیز و مختلف ہوتی ہیں۔ حرفتوں یا پیشوں کی سبھا، جواب بھی تنظیم کی سب سے عام اور موثر شکل ہے، ایسے مزدوروں پر مشتمل ہوتی ہے جو کسی ایک پیشے یا ایسے پیشوں کے گروہ سے تعلق رکھتے ہیں، جو آپس میں گہرا ربط رکھتے ہیں۔ اس قسم کے ہر گروہ کی اُجرتوں کا مدار اس کی مخصوص صورت میں اس کی کی ہوئی خدمت کی طلب پر ہوتا ہے۔ اگر کسی مقررہ پیشے یا گروہ میں مزدوروں کی رسد محدود کر دی جائے تو، اس پیشے یا گروہ میں اعلیٰ اُجرت پانے کا موقع بہتر ہو جاتا ہے؛ چنانچہ یہی وہ حالت ہے جس کا پیدا کرنا حرفتی سبھا کی دوامی خواہش ہوتی ہے۔ سب سے موثر ادارات ماہر مزدوروں، یعنی کل چلانے والوں، راجوں، معماروں اور نجاروں وغیرہ کی انجمنیں ہوتے ہیں۔ یہ جماعتیں بہر صورت کم و بیش غیر مسابق گروہ کی ذیل میں آتی ہیں۔ ان کی نیم اجارہ دارانہ حیثیت گو توسیع تعلیم اور کلوں کے استعمال و رواج کی وجہ سے معرض خطر میں ہے، پھر بھی قوی ہے؛ اور متعدد تجاویز کے ذریعے سے اس کو قائم و برقرار رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس میں کار آموزوں کی تعداد محدود ہوتی ہے۔ انجمن کا داخلہ اعلیٰ ابتدائی فیس کی بنا پر محدود ہوتا ہے۔ بعض بھدے قسم کے پیشوں میں ہونے والے رقیبوں یا آیندہ مسابقت کرنے والوں کو جسمانی تشدد کی دھمکی دیجاتی ہے حرفتی درسگاہوں کی مخالفت کی جاتی ہے۔ انجمنوں کے ارکان بقیہ مزدوروں کے مقابلے میں اپنے آپ کو زیادہ موافق حیثیت میں رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

802

فطرت بشری کا جہاں تک تعلق ہے وہاں تک، ان کو اس کے لیے مورد الزام نہیں ٹھیرانا چاہیئے؛ لیکن ان کا عمل مفاد عامہ کے منافی ہے۔ اصلدار و آجر مقابلہ کا انسداد کرنے اور ما حصل اجارہ حاصل کرنے کے کچھ کم خواہاں نہیں ہوتے۔ دونوں قسم کے اتحاد کا عمل مفاد عامہ کے خلاف ہوتا ہے۔ گو اتحادیت یا انجمن سازی کو، عام مزدوروں کے طبقے کی بہبود و ترقی کی

تحریک ہونے کی حیثیت سے، ہمدردی حاصل ہونا ضروری ہے؛ پھر بھی اتحادیت کے ذاتی اغراض اپنی بعض مخصوص شکلوں میں بالکل بین اور ظاہر ہوتے ہیں، اور اس طرح اس کے سب سے سرگرم موید اور حامی بھی اس کو بہ نظر اکراہ و حقارت دیکھتے ہیں۔

یہ صحیح ہے کہ ایسی مثالیں جس میں حرفتی سبھا کے داخلہ کو مخصوص اور سخت بنا کر اجارہ کی حالت پیدا کی گئی ہو، کثیر نہیں ہیں؛ اور کمی کی جانب مائل ہیں۔ یہ مثالیں زیادہ تر اُن پیشوں میں رونما ہوتی ہیں جہاں دستکاری کا غلبہ و تسلط باقی ہے؛ مثلاً شیشہ گروں کی یہی حالت ہے، یا کم از کم ابھی حال تک تھی۔ اُن کی انجمن میں داخلہ پر سخت حد بندی قائم تھی؛ وہ کارآموزوں کی تحدید میں کامیاب ہوئے؛ انھوں نے تعداد ارکان کو محدود کیا؛ اور اپنے لیے غیر معمولی طور سے اعلیٰ اُجرت حاصل کی جوں جوں کلوں کا استعمال و رواج بڑھتا جاتا ہے اور مخصوص مہارت کی قدر و وقعت عام تربیت و ذہانت کے مقابلے میں گھٹتی جاتی ہے، اس قسم کے اجاروں کو قائم و برقرار رکھنا زیادہ سے زیادہ مشکل ہو جاتا ہے۔ خود شیشہ گروں کے پیشے میں نئی ایجادات و اختراعات کے بروئے عمل آنے کی وجہ سے، کلوں کے ذریعے سے ان چیزوں کا انجام دینا ممکن ہو گیا جو پہلے محض اعلیٰ درجے کے ماہر شیشہ گر کے اپنی نلی سے دھونکنے پر تیار ہو سکتی تھیں۔ پھر بھی ماہر مزدور من حیث الجماعت اپنی مخصوص حیثیت کی تامین و حفاظت دوسرے مزدوروں کے مقابلے میں اب بھی بہ دل و جان کرتے ہیں؛ اگرچہ کامیابی کی توقع بہت کم ہوتی ہے۔

یہ امر اہم اور قابل لحاظ ہے کہ اس تحدیدی طرز عمل کو عام مزدوروں کی تائید و اعانت حاصل ہے۔ تمام تر مزدور جبلی طور سے اپنی تامین کرنے کی جانب مائل ہوتے ہیں۔ انھیں نہ صرف مسابقت کے اضافے کے باعث بیکاری و بے روزگاری کا خطرہ ہے؛ بلکہ وہ مخصوص صورت سے یہ عام نتیجہ اخذ کرتے اور مفروضہ قائم کرتے ہیں کہ جو چیز بعض مزدوروں کے لیے مفید ہے اگر سب مزدوروں پر اس کا اطلاق کیا جائے تو اُن کے لیے بھی مفید

باب ۵۷
مزدور سبھائیں

ہو سکتی ہے۔ یہ مفید اصول کہ آزاد مسابقت کے میدان میں ہر شخص کو اپنی انتہائی کوشش عمل میں لانی چاہیئے آجروں میں جس قدر کم قبولیت رکھتا ہے اسی قدر اجیروں میں بھی کم مقبول ہے۔

اگر انجمن کے دروازے کھلے ہوئے ہوں کھلی سبھا ہو یعنی اگر کام کرنے کی صلاحیت رکھنے والے سب اشخاص اس انجمن میں آزادی کے ساتھ شریک ہو سکیں تو، سبھائی طریق کا یہ بظاہر قابل اعتراض پہلو، جس پر یہاں غور کیا گیا، غائب ہو جائے گا۔ اس صورت میں سبھا ایک ایسا ادارہ ہو گی جس میں اجارہ دارانہ خصوصیت کا کوئی شائبہ نہ ہو گا؛ بلکہ اس کا وجود محض باہمی امداد اور بحیثیت مجموعی معاملہ چکانے کی حد تک رہے گا۔

بعینہ یہی عام حالت غیر ماہر یا جزوی طور سے ماہر مزدوروں کی سبھاؤں کی ہے۔ پیشیوں کی سبھا یا حرفتی انجمن، جو سب سے قدیم، ابتدائی اور از خود قائم شدہ ادارہ ہے، اس میں ادنیٰ درجے کی محنت کی تنظیم کی عظیم الشان نشو و نما کے ذریعے سے توسیع و ترقی ہوئی ہے؛ اور یہ تنظیم نہ صرف کارخانے کے مزدوروں بلکہ مختلف قسم کے غیر ماہر مزدوروں میں بھی ہوئی ہے۔ خاصکر ریاستہائے متحدہ میں محض پیشے کی قربت اور ربط کے مطابق تنظیم میں خاصی توسیع ہوئی ہے؛ مثلاً ٹریموے کے موٹر چلانے والوں، ریلوں کے سوچ گھمانے والوں، گودی کے مزدوروں، حمالوں، قلیوں، کوچبانوں اور کوئلہ ڈھونے والوں وغیرہ میں۔ یہ ایسے پیشے ہیں جن میں زیادہ سے زیادہ چند ہفتوں کے تجربے اور مشق کی ضرورت ہے اور جس میں ہر صحتور انسان عبور حاصل کر سکتا ہے۔ اس لحاظ سے سبھائیں انجام کار لازمی طور سے کھلی انجمنیں بن جاتی اور خود غرضانہ تخصیص کے الزام سے آزاد ہو جاتی ہیں۔ اس کے ساتھ وہ مزدوروں کی ٹھیک ان جماعتوں کو متاثر کرتی ہیں جو بحیثیت افراد بالکل بے یار و مددگار ہوتے ہیں جس وقت تک اتحادیت ان میں جسمانی ایذا رسانی کے رنگ سے معرا رہے اس وقت تک بڑی حد تک فوائد حاصل ہوں گے۔ اس میں شک نہیں کہ بعض اوقات ان کے

باب ۵۷ مزدور سبھائیں

قائد سیاسی حیثیت سے چالباز ہوتے ہیں یا اس سے بھی بڑھ کر غدار ہوتے ہیں جو رشوت قبول کرنے کے لیے تیار ہوتے ہیں۔ تنظیم کے ابتدائی اور تشکیلی مراحل میں وہ سبھاؤں کے فوائد کو بڑھا چڑھا کر ظاہر کرتے ہیں اور ممکن ہے کہ مفسدہ پردازی کریں۔ لیکن بحیثیت مجموعی سبھائیں ترقی و بہبود کا نہایت قوی ذریعہ ہوتی ہیں۔ وہ نہ صرف اپنے ارکان کی معاملہ چکانے کی حیثیت کی اصلاح کرتی ہیں اور اجرتوں کو اس حد تک بڑھا دیتی ہیں جس حد تک یہ عامل اضافے میں ممد ہو سکتا ہو، بلکہ ان کے باعث تعلیمی نقطۂ نظر سے بھی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ گزشتہ نسل میں، ریاستہائے متحدہ کے ان طبقوں کے مزدوروں کا مقام ولادت زیادہ تر بیرون ملک رہا ہے، اور وہ بالعموم نو وارد تھے جو باہر سے ہجرت کر آئے تھے۔ ان کے لیے حرفتی سبھائیں بڑی درسگاہ رہی ہیں، اور اتحاد و ترقی کے عمل میں باوجود اپنی تنگ نظری کے بڑی حد تک معاون رہی ہیں۔

مہارت طلب پیشوں میں انجمنوں کا دروازہ کھلا رکھنے کے اصول کی حتی الوسع ہمیشہ مخالفت کی جاتی ہے۔ اسی کے ساتھ متعدد پیشوں کو یہ معلوم ہو گیا ہے اور اکثروں کو غالباً آیندہ معلوم ہو جائے گا کہ محض یہی محفوظ اصول ہے۔ اخراج اور تحدیدات خاص خاص حرفتوں میں اُجرتوں کو غیر معمولی سطحوں تک بڑھانے کا ذریعہ ہونے کی حیثیت سے خود اپنی ہی تباہی کا آپ باعث ہوتے ہیں۔ آجروں کو ماہر مزدوروں کی خدمات سے مستغنی ہونے کے لیے غیر اشخاص کی تلاش و تربیت کرنے یا اصلاح و ترقی عمل میں لانے میں بہت سخت دقت اٹھانی پڑتی ہے۔ تعلیم کی توسیع اور خاصکر دستی تربیت کی اشاعت کے ساتھ ساتھ مشینوں کا رواج و استعمال اجارہ دارانہ انجمن کی حیثیت کو زیادہ سے زیادہ پرخطر بنا دیتا ہے۔ جہاں حرفتی درسگاہیں قائم ہیں (اور واقعہ یہ ہے کہ سبھاؤں کی مخالفت کے باوجود یہ درسگاہیں بالاستقلال وسعت حاصل کر رہی ہیں)، وہاں یہ سبھائیں اپنی صف میں اس طرح تربیت یافتہ اشخاص کو داخل کرنا ہی واحد عاقلانہ اصول خیال کرتی ہیں۔ اور حرفتی درسگاہوں کے بغیر بھی ایسی اجرتیں جو غیر معمولی طور سے

باب ۵۷
مزدور سبھائیں

اعلیٰ ہوں اکثر آجروں کی رہبری بیش خرچ اراکین انجمن کے بغیر کام چلانے کی سعی کیجانب کرتی ہیں، اور دوسرے مزدوروں کے گروہ عظیم کو ترغیب دیتی ہیں کہ وہ اعلیٰ اجرت کے کاموں کو حاصل کرنے کی کوشش کریں؛ نتیجہ یہ کہ ایک دوسرے سے دلچسپی رکھنے والی یہ جماعتیں ایکہ کرلیتی اور سبھا کو اس کے اجارے سے محروم کردیتی ہیں۔ بے دلی اور ناخوشی کے ساتھ ماہر مزدور بھی اکثر صورتوں میں کھلی سبھا کے اصول کو اختیار کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

۳۔ سبھاؤں کے طریق سے متعلق جس مسئلے پر سب سے زیادہ سرگرم بحث مباحثہ کیا جاتا ہے وہ "بند کارخانے" کا مسئلہ ہے۔ آیا سب مزدوروں کو سبھاؤں کے احاطے میں لانا چاہیئے اور اجرتوں سے متعلق سب معاملات کو سبھا کی نمایندگی کے ذریعے سے طے کرنا چاہیئے یا نہیں؟ آیا سب غیر رکن مزدوروں کو انجمنوں میں شریک ہونے کے لیے مجبور کرنا چاہیئے اور تا وقتیکہ وہ ایسا نہ کریں ان کو کام سے محروم رکھنا چاہیئے یا نہیں؟ اس کا تسبیل السبدل "کھلا کارخانہ" ہے جس میں آجر اپنے مزدوروں سے انفرادی طور سے معاملہ کرتے ہیں یا کم از کم ان سے ان کے انجمن کے رکن ہونے کے لحاظ کے بغیر معاملہ کرتے ہیں۔

بظاہر "بند کارخانہ"، اجارہ دارانہ قسم کی سبھا کی مدافعت کا بہت قوی آلۂ کار ہے۔ اگر ارکان نہ صرف نوواردوں کو اپنی صف میں داخل کرنے سے انکار کریں بلکہ کارخانے میں ان کے ساتھ ملکر کام کرنے سے بھی انکار کریں تو، بیرونی اشخاص کو حاصل کرنا بہت دقت طلب ہوگا، خواہ انھیں غیر معمولی طور سے اعلیٰ اُجرت کی ترغیب ہی کیوں نہ دی جائے۔ تقریباً سب کاروبار میں آجر کو تربیت یافتہ اور منظم عملے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر انجمن کے شریک مزدور من حیث الجماعہ اس وقت جبکہ آجر غیر شخص کو کام پر رکھ لے کام سے ہٹ جائیں تو، آجر کو ان کی پابجائی پوری کرنی پڑے گی۔ اگر کام پر حاوی ہونا بہت مشکل نہ بھی ہو اور اگر پیش کردہ اجرت پر بیرونی اشخاص کو کثیر تعداد میں آنیکی ترغیب بھی ہو تب بھی، ان کو کام سے واقف کرانا اور ماہر بنانا بہت مشکل معاملہ ہے۔ اگر حرفت مہارت طلب اور اس کی تربیت حاصل کرنا

مشکل ہو تو، ایسی سبھا جو "بند کارخانے" کے اصول پر سختی سے عامل ہو صورت حالات پر بخوبی قابو حاصل کر لیتی ہے۔ صرف حد سے زیادہ مطالبات پیش ہونے کی صورت میں آجر کی رہبری ان سے ترک تعلق کرنے کی جانب ہو سکتی ہے۔ بالعموم وہ ان کے ساتھ شرکت عمل کرنے کو ترجیح دے گا، ان کو مطمئن رکھنے کے لیے اعلیٰ اجرت ادا کرے گا اور خریداروں سے اعلیٰ قیمت وصول کر کے اپنے نقصان کی تلافی کرے گا۔ اس تدریجی عمل کی بھی ایک بدیہی حد ہوتی ہے، اور وہ خریداروں کی طلب کے حالات میں مضمر ہوتی ہے۔ لیکن اگر سبھا بھی داخلے کے لیے کارآموزوں پر بندشیں عائد کرے اور دیگر مزاحمتی تدابیر اختیار کرے تو یہ تحدید اس کو "بند کارخانے" میں منفعت بخش اجارے کی حیثیت حاصل ہونے کا سبب اور بڑی حد تک اس کا نتیجہ بھی ہوگی۔

لیکن فرض کرو کہ "بند کارخانے" کے ساتھ "کھلی سبھا" ہو۔ اس کے باعث ان خرابیوں میں سے ایک خرابی رفع ہو جائے گی جو "بند کارخانے" کی جانب منسوب کی جا سکتی ہیں؛ اور یہ خرابی، اجارے کی تخلیق یا کم از کم اس کی تقویت ہے۔ اگر مطلوبہ قابلیت رکھنے والے سب درخواست گزار راست بازی کے ساتھ سبھا میں شریک کر لیے جائیں تو "بند کارخانے" کا پہلا اثر یہ ہوگا کہ اجتماعی حیثیت سے معاملہ چکانے کا طریقہ نافذ ہو جائے گا۔ اس صورت میں انفرادی مزدوروں کے ساتھ کوئی معاہدات نہ کیے جائیں گے؛ تمام معاملات، خواہ وہ محنت سے متعلق ہوں یا اجرت سے، سبھائی وساطت و نمائندگی سے طے پائیں گے۔

اس طرح بیان کردہ صورت بادی النظر میں بند کارخانے کی موافقت میں ہے۔ یہ نتیجہ اس بیان سے نکلتا ہے جو مزدوروں کی انجمنوں کی وساطت سے حاصل کردہ فوائد کے متعلق پیش کیا گیا۔ مزدور اس طریقے پر معاملات طے کرنے میں زیادہ بہتر شرایط حاصل کر سکتے ہیں۔ ہمارے موجودہ معاشروں کے یہی سب سے کثیر التعداد اور سب سے زیادہ ضرورتمند ارکان ہیں؛ جو چیز ان کی حالت کی اصلاح کرے وہ یقینی طور سے انسانی مرفہ الحالی کے مجموعے میں اضافہ کرتی ہے۔

لیکن ہمیں اس بارے میں بہت تعمق کے ساتھ غور کرنا چاہیے کہ اگر

باب ۵۷
مزدور سبھائیں

بند کارخانے عام ہوں تو صنعتی صورت حالات کیا ہوگی۔ مزدوروں یا ان کے نمایندوں کے ہاتھ میں بہت بڑا اقتدار آجائے گا۔ یہ اقتدار کسی طرح اُجرت کی شرحوں کے مسائل تک محدود نہ ہوگا۔ اُجرت کے تصفیے سے خود بہت سے دیگر امور متعلق ہیں، یعنی نہ صرف اُجرت اور اوقات کار کے مسائل بلکہ طریق ادائی، ہرجانہ، جرمانہ اور نظم ونسق وضبط کے متعلق بے شمار تفصیلات۔ جب آجروں اور اجیروں کے نمایندوں کے مابین کاروباری معاہدہ طے ہوتا ہے تو، وہ کوئی سیدھا سادہ معاہدہ نہیں ہوتا جس میں محض اُجرت سے بحث کی جاتی ہو، بلکہ وہ متعدد انتظامی امور پر بھی لازمی طور سے حاوی ہوتا ہے۔ بہر صورت اگر ہم یہ مان لیں کہ بند کارخانے کا طریق عام طور سے قائم ہوگیا تو، ایک اساسی مسئلہ آجر کے لیے طے ہوجاتا ہے۔ اس کے لیے کوئی سبیل البدل نہیں ہوتا کہ وہ کس کو کام پر رکھے! یا تو یہ محض انجمن کے ارکان ہوں ورنہ کوئی نہیں۔ 306

یہ مسئلہ کہ آیا بند کارخانہ کھلی سبھا کے ساتھ معاشرے کے لیے مفید ہے یا نہیں اس کا انحصار مزدوروں کو دیے ہوئے اقتدار واختیار کے محل استعمال پر ہے۔ اگر "بند کارخانہ" اور "کھلی سبھا" کا طریق محض معاملہ چکانے کی قوت کو مزید تقویت دینے اور استحصال کو (اس کے محدود معنی میں) روکنے کے لیے استعمال کیا جائے تو، مزدور کو بلاشبہ بے غل وغش فوائد حاصل ہوں گے۔ اگر اس کو صنعت میں مزاحمت پیدا کرنے کے لیے استعمال کیا جائے تو، اس سے بہت کچھ خرابی پیدا ہوگی، اور بدقسمتی سے مزدوروں اور ان کے قائدوں کی موجودہ دماغی کیفیات پر نظر کرتے ہوئے اس قسم کی خرابی کے پیدا ہونے کا اس قدر قوی قرینہ پایا جاتا ہے کہ کوئی ٹھنڈے دل سے غور کرنے والا مبصر بھی، خواہ مزدوروں کے ساتھ اس کی ہمدردی کتنی ہی قوی کیوں نہ ہو، عمومی بند کارخانے کو انتہائی سوء ظن کے ساتھ دیکھے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس قسم کے خیال کی بنیادیں مزید توجیہ وتشریح کی طالب ہیں۔

۴۔ اُجرتی مزدور کا ناگزیر طرز عمل: جیسا کہ بیان کیا جاچکا ہے[1]، ایسے انتظامات کی

---

[1] دیکھو باب ۵۲ فصل (۳)۔

موافقت میں ہوتا ہے جو بظاہر کام بڑھاتے ہیں اور ایسے انتظامات کی مخالفت میں ہوتا ہے جو کام کم کرتے ہیں ہر اصلاح و ترقی اور ہر محنت بچانے والی تجویز کے معنی کچھ نہ کچھ تبدیلی اور ترتیب نو کے ہیں، اور اسی وجہ سے عام طور سے مشکلات رونما ہوتی ہیں؛ گو یہ مشکلات عارضی ہوتی ہیں، لیکن پھر بھی وہ مشکلات ہی ہیں۔ ایک مرتبہ کام پر جم جانے کے بعد مزدور کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ اس کو آخر تک انجام دے۔

اس طرز عمل کا عام مظاہرہ پیداوار کی تحدید ہے؛ یعنی جتنی مقدار ایک شخص مقررہ وقت میں تیار کرسکتا ہے اس کی تحدید، مثلاً یہ کہ روزانہ وہ اتنی تعداد اینٹوں کی تیار کرے گا۔ اس قسم کی تحدید کی مدافعت اس بنیاد پر کی جاتی ہے کہ وہ کام کے لامتناہی طریق پر انجام پانے میں مزاحم ہے؛ یعنی آجر کے ہمیشہ زیادہ سے زیادہ کام لینے کی خواہش میں رکاوٹ پیدا کرتی ہے۔ اس کا بہت قرینہ ہے کہ اس بنیاد پر اس کی موافقت میں ایک استدلال مرتب ہو جائے؛ لیکن اکثر و بیشتر صورتوں میں وہ محض کام کو دیر تک قائم رکھنے کا ایک طریقہ اور اس طرح جوش و خروش اور کارکردگی پر ایک روک ہے۔ وہ نہ صرف صنعت کی پیداوار میں کمی کردیتی ہے؛ بلکہ ارادی طور سے اور بطیب خاطر جد و جہد کرنے کے جذبے کو کمزور کرتی ہے، اور اس طرح ان عاملین کی (جو بہر صورت کثیر التعداد اور ناموافق ہیں) اور بھی زیادہ اعانت کرتی ہے جو محنت کو تکلیف دہ بناتے ہیں۔

مزدکاری (اجرت بلحاظ کار) کا بھی یہی حال ہے۔ مزدور فرداً فرداً یا سبھاؤں کی وساطت سے مجتمعہ طور پر اس کے مخالف ہیں۔ اس صورت میں بھی مخالفت کی بدیہی بنیاد بالعموم یہ ہے کہ مزدکاری زائد کام لیے جانے کی جانب رہبری کرتی ہے۔ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ شرح اجرت، کسی غیر معمولی طور سے قوی یا ماہر مزدور کی صلاحیت پر مبنی رکھی گئی ہے؛ جس کو آجر ایک اوسط درجے کے آدمی سے انتہائی کام لینے کے مہمیز کے طور پر استعمال کرتا ہے۔ بلاشبہ ایسا ہوتا ہے کہ مزدکاری اس طرح بہت زیادہ کام لینے یا مقررہ تنخواہ پر زائد کام لینے کی بنیاد کے طور پر استعمال کی جاتی ہے؛ اور یہ انفرادی مزدور کی معاملہ طے نہ کرسکنے کے نقص اور کمزوری کی ایک اور مثال بہم پہنچاتی ہے۔ لیکن بایں ہمہ مزدکاری کے متعلق اساسی خیال یہ ہے کہ وہ

باب ۵
مزدور سبھائیں

پیداوار کو بڑھا دیتی ہے، اور اس طرح بظاہر انجام دیے جانے والے کام کی مقدار کو گھٹا دیتی ہے۔

کچھ اسی قسم کی چیز اُجرتوں کی معیاری شرح کے مطالبے میں ظاہر ہوتی ہے؛ اگرچہ اس صورت میں حرفتی سبھا کے اصول کے موافق بہت کچھ کہا جا سکتا ہے۔ سچ پوچھو تو یہ اصول معیار قائم کرنے کے لیے نہیں ہے، بلکہ اقل ترین شرح قائم کرنے کے لیے ہے، جس سے کم کوئی رُکن قبول نہیں کر سکتا۔ لیکن عملاً اس کا قرینہ ہے کہ اقل ترین شرح، یکساں شرح ہو۔ حرفتی سبھاؤں میں عام رجحان، اختلافات کے خلاف، اور اس طرح محنتی، جفاکش اور صلاحیت رکھنے والوں کے لیے اعلیٰ پیمانۂ اُجرت مقرر کرنے کے خلاف ہے۔ یہ رجحان ممکن ہے کہ ایک حد تک وسیع مساوات کے جذبے کی بنا پر ہو؛ یعنی صلہ بحساب کارکردگی کے اصول کے خلاف جو خالص انفرادی اصول کا نتیجہ ہے اعتراض پر مبنی ہو۔ زیادہ تر وہ اسی جذبے کے باعث ہے جو پیداوار کی تحدید اور اُجرت بلحاظ کار کی مخالفت کی تہ میں مضمر ہے؛ یعنی اس خوف کا نتیجہ ہے کہ اعلیٰ اُجرت پانے والا زیادہ کام انجام دے گا اور اس طرح دوسروں کے لیے بہت کم کام باقی رہ جائے گا۔

اس کے برعکس معیاری شرح یا یکساں شرح پر استقلال کے ساتھ جمے رہنے کی مدافعت اس بنیاد پر کیجا سکتی ہے کہ یہ طرزِ عمل معاملہ چکانے کی قوت کو بڑھاتا ہے۔ یکساں شرح کی عدم موجودگی میں، اکثر آجر ایسی شرح میں قطع و برید کی کوشش کریں گے جو مقررہ خیال کیجاتی ہے اور کسی ایک مزدور یا مزدوروں کی جماعت سے اس کے مطابق معاہدہ طے کریں گے یا غالباً اپنا فیصلہ جبراً نافذ کریں گے۔ کسی قسم کا امتیاز یا تفریق، گو اعلیٰ درجے کی کارکردگی والے شخص کے بظاہر موافق ہوتی ہے؛ پھر بھی ایسے لوگوں کے لیے ناموافق یا مخالف صورت اختیار کر لیتی ہے جن کی کارکردگی کم خیال کیجاتی ہے، لیکن جو محض مقاومت کی صلاحیت فی الواقع کم رکھتے ہوں۔ علاوہ ازیں یہ اغلب ہے کہ مضبوط جسم کے دستی کام کرنے والے مزدوروں میں انفرادی استعداد و قابلیت کے اختلافات بہت زیادہ نہ ہوں، اور یہ کہ معیاری شرح کے اصول کی جانب اضمحلال و انحطاط پیدا کرنے والا جو اثر منسوب

۵۵۳

کیا جاتا ہو وہ عملاً کوئی بڑا معاملہ نہ ہو۔ اسی وجہ سے اگرچہ وہ لوگ جو محض سبھائی طریق کے مذموم پہلو کو دیکھتے ہیں اس اصول کی سخت مخالفت کرتے ہیں، پھر بھی عام کارکردگی کو گھٹانے یا اس میں مزاحمت پیدا کرنے میں اس اصول کا غالباً کوئی حصہ نہیں ہے؛ بلکہ اس اصول نے اس بارے میں ایک حد تک سبھاؤں کی مدد کی ہے کہ وہ اپنے آپ کو پوشیدہ حملوں کے مقابلے میں برقرار رکھ سکیں۔

محنت بچانے والی کلوں اور اصلاح و ترقی کی مخالفت کا مدار بلاشبہ ان ہی بنیادوں پر ہے جو زیادہ مبہم طریقے پر پیداوار کی تحدید اور مزدکاری کی مخالفت کی تہ میں مضمر ہیں؛ اور وہ بیکاری و بے روزگاری کا خطرہ ہے۔ سب اُجرتی مزدور، (بعض حالات کے تحت زرعی مزدوروں سے قطع نظر کرتے ہوئے) اس قسم کی اصلاح و ترقی سے خائف ہوتے ہیں۔ قدیم زمانے میں وہ بلوہ کرتے اور جن رقیبوں سے ناخوش ہوتے ان کو تباہ کر دیا کرتے تھے۔ موجودہ زمانے میں خاموش اور مجہول مقاومت کے ظاہر ہونے کا امکان ہے، اور نئی تجاویز کے کامیابی کے ساتھ بروئے عمل لانے میں رکاوٹ پیدا کرنے کی ایک حد تک کوشش کیجاتی ہے۔ یہ صحیح ہے کہ مزدوروں کے اکثر قائدوں اور مزدور سبھاؤں نے اصلاح و ترقی اور کلوں کی مخالفت کرنے کے اصول کو ترک کر دیا ہے اور وہ ارکان کو انھیں قبول کر لینے اور اپنی مہارت کو بڑھانے کا مشورہ دیتے ہیں؛ اور یہ محض اس لیے کرتے ہیں کہ وہ اس چیز کے آگے سرِ تسلیم خم کرتے ہیں جس کو تجربے نے ناگزیر ثابت کر دیا ہے۔ اگر "بند کارخانہ" کا قاعدہ عام ہو جائے تو، پھر بہتر طریقوں کو جبری طریق پر تسلیم کرانے کے لیے کوئی چارۂ کار باقی نہ رہے گا۔

ایجادوں اور اصلاح و ترقی کی حد تک نہ صرف آجروں کا بلکہ اجیروں کا بھی طرزِ عمل قدرتاً اپنے اپنے طور پر پورا نفع سمیٹ لینے کی کوشش کی جانب ہوتا ہے۔ آجر، مروجہ شرحِ اُجرت پر مزدوروں کو کام پر رکھنے موجود الوقت قیمتوں پر پیداوار کو فروخت کرنے اور اعلیٰ منافعہ حاصل کرنے کی سعی کرتے ہیں۔ مزدور، ایک مرتبہ اس کا مصمم ارادہ کر لینے کے بعد کہ وہ نئے طریقوں کو تسلیم کریں گے نفع کا ایک جزو خود حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان میں سے کوئی جماعت بھی

باب ششم
مزدور سبھائیں

309

مفاد عام کو پیش نظر نہیں رکھتی، اور ہر جماعت اپنی حد تک منافع کی وصول یابی کو مبنی بر انصاف خیال کرتی اور اسی پر زور دیتی ہے۔ عام مرفہ الحالی کی ترقی کے مفہوم کے لحاظ سے انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ زیادہ پیداوار اور کم قیمتوں کی شکل میں قوم کو نفع پہنچے؛ اور یہ پیدا کنندوں اور خاصکر آجروں کے مابین مقابلے کا نتیجہ ہوگا۔ اگر مقابلہ نہ ہو، بلکہ اجارہ کی حالت پائی جائے تو، مزدور بھی آجروں کی مثل منافع حاصل کر سکتے ہیں۔ تجربہ تمام تر یہ بتلاتا ہے کہ گو اصلاح و ترقی کے فوائد ابتداءً اعلیٰ منافع کی شکل میں مخترع اصلداروں ہی کو حاصل ہوتے ہیں؛ پھر بھی مرور زمانہ کے ساتھ قوم بھی انجام کاران سے مستفید ہوتی ہے۔ دوسری جانب، اگر قلیل یا طویل مدت کے لیے اعلیٰ منافعہ حاصل ہونے کی توقع نہ ہو تو، آجروں کو اصلاح و ترقی بروے عمل لانے کی ترغیب ہی نہ ہوگی۔ اس لحاظ سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ آجروں کو نہ کہ مزدوروں کو درمیانی تکوینی دور میں منافعہ حاصل کرنے کا حق پہنچتا ہے۔ اگر اس کو زیادہ سادہ طریقے پر اور کم پیچیدگی کے ساتھ بیان کیا جائے تو، حقیقت یہ ہے کہ مزدوروں کی کسی جماعت کے مقابلے میں آجروں کے قریبی اغراض عوام کے اغراض سے زیادہ تطابق رکھتے ہیں۔

اسی قسم کی عام رائے زنی مزدوروں اور سبھاؤں کے اس طرز عمل کے بارے میں کیجا سکتی ہے جو وہ ضبط و انتظام کی نسبت ظاہر کرتے ہیں۔ موجودہ زمانے کی بڑے پیمانے پر کاروبار کرنے والی صنعتیں، نیم فوجی تنظیم یعنی پابندی اوقات، فوری اطاعت اور احکام کی تعمیل کی طالب ہیں۔ آجروں کے ہاتھ میں ضبط کا انحصار اخراج کی قوت پر ہے۔ اس قوت کا مزدور قدرتاً مخالف ہے؛ اسی طرح جس طرح وہ کلوں کے رواج کا قدرتی طور سے مخالف ہے جو اس کو کام سے محروم کر دیتی ہیں۔ طاقتور سبھا اس قوت کے استعمال میں مزاحم ہوتی ہے اور عام "بند کارخانے" کا طریق اس میں اور بھی زیادہ مزاحمت پیدا کر سکتا ہے۔ ان سب چیزوں کا انحصار مزدوروں کے طبائع خصائل اور ذہانت و واقفیت پر ہے۔ جماعت میں فرقہ بندی کا جذبہ اور زندگی کے تمام شعبوں میں ان اشخاص کے لیے جو "گرفتار بلا" ہو چکے ہیں، بڑی اکثریت کی ہمدردی ہمیشہ یہ خطرہ

پیدا کرتی ہے کہ اخراج کی ضروری قوت ٹوٹ جائے گی۔[1]

حرفتی سبھاؤں کے متعدد قابل اعتراض اصول کے منجملہ ترقی میں مزاحمت پیدا کرنے والے اصول کا سب سے بڑا اثر بظاہر برطانیہ عظمیٰ میں پڑا اور ضبط میں مزاحم ہونے والے اصول کا سب سے قوی اثر ریاستہائے متحدہ میں ظاہر ہوا۔ اول الذکر ملک میں، حرفتی سبھائیں، انتہائی ترقی کر چکی ہیں، اور اجتماعی حیثیت سے معاملات طے کرنے کا طریق بہت عام طور سے رائج ہو گیا ہے۔ چنانچہ اکثر برطانوی حرفتوں میں کسی کو یہ خیال بھی نہیں ہوتا کہ انفرادی مزدور آجر کے ساتھ براہ راست معاملہ کرے گا؛ سب کچھ مزدور سبھاؤں کے ذریعے سے طے ہوتا ہے۔ گو یہ ترقی، اکثر اعتبارات سے اطمینان بخش ہے، پھر بھی بظاہر برطانیہ عظمیٰ میں پیداوار کی تحدید اور محنت بچانے والے آلات کی خاموش مگر موثر مخالفت کے ذریعے سے یہی چیز ترقی میں رکاوٹ کا باعث بھی ثابت ہوئی ہے۔ بعض صنعتوں مثلاً لوہے اور فولاد کی کانوں میں اپنی سابقہ قیادت کو قائم رکھنے کے بارے میں برطانیہ کی ناکامی کا باعث ایک حد تک مزدور سبھاؤں کے اصول ہیں جو ترقی کی راہ میں روڑہ ثابت ہوئے ہیں۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ میں اس قسم کا اثر بہت کم محسوس کیا گیا ہے؛ جس کی وجہ ایک حد تک یہ ہے کہ وہاں اصلاح و ترقی کو قبول کرنے اور ان کا خیر مقدم کرنے کی عادت لوگوں میں جڑ پکڑ چکی ہے، لیکن بڑی وجہ غالباً یہ ہے کہ سبھائی طریق کا کامل تسلط کسی صنعت میں بہت کم ہوا ہے۔ اس ملک میں ضبط و انتظام عام طور سے بہت ابتر رہا ہے، خاصکر ریلوں اور اسی کی مماثل صنعتوں میں اس قسم کی خرابی کے بہت ہی مہلک نتائج رونما ہوئے ہیں۔

310

۵۔ جہاں تک بند کارخانے کا تعلق ہے وہاں تک، یہ طویل بحث ایک درمیانی یا اعتدالی نتیجے کی جانب رہبری کرتی ہے۔ مزدوروں کی موجودہ طبیعت اور ذہانت پر نگاہ کرتے ہوئے یہ نامناسب ہے کہ انھیں وہ قابو حاصل ہو جو عام بند کارخانے سے مل سکتا ہے۔ پھر بھی یہ کچھ کم نامناسب نہیں ہے کہ آجروں کو

---

[1] دیکھو مثال کے لیے Fitch کی کتاب The Steel Works باب سوم، صفحہ ۱۰۲ تا ۱۰۳۔

باب ششم
مزدور سبھائیں

اس قدر نگرانی کرنے کی قوت حاصل ہو جائے جتنی کہ بند کارخانہ دے سکتا ہے۔ ریاستہائے متحدہ میں اکثر صنعتوں کی حقیقی صورت حالات غیر اطمینانی نہیں ہے؛ وہاں کچھ کھلے کارخانے اور کچھ بند کارخانے کا طریقہ قائم ہے۔ کھلے کارخانوں کی موجودگی سبھا کو تحدید کے اصول کو مضرت رساں حد تک لیجانے سے روکتی ہے، انھیں ایسے کارخانوں کا مقابلہ کرنا ضروری ہے جن پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ بند کارخانوں کی موجودگی آجروں کو اُس فائدے کا ناجائز استعمال کرنے سے روکتی ہے جو اُن کو غیر منظم مزدوروں سے معاملہ کرنے میں حاصل ہوتا ہے۔ ان کو اتحادیت کے امکان کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔

لیکن بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی انفرادی کارخانہ ایسا نہ رہے جو نصف کھلا اور نصف بند رہے، یعنی جو نصف سبھا کے ارکان کو اور نصف غیر ارکان کو کام پر لے۔ آجر بعض اوقات یہ استدلال کرتے ہیں کہ گو وہ اپنے مزدوروں کی مخالفت سبھا کا رکن بن جانیکی حد تک نہ کریں گے، لیکن اس پر رضامند نہ ہوں گے کہ سختی کے ساتھ بند کارخانے کا اصول قائم رکھا جائے جس کی بنا پر سب لوگ کام شروع کرنے کی شرط کے طور پر سبھا کا رکن بننے پر مجبور کئے جائیں گے۔ مزدوروں کو ان کے حسب دلخواہ عمل کرنے دینے کی یہ تجویز، خواہ وہ شریک ہوں یا نہ ہوں، بہت کم عمدگی کے ساتھ عمل کرتی ہے۔ اتحادی جذبہ اس قدر قوی اور پُر زور ہے کہ ایک مرتبہ جہاں وہ قائم ہوا پھر غیر رکن مزدوروں پر مسلسل نکتہ چینی کیجاتی اور ان پر دباؤ ڈالا جاتا ہے، اور ان کی زندگی اور ان کے اہل و عیال کی زندگی معرض خطر میں پڑ جانے کا قرینہ ہے۔ دونوں میں سے کوئی ایک چیز بہتر ہو سکتی ہے؛ یا تو بند کارخانہ ہو اس امکان کے ساتھ کہ اگر سبھا کا برتاؤ ناقابل برداشت ہو جائے تو آجر اس کو توڑ دیں گے؛ یا کھلا کارخانہ ہو اس امکان کے ساتھ کہ اگر مزدوروں کے ساتھ واجبی برتاؤ نہ کیا گیا تو، وہ ہڑتال کریں گے اور ایکا کر کے سبھا بنا لیں گے۔

اس قسم کا مصالحتی نتیجہ فریقین کو مساوی طور سے ناپسند ہوگا۔ مزدوروں کے قائدوں کا مذہب انجمن کی شکل میں مزدوروں کا ایکا اور اتحاد ہے۔ اس کو کثیر التعداد

311

مزدوروں کی ہمدردی حاصل ہوتی ہے، خواہ وہ انجمن کے رکن ہوں یا نہ ہوں اور اس کی عام توسیع ان کا نصب العین ہے۔ اس کے برخلاف، اکثر آجروں کے نزدیک سبھائیں اور بند کارخانے نہایت مذموم چیزیں ہیں؛ اور کھلے کارخانے کے لیے لڑنا وہ نہ صرف اپنے اپنے ذاتی اغراض کے لیے بلکہ بہتر معاشری نظام کے لیے مفید خیال کرتے ہیں۔ سب سے نرم دل اور خدمات عامہ کا جذبہ رکھنے والے آجروں میں بھی عام طور سے یہی خیال پایا جاتا ہے۔ اس قسم کے آجر جس قدر شدت کے ساتھ اتحادی تحریک کی مخالفت کرتے ہیں اس کی وجہ ایک حد تک بلاشبہ مزدوروں کے اغلاط اور زیادتیاں ہیں؛ مزدور نہ صرف تحدید و نگرانی کے بارے میں کوشش کرنے کی حد تک زیادتیاں نہیں کرتے، بلکہ اپنے طور طریق اور مزاج کے لحاظ سے بھی کرتے ہیں۔ اگر سبھا کا قائد یہ محسوس کرے کہ صورت حالات اس کے قابو میں ہے تو، وہ خواہ مخواہ اقتدار کو کام میں لاتا ہے اور ایسے شرائط کے ساتھ احکام جاری کرتا ہے جو آجر کو ناقابل قبول معلوم ہوتے ہیں۔ آجر کے غصے کا باعث بڑی حد تک خود اس کی اقتدار کی محبت ہے۔ فطرت انسانی کا عمل دونوں جانب ہوتا ہے۔ اور بالعموم فوائد و نقصانات کا پوری طرح اندازہ کئے بغیر کارروائی کیجاتی ہے۔ فیاض دل آجر گو حتی الوسع اپنے آدمی کی بہتری کا طالب ہوتا ہے، پھر بھی جو کچھ کرتا ہے اس کو اپنے خاص طریقے سے کرنے کا خواہشمند ہوتا ہے۔ وہ پدرانہ حیثیت حاصل کرنا چاہتا ہے، اور یہی وہ شے ہے جس کی مزدور زیادہ سے زیادہ مخالفت کرنے پر تلے ہوئے ہوتے ہیں۔ ان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ ان سے مساویانہ سلوک کیا جائے، اور وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ اس قسم کا سلوک کیا جانا حق بجانب ہے۔ اس میں شک نہیں کہ کاروباری آدمی، جو نرم دل اور مصلحت اندیش ہو، جو اپنے مزدوروں سے انسانوں کا سا سلوک کرے، اور جو بلا غور و تامل پوری بازاری اجرت ادا کرنے کے قابل ہو، لڑائی جھگڑے کے بغیر کھلے کارخانے کو غیر معین طریق پر جاری رکھ سکتا ہے۔ یہ بہت بہتر ہوگا کہ قوم کی صنعت کا بڑا حصہ اس قسم کے آدمیوں کی قیادت کے تحت رہے۔ لیکن جب بہترین آدمیوں کو بھی یہ معلوم ہو کہ مصلحتاً

باب ۵
مزدور سبھائیں

312

بہتر سلوک کرنے میں بھلائی ہے تو وہ اور اچھے ہو جائیں گے، اور جب بہترین آجروں کو یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ بند کارخانے کا امکان ہے تو وہ کھلے کارخانے کو عمدگی کے ساتھ چلا سکتے ہیں۔ بہتیرے آجر بہترین قسم کے نہیں ہوتے۔ اور ان کی حد تک، بند کارخانہ مطلوبہ سبیل البدل ہے۔

جو آجر اتحادیت کے مخالف ہیں ان کا عام استدلال یہ ہے کہ وہ صرف اپنے تحت کے مزدوروں سے معاملہ کریں گے اور کسی غیر شخص سے معاملہ نہ کریں گے۔ اس حد تک وہ بظاہر بالکل غلطی پر ہیں؛ یا زیادہ محتاط طریقے پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ ایسی کارروائی سے معاشری فوائد کا پلہ بھاری نہیں ہوتا۔ اگر مزدوروں کا معاملہ منتخب نمایندوں کے ہاتھ میں ہو، خواہ وہ انھی کے ساتھ کے مزدور ہوں یا نہ ہوں، تو اس میں مزدوروں کا نمایاں فائدہ ہے؛ اور اس حد تک اتحادیت یا اجتماعی طور سے معاملات طے کرنے کا طریق معاشرے کے لیے یقیناً کسی نقصان یا خرابی کا حامل نہیں ہوتا۔ قریبی اجیروں کے لیے بالعموم ایک حقیقی خطرہ یہ ہوتا ہے کہ جو کوئی مطالبہ یا شکایت پیش کرے گا اس کو سزا یا تکلیف پہنچائی جائے گی؛ اس کا یا تو اخراج کر دیا جائے گا یا خاطیوں کی فہرست میں نام درج ہو گا۔ بہت ممکن ہے کہ اس کا کوئی بہانہ تراش لیا جائے، لیکن فی الحقیقت ایسا سلوک اس لیے کیا جائے گا کہ اس نے شر میں حصہ لیا تھا۔ علاوہ ازیں مزدوروں کے معاملے کو پیش کرنے، لڑنے اور کامیابی کے ساتھ اس کو طے کرانے کی قابلیت بہت کم لوگوں میں ہوتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ بالعموم یہ ہوتا ہے کہ مزدوروں کے نمایندے خود مطلوبہ قابلیت یا سمجھ بوجھ نہیں رکھتے اور ان سے معاملے پر گفت و شنید کرنا بہت دقت طلب ثابت ہوتا ہے۔ بعض اوقات جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے، وہ خواہ مخواہ اقتدار کو کام میں لانے کی جانب راغب ہوتے ہیں، اور اس طرح سے پیش آتے ہیں کہ گویا ان کے احکام واجب التعمیل ہیں۔ لیکن یہی وہ بہترین ہستیاں ہیں جو مزدوروں کو مل سکتی ہیں، اور انجام کار قریبی اجیروں کے مقابلے میں انھی کا معاملات پر گفت و شنید کرنا فائدہ مند ثابت ہوتا ہے۔ آجر اگر کسی صورت میں معاشری مفاد کی بنیاد پر ایسے لوگوں سے گفت و شنید

کرنے سے انکار کر دینے میں حق بجانب ہو سکتا ہے تو وہ وہی صورت ہے جس میں ان کی اخلاقی حالت خراب ہو۔ بدقسمتی سے یہ کوئی پوشیدہ بات نہیں رہی ہے کہ مزدوروں کے قائد رشوت لینے کی جانب مائل ہوتے ہیں؛ گو ایسی صورتیں بھی عام ہیں جن میں خود آجر رشوت دینے پر آمادہ ہوتے ہیں۔ یہ واقعہ کہ مزدور کا نمایندہ شور وغل مچانے والا شورشی آدمی ہے یا غیر ممکن مطالبات پیش کرتا ہے، فوراً گفت و شنید کو بند کر دینے کا سبب ہو سکتا ہے؛ لیکن اس کے ایک دفعہ مزدوروں کی جانب سے وکیل اور نمایندہ منتخب کر لیے جانے کے بعد اس سے معاملہ طے کرنے سے انکار کر دینے کی بنیاد نہیں ہو سکتا۔

قیادت کا مسئلہ نہایت دقت طلب ہے۔ مزدوروں کی تحریک کے تمام مسائل پر اس کا اثر پڑتا ہے؛ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ معاشی و معاشری تنظیم کے سب مسائل سے اس کا گہرا تعلق ہے۔ قیادت کا انحصار اساسی طور سے خود مزدوروں کے اخلاقی اوصاف اور ذہانت پر ہوتا ہے۔ جاہل اور بے اصول آدمی خراب قائد کا انتخاب کریں گے؛ خراب اس معنی میں کہ وہ کوئی اثر نہیں رکھتے اور اس معنی میں کہ ان کی اخلاقی حیثیت گری ہوئی ہوتی ہے۔ پھر بھی اس بنا پر کہ یہ اساسی عامل ہے اس کی جانب عام طور سے بہت کم اشارہ کیا جاتا ہے؛ اس کی وجہ ایک تو یہ ہے کہ وہ نہایت بدیہی ہے اور دوسرے یہ کہ اس کی اصلاح کی تدابیر کا نفاذ لازمی طور سے بہت سست ہوتا ہے۔ سرگرم مصلحین کو بیشتر دلچسپی ان تدابیر کے ساتھ ہوتی ہے جن کو بر دے عمل لانا بہت آسان ہو اور جن سے بہت جلد نتائج رونما ہونے کی توقع ہو۔ چنانچہ تمثیلاً طاقتور مزدور سبھائیں اور بند کارخانے ماتحت مزدور کی حیثیت کو تقویت دینے کی فوری تدابیر ہیں۔ تاہم وہ کس طرح سے عمل کریں گے اس کا انحصار انجام کار نہ صرف خود مزدوروں کے اوصاف پر ہے، بلکہ جن آجروں سے ان کا معاملہ ہوتا ہے ان پر بھی ہے۔ انسانی عنصر سے کوئی بچاؤ نہیں ہو سکتا۔ ہمہ گیر سبھاؤں کی شکل میں مزدوروں کی عمومی تنظیم کے معنی یہ ہیں کہ کاروباری قائدوں کے ہاتھ میں وسیع اقتدار آجائے۔ کسی سبیل البدل کا خیال بے چینی کے بغیر نہیں کیا جا سکتا۔ اگر دونوں

313

باب ۵
مزدور سبھائیں

ساتھ ساتھ موجود رہیں تو یہ معاشری فسادات و تصادمات کا پیش خیمہ ہوگا۔ جیسا کہ متعاقب صفحات میں بیان ہوگا اکثر لوگ اس تصادم کو ناگزیر خیال کرتے ہیں اور ان کو رونما ہونے سے روک نہیں سکتے جو شخص موجود الوقت صنعتی نظام کی خصوصیات متاثر کے ایسی چند نسلوں تک قائم وجاری رہنے کی توقع رکھتا ہو وہ لازمی طور سے ہر اُس تحریک کو بدگمانی کی نظر سے دیکھے گا جو ایسے اشخاص کے ہاتھوں میں قوت و اقتدار کے ارتکاز کی جانب رہبری کرے جن کو عوام نے منتخب نہ کیا ہو اور جو اقتدار کو مفید طریقے سے کام میں لانے کے لیے قوم کے سامنے ذمہ دار نہ ہوں۔

۶۔ غدار اشخاص کے متعلق سبھا کے ارکان کا جو طرز عمل ہے وہ ایک طرف تو جماعتی احساسات کا نتیجہ ہے اور دوسری جانب بیکاری کے اُس خوف وہراس کا نتیجہ ہے جو مزدوروں کے نقطۂ نظر اور قانون خانگی ملک و آزاد مسابقت کے مابین تضاد کی توجیہ و تشریح کرتا ہے۔ کارپرداز مزدور کی نظر میں (جیسا کہ از روئے قانون اس کو خیال کیا جاتا ہے) غدار محض ایسے مدمقابل یا رقیب کی ہی حیثیت نہیں رکھتا جو اجرت لیکر کام کرنے کے لیے آمادہ ہو جائے جس کو لینے سے دوسرے نے انکار کردیا ہو؛ بلکہ وہ دوسرے شخص کی جگہ لے لیتا ہے اور دوسرے کو اُس کام سے محروم کردیتا ہے؛ وہ اپنی جماعت کے حق میں دغابازی کے جُرم کا مرتکب ہے۔ تاہم موجود الوقت صنعتی تنظیم میں، بجز مقابلے کے طریق کے، اجرتوں کے تصفیے کا کوئی اور ممکن طریقہ نہیں ہے۔ گو آجروں کی انسانیت اور اجتماعی طور سے معاملہ کرنے کا بھی تعین اجرت پر ایک حد تک اثر پڑتا ہے لیکن انجام کار مقابلے کی بنا پر اجرت قرار پاتی ہے۔ اور غدار کے خلاف جماعت کے احساسات کے دباؤ کے باوجود مقابلہ ہی اجرت کا تقرر کرتا ہے۔ اگر دوسرے لوگ کثیر تعداد میں مل سکیں جو قدیم شرائط پر کام کرنے پر آمادہ ہوں تو خواہ ہڑتال کی جائے یا نہ کی جائے، اعلیٰ اجرت کا مطالبہ اجرت میں اضافہ نہیں کرسکتا۔ ایسی صورت میں نئی جماعت کو حاصل کرنے اور اس کی تربیت کرنے میں آجر کو جو مشکلات پیش آئیں گی اور غداروں کو طعن تشنیع اور زدوکوب کا جو خوف

314

ہوگا وہ صرف ایک عارضی فتح حاصل کرنے کے قابل بنائے گا۔

کوئی شخص علانیہ تشدد کی مدافعت نہیں کرتا؛ اور یہ غالباً صحیح ہے، جیسا کہ مزدوروں کی تحریک کے حامی مورخین کہتے ہیں کہ وہ نوخیز اتحادیت کی ایک عام حالت ہے جو حد سے زیادہ بڑھ جانے اور بطور نظام متروک کئے جانے کی صورت میں زیادہ مستقل و موثر ہو جاتی ہے۔ ریاستہائے متحدہ میں کم از کم، وہ بعض پیشوں، مثلاً کان کنی اور ٹرِموسے میں طویل مدت تک رہی ہے؛ اور ارادی اصول کی حیثیت سے قائم رہی ہے (چنانچہ یہ خیال کرنے کے کافی اسباب موجود ہیں)۔ بدقسمتی سے اس سے متعدد اثرات و نتائج کا مترتب ہونا ممکن ہے؛ اور ایک مرتبہ شروع ہو جانے کے بعد وہ بڑھتی اور ترقی پاتی ہے۔

جب ہڑتال کیجاتی ہے، خاصکر اگر وہ دفعتہً کی جائے اور بے اعتدالی کے ساتھ اس کی رہبری ہو تو، آجر خالی جگہوں کو فوراً پُر کرنے کی حد تک حتی الوسع بہترین مظاہرہ کرتا ہے۔ ہمیشہ کچھ ایسے ڈھلمل لوگ ہوتے ہیں جو مستقل ملازمت کے لیے موزوں یا مطلوب نہیں ہوتے؛ یہ عارضی طور سے یا بجائی کے لیے استعمال کئے جاسکتے ہیں۔ ان کے علاوہ بعض حقیقت میں موزوں لوگ بھی ہوتے ہیں جو بطور بدل کچھ مدت کے لیے کام پر لگائے جاسکتے ہیں؛ اس لیے کہ سرعت کے ساتھ ترقی کرنے والی اور بدلنے والی قوموں میں کافی توازن کی حالت کبھی نہیں پیدا ہوتی، اور (بعض قسم کے اصل کی طرح) ہمیشہ کچھ محنت ایسی ہوتی ہے جو بیکار رہتی ہے۔ یہ سوال کہ آیا آجر فی الحقیقت قدیم شرح اجرت پر عمدہ کام کرنے والوں کی جماعت حاصل کرسکتا ہے صرف بہت کچھ تجربے کے بعد تصفیہ پائے گا۔ آجر کو انجام کار یہ معلوم ہوسکتا ہے کہ وہ عمدہ مزدور حاصل اور قائم نہیں رکھ سکتا لیکن کشمکش کے ابتدائی مرحلوں میں طویل المدت عاملین کا بہت کم اندازہ کیا جاتا ہے۔ فریقین کا مزاج گرم رہتا ہے، اور گو آجر کو یہ احساس ہوتا ہے کہ وہ مشکل میں پھنسا ہوا ہے پھر بھی وہ نبھائے جاتا اور مشیخت کی لیتا ہے۔ اس صورت میں معاملہ طے کرنے میں مزدور

باب ۵
مزدور سبھائیں

215

اپنی تمام کمزوریوں کو پوری طرح محسوس کرتے ہیں۔ وہ انتظار نہیں کر سکتے خاصکر اگر ان کا فنڈ قلیل ہو۔ اگر آجر نو واردوں سے خالی جگہیں پُر کرنے کی تدبیر استعمال کرے تو، اس کے مقابلے میں اجیر اس قابل نفرت مد مقابل کے خلاف تشدد استعمال کرتا ہے۔ اگر کام کھلے مقام پر اور منتشر مزدوروں کے ذریعے سے انجام پا رہا ہو، جیسے ریلوں یا کوچبانی وغیرہ میں تو، تشدد کا اور اس کے موثر ثابت ہونے کا امکان اسی قدر ہو گا۔ اس طرح پیشہ ور "ہڑتال توڑنے والے" نمودار ہوتے ہیں؛ وہ نڈر، جیوٹ اور بالعموم ایسے بگڑے ہوئے خصائل کے آدمی ہوتے ہیں کہ صلے کی حرص میں غضبناک ہڑتالیوں سے اولین تصادم میں اپنے جسم و جان کو خطرے میں ڈال دیتے ہیں۔ چنانچہ ایسے شخص کی موجودگی خود اور بھی زیادہ تشدد کی ترغیب دیتی ہے۔ حالت بد سے بدتر ہوتی چلی جاتی ہے، اور خانہ جنگی کا خطرہ رونما ہو جاتا ہے۔

جبری ہڑتال یا ناکہ بندی، تشدد کے مشابہ ہے اور بالعموم تشدد کے ساتھ رونما ہوتی ہے، خاصکر اُس صورت میں جبکہ مفاد عامہ کی کوئی اہم صنعت مثلاً ریلوے یا ٹریموے متاثر ہو۔ کام کے فوری انسداد اور ہڑتالیوں کی پا بجائی کرنے والوں کے خلاف ظلم کی کم و بیش پوشیدہ دھمکی اپنے اندر یہ معنی رکھتی ہے کہ پورے معاشرے کا گلا دبوچا جائے اور اس سے خاموشی کے ساتھ اطاعت کا مطالبہ کیا جائے۔ پھر بھی مزدوروں، خاصکر غیر ماہر یا کم مہارت یافتہ مزدوروں کی معاملہ طے کرنے کی کمزوری اور منتظمین صنعت کی عام سنگدلی بہت آسانی کے ساتھ اس قسم کے اصول کی جانب رہبری کرتی ہے۔ جبری ہڑتال یا ناکہ بندی، گو فی نفسہ ناقابل مدافعت ہے، پھر بھی بعض اوقات معاملات کے بارے میں دادرسی اور شنوائی حاصل کرنے کا یہی واحد ذریعہ ہے۔ چنانچہ انھی کی بنا پر منتظمین کی جماعت میں اپنے اجیروں سے صلح و آشتی کا برتاؤ کرنے کی خواہش پیدا ہوئی ہے۔

۷۔ اتحادیت کی موجودہ ادھوری حالت کے غیر معین طور سے قائم رہنے کا قرینہ نہیں ہے۔ تحریک غالباً ترقی کرے گی، مزدوروں کی زیادہ سے زیادہ

تعداد منظم ہو کر جنگجو انجمنوں کی شکل اختیار کر تی جائے گی۔ جہاں تک غیر ماہر اور کم مہارت یافتہ مزدوروں کا تعلق ہے وہاں تک یہ ترقی قابل قدر ہے۔ ظلم و زیادتی سے محفوظ رہنے کے یہی سب سے زیادہ محتاج ہیں، اور متحدہ عمل کی تربیت اور مشترکہ مقصد کے حصول کے تابع ہو جانے کی ضرورت زیادہ تر انھی کے لیے ہے۔ اگرچہ ان کی سبھاؤں کے عہدہ دار بالعموم نہایت بدخصلت اور ترش مزاج ہوتے ہیں، پھر بھی مردوں اور عورتوں کی تنظیم، معاشری اصلاح و ترقی میں معین ہوتی ہے۔

جہاں تک ماہر مزدوروں کی قلیل جماعت کا تعلق ہے وہاں تک، تحریک اس قدر تنگ، خود غرضانہ اور محدود اغراض پر مبنی ہے کہ وہ غیر مشروط ہمدردی بہت کم حاصل کر سکتی ہے۔ اعتدال پسند بہی خواہ مزدوران بھی تحریک اتحادیت کی، کامیابی پر خوش ہوتا ہے؛ یعنی اعلیٰ اجرت، قلیل اوقات کار اور عورتوں اور بچوں کی محنت کی تحدید دل سے چاہتا ہے، ان کو ایسے ذرائع پر رسائی حاصل کرتے دیکھنا چاہتا ہے جن سے کوئی مخصوص جماعت نہیں بلکہ مزدوروں کی پوری جماعت مستفید ہوتی ہو۔ طرز عمل کے اختلاف کی اس سے بہتر مثال غالباً کوئی نہیں مل سکتی جتنی کہ عورتوں اور مردوں کے لیے مساوی شرح اجرت کے مطالبے کی حد تک ملتی ہے۔ "مساوی کام مساوی اجرت" کا اصول پیش کیا جاتا ہے۔[1] جس حد تک اس کے یہ معنی ہیں کہ عورتوں کی راہ سے مصنوعی رکاوٹیں ہٹادی جائیں اور انھیں مساوی مواقع اور سہولتیں دی جائیں اس وقت تک یہ تحریک قابل تائید کی مستحق ہے، لیکن سبھاؤں میں جو مرد منظم ہیں ان کی جانب سے اس کی وکالت بالعموم یہ معنی نہیں رکھتی کہ وہ عورتوں سے مساوی و مقررہ اجرت پر کام لینے کے خواہاں ہیں، بلکہ یہ کہ عورتوں کو کام پر حتی الامکان کم رکھا جائے؛ اس لیے کہ بحیثیت مجموعی ان کی کارگردگی نسبتاً کم ہوتی ہے، اور اسی لیے انھی شرحوں پر مردوں کو ترجیح دی جائے گی۔ مرد جو کچھ حقیقت میں چاہتے ہیں وہ

316

[1] دیکھو باب ۴ فصل (۹)۔

باب ۵
مزدور سبھائیں

صرف اپنے ہی پیسے کام کی تحدید و تحصیر ہے۔ یہی بات بچوں اور عورتوں کی محنت پر بندشیں قائم کرنے کے بارے میں صادق آتی ہے۔ دونوں جماعتوں کا جہاں تک تعلق ہے وہاں تک معاشری اصول کی وسیع بنیادوں پر تحدیدات مناسب ہیں۔ لیکن جو مردان کا مطالبہ کرتے ہیں ان کا یہ مقصد صاف جھلکتا ہے کہ اپنے طبقے کے لیے اور زیادہ کام حاصل کریں۔ لیکن کل مزدور سبھاؤں یا مزدوروں کے کل قائدوں پر یہ اعتراض صادق نہیں آسکتا اور وہ بالقصد و ارادہ اتنی خود غرضی نہیں کرتے۔ تمام آدمیوں کے مثل وہ بھی یہ سوچتے ہیں کہ اُن کا جس چیز میں فائدہ مضمر ہے وہی مشترکہ مفاد کی بھی بنیاد ہے۔ حاصل کلام یہ کہ ماہر مزدوروں کی متحد اور اعلیٰ درجے کی تنظیم یافتہ انجمنیں، اپنے اعمال اور وعادی کے اعتبار سے مصلحین معاشرت کی پوری پوری ہمدردی کی مستحق نہیں ہیں۔

اتحاد کی تحریک اب کسی اور تحریک سے زیادہ اجرت پانے والے مزدوروں کی سرگرم تائید حاصل کر چکی ہے۔ یہ صحیح ہے کہ اس قسم کے مزدوروں کی اکثریت اس وقت انجمنوں کی رکن نہیں ہے لیکن وہ اس کی خواہاں اور اس کی جانب مائل ہے۔ انجمن کے اصول اور نظام العمل کو اکثریت کی ہمدردی حاصل ہے۔ اب تک جتنے پیمانے پر اس تحریک نے ترقی کی ہے اس کے مقابلے میں بہت بڑے پیمانے پر وہ آیندہ یقیناً کرے گی، اور اس کے متبعین کی تعداد روز افزوں ہوگی۔ چنانچہ دوبارہ یہ کہنا ناموزوں نہ ہوگا کہ باوجود تمام نقائص اور خطرات کے وہ اس قابل ہے کہ اس کا خیر مقدم کیا جائے۔ بحیثیت مجموعی سبھائیں نہایت موثر آلہ ہیں جن کی جانب مزدور اپنی حالت کی اصلاح کے لیے متوجہ ہو سکتے ہیں۔ وہ ایک نہایت ہی قوی، بلکہ ناگزیر ذریعہ ہیں مزدوروں کے لیے قومی مقسوم میں واجبی حصہ حاصل کرنے کا اور عدم مساوات دولت کے اثرات کی وسعت کو روکنے کا۔

317

غالباً اس تحریک کا سب سے بڑا نقص یہ ہے کہ مزدوروں کو تنظیم سے جو یقینی فوائد حاصل ہو سکتے ہیں ان کی وجہ سے وہ اس منبع کو نظرانداز کر دیتے ہیں

باب ۵
مزدور بھائیں

جس سے اجرتوں میں کثیر اور مستقل اضافہ رونما ہوسکتا ہے۔ یہ واقعہ کہ فوری نزاعات کا تعلق ہمیشہ اجرتوں کی مخصوص شرح سے اور مزدوروں کی مخصوص جماعت سے ہوتا ہے انھیں سب سے اول اور تقریباً بلا استثنا اسی مخصوص جماعت کے آیندہ توقعات کی اصلاح کی جانب مائل کرتا ہے۔ اور ہمیشہ بندش اور تحدید کی طرف لیجاتا ہے۔ وہ قدرتی طور سے یہ خیال کرنے اور کہنے کی جانب مائل ہوتے ہیں کہ پیداوار کی تحدید اور مقابلے کی بندش کے ذریعے سے ہر شخص کے لیے اعلیٰ اجرت حاصل کی جاسکتی ہے۔ مزدور اور آجر دونوں کو مساوی طور سے محض اپنے ذاتی اغراض اور صنعتی میدان میں اپنے مخصوص شعبے میں اعلیٰ اجرت یا اعلیٰ منافعہ حاصل کرنے کی دھن ہوتی ہے۔ کل قوم اور تمام مزدوروں کے لیے حقیقی منفعت کی بنیاد یہ ہے کہ عام کارکردگی و پیدا آوری میں ترقی ہو اور مادی پیداوار کی زیادہ مقدار دستیاب ہو۔ یہ چیز اصلداروں اور مزدوروں دونوں میں کامل مسابقت کے ذریعے سے پوری طرح حاصل ہوسکتی ہے۔ موثر تنظیم، خاصکر اگر وہ مزدوروں کی آزاد بھاؤں کے نظام کی شکل میں ہو تو، آزاد نقل وحرکت اور مفید مقابلے کی مخالفت نہیں ہے۔ لیکن پھر بھی وہ انفرادی جد وجہد اور کارکردگی کو ٹھنڈا کرتی اور اس امر کا باعث بنتی ہے کہ منافعہ پیداوار کے اضافے کے ذریعے سے حاصل نہ کیا جائے بلکہ کسی ترکیب سے پیداوار کے بڑے جزو کو حاصل کرلیا جائے۔ مزدور اور ان کے قائد محنت بچانے والی تدابیر کو بے دلی کے ساتھ اور محض بدرجۂ مجبوری قبول کرتے ہیں؛ ان کو فروغ دینا تو درکنار ان کو وہ پسند بھی نہیں کرتے۔
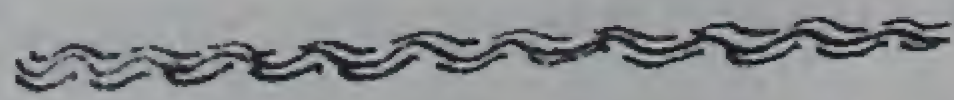
باب ۵۸

اوقات کار اور عمالی قانون سازی

(۱) وضع آئین، تنظیم کے مثل کام کے حالات کو معیاری بناتی ہے۔ بچوں اور عورتوں کی محنت کے اوقات کے بارے میں وضع آئین وقوانین۔ دوسری قسم کی بندشیں۔ ریاستہائے متحدہ کی صورت حال۔ (۲) مزدوروں کے ذاتی مساعی کے علاوہ وضع آئین کی کیوں ضرورت ہے۔ اس کی اساسی قوت محرکہ اخوانیت کی ترقی ہے۔ (۳) مردوں کے لیے اوقات کی تحدید بہت شاذ ہوتی ہے۔ آیا اس قسم کی قانون سازی کو بچوں اور عورتوں تک محدود رکھنے کی کوئی اصولی بنیاد ہے؟ ریاستہائے متحدہ میں دستوری مسائل۔ (۴) آٹھ گھنٹوں کے دن کا مطالبہ تائید کا مستحق ہے۔ اگر آٹھ گھنٹوں کا وقت دفعتہً اور عام طور سے مقرر کیا جائے تو اس کے معنی پیداوار اور اجرت میں کمی کے ہوں گے؛ اگر اس کو بتدریج رائج کیا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ پیدائش میں بھی اصلاح وترقی ہو تو اس سے یقینی فوائد حاصل ہوں گے۔ (۵) اقل ترین اجرت کسی نئے اصول پر مبنی نہیں ہے بلکہ صرف یہ مسئلہ پیش کرتی ہے کہ ایسے لوگوں کے ساتھ جو ناقابل کار ہیں کیا عمل کیا جائے۔

۱۔ اجرتوں کی ہر مقررہ شرح یا محنت کے معاہدے کے کسی دوسرے جزو کے لیے

باب ۵
اوقات کار اور عالی قانون سازی

ہر وقت یہ خطرہ لگا رہتا ہے کہ مصیبت زدہ یا چالباز آجر اس کی قطع و برید کر دے گا؛ اس لیے کہ مزدوروں کی معاملہ چکانے کی کمزوری کی وجہ سے کفایت مصارف کی یہ صورت بہت آسان ہے۔ اسی وجہ سے حرفتی سبھائیں کام کے حالات کو معیاری بنانے کی دائمی کوشش کرتی ہیں، یعنی اقل ترین اجرتوں، مقررہ اوقات اور مقررہ قواعد کے لیے ساعی ہوتی ہیں۔ محنت کے متعلق جو قوانین وضع ہوتے ہیں ان کا مقصد بھی اسی قسم کی معیاریت ہوتا ہے۔ مقابلے کا میدان از روئے قانون سب کے لیے یکساں اور مقررہ ہوتا ہے، یہی نہیں کہ وہ مقررہ رکھا جاتا ہے، بلکہ اس کو ارادی طور سے بڑھا کر رکھا جاتا ہے۔ قوم کا وسعت پذیر اخلاقی احساس اس پر زور دیتا ہے کہ سب آجر اپنا تقابلی کاروبار زیادہ ہمدردانہ رنگ میں انجام دیں۔ محنت کے متعلق وضع آئین و قوانین کی سب سے عام حالت وہ ہے جس میں عورتوں اور بچوں سے کام لینے کے متعلق تحدید کی جاتی ہے۔ کلوں اور خود بخود چلنے والے آلوں کے مکمل ہو جانے کی وجہ سے کمزور قویٰ کے اشخاص کو بھی متعدد قسم کی صنعتوں میں کام پر لگانا ممکن ہو گیا ہے۔ چنانچہ جو کچھ کرنا پڑتا ہے وہ صرف یہ ہے کہ بیرم کو گھمایا جائے، کل کو چلایا یا روکا جائے، دھاگا باندھا جائے۔ جہاں کہیں ایسے آجر موجود ہوں جو کلوں کو ارزاں محنت سے چلانے میں فائدہ دیکھتے ہوں اور جہاں کہیں ایسے مزدور موجود ہوں جو اپنے بیوی بچوں سے کارخانوں میں کام لیے جانے پر رضامند ہوں وہاں نہایت تکلیف دہ حالات رونما ہوں گے۔ چھوٹی عمر یعنی دس، نو یا آٹھ سال کے بچوں سے کارخانوں میں مسلسل ۱۱، ۱۲، اور بعض اوقات ۱۳ اور ۱۴ گھنٹے فی یوم کام لیا جاتا ہے۔ ان کو جس طرح دن کے کام میں لگایا جاتا ہے اسی طرح رات کے کاموں میں بھی لگایا جاتا ہے۔ عورتوں سے نہ صرف اس طویل مدت کے لیے دن میں اور رات کے وقت کام لیا جاتا ہے، بلکہ بھدا اور دقت طلب کام بھی لیا جاتا ہے جو ان کو مضمحل کر دیتا اور ان پر سراسر ظلم ہے۔ انگلستان میں انیسویں صدی کے اوائل میں جب کلوں کا رواج بڑھنا شروع ہوا تو وہاں اس قسم کے قابل افسوس

319

باب ششم
اوقات کار اور عمالی قانون سازی

حالات رونما ہوئے؛ اور کلوں کے رواج کی ترقی کے ساتھ ساتھ دوسرے اکثر ممالک میں بھی اسی قسم کے حالات رونما ہوئے، مثلاً جرمنی، آسٹریا، فرانس، اٹلی، اور روس میں۔ جہاں کوئی باوقار آبادی اپنے بچوں اور عورتوں کو ایسی ذلت و خواری میں مبتلا ہونے کی اجازت دینے سے انکار کر دیتی ہے وہاں کام کے طریقوں اور عملوں میں کم و بیش ترمیم ہو جاتی ہے، جیساکہ ہمارے ابتدائی زمانے میں ریاستہائے متحدہ میں ہوا؛ یا ان سے کام لینے والی صنعتیں جڑ پکڑنے میں ناکام رہتی ہیں، جیساکہ ناروے اور سویڈن میں ہوا۔ گذشتہ نصف صدی میں ریاستہائے متحدہ میں کمتر معیار زندگی والے ملکوں سے مہاجروں کی جو کثیر تعداد آبسی اس نے معاشری حالات کو اس قدر بدل دیا کہ یہاں بھی بچوں اور عورتوں کی محنت کے نقائص کچھ کمی کے ساتھ پارچہ بافی کے کارخانوں، معدنوں اور شیشے کے کارخانوں میں ظاہر ہونے لگے ہیں۔

ان خرابیوں کا سبب کلوں کا رواج اور فیکٹری کا طریقہ نہیں ہے؛ ان چیزوں نے تو جن حالات کو پایا ان سے فائدہ اٹھایا۔ اساسی اسباب افلاس، روزگار کی مجبوری اور ادنیٰ معیار زندگی ہیں۔ برطانیہ عظمی میں کارخانے کے نظام کو اس کے ابتدائی زمانے میں ایسے لوگوں کی کثیر تعداد استعمال کے لیے ملی جن کے اخلاق ایک ناقص قانون مفلسان کی وجہ سے خراب ہو گئے تھے، جو طویل مدت تک اشیاء خورد و نوش کی قلت کے باعث کمزور ہو گئے تھے اور زمین سے جن کا تعلق تملیک زمین کے جاگیری نظام کی وجہ سے منقطع ہو گیا تھا۔ براعظم یورپ کے اکثر ملکوں میں بھی اسی قسم کے ادنیٰ طبقے انسانوں کے موجود ہیں۔ اور انھی کے درمیان فیکٹری قائم ہوتی ہے۔ گو پیدائش کا جدید نظام ان خرابیوں کو نہیں پیدا کرتا پھر بھی وہ ان کی قوت کو مجتمع کرتا اور ان کو اور زیادہ سنگین بناتا ہے؛ اور بلا شبہ ان کے لیے مزید سہولتیں مہیا کر کے ان میں اضافہ کر دیتا ہے۔ اس کے برعکس ارتکاز یا اجتماع کا واقعہ خود اس کا موقع بہم پہنچاتا ہے کہ اصلاحی تدابیر اختیار کی جائیں، مثلاً فیکٹری کے کارخانوں کے متعلق قوانین وضع کیے جائیں، تعلیم و تربیت لازمی و جبری کی جائے اور محنت کی

320

باب ۵۸
اوقات کار اور عمالی قانون سازی

تنظیم کی جائے۔ یہ ممکن ہے کہ اکثر صورتوں میں کارخانے کے نظام نے اپنی ابتدائی حالت میں بھی اجیروں کے لیے معاملات کو دشوار نہ بنایا ہو؛ اور انجام کار ان کی نمایاں اصلاح کو ممکن بنا دیا ہو۔

محنت کے متعلق وضع قوانین کی تفصیلات پر غور کرنا اس کتاب کی وسعت سے باہر ہے۔ پہلا فیکٹری ایکٹ انگلستان میں سنہ ۱۸۰۲ء میں منظور ہوا؛ اور جو حالات اس کی رو سے روا رکھے گئے تھے ان سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ حالات کس قدر ناگفتہ بہ تھے جن کا خاتمہ کرنا اس کا مقصد تھا۔ اس قانون کی رو سے سوتی کارخانوں میں نو سال سے کم عمر کے بچوں کو بطور کارآموز رکھنے کی ممانعت تھی، ان کے اوقات کار ۱۲ گھنٹے فی یوم مقرر کئے گئے تھے اور رات کا کام قطعاً ممنوع قرار دیا گیا تھا۔ یہ اُن قوانین کے نفاذ کی ابتدا تھی جو ہمارے زمانے تک جاری کئے جا رہے ہیں۔ سنہ ۱۸۴۷ء کا دہ ساعتی ایکٹ غالباً اہم ترین تھا جس کی رو سے تیرہ تا اٹھارہ سال کی عمر کے بچوں اور عورتوں کے لیے اوقات کار دس گھنٹے یومیہ مقرر کئے گئے اور بعد میں چلکر یہ ترمیم کردی گئی کہ ہفتے کے معمولی ایام میں ½۱۰ گھنٹے اور شنبہ کے روز پانچ گھنٹے۔ سنہ ۱۸۴۴ء کا نصف وقت کا قانون بھی غالباً اس سے کچھ کم اہم نہ تھا؛ اس میں یہ قرار دیا گیا تھا کہ ۱۳ اور بعد میں بڑھا کر ۱۴ سال سے کم عمر کے بچوں سے صرف نصف مقررہ اوقات میں کام لیا جائے یعنی یا تو ایک دن بیچ سالم اوقات میں کام لیا جائے یا روزانہ کے حساب سے نصف وقت کے لیے کام لیا جائے؛ اور یہ کہ بقیہ نصف وقت مدرسے کی حاضری کے لیے دیا جائے۔ ریاستہائے متحدہ میں، جہاں اس معاملے میں وضع قانون کا اختیار وفاقی حکومت کے دستوری اقتدارات سے باہر ہے، اثرات کے لحاظ سے اہم ترین واحد سرکاری قانون (مثال اور نمونہ قائم کرنے کی حیثیت سے اس کا جو اثر پڑا اس لحاظ سے) سنہ ۱۸۷۴ء کا مساچوسٹس ایکٹ ہے؛ جس کی رو سے بچوں اور عورتوں کے لیے اوقات کار دس گھنٹے روزانہ مقرر کئے گئے۔ برطانیہ عظمیٰ اور ریاستہائے متحدہ امریکہ، دونوں مقامات پر

باب ۳
اوقات کار
اور
عالمی قانون سازی

بچوں اور عورتوں کے اوقات کی تحدید، انجام کار مردوں کے بھی اوقات کی تحدید کا باعث بنی؛ یعنی ان صنعتوں میں تو براہ راست جہاں عورتوں اور بچوں کے ساتھ ساتھ مردوں سے بھی کام لیا جاتا ہے، اور مقابلے اور روایات کے اثر کے ذریعے سے بالواسطہ۔

جن شرائط پر مزدور سے کام لیا جا سکتا ہے یا جس طریقے پر صنعت کو چلایا جا سکتا ہے ان کے متعلق آئین و قوانین کی وضع صرف اوقات کار کی تحدید تک محدود نہیں رہی ہے۔ ترقی یافتہ ملکوں میں بتدریج مکمل دستور العمل رونما ہو گیا ہے، جو ہر ممکنہ طریقے سے کام کے حالات کی تنظیم کرتا ہے۔ مثلاً خطرناک کلوں کے اطراف کٹہرا لگانا ضروری ہے؛ کانوں میں ہوا اور روشنی کا انتظام اور مناسب تحفظات ضروری ہیں؛ فیکٹریوں میں صحت و صفائی اور صاف پاک ہوا اور روشنی کا اہتمام ضروری ہے۔ جو صنعتیں صحت کے لیے خطرناک ہوں ان کی خاص طور سے تنظیم کی جاتی ہے۔ چنانچہ ایسی دیاسلائیوں کی تیاری، درآمد یا فروخت جو سفید فاسفورس سے بنائی جاتی ہوں (جس سے ہڈیاں گل کر موت واقع ہو جاتی ہے) تمام تہذیب یافتہ ملکوں میں ممنوع قرار دی گئی ہے۔ جس طرح برطانیہ عظمیٰ، تاریخی اعتبار سے، پہلا ملک تھا جس نے محنت کے متعلق قوانین کی وضع شروع کی، اسی طرح وہ ان قوانین کی توسیع و نفاذ میں بھی سب سے پیش پیش رہا ہے۔ سنہ ۱۹۰۱ء کا فیکٹری اور ورک شاپ ایکٹ، جو اکثر اعتبارات سے نہایت مکمل اور معیاری دستور العمل ہے، نہ صرف ایسے معاملات پر اثر انداز ہوتا ہے جن کو ابھی بیان کیا گیا، بلکہ متعدد دوسرے معاملات، مثلاً کام کے آغاز و اختتام کے اوقات، وقفوں، زائد کام، ادائے اجرت کے مقام و وقت پر بھی حاوی ہے (مثلاً شراب خانوں میں اجرت کی تقسیم ممنوع ہے)۔ علیٰ ہذا متعدد دیگر فروعات مثلاً نقصان یا بے پروائی کے لیے جرمانہ کرنے کے بارے میں آجر کا اقتدار، مزدکاری کی اجرت کی شرحوں کا تعین (ان کے متعلق تحریری اعلان کرنا ضروری ہے) وغیرہ بھی اس مجموعۂ قوانین کے زیر اثر ہے۔ ریاستہائے متحدہ میں مختلف

321

باب ۵۸ب
اوقات کار
اور
عمالی قانون سازی

ریاستوں کے قوانین مختلف ہیں؛ اکثر قوانین کمزور ہیں اور بالعموم ان کا ناقص طریقے پر نفاذ کیا جاتا ہے، خواہ وہ کمزور ہوں یا شدید و سخت گیر۔ محنت کے بارے میں قوانین وضع کرنے اور ان کا انتظام کرنے میں اس ملک کے پیچھے رہ جانے کا باعث ایک حد تک قدیم زمانے کے اصول عدم مداخلت کے روایات ہیں، لیکن زیادہ تر باعث یہ واقعہ ہے کہ شدید نقائص اور خرابیاں زمانہ حال میں پیدا ہوئی ہیں[1]۔ گزشتہ ایک یا دو نسلوں کے نئے معاشری و صنعتی حالات، باہر سے آکر بس جانے والوں کی کثرت، مصنوعات کی ترقی وغیرہ کے معاملات نے محنت کے مسائل کو نئی شکل میں بہت سرعت اور شد و مد کے ساتھ پیش کر دیا؛ اور اب تک ان کو کافی و شافی طریقے پر حل نہیں کیا گیا ہے۔ مختلف ریاستوں کا باہمی حسد، اور ہر ریاست کا یہ خوف، کہ دوسری ریاستوں کی مسابقت اس کی اپنی صنعتوں میں مزاحمت پیدا کرے گی، اصلاحی قوانین کی وضع اور ان کے نفاذ کی راہ میں سنگین رکاوٹیں ہیں۔ دیگر معاملات کے مثل اس معاملے میں بھی ایک ہی روش پر مستقل طور پر جمے رہنے سے یہ سوال رونما ہوتا ہے کہ کیا وفاقی حکومت کے دستوری اختیارات کی توسیع مناسب نہ ہو گی؟

محنت کے متعلق قوانین وضع کرنے کے طریق کو موثر کرنے کے لئے، قوانین کا سختی کے ساتھ نفاذ ناگزیر ہے۔ ناظروں کا عملہ ضروری ہے جو بخوبی تربیت یافتہ ہو اور خود عمدہ نگرانی کے تحت کام کرے؛ اور خاطیوں کو سزا دینے کا معقول انتظام ہونا بھی ضروری ہے۔ ہر معاشری و صنعتی تحریک کی

322

[1] ۔ مثلاً یہ صحیح ہے کہ خانہ جنگی سے پیشتر مساچوسٹس کے سوتی کارخانوں میں اوقات کار بہت طویل تھے۔ لیکن ۱۸۴۶ء کے بعد آئرش باشندوں کی آمد تک، یہاں کوئی مستقل گرنی کی آبادی ہی نہ تھی؛ مزدوروں کی جماعت زیادہ تر عورتوں پر مشتمل تھی جو کچھ زر پس انداز کر لینے کی خاطر ایک یا دو سال کے لیے کارخانوں میں کام کرتی تھیں۔ علاوہ ازیں فیکٹریوں میں ترقی کی رفتار بہ نسبت موجودہ زمانے کے غالباً زیادہ سست تھی۔

باب ۵
اوقات کار
اور
عمالی قانون سازی

کامیابی کا انحصار اعلیٰ درجے کے ملازمین ملک پر ہوتا ہے، اور کسی ملک میں کامیابی کی توقعات کا اندازہ ایسے ملازمین کے دستیاب ہونے کی حد تک کیا جا سکتا ہے۔ اس اعتبار سے بھی امریکہ کی ریاستیں بہت ہی پسماندہ حالت میں ہیں۔ جدید صنعت کے نئے اور پیچیدہ مسائل کا ان کو دفعتاً مقابلہ کرنا پڑ رہا ہے اور ان کو حل کرنے کے لیے سیاسی روایات اور سیاسی نظام میں مناسب تغیرات عمل میں نہیں لائے گئے ہیں۔

۴۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان سب معاملات کے بارے میں قوانین کیوں وضع کیے جائیں؟ کیا یہ ممکن نہیں کہ خود مزدوروں کے مساعی کے ذریعے سے ہی مقررہ نتائج حاصل ہو سکیں؟ مزدور خود بچوں اور عورتوں سے کام لیے جانے کی کیوں مخالفت نہیں کرتے؟ کلوں کے ارد گرد کٹہر الگھیرنے اور کانوں میں روشنی اور ہوا پہنچانے کا اور دیگر معاملات کا خود انتظام نہیں کرتے؟

اس قسم کے سوالات کا جواب ایک حد تک بالکل بدیہی ہے۔ محض مزدور اس کا تعین نہیں کر سکتے کہ وہ کس طریقے پر کام انجام دیں گے۔ یہ بھی معاملہ طے کرنے میں ان کی کمزوری کے برے نتائج میں سے ایک نتیجہ ہے۔ فیکٹری کے حالات کی اصلاح و ترقی کی جانب آجروں پر دباؤ ڈالنے کا واحد طریقہ یہ ہو سکتا ہے کہ مزدور خطرناک اور غیر صاف پاک کارخانوں کا کام ترک کر دیں اور ساز و سامان سے آراستہ بہتر کارخانوں میں جا کر کام کریں۔ مگر ایسی صورت میں جبکہ سب کارخانے مساوی طور سے خراب ہوں، یہ طریق بے سود ہوگا۔ حالات جس طرح کے پائے جائیں مزدور کو تقریباً عام طور سے ان پر قناعت کرنی پڑتی ہے۔ مسابقت کے معیار کو بلند کرنے کا واحد موثر طریق یہ ہو سکتا ہے کہ سب آجروں پر مساوی سختی کے ساتھ مقررہ شرائط کی پابندی عائد کی جائے۔

لیکن ان معاملات میں حصہ لینے سے مزدوروں کو صرف ان کی بے یاری و بے مددگاری ہی باز نہیں رکھتی۔ آئین و قوانین کی ضرورت بڑی

باب ۵۸
اوقات کار
اور
عمالی قانون سازی

323

حد تک خود ان کی جہالت اور تنگ نظری اور بدقسمتی سے، ان کی بے پروائی کے باعث رونما ہوتی ہے۔ جہالت اور تنگ نظری کی وجہ سے وہ پیشے کے خطرات کی فکر کرنے سے باز رہتے ہیں۔ حفاظتی (سیفٹی) لمپ کے جبری استعمال کی کوشش کان کنوں کی نہیں بلکہ اصل میں معاشری مصلحین اور اہل سائنس کی رہین منت ہے۔ عام مزدور خطرے سے بالکل غافل اور بے پروا ہوتے ہیں، یا کم از کم حفاظتی تدابیر اختیار کرنے میں بہت زیادہ سست و کاہل ہوتے ہیں۔ خواہ اس کا باعث نڈرپن ہو، بے خیالی یا محض کم علمی، واقعہ یہ ہے کہ انسداد حادثات کی تدابیر کا ان پر بجبر نفاذ کرنا پڑتا ہے یہی حال مضر صحت پیشوں کا ہے۔ ان میں کام کرنے والے بہت کم ان کے خلاف احتجاج کرتے ہیں اور محض ناگزیر مستقبل کو نہ دیکھ سکنے کی بنا پر اپنی صحت کو خطرے میں ڈال دیتے ہیں۔ اسی لیے ان سب معاملات میں آئین وقوانین وضع کرنے کی ہدایت زیادہ تر معاشری مصلحین طبیبوں اور ارباب سائنس کی جانب سے ہوئی ہے۔

علیٰ ہذا عورتوں اور بچوں سے کام لینے کے تحدیدی قوانین مرتب کرنے میں بھی زیادہ تر معاشری مصلحین کا ہاتھ نمایاں رہا ہے۔ مزدور خود اپنی تکالیف کا اظہار کرنے سے قاصر رہتے ہیں یا دوسروں کو اپنی خواہشوں سے مطلع کرنے میں شرمیلے پن کا اظہار کرتے ہیں، اور محض برے عادات کے خوگر ہونے کی وجہ سے بے پروا اور حالت جمود و سکوت میں رہے ہیں۔ طویل اوقات کار، عورتوں اور بچوں سے غیر محدود کام لیا جانا، غلاظت اور ناپاک ہوا، یہ سب ادنیٰ معیار زندگی کے عواقب ولوازم ہیں۔ ادنیٰ اجرتوں اور ادنیٰ ذہانت، اعلیٰ شرح پیدائش اور اعلیٰ شرح اموات سے ان کا ساتھ چولی دامن کا سا ہے۔ آبادی کو ان حالات سے نجات دلانے اور اس کی حیثیت بلند کرنے کے لیے بیرونی جبر اور دباو کی سخت ضرورت ہے، نہ صرف آجروں پر بلکہ مزدوروں پر بھی۔ بچوں سے کام لیے جانے کے تحدیدات سے پہلوتہی کرنے میں اولین قدم والدین کا اٹھتا ہے۔ اسی لیے محنت کے

باب ۵

اوقات کار اور عالی قانون سازی

حالات کے بارے میں قوانین وضع کرنے کے ساتھ ساتھ دوسری تدابیر بھی اختیار کرنی چاہئیں، اور سب سے زیادہ تعلیم کی طرف توجہ درکار ہے۔ اس قسم کی معاشری گندگی اور آلایش کو دور کرنے کے لیے کوئی شے اس قدر موثر ثابت نہیں ہو سکتی جس قدر کہ جمہوریت کی صحت بخش فضا یعنی آزادیٔ عمل و مساوی حقوق کا احساس اور معاشری ترقی و حوصلہ مندی کی مہمیز۔

محنت کے متعلق جو ضخیم مجموعۂ قوانین وضوابط مرتب ہوا ہے اس کی بڑی قوت محرکہ انسانی ہمدردی کا وہ عام جذبہ رہا ہے جو گزشتہ ڈیڑھ صدی میں تمام مہذب دنیا میں موجزن ہوا، اور معاشری و سیاسی مسائل کے بارے میں تمام انسانوں کے طرز عمل پر اس قدر قوی اور بالعموم غیر محسوس طریقے سے اثر انداز ہوا ہے۔ اخوانیت، و مفاد عامہ کا خیال عام طور سے ذہن نشیں ہو گیا ہے۔ اور مردوں، اور عورتوں اور بچوں کی تکالیف و مصائب اب جس طریقے پر سب کو متاثر کرنے لگے ہیں اس کی نظیر پہلے نہیں ملتی چند صدی قبل جس مفلوک الحالی کو ناگزیر سمجھا جاتا تھا اب وہ ناقابل برداشت قرار پا رہی ہے۔ یہ صحیح ہے کہ تحفظ نسل کے متعلق ہم بہت کچھ سنتے ہیں۔ بچوں کی محنت کی قانونی تحدید معدنوں اور جنگلوں کے تحفظ کے مشابہ قرار دیجاتی ہے۔ اگر قبل از وقت مقررہ کام لینے سے اطفال کی افزائش و ترقی رک جائے تو گیا اس سے قوم کا ساز و سامان انحطاط پذیر نہ ہوگا؟ نیم خود غرضانہ محرکات اور نسلیت، و قومیت کے فخر کے مقابلے میں، یہ استدلال بلاشبہ اثر کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ لیکن اصلی قوت وہ مذہب انسانیت ہے جس کا نصب العین سب انسانوں کی مرفہ الحالی کی ترقی ہے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ بچوں کی بے مسرت زندگی کے متعلق خوف و ہراس اور تکلیف محسوس کی جانے لگی ہے، اور ان کی بہبود کے لیے سرگرم مساعی کی ترغیب ہو رہی ہے۔ مہذب دنیا پہلے جس قدر بری تھی اب اس قدر بری نہیں رہی ہے؛ بلکہ بدرجہا بہتر ہوگئی ہے؛ اور سب سے زیادہ اس لحاظ سے بدرجہا بہتر ہوگئی ہے کہ بنی آدم کو اپنے بنی نوع کی تکالیف بہت جلد متاثر کرنے لگی ہے اور

324

باب ۵۸ اوقات کار اور عمالی قانون سازی

ان کو کم کرنے کے لیے انفرادی اور مشترکہ مساعی زیادہ سے زیادہ عمل میں لائی جارہی ہیں۔

۳۔ مرد مزدوروں کے اوقات کار کی تحدید کی نوعیت، تمام ملکوں میں عورتوں اور بچوں کے اوقات کار کی تحدید کی نوعیت سے مختلف رہی ہے۔ انگلستان اور ریاستہائے متحدہ میں، جوان مردوں کے اوقات کے انتظام و انضباط کی کوئی عام کوشش نہیں کی گئی ہے۔ اس حد تک مردوں کو اپنے معاملات زیادہ تر اپنے ہی طور پر بہترین طریقے سے طے کرلینے کے لیے آزاد رکھا گیا ہے۔ یہی حال جرمنی کا ہے۔ براعظم کے بعض دیگر ممالک، مثلاً فرانس اور سوئٹزرلینڈ میں، تمام صنائع میں مردوں کے لیے کارگزاری کے دن کی بیشترین مدت، ازروئے قانون مقرر کردی گئی ہے۔ لیکن جو مدت جائز رکھی گئی ہے، یعنی فرانس میں ۱۲ گھنٹے اور سوئٹزرلینڈ میں ۱۱ گھنٹے، وہ اس قدر وسیع ہے کہ اس کی بناپر عام آئینی تحدید تحصیل حاصل ہے۔ یہ صحیح ہے کہ مردوں کے اوقات کار کی حد تک خاص خاص صنعتیں کسی ایک یا دو ملکوں میں زیادہ شدید قسم کے تحدیدات کے تابع رکھی گئی ہیں۔ انھیں مخصوص سلوک کے لیے بعض اوقات اس لیے منتخب کیا گیا ہے کہ غیر معمولی طور سے برے حالات رونما ہوئے؛ اور بعض اوقات اس لیے کہ ان میں کام کرنے والے مزدور واضعان قوانین پر موثر طریقے پر اثر ڈالنے میں کامیاب ہوئے۔ جرمنی اور امریکہ کی بعض ریاستوں میں نان خانوں (Bakeries) میں اوقات کی تحدید کی گئی ہے۔ فرانس اور برطانیہ عظمیٰ میں کوئلے کی کانوں میں کام کرنے والے مرد مزدوروں کے لیے اوقات کار اب یعنی سنہ ۱۹۲۰ء میں، سات گھنٹے مقرر کیے گئے ہیں؛ اور امریکہ کی بعض مغربی ریاستوں مثلاً اری زونا، کولوریڈو، نیواڈا، مسوری کے تمام معادن میں ازروئے قانون کام کے اوقات آٹھ گھنٹے مقرر کیے گئے ہیں۔ لیکن یہ مستثنیات ہیں؛ اکثر صنعتوں میں مردوں کے اوقات کار کے لیے براہ راست کوئی تحدید نہیں کی گئی ہے۔ سب سے زیادہ اہم تحدید وہ ہے جو عورتوں اور بچوں کے

باب ۵
اوقات کار
اور
عملی قانون سازی

بارے میں وضع آئین کا نتیجہ ہے جس حد تک مرد بھی ان ہی کارخانوں میں کام کرتے ہوں اس حد تک عورتوں اور بچوں کے لیے جو اوقات مقرر کیے جاتے ہیں وہی دراصل مردوں کے لیے بھی مقرر کیے جاتے ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ بعض اوقات، جیسا کہ فرانس میں ہوتا ہے، مشترک کارخانوں میں یہی اوقات ازروئے قانون مردوں کے لیے بھی قابل اطلاق ہوتے ہیں۔

325

ریاستہائے متحدہ میں وفاقی دستور کے قواعد کا، جن کی رو سے کوئی شخص اپنی جان، مال یا آزادی سے بغیر قانونی چارہ جوئی کے محروم نہیں کیا جا سکتا[1] اور اکثر ریاستوں کے دستور کے اسی قسم کے قواعد کا، یہ مطلب لیا گیا ہے کہ وہ مردوں کے اوقات کار کی تنظیم کی حد تک مجالس قانون ساز کے اختیارات کی تحدید کرتے ہیں۔ "آزادی" کی تعریف میں دیگر چیزوں کے منجملہ انفرادی عاقل و بالغ مرد کا قابل قبول شرائط پر کام کرنے کا حق بھی شامل ہے۔ "پولیس کے اقتدار" کا استعمال آزادی کے خلاف یا متضاد نہیں تصور کیا جاتا اور حقیقت میں اس کی مبہم تعریف کے تحت تنظیم ایک حد تک جائز قرار دی گئی ہے۔ لیکن وہ قوانین جو مردوں سے دس یا بارہ گھنٹے سے زائد کام لینے کو ممنوع قرار دیتے ہیں ان کے متعلق یہ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ حسب دلخواہ کام کرنے کی آزادی سے محروم کر دیتے ہیں (اور اگر مزدوروں کو زائد از وقت مقررہ کام کرنا روا رکھا جائے تو اس قسم کا کوئی قانون موثر نہیں ہو سکتا) عورتوں اور بچوں کی محنت کی تحدید کرنے والے قوانین غیر صحیح نہیں قرار دیئے گئے ہیں؛ اس لیے کہ ان جماعتوں کے متعلق یہ خیال کیا جاتا ہے کہ پولیس کے اقتدار کے تحت ان کو قابو میں لایا جا سکتا ہے۔ خود مردوں کی حد تک بھی بعض قوانین جو مخصوص پیشوں میں اوقات کی تحدید کرتے ہیں صحیح مانے گئے ہیں، خاصکر ان پیشوں میں جہاں

[1] یہ امتناع پانچویں ترمیم (ففتھ امنڈمنٹ) کے ذریعے سے کانگرس پر اور چودھویں ترمیم (فورٹینتھ امنڈمنٹ) کے ذریعے سے ریاستوں پر عائد کیا گیا ہے۔

باب ۵۸
اوقات کار
اور
عائلی قانون سازی

صحت کی بنیاد پر اس اقتدار کو کام میں لانا حق بجانب خیال کیا جاتا ہے، مثلاً نان خائے اور معادن۔ عام اصول، جس کے تحت ممکن ہے کہ مرد طویل اوقات تک کام کرنے کی "آزادی" سے محروم نہ کیے جائیں، اس اصطلاح کی ایسی تعبیر و تغیر سے رو نما ہوتا ہے جس پر آسانی کے ساتھ اعتراض وارد ہو سکتا ہے۔ یہ ممکن ہے کہ اس کی اس طرح تشریح و تعبیر کرنے والے مصنف مزدور کے مطالبات کے خلاف قائم کردہ عام تعصبات سے کم و بیش محسوس طریقے سے متاثر ہوئے ہوں۔ بہر صورت اس طرح کے مبہم اصول کی صحیح تعریف بہت ہی مشکل ہوگی۔ دستوری قانون کے مسائل کی بحث کے لیے اس کتاب کی وسعت ناکافی ہے۔ لیکن صورت حالات سے ایک اصولی نکتہ واضح ہوتا ہے، اور وہ یہ کہ کیا دستوری توضیح و تغیر سے قطع نظر کرتے ہوئے مردوں کے متعلق قوانین اور عورتوں اور بچوں کے متعلق قوانین میں ممیز فرق قائم کرنے کی کوئی معقول وجہ ہو سکتی ہے؟

اس قسم کی تفریق کی واحد بنیاد بظاہر یہ معلوم ہوتی ہے کہ آئین کے مقابلے میں اپنے ذاتی مساعی کے ذریعے سے تخفیف اوقات کار حاصل کرنا مردوں کے لیے زیادہ بہتر ہوگا۔ اس بارے میں عام یا مطلق قسم کے مستقل اعتراضات نہیں ہیں۔ عورتوں اور بچوں کی مدافعت کے لیے جو معاشری ہمدردی مداخلت کا باعث ہوتی ہے وہی ہمدردی مردوں کی مدافعت کے لیے بھی مداخلت کی محرک ہے۔ اگر عورتوں کا دس گھنٹوں سے زائد کام کرنا ناقابل برداشت خیال کیا جاتا ہے، تو مردوں کا بارہ، گیارہ یا دس گھنٹوں سے زائد کام کرنا اس سے کچھ کم ناقابل برداشت نہیں خیال کیا جا سکتا۔ سوال صرف مدارج کا اور نفع یا نقصان کی زیادتی کا ہے کہ انجام کار نقائص کو زائل کیے بغیر ہمدردی عامہ کے جذبات کو کس حد تک ابھارا جا سکتا ہے۔

326

اس اصول کی تائید میں کہ مرد اپنی لڑائیاں خود لڑ کر انجام کار زیادہ فائدہ حاصل کر سکتے ہیں کچھ نہ کچھ ضرور کہا جا سکتا ہے۔ اگر کوئی شے اپنے طور پر حاصل کی جائے تو اس کا نہایت اچھا اثر پڑتا ہے۔ مزدوروں کی تنظیم،

باب ۵۸
اوقات کار
اور
عاملی قانون سازی

مزدوروں کی انجمنیں اور مزدوروں کی کشمکش یہ سب چیزیں نہ صرف کام کے شرائط پر راست اثر ڈال کر معاشری فوائد پیدا کرتی ہیں۔ بلکہ ضبط و انتظام قائم کرکے بھی فائدہ پہنچاتی ہیں۔ بنی نوع انسان کی حالت کی آخری اصلاح کا مدار خصائل اور معلومات کی اصلاح و ترقی پر ہے۔ گو ترقی کو اپنی مدد آپ کرنے پر محمول کرنا بالعموم اصلاح کی راہ میں رکاوٹ پیدا کرنے کا خاصہ ذریعہ ہوتا ہے، پھر بھی یہ کہنا صحیح ہے کہ آپ اپنی مدد کرنا خود سب سے موثر قسم کی مدد ہے۔ اس قسم کی بنیادوں پر مزدوروں سے کہا جاسکتا ہے کہ وہ تخفیف اوقات کے لیے کشمکش کو اپنے طور پر جاری رکھیں، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مملکت بیشترین حد کا تعین نہ کرے، جیساکہ فرانس میں ہوتا ہے اور ایسے عام حدود نہ ظاہر کردے جن کے اندر کشمکش کو محدود رکھا جاسکتا ہے۔ اور ان صنعتوں میں جہاں جسمانی خوش حالی کے واضح وجوہ کی بنا پر تخفیف اوقات کی ضرورت ہے وہاں آئین و قوانین کی وضع کی مخالفت کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ اس طرح پر شیا میں معدنوں میں حرارت ۲۸ درجے سنٹی گریڈ یا ۳ ۹ درجے فیرن ہیٹ سے زیادہ ہوتی ہے، اس لیے وہاں چھے گھنٹے روزانہ سے زیادہ محنت نہیں کی جاسکتی۔ اسی قسم کے آئین ان آئین و قوانین کے مماثل ہیں جو خطرناک کلوں کے اردگرد کٹھرے بنانا، کارخانوں میں ہوا اور روشنی کا انتظام، اور زہریلے مصنوعات کے پیشوں کی تفصیلی تنظیم لازمی و ضروری قرار دیتے ہیں۔

۴۔ تخفیف اوقات کا مطالبہ اور خاصکر آٹھ ساعت فی یوم عام طور سے مقرر کرنے کا مطالبہ غالباً مزدوروں کے نظامات کے دستور العمل کا اہم ترین جزو ہے۔ وضع آئین سے قطع نظر کرتے ہوئے اس کے متعلق کیا کہا جاسکتا ہے؟

وہی بدیہی سبب جو کسی شخص کے دل میں اعلیٰ اجرت کے مطالبے سے ہمدردی پیدا کرتا ہے تخفیف اوقات کے مطالبے کے بارے میں بھی ہمدردی پیدا کرتا ہے۔ اس کا مطلب بنی نوع انسان کی حالت کی

اصلاح و ترقی ہے۔ اور اس کے معنی اہم ترین اصلاح و ترقی کے ہیں۔ تخصیص یا فنۃ کلیں اور تقسیم عمل، دونوں، جیساکہ بیان ہو چکا ہے، محنت کو کم دلچسپ، زیادہ تکلیف دہ اور ٹھس بناتی ہیں۔ اس ناخوشگوار لیکن ناگزیر رجحان کو، بہترین طریق پر اوقات کو کم کرکے فرصت اور وقفے کو بڑھا کر، رفع کیا جا سکتا ہے۔ وقفہ، صرف آرام کے لیے ہی ضروری نہیں ہے بلکہ کھیل اور تفریح، امور خانہ داری میں حصہ لینے، اعلیٰ قابلیتوں کو ترقی دینے اور خالص مسرتوں کو بڑھانے کے لیے بھی ضروری ہے۔ ترشرو نقاد بعض اوقات یہ کہتے ہیں کہ مزدوروں کی تعداد کثیر وقفے کو زیادہ شراب نوشی اور مخرب اخلاق کاہلی میں صرف کرتی ہے۔ لیکن بادہ نوشی حقیقت میں طویل مدت تک کام کرنے کا اور اس کے عواقب یعنی ادنیٰ اجرت، ناقص کارخانوں اور خرابیٔ اخلاق کا لازمہ ہے۔ یہ صحیح ہے کہ تخفیف اوقات کار کے ساتھ بہتر معیار زندگی کے لیئے دوسرے عاملین کی ضرورت ہے، مثلاً اعلیٰ تعلیم، کتب خانے، کھیل کے میدان، صحت بخش تفریحات اور بادہ نوشی کی دوکانوں کے بدل۔ کم اوقات کار یعنی موجودہ روایات سے بھی کمتر اوقات کو بلاشبہ خوش حالی میں زبردست اضافے کا باعث بنایا جا سکتا ہے۔

اجرتوں پر تخفیف اوقات کار کا جو اثر پڑتا ہے وہی نزاعی مسئلہ ہے۔ تخفیف اوقات کے مطالبے کے ساتھ ساتھ اس مقررہ شرح اجرت کا مطالبہ بھی کیا جاتا ہے، کہ کام تو کم کر دیا جائے یا کم از کم اوقات کار گھٹا دیئے جائیں، لیکن اجرت میں کمی نہ کی جائے۔ کیا یہ دُہرے مطالبات ایک دوسرے سے توافق رکھتے ہیں؟ کیا قلیل اوقات محنت کی پیداوار کو جو اجرت کا اصلی منبع ہے کم نہیں کر دیں گے اور اس طرح تخفیف اجرت کا باعث نہ ہوں گے؟ قلیل اوقات لازمی طور سے پیداوار کو نہیں گھٹاتے۔ جہاں اجرت بحساب کار کے اصول پر محنت کی جاتی ہے وہاں، مزدور دس گھنٹوں میں جتنا کام کر سکتے ہیں اتنا ہی کام آٹھ گھنٹوں میں بھی انجام دے سکتے ہیں۔ جہاں کام اجرت بحساب کار کے اصول پر انجام نہیں دیا جاتا بلکہ دن یا گھنٹے کے

باب ۵ اوقات کار اور عملی قانون سازی

حساب سے انجام دیا جاتا ہے وہاں، پیداوار کی تخفیف ممکن ہے؛ اگرچہ اس قسم کا نتیجہ اجرت بحساب کار کے فراہم کیے ہوئے مہیج کی عدم موجودگی میں ممکن نہیں ہے۔ اس لیے کہ اس صورت میں کام کرنے کا گہرا میلان بلا تامل رونما ہوتا ہے۔ خود جہاں کلوں کے ذریعے سے کام انجام پاتا ہو وہاں بھی، کارکردگی کے نفع کے ذریعے سے اوقات کار کی تخفیف کو زائل کیا جا سکتا ہے۔ کلوں کے کام کی رفتار اُن لوگوں کی ذہانت و نگرانی کا لحاظ کیے بغیر متعین نہیں ہوتی جو اُن کو حرکت میں لاتے ہیں۔ سُست اور تھکے ہوئے مزدوروں کی جماعت جس کام کو دس یا بارہ گھنٹوں میں انجام دے سکتی ہے وہی کام چُست اور مستعد جماعت آٹھ گھنٹوں میں بخوبی کر سکتی ہے۔

لیکن یہ سب کچھ صرف اضافی طور پر اور بعض حدود کے اندر صادق آتا ہے۔ اجرت بحساب کار کے اصول پر کام کرنے والے اور میکانک دس گھنٹے میں جتنا کام کر سکتے ہیں اس کو عام طور سے آٹھ گھنٹے میں بھی انجام دے سکتے ہیں، لیکن اس وقت کو گھٹا کر وہ چھے گھنٹے نہیں کر سکتے۔ کارخانے کے مزدور بارہ گھنٹے میں جتنا کام کر سکتے ہیں اس کو دس گھنٹے میں بھی کر سکتے ہیں، اور عام طور سے دس گھنٹے میں ان کی محنت سے جتنا کام انجام پا سکتا ہے اس کو وہ آٹھ گھنٹے میں بھی پورا کر سکتے ہیں۔ یہ کہنا آسان نہیں ہے کہ آیا مصنوعات، میکانیکی اور تجارتی پیشوں میں کارگزاری کے اوقات عام طور سے آٹھ گھنٹے مقرر کرنے سے قومی مقسوم میں کمی واقع ہوگی یا نہیں۔ لیکن دیگر حالات مساوی اور غیر متبدل رہنے کی صورت میں سات یا چھے گھنٹے تک تخفیف کر دینے سے بلا شبہ یہ نتیجہ رونما ہو سکتا ہے۔

328

دیگر حالات مساوی یا غیر متبدل رہتے ہیں؛ لیکن ممکن ہے کہ دیگر حالات میں تبدل و تغیر واقع ہو۔ سب سے بڑی بات یہ کہ ایجادوں و فنون و صنائع کی ترقی محنت کی عام کارکردگی کو بڑھا سکتی ہے، اور اس طرح پیداوار میں کمی کیے بغیر اوقات کار گھٹائے جا سکتے ہیں۔ چنانچہ گزشتہ نصف صدی میں مہذب دنیا میں یہی ہوا؛ اور یہی وہ حالات ہیں جن کے وقوع پذیر ہونے کی ہم آئندہ

باب ۵۸
اوقات کار
اور
عمالی قانون سازی

زمانے میں بھی توقع کر سکتے ہیں۔ تمام تہذیب یافتہ ملکوں میں اوقات کار کو کم کرنے کا رجحان رہا ہے۔ انیسویں صدی کے وسط تک انگلستان اور ریاستہائے متحدہ میں کارخانے کے اوقات ۱۱ یا ۱۲ گھنٹے بلکہ زیادہ تر ۱۲ گھنٹے تھے؛ لیکن بحالت موجودہ دونوں ملکوں میں عام طور سے دس گھنٹے مقرر ہوئے ہیں'، اور انگلستان میں شنبہ کے روز نصف یوم کی تعطیل بھی دی جاتی ہے۔ بدقسمتی سے ریاستہائے متحدہ میں ایسی متعدد صنعتیں ہیں جن میں اوقات کار اب بھی دس گھنٹے سے زائد ہیں، مثلاً جنوب کی پارچہ بافی کی گرنیاں، اور پن سلوانیا کی لوہے اور فولاد کی صنعتیں؛ اور یہی چیز ان علاقوں میں عورتوں اور بچوں کی محنت کا ناواجب استعمال کرنے کا سبب ہوئی؛ یعنی مزدوروں کی جماعت کا معیار زندگی ادنیٰ ہے۔ جرمنی میں انیسویں صدی کے وسط کے بعد تک عام اوقات ۱۲، ۱۳، ۱۴ بلکہ ۱۵ گھنٹے تھے۔ اس صدی کے ختم تک اکثر مزدوروں کے لیے دس گھنٹے اور بہت کم صورتوں میں گیارہ گھنٹے سے زائد مقرر کیے گئے۔ اوقات کی یہ عام تخفیف اور اس کے ساتھ ساتھ اجرتوں کا عام اضافہ پیدآور قوت کے اضافے کا نتیجہ رہا ہے۔ جان اسٹورٹ مل نے انیسویں صدی کے وسط میں اپنے یادگار الفاظ میں یہ اعلان کیا تھا کہ یہ امر مشتبہ ہے کہ آیا جملہ ایجادات و اختراعات نے کسی واحد انسان کی محنت و مشقت میں کمی کی ہو؛ اس شبہے کو اب ظاہر نہیں کیا جا سکتا؛ خوش قسمتی سے یہ بالکل ظاہر ہے کہ کثیر التعداد مردوں اور عورتوں کی محنت و مشقت میں کمی ہو گئی ہے۔

اور آیندہ بھی اس سے زیادہ کمی ہو گی اور ہونی چاہیئے؛ محنت کی پیدآوری کے عام اضافے کے باعث مزدوروں کو مختلف قسم کے سبیل البدل کے مابین انتخاب کا موقع حاصل ہو گیا ہے؛ یا تو مقررہ اوقات کے ساتھ اعلیٰ اجرت لیں، یا کمی اوقات کے ساتھ کم اجرت لیں، یا ان کے بین بین راستہ اختیار کریں یعنی کسی قدر کم اوقات کے ساتھ ساتھ کسی قدر اعلیٰ اجرت قبول کریں؛ چنانچہ اس درمیانی راستے کو انھوں نے اختیار کیا ہے۔ "انتخاب" ایک مغالطہ انگیز لفظ ہے؛ اس لیے کہ ان کا انتخاب کسی محسوس یا ارادی طریقے پر عمل میں نہیں آتا۔ محض

329

باب ۵۸

اوقات کار اور عملی قانون سازی

اعلیٰ اجرت اور قلیل اوقات کے بہتر حالات حاصل کرنے کے لیے مستقل دباؤ محسوس ہوتا یا اس کی جانب مبہم رہنمائی ہوتی ہے۔ دونوں کو کامیابی کے ساتھ حاصل کرنے کا باعث نہ صرف مسلسل کشمکش اور مسلسل مصالحانہ طرز عمل رہا ہے، بلکہ وہی محنت بچانے والی تدابیر رہی ہیں جن کو خود مزدور خوف وہراس سے دیکھتے ہیں۔ اس فائدے کو یکے بعد دیگرے آنیوالے مدارج کے ذریعے سے جستہ جستہ حاصل کیا گیا ہے، جیساکہ تمام صنعتی تغیرات میں ہوتا ہے؛ یعنی پہلے ایک حرفت یا پیشے میں، یہ حاصل کیا جاتا ہے اس کے بعد دوسرے میں، اور ایک ملک سے دوسرے ملک میں اس کا اثر پھیلتا اور بڑھتا ہے۔ ماہر میکانک پہلے اوقات کی کمی حاصل کرتے ہیں اور اسی سبب کی بنیاد پر پہلے اعلیٰ اجرت بھی حاصل کرتے ہیں؛ اس لیے کہ قوم میں اس قسم کی محنت کی طلب اس کی ممکنہ رسد کے مقابلے میں زیادہ ہوتی ہے۔ اس واقعے سے کہ مزدوروں کی ایک جماعت اس طرح کی موافق صورت میں رہ کر قلیل اوقات اور اعلیٰ اجرت دونوں حاصل کرسکتی ہے، یہ ثابت نہیں ہوتا کہ سب مزدور اس کو حاصل کرسکتے ہیں؛ لیکن پھر بھی یہ صحیح ہے کہ مزدوروں کا یہ اعلیٰ طبقہ اپنے فوائد حاصل کرنے کے قابل اس لیے ہوا ہے کہ نہ صرف ان کے مخصوص کام کو انجام دینے کے لیے بلکہ تقریباً دوسرے سب مزدوروں کے کام کو انجام دینے کے طریقوں میں اصلاح و ترقی عمل میں آئی ہے۔

جب ایک مرتبہ اجرتوں کی عام سطح مایحتاج زندگی اور جسمانی کارکردگی کو کافی ہونے کی اقل ترین حد سے متجاوز ہو جاتی ہے تو، اوقات کار کی تخفیف، جیساکہ بیان ہو چکا ہے، اعلیٰ اجرت کی بہترین شکل ہو جاتی ہے۔ وہ نہ صرف کچھ آرام اور زندگی سے تمتع حاصل کرنے کا موقع بہم پہنچاتی ہے، بلکہ واقفیت کو بڑھانے اور خصائل کو درست کرنے کا موقع بھی دیتی ہے۔ قلیل اوقات کے دن کا مطالبہ عام طور سے ہمدردی اور تائید کا مستحق ہے۔ وہ ایسا نصب العین ہے جس کو ہمیشہ اپنے پیش نظر رکھنے میں، اور جس پر موافق حالات کی موجودگی میں زور دینے میں مزدور حق بجانب ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ اس صورت میں،

باب ۵۸

اوقات کار اور عملی قانون سازی

330

دیگر متعدد صورتوں کے مثل، جو لوگ اس کو ایک حد تک حاصل کر لیتے ہیں اس کو اور زیادہ حاصل کرنا بظاہر آسان پاتے ہیں۔ ماہر میکانک جو اعلیٰ اجرت پاتے ہیں کمی اجرت کے بغیر بہت جلد قلیل اوقات حاصل کر لیتے ہیں۔ جن صنعتوں میں کام مسلسل دن رات انجام پاتا ہے، جیسے لوہے اور فولاد کے کارخانے، اور جن میں دن رات کے چوبیس گھنٹوں کو بارہ بارہ گھنٹوں کے دو مساوی حصوں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے، ان میں قلیل اوقات کار کی سب سے زیادہ ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ اس معاملے میں کم از کم سب سے بہتر بات جو خیال کی جا سکتی ہے وہ چوبیس گھنٹوں کی تین حصوں میں تقسیم ہے جس میں سے ہر ایک میں صرف آٹھ آٹھ گھنٹے کام کرنا پڑے، چنانچہ یہ انتظام امریکہ کی مغربی ریاستوں میں بہت عام ہے اور ان سب صنعتوں میں اس کا نفاذ مناسب ہو سکتا ہے جن میں مسلسل کام انجام پاتا ہے۔ وہ میکانک جو موافق حالات کے تحت کام کرتے ہیں، اگرچہ بعض اوقات خود غرضی سے کام کرتے ہیں اور حقیقی ترقی کی راہ میں بعض اوقات رکاوٹ پیدا کرتے ہیں پھر بھی اس صورت میں کم از کم بقیہ مزدوروں کی تقلید کے لیے نہایت عمدہ مثال پیش کرتے ہیں۔

۵۔ جس صورت میں اجرت بہت ادنیٰ ہو اور ادنیٰ اجرت کے حالات عام طور سے پائے جائیں، یعنی اوقات کار طویل ہوں، کارخانوں کی عمارتیں ناقص ہوں اور کمزوروں کے ساتھ ترشروئی سے سلوک کیا جائے وہاں، یہ سوال رونما ہوتا ہے کہ اجرت کی اقل ترین حد مقرر کر کے، اوقات کار اور دیگر شرائط کی تنظیم و تحدید کر کے مقابلے کے معیار کی تنظیم کیوں نہ کی جائے۔

مزدوروں اور خاص کر نام نہاد خستہ کر دینے والے پیشوں[1] کے متعلق وضع آئین و قوانین کی اس مزید شکل کی ضرورت بہت شدت کے ساتھ بتائی جاتی ہے۔ اس اصطلاح کو مبہم طریقے پر استعمال کیا جاتا ہے اور پہلے کے مقابلے میں اس کو اب زیادہ وسیع معنوں میں استعمال کیا جانے لگا ہے۔ ابتداءً اس کو ذیلی معاہدے اور گھریلو صنعت کے نظام سے تعبیر کیا جاتا تھا، یعنی کام کو اجزا کی صورت میں تقسیم کر دیا جاتا تھا اور مزدوران کو اپنے گھروں میں انجام دیتے تھے۔ پارچہ بافی کی صنعت بہت طویل زمانے تک اس کی ذیل میں داخل رہی۔ بڑے بڑے کارخانوں میں کلوں اور پیدائش بر پیمانۂ کبیر کے

[1]۔ (Sweated) نیم بیگار

باب ۵
اوقات کار
اور
عمالی قانون سازی

طریق کے استعمال نے سوتی پارچہ بافی کی صنعت میں تو انقلاب عظیم پیدا کر دیا تھا، مگر کپڑوں کے تراشنے اور سینے میں اس طریق کو آسانی کے ساتھ استعمال نہیں کیا جا سکتا تھا۔ تھوک سوداگر اور خیاط ان کاموں کو اجزا میں تقسیم کرتے تھے (خاص کر سلائی کو) ذیلی ٹھیکہ داروں کے تفویض کرتے تھے، اور یہ ذیلی ٹھیکہ دار پھر اپنے طور پر اس کام کی مزید تقسیم کر کے مردوں، عورتوں اور بچوں کے سپرد کرتے تھے اور یہ لوگ اپنے گھروں پر کام انجام دیتے تھے۔ اس کی سب سے نمایاں مثال ریاستہائے متحدہ میں شہر نیویارک کے مشرقی حصے میں ملتی تھی جہاں لاکھوں نو وارد مہاجر، زیادہ تر روسی یہودی، ذیلی ٹھیکہ داروں کے تحت اہل امریکہ کے کثیر المقدار کپڑے سینے میں مصروف رہتے تھے۔ بیسویں صدی تک یہاں کارخانے اور دستکاروں کے مابین اور کلوں اور آلات کے مابین مقابلہ و مسابقہ شروع نہیں ہوا تھا۔ مذکورۂ بالا طریقے اس کتاب کے لکھے جانے تک (سنہ ۱۹۲۰ء) جاری ہیں، اور ذیلی ٹھیکہ داری اور خستہ کر دینے والی محنت کا طریق صنعت کے بیشتر حصوں کی اب بھی خصوصیت خاصہ ہے۔

صنعت کی اس تنظیم میں بالعموم ناگفتہ بہ حالات رونما ہوتے ہیں، لیکن وہ لازمی طور سے ان سے رونما نہیں ہوتے۔ نام نہاد نیم بیگار یا خستہ کن پیشوں کی آمدنیاں کسی صورت عام طور سے قلیل نہیں ہوتیں۔ صرف اس حالت میں جبکہ بہت زیادہ لوگوں میں کام کے لیے مقابلہ ہوتا ہے اور وہ کسی دوسرے کام کی جانب متوجہ نہیں ہو سکتے ان کی آمدنیاں کم ہوتی ہیں۔ چنانچہ یہ حالت نیویارک کی پارچہ بافی کی صنعت کے صرف ایک حصے میں پائی جاتی ہے۔ چونکہ نو وارد مہاجروں کے کثیر التعداد گروہ ملک کی زبان اور ملک کے امکانات سے بالکل نابلد ہوتے ہیں اور اپنے ساتھیوں کو ایسا کرتے ہوئے پاتے ہیں، اس لیے خود بھی خوشی اور مستعدی کے ساتھ اس کام میں شریک ہو جاتے ہیں اور کسی دوسرے کام میں حصہ نہیں لے سکتے۔ اس طرح ذیلی ٹھیکہ دار کی حیثیت وہ ہو سکتی ہے جو عام طور سے خیال کی جاتی ہے، یعنی ایسا خوش حال اور بے اصول شخص جو اپنے تحت کام کرنے والے مزدوروں کی کمزوریوں سے فائدہ اٹھاتا اور ان سے طویل مدت تک اور ادنیٰ اجرت پر کام لیتا ہے لیکن اسی طرح

331

عام طور سے اس کی حالت بھی خود سقیم اور ناگفتہ بہ ہوتی ہے، غریب کو دوسروں سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے جو اس سے افلاس میں کمتر نہیں ہوتے اور وہ اپنا، یا اپنے مزدوروں کا (اگر ان کو یہ لقب دیا جا سکے) اس نظام سے پیچھا چھڑانے کی قابلیت نہیں رکھتا۔

فیکٹریوں میں کام کیا جائے یا گھروں میں، جہاں کہیں ادنیٰ طبقے کی غیر مسابق جماعت موجود ہوگی وہاں ادنیٰ اجرت ملے گی، اور اوقات کار بھی طویل ہوں گے، غیر شائستہ حالات پائے جائیں گے اور کمزوروں اور جاہلوں کو الو بنایا جائے گا۔ جہاں کہیں اس قسم کے قابل افسوس حالات پائے جاتے ہیں ان کے متعلق وہاں نیم بیگار یا خستہ کر دینے والی محنت کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔ اور ان سب صورتوں میں یہ سوال رونما ہوتا ہے کہ مقابلے کے عمل کو اپنا نتیجہ پیدا کرنے کا کب تک موقع دیا جائیگا؟ کیا قانوناً اجرت کی ایسی اقل ترین حد مقرر نہیں کی جا سکتی جس کی رو سے کوئی شخص نہ تو کام لے سکے گا اور نہ انجام دے سکے گا؟ کیا یہ ضروری نہ گردانا جائے گا کہ ہر کام کرنے والا شخص کم از کم مایحتاج زندگی کے لیے مکتفی اجرت پا سکے؟

کفافی اجرت کے متعلق بہت کچھ مبہم گفتگو کی جاتی ہے۔ جو لوگ اس اصطلاح کو استعمال کرتے ہیں ان کا مطلب اس سے محض جسمانی ضرورت کی اقل ترین قطعی مقدار نہیں ہوتا۔ ان کے ذہن میں آسائش و فراغت کی زندگی کا معیار ہوتا ہے؛ اور ایسے معیار نہ صرف عمروں کے لحاظ سے بلکہ مختلف ممالک میں مختلف ہوتے ہیں۔ چنانچہ ریاستہائے متحدہ میں جو اجرت زندگی کے لیے مکتفی اور کفافی خیال کی جاتی ہے وہ جرمنی یا اٹلی کے معیار سے بہت بلند ہوگی۔ "منصفانہ یا واجبی" اجرتوں کے معیاروں کے مثل یہ حقیقت میں کچھ ایسی شے ہے جس کے لوگ خوگر ہو چکے ہیں اور جو خوش حالی کی منزل کی ایک خاص حالت کے حصول کی جانب اشارہ کرتی ہے۔ یہ خیال کہ کسی کو معیار زندگی سے کم اجرت نہ ملنی چاہیئے، اسی بنیاد پر مبنی ہے جس پر معاشری اصلاح کی موافقت کرنے والے اکثر اشخاص کے خیالات مبنی ہیں؛ یعنی ایک ہمدردانہ خواہش کہ سب لوگوں کو ترقی کے منافعے سے مسلمہ اور عام حدود کے اندر حصہ ملنا چاہیئے۔

شرح اجرت کی اقل ترین حد مقرر کرنے کے بارے میں آئین وضع کرنے کا

باب ۵۸

اوقات کار اور عالمی قانون سازی

332

مطالبہ لازمی طور سے ان اصولی سوالات سے متعلق نہیں ہے جو گزشتہ فصلوں میں بیان کردہ سوالات سے مختلف ہیں، پھر بھی اگر اس کے آخری نتائج تک اس کی کھینچ تان کی جائے تو ممکن ہے کہ وہ آسانی کے ساتھ نیا سوال پیدا کر دے۔

اوقات کار، فیکٹری کے حالات، وغیرہ کے متعلق وضع آئین کے مثل اقل ترین شرح اجرت کے جبری تقرر کے آئین کی وضع، محض مقابلے کے معیار کی تنظیم کرنے میں مدد دے سکتی ہے۔ سب آجر یکساں طور سے متاثر ہوں گے؛ کوئی شخص اپنی محنت کو مقررہ شرح سے کم پر فروخت کرکے دوسروں کو مقابلے سے ہٹا نہ سکے گا۔ انتظامی دقتوں کا ہونا بدیہی ہے؛ قواعد و قوانین سے بچنے کی کوشش کا سد باب محض ناظروں کے عملے کے ذریعے سے، اشاعت و اشتہار اور رائے عامہ کی تائید کے ذریعے سے ممکن ہے۔ اس قسم کی مشکلات تو دوسرے مقامات پر دقتیں پیدا کریں گی، لیکن خاصکر ریاستہائے متحدہ میں سب سے زیادہ دقتیں پیدا کریں گی، کیونکہ یہاں وضع آئین اور انتظام کے طریقے بہت بھدے اور غیر مہذب ہیں۔ لیکن ان سے کوئی نئے اصولی سوالات نہیں رونما ہوتے۔

زیادہ اساسی مسئلہ جو نادر نہیں کہا جا سکتا، یہ ہوگا کہ جو لوگ بیکار رہوں یا جن سے کام نہ لیا جا سکتا ہو ان سے کس طرح سلوک کیا جائے؟ یقیناً کچھ تعداد ایسی ہوگی جو اقل ترین اجرت بھی حاصل کرنے کے قابل نہ ہوگی؛ یعنی مسن، معذور اور کمزور اشخاص اور اپاہج۔ آجروں کو اس بات پر مجبور کرنا ناممکن ہوگا کہ وہ اقل ترین اجرت ان لوگوں کو بھی دیں جن کی خدمات اس قابل نہیں ہیں۔ یہ سوال بالکل واجبی ہے کہ آیا یہ تجویز کا نقص و سقم ہونے کے بجائے اس کی خوبی نہیں ہے کہ قوم نااہلوں، بگڑے ہوئے لوگوں اور معذوروں کا مسئلہ منصفانہ اور سیدھے طریقے پر حل کرنے پر مجبور ہو گی۔ ان لوگوں میں جو کام کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے یا تھوڑی بہت صلاحیت رکھتے ہیں، دو جماعتیں ممتاز حیثیت رکھتی ہیں۔ ایک تو وہ جو انفرادی طور سے لاعلاج اسباب کی بنا پر معذور ہوں اور جن کی حالت پورے معاشرے پر یکساں طور سے صادق نہ آتی ہو،

باب ۵ب
اوقات کار اور نمائی قانون سازی

مثلاً پیرانہ سالی ضعف قوٰی، بیکار کر دینے والا حادثہ؛ دوسرے وہ لوگ جو متعدی امراض یا دیگر اخلاقی نقائص کی بنا پر معذور ہوں مثلاً امراض خبیثہ کی بنا پر جسم اور خصائل کی کمزوری، شراب نوشی، اور عیاش زندگی وغیرہ۔ پہلی جماعت کے ساتھ مخیرانہ سلوک کیا جا سکتا ہے یا بیمے کے کسی طریق سے امداد کی جا سکتی ہے۔ دوسری جماعت کو نیست و نابود کر دینا چاہیئے۔ کمزور دماغ والوں، شراب خواروں، یا خاندانی امراض کے وارثوں، ناقابل اصلاح مجرموں اور لاابالیوں کو گھومنے اور پھرنے کی قطعاً ممانعت کر دینی چاہیئے، اور تولید کی اجازت تو اس سے بھی کم دینی چاہیئے۔ ہم ابھی ایسے دور میں نہیں پہنچے ہیں جس میں انھیں کلوروفارم کے ذریعے سے ہمیشہ کے لیے بیکار کر دیا جا سکتا ہو؛ لیکن انھیں کم از کم ایک مقام پر جمع کیا جا سکتا، شفاخانوں اور پناہ گاہوں کی چار دیواری میں مقید رکھا جا سکتا اور اپنی نوع کو بڑھانے سے باز رکھا جا سکتا ہے۔ مہذب دنیا کی رائے اس نتیجے کی جانب سرعت کے ساتھ بڑھ رہی ہے کہ کم از کم اس حد تک ہم نسلیات کے اصول کا اطلاق کر سکتے اور اس طرح ناقابل کار اشخاص کے مسئلے کی سادہ ترین صورت کا حل کر سکتے ہیں۔

اس مسئلے کا ایک اور رُخ بھی ہے؛ اور اس سے یقیناً ایک نیا اصول رونما ہوتا ہے۔ تمام صحت مند عمدہ جسم کے درخواست گزاروں سے مقررہ اجرتوں پر کام لینے کے کیا امکانات ہیں؟ اس قسم کے وضع قوانین سے جو لوگ متاثر ہوں گے وہ وہی ہوں گے جو ادنیٰ ترین معاشری جماعت میں سے ہوں گے۔ جن اجرتوں پر وہ کام پا سکتے ہیں ان کا انحصار ان قیمتوں پر ہوگا جن پر ان کی پیداوار بازار میں فروخت ہوگی؛ یا معاشیات جدید کی فنی اصطلاح میں ان کی خدمات کے افادۂ مختتم پر ہوگا۔[1] ایسے سب اشخاص جن کی زائد پیداوار قیمتوں کو اس قدر کم کر دے کہ اقل ترین اجرت آجر کی

333

[1] - دیکھو باب ۵ب فصل (۲)۔

باب ۵

اوقات کار اور عملی قانون سازی

جانب سے انھیں ادا نہ کی جاسکتی ہو، بیکار رہیں گے۔ یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ کسی شخص کو اقل ترین حد سے کم اجرت دینے سے آجروں کو روکا جاسکے؛ گو قانون کا نفاذ فی الحقیقت بہت قوت کے ساتھ کرنا ہوگا تاکہ ایسے معاملات کے طے پانے میں رکاوٹ پیدا کی جاسکے جن پر فریقین رضامند ہوں۔ بہرصورت تمام درخواست گزار مزدوروں کو اقل ترین اجرت ادا کرنے پر مجبور کرنا بالکل ناممکن العمل ہوگا، خواہ ان کی تعداد کتنی ہی کیوں نہ ہو۔

اس تحریک کی بنیاد دوسرے الفاظ میں نظریہ مالتھس کا بھوت ہے۔ زیادہ تر ادنیٰ ترین طبقے کی حد تک غیر محدود اضافہ آبادی کے دباؤ کا خطرہ موجودالوقت معاشروں میں پایا جاتا ہے۔ ریاستہائے متحدہ میں نو وارد مہاجروں اور ان کے ادنیٰ ترین اخلاف کی حد تک یہ مسئلہ محتاج غور ہے[۱]۔ اگر تعداد اتنی بڑھ جائے کہ کام کے لیے مقابلہ روز افزوں ہوتا جائے تو اجرتوں کی اقل ترین شرح کی قانونی تحدید بے سود ہوگی۔ اقل ترین اجرت کی تجاویز کی راہ میں یہ رکاوٹ و مزاحمت کب تک قائم رہے گی اس کا انحصار، جیسا کہ بیان ہو چکا ہے، زیادہ تر ادنیٰ اور اعلیٰ سب جماعتوں میں حوصلہ مندیوں کے ہیج کی وسعت پر ہوگا۔ جمہوریت کے سب اثرات، یعنی آزادی، تعلیم، مواقع کی وسعت، نمایش و امتیاز حاصل کرنے کی خواہش اور حب جاہ کی بھدی اور مہذب شکلیں اس امکان کو قوی بناتی ہیں کہ تعداد کا اضافہ دائمی ترقی دارتفاع کے امکانات کو تباہ نہ کرے گا۔ گو ہم اس بارے میں توقع اور اعتماد رکھ سکتے ہیں، لیکن پھر بھی اس کا تیقن نہیں کر سکتے کہ قدرتی قوتوں کو کس حد تک دبایا جاسکتا ہے۔

334

یہ اساسی دقت، حقیقت میں رونما ہوگی یا نہیں اس کا مدار اقل ترین اجرت مقرر کرنے کے طریق پر ہے؛ یعنی یہ کہ آیا ایسی شرح اجرت مقرر کرنے کی صورت میں دقت رونما ہوگی جو بحیثیت مجموعی بازاری اجرت کے

[۱] مقابلہ کرو باب ۵ فصل (۳) سے۔

باب ۵۸

اوقات کار اور عمالی قانون سازی

مطابق ہو، یا اس سے معقول حد تک زیادہ ہو یا نہیں۔ امکانات یہ ہیں کہ اس معاملے میں جبری ثالثی کے عام معاملے کے مثل[۱] موجود الوقت حالات سے بہت تجاوز کیا جائے گا۔ از روئے قانون جو اجرت اقل ترین قرار دی جائے اس کا حقیقت میں ادنیٰ ترین جماعت کی تقابلی اجرتوں کے مطابق ہونا ممکن ہے۔ وہ موجود الوقت اجرتوں کی شرحوں کی اساسی خصوصیات کو متاثر نہ کرے گی؛ بلکہ مروجہ شرحوں کو ایک معیار یا سطح پر لے آئے گی۔ اس کا مقصد ایسی اجرت ہوگا جو اس معنی میں منصفانہ اور اقل معیار زندگی کے مطابق ہو کہ وہ ان قوتوں کی تائید اور استحکام میں حصہ نہ لیگی جو کمزور طریق پر معاملے کرنے اور استحصال میں مزاحمت پیدا کرتی ہیں۔ یہ صورت کم از کم آسٹریلیا کی نوآبادیات، خاصکر وکٹوریہ کے معرض بحث قوانین اور برطانیہ عظمیٰ کے حالیہ ۱۹۰۹ء کے قانون اقل ترین اجرت (Minimum Wages) کے بارے میں صادق آتی ہے۔ اب یہ دیکھنا باقی رہ جاتا ہے کہ آیا یہ تحریک، ان دیگر تحریکات کے مثل جن کا سرگرم اشخاص بہ بانگ دہل ذکر کرتے ہیں، اس حالت تک پہنچائی جائے گی یا نہیں جہاں اس کو خانگی ملکیت کے نظام اور تقابلی صنعت کی راہ کی اساسی مزاحمتوں کا مقابلہ کرنا پڑے گا۔

---

[۱] دیکھو آیندہ باب ۵۹، فصل (۲)۔
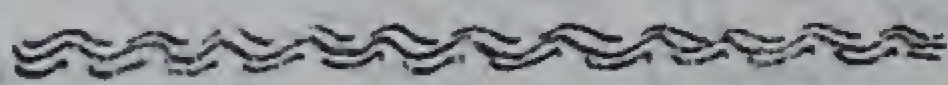
باب ۵۹

صنعتی امن و امان کے چند وسائل

(۱) مابقی عنصر کی حیثیت سے منافعہ پر شرکت منافعہ کا اثر پڑتا ہے تقسیم کے بعض طریقے۔ فوری اور تاخیری مشارکت۔ (۲) شرکت منافعہ کو وسیع پیمانے پر اس وقت تک استعمال نہ کیا جائے گا جب تک اس سے اضافۂ کارکردگی کی صورت میں فائدہ نہ ہو۔ منافعہ اور مزدوروں کی کارکردگی کا غیر یقینی تعلق آجر کی شخصیت کی اہمیت۔ (۳) اجیر و آجر میں اتحاد پیدا کرنے کے دوسرے طریقے۔ "اشتراک منافعہ" اور "خوش حالی" کے انتظامات۔ (۴) جہاں پیداوار ایک قسم کی ہو وہاں، تدریجی شرح اجرت کا طریق استعمال کیا جا سکتا ہے لیکن یہ آجر کے صنعتی خطرات برداشت کرنے کے عام اصول کے ہم آہنگ و مطابق نہیں ہے؛ پھر بھی فساد اور نزاع کو روکنے میں بڑی حد تک ممد و معاون ہے۔ (۵) ثالثی کا طریق، خانگی اور مشترکہ یا سرکاری۔ جہاں سبھا کے تسلیم کیے جانے یا بند کارخانے کے معاملات میں نزاع ہو وہاں، اس کا استعمال ممکن نہیں؛ لیکن اجرت وغیرہ کے مسائل پر اطلاق کیا جا سکتا ہے۔ خانگی مجلسوں سے مراد حرفتی معاہدات اور منظم سبھائیں ہیں۔ مشترکہ یا سرکاری مجلسیں بالعموم مصالحتی مجلسیں ہوتی ہیں، لیکن اس کے باوجود مفید ہوتی ہیں۔ (۶) جبری ثالثی کو اگر اس کے منطقی نتیجے تک انجام دیا جائے تو، اس کے معنی سرکاری حکام کی جانب سے تمام تقسیمات کے تصفیے کے ہیں؛

باب ۵۹
صنعتی امن و امان کے چند مسائل

336

اور وہ اشتراکیت کے لیے مفید ہو سکتا ہے۔ اس کا امکان ہے کہ وہ درمیانی حالت میں غیر معین مدت تک رہے اور اس نتیجے تک نہ پہنچے۔
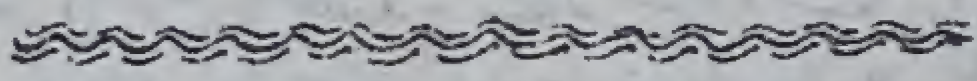
~~~~~~~~

۱۔ مزدوروں میں جنگجویانہ تحریک کی سریع ترقی، آجروں اور اجیروں کی متضاد باعثوں کے مابین روز افزوں کشمکش، اور ہڑتالوں اور دربندیوں سے رونما ہونے والے نقصانات و فسادات نے لوگوں کو جنگ و جدال کو کم کرنے کے طریقوں پر غور کرنے کی جانب مائل کیا ہے۔ مجوزہ اصلاحی تدابیر میں سے چند تدابیر شرکت منافعہ، مفاد عامہ کے انتظامات، تدریجی شرح اجرت کا طریق اور ثالثی ہیں۔ چنانچہ ہم ان ہی تدابیر کی اساسی خصوصیات اور ان تدابیر سے متعلق قابل یادداشت اصول کی جانب متوجہ ہوں گے۔

کسی مقررہ صنعت میں آجر و اجیر کو ایک دوسرے سے وابستہ رکھنے کی ایک تجویز شرکت منافعہ ہے۔ حرفتی سبھا اُفقی تقسیم کی تجویز پیش کرتی ہے؛ یعنی یہ کہ کسی حرفے کے سب اجیر جو مختلف کارخانوں میں پھیلے ہوئے ہوں، تمام آجروں کے خلاف مشترکہ کارروائی کرنے کے لیے متحد کیے جائیں۔ شرکت منافعہ کی تجویز کے پیش نظر عمودی تقسیم ہے؛ یعنی یہ کہ واحد و منفرد کارخانے کے آجروں اور اجیروں میں اتحاد پیدا کیا جائے اور وہ اس متحدہ جماعت کے مشترکہ مفاد کے لیے عمل کریں اور نفع اور غالباً نقصان کے بھی حصہ دار بنیں۔ یہ ممکن ہے کہ دونوں قسم کے اتحاد، یعنی اُفقی و عمودی، پہلو بہ پہلو جاری رہیں؛ یعنی یہ کہ بعض معاملات میں سب مزدور مشترکہ کارروائی کرنے کے لیے متحد ہوں اور بعض میں سب آجر متحدہ و مشترکہ طور سے کام کریں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ بالعموم یہ دونوں طریق پہلو بہ پہلو اور ایک دوسرے کے ہم آہنگ اور مطابق بہت کم پائے جاتے ہیں۔ وہ آجر جو شرکت منافعہ کی تجویز پر رضامند ہیں اس کو پسند نہیں کرتے کہ ان کے تحت کے مزدور حرفتی سبھاؤں میں شریک ہوں، بلکہ وہ فی الحقیقت شرکت منافعہ کا طریق بالعموم اسی لیے اختیار کرتے ہیں کہ حرفتی سبھاؤں کی تحریک کو زائل اور اس کی مخالفت کریں۔ حرفتی سبھائیں فی نفسہٖ شرکت منافعہ کے طریق کی مخالف ہیں یا کم از کم اس سے بدگمانی رکھتی ہیں، اس لیے کہ اس کا میلان یہ ہے کہ مزدور
~~~~~~~~

باب ۵۹

صنعتی امن و امان کے چند وسائل

اپنے اپنے آجروں کی بہبودی میں زیادہ تر دلچسپی لینے لگتے ہیں اور ہم پیشہ یا مقامی مزدوروں کے اغراض کو پس پشت ڈالنے لگتے ہیں۔

شرکت منافعہ کی تجویز کا مقصد یہ ہے کہ تقسیم دولت میں جو باقی حصہ بالعموم تنہا کاروباری آدمی کو ملتا ہے اس کا ایک جزو مزدوروں میں تقسیم کر دیا جائے۔ معمولی تقسیم منافعہ کی تجویز میں سود یا معمولی اجرتوں میں تغیر و تبدل کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی جاتی۔ عام طریقہ یہ ہے کہ اصل کا سود مروجہ شرح (یعنی ۵ یا ۶ فیصد) سے ادا کیا جائے، اور اجرت بھی مروجہ شرح پر مزدور کو دی جائے۔ عام طور سے یہ بھی قرار دیا گیا ہے کہ منتظموں کو، خواہ وہی مالک ہی کیوں نہ ہوں، ایک مقررہ رقم بطور تنخواہ دی جائے، یعنی تنظیم و اہتمام کے سلسلے میں صنعت کے روزمرہ کے جزو کے طور پر انجام دادہ محنت کا صلہ یا اجرت ادا کی جائے۔ ان تمام حصوں کو ادا کر دینے کے بعد جو سرحاصل بچ رہے وہ آجروں اور اجیروں میں تقسیم کر دیا جائے۔ بعض اوقات اس کا نصف جزو ایک کو ملتا ہے اور دوسرا نصف دوسرے کو ملتا ہے جیسا کہ انگلستان میں (Briggs Collieries) کے مشہور و معروف معاملے میں ہوا۔ گو اس صورت میں شرکت منافعہ کا طریق اس لیے ترک کر دیا گیا کہ وہ ہڑتالوں کو روکنے میں ناکام رہا۔ اصولاً اسی کے مماثل لیکن مزدور کے لیے زیادہ موافق وہ طریق تقسیم ہے جو پیرس کے گھر رنگنے کے مشہور کارخانے لیک لیر (Leclaire) میں اختیار کیا گیا۔ اس صورت میں مالکوں کو فاضل بچت کا ایک ربع حصہ ملتا ہے اور مزدوروں کو ۳/۴ حصہ۔ دوسری صورتوں (مثلاً نیلسن مینو فیکچرنگ کمپنی آف سنٹ لوئی (Nelson Manufacturing Company of St. Louis) میں تقسیم کی بنیاد اس تناسب پر رکھی گئی ہے جو مشغولہ اصل سال بھر میں ادا کردہ اجرت کی مجموعی مقدار سے رکھتا ہے۔ فرانس میں گائز کے دھات کے کارخانے گاڈن میں جس کی مثال لیک لیر کی مثال سے کچھ کم مشہور و معروف نہیں ہے تقسیم منافعہ اس تناسب پر مبنی ہے جو اصل پر ادا کردہ سود اور ادا کردہ اجرت کی مجموعی مقدار میں پایا جاتا ہے؛ اور یہ صورت بظاہر مزدوروں کے لیے بہت زیادہ موافق ہے۔ اس سے

337

باب ۵۹

صنعتی امن و امان کے چند وسائل

کسی قدر مختلف مگر فرعی نوعیت کی مثال (اور ایسی فروعی مثالیں متعدد ہیں) یہ ہے کہ کاروبار کے مشترکہ اصل کے حصص پر جتنا مقسوم ادا کیا جائے اتنا ہی اجرتوں پر ادا کیا جائے۔ اجیر کے نقطۂ نظر سے اس انتظام کا فائدہ یہ ہے کہ خالص منافعہ کے حساب کی نگرانی کرنے کے طور پر بھی کھاتوں کے معائنے کا کوئی موقع نہیں ملتا۔ اس لیے کہ تمسکات کے مقسوم کی شرح کی ادائی ہر صورت میں ایک حد تک کھلا ہوا معاملہ ہوتی ہے۔ پھر بھی تمام صورتوں میں انفرادی مزدوروں کا حصہ ان اجرتوں کے مطابق ہوتا ہے جو ان کو انفرادی طور سے ملتا ہے۔ ہر شخص جو حصہ پاتا ہے وہ اسی تناسب پر مبنی ہوتا ہے جو اس کی اجرت سب مزدوروں کو ادا کردہ مجموعی اجرت سے رکھتی ہے؛ اس طرح جن مزدوروں کو اعلیٰ اجرت ملتی ہے اور جن سے مستقل طور سے کام لیا جاتا ہے، وہ منافعہ یا بونس کی سب سے بڑی مقدار پاتے ہیں۔ مستقل ملازمت یقیناً عام طور سے بونس پانے کی اساسی شرط ہے؛ بالعموم صرف وہی لوگ تقسیم منافعہ کی تجویز میں شریک کیے جاتے ہیں جو مستقل عملے کے ارکان ہیں۔

جو مقدار مزدوروں کو ملتی ہے وہ لازمی طور سے نقد کی شکل میں ادا نہیں کی جاتی۔ اس کا ایک جزو بلکہ کل بھی اصل کی حیثیت سے صنعت میں مشغول رکھا جا سکتا ہے لیکن مزدوروں کے حساب میں جمع رہتا ہے چنانچہ وہ سود اور دیگر مشغولہ اصل کی طرح منافعہ کا مستحق ہوتا ہے؛ سود اور منافعہ تو بشکل نقد ادا کر دیا جاتا ہے، لیکن جمع شدہ بونس اصل کی مقدار میں اضافہ کرنے کے لیے رکھ لیا جاتا ہے۔ گاؤں کے عظیم الشان کارخانے میں مزدوروں کو منافعے میں جو حصہ ملتا تھا اس کا کوئی جزو نقد ادا نہیں کیا جاتا تھا، بلکہ سب کا سب کاروبار میں لگا دیا جاتا تھا اور کاروبار کے حصص خریدنے کے لیے صرف کیا جاتا تھا۔ نتیجہ یہ کہ مرور زمانہ کے ساتھ مزدور خود اصل مالک بن جاتے تھے، اور اس انتظام کی نوعیت اتنی تقسیم منافعہ کی سی نہیں ہوتی جس قدر پیدائش بہ امداد باہمی کی سی ہوتی تھی۔ یہی نتیجہ لیک لیر کے کارخانے میں حاصل کیا گیا تھا؛ یہاں بونس کا صرف ایک جزو نقد ادا کیا جاتا تھا اور بقیہ حصہ مزدوروں کی انجمن امداد باہمی[1] میں شریک کر دیا جاتا

[1] Workmen's Mutual Aid Society

باب ۵۹ صنعتی امن و امان کے چند وسائل 338

اور کاروبار میں لگا دینے سے اس انجمن کو نفع وصول ہوتا تھا۔ مزدور انجمن امداد باہمی کی وساطت سے لیکن نہایت موثر طریقے پر اصل مالک بن گئے ہیں؛ اور یہ انتظام بھی پیدائش بہ امداد باہمی کی نوعیت حاصل کر چکا ہے۔ نیلیسن کمپنی میں بھی منافعے میں مزدوروں کا حصہ کاروبار میں لگانے کے لیے رکھ لینا پڑتا ہے؛ اور کارخانے کے صدر کی توقع اور خواہش یہ ہوتی ہے کہ یہاں بھی تقسیم منافعہ کی تجویز کو پیدائش بہ امداد باہمی سے بدل دیا جائے۔ اگرچہ اس قسم کا نتیجہ حاصل کرنے کی بعض نمایاں صورتوں میں کوشش کی گئی ہے لیکن پھر بھی وہ تقسیم منافعہ کی تجویز کا کوئی اساسی جزو نہیں ہے۔ امداد باہمی کا طریق مختلف مسائل پیش کرتا ہے؛ اس لیے کہ وہ صرف منتظم کاروبار اور اس کے تحت کے مزدوروں کے مابین رشتۂ اتحاد و ارتباط کو مضبوط کرنے کی کوشش نہیں کرتا، بلکہ منتظم کاروبار کو اس کی جگہ سے ہٹا دینے کی کوشش کرتا ہے[1]۔ مزدوروں کی اکثریت کے لیے اس رشتۂ اتحاد کو بذریعۂ شرکت منافعہ تقویت دینے کا موثر ترین طریقہ یہ ہے کہ ان کا حصہ بہ شکل نقد فوراً ادا کر دیا جائے؛ اور بجز فرانس کے ہر جگہ یہی عام ترین تجویز ہے۔

فرانس میں شرکت منافعہ کی تجویز پر بڑے پیمانے پر عمل کیا گیا ہے اور کیا جا رہا ہے۔ فرانسیسیوں کی عادتی کفایت شعاری اور کم خرچی کا اصول، اس تجویز کو وہاں کے مزدوروں کی نظر میں دیگر ممالک کے مقابلے میں زیادہ جاذب نظر بنا دیتا ہے؛ اور کامیابی کی چند نمایاں مثالوں مثلاً لیک لیر اور گاڈن کے کارخانوں کی مثالوں نے اس تحریک کی ترقی و توسیع میں بڑی مدد دی۔ دیگر ممالک میں اس طریق کا اس قدر رواج نہیں ہوا ہے، اور بحیثیت مجموعی یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس میں نمایاں یا قابل لحاظ حد تک ترقی و توسیع ہو رہی ہے یا صنعتی نشو و نما اور ترقی پر اس کا کوئی دوررس اثر پڑنے کی توقع ہے۔

ریاستہائے متحدہ میں شرکت منافعہ کی اصطلاح بعض اوقات ایسے انتظام کو ظاہر کرنے کے لیے استعمال کی جاتی ہے جس میں مزدور یا تو ان

---

[1] دیکھو آگے کا باب ۶۱۔

باب ۵ - صنعتی امن و امان کے چند مسائل

انجمن ہائے تجارت کے حصہ دار بن جائیں جو انھیں ملازم رکھتی ہیں یا ایسا ہونے کی ترغیب و تحریص ہو۔ ظاہر ہے کہ یہ مذکورۂ بالا طریقوں سے بہت مختلف ہے، اگرچہ اس اعتبار سے وہ ان کے مماثل ہے کہ کاروبار کے عام مالی معاملات میں مزدوروں کی دلچسپی حاصل کرنے کی دونوں میں توقع ہوتی ہے، لیکن اساسی خصوصیات کے لحاظ سے دونوں میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اس میں کوئی بھی فریق غرضمند نہیں بنتا۔ صرف وہی لوگ شرکا کی حیثیت حاصل کر سکتے ہیں جو اپنی باقاعدہ آمدنی میں سے کچھ حصہ الگ رکھ چھوڑنے کا تصفیہ کر لیں یا کمپنی کو ایسا کرنے کا اپنی جانب سے مجاز گردانیں، لیکن ایسا کرنے والوں کی تعداد بہت کم ہوتی ہے اور صرف اعلیٰ اجرت پانے والے ایسا کرتے ہیں علاوہ ازیں ان کی شرکت مجموعی منافعہ میں نہیں ہوتی، بلکہ صرف اسی جزو میں ہوتی ہے جو تمسک داروں میں بطور مقسوم فوراً تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ انتظام کی مختلف شکلیں ہوتی ہیں، جو منافعے میں (یعنی بعض اوقات مرجح تمسک اور بعض اوقات معمولی تمسک) شرکت کی وسعت، متاثرہ مزدوروں کی تعداد اور ان کے خصائل اور کاروبار پر بحیثیت مجموعی آجروں کا قابو سختی کے ساتھ قائم رکھنے کی تدابیر حفظ ما تقدم کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہیں۔ شرکت منافعہ کے مقابلے میں بہت زیادہ صریح طور سے اس غرض سے یہ تجویز بالعموم اختیار کی جاتی ہے کہ مزدوروں کو قدامت پسند بنایا جائے، بدامنی کو روکا جائے اور "فسادات کا انسداد" کیا جائے۔ اس میں معاشری ہمدردی کے پُرخلوص جذبے کا وجود بالعموم نہیں ہوتا۔ یہ تجویز شرکت منافعہ کی تجویز کے مقابلے میں معاشری مسائل کا "حل" خیال کیے جانے کا بہت کم استحقاق رکھتی ہے۔

۲- شرکت منافعہ کی تجویز کے بارے میں ایک زمانے میں بہت شد و مد کے ساتھ یہ کہا گیا تھا کہ وہ مسئلۂ محنت کا حل تھی۔ یہ توقع کی گئی تھی کہ اس کو عام طور سے اختیار کر لیا جائے گا اور تمام صنعتی دنیا میں امن و امان قائم ہو جائے گا لیکن اس تحریک کی ترقی کی سست رفتار اور اس کے طریقوں پر روز افزوں تنقیدات نے ان توقعات پر پانی پھیر دیا۔ پھر بھی بعض ایسے سرگرم وکیل موجود ہیں جو یہ خیال کرتے ہیں کہ اس میں بڑے بڑے امکانات ہیں۔

339

تاوقتیکہ اس تجویز سے آجر کو نفع نہ ہو اُس پر عام طور سے عمل نہ کیا جائے گا۔

باب ۵۹

صنعتی امن و امان کے چند وسائل

یہ صحیح ہے کہ بعض کشادہ دل آجر ایسے طریقے کو اختیار کر لیں گے، خواہ اس سے ان کو کوئی مالی منفعت نہ بھی ہوتی ہو، چنانچہ یہ بعض سب سے نمایاں اور بہت زمانے سے مروج صورتوں کی بنیاد رہی ہے۔ ان میں بڑے بڑے کارخانوں کا انتظام انوانیت کا قوی جذبہ رکھنے والے اور قابل افراد نے کیا ہے، اور اپنے گرد و پیش منتظمین اور مزدوروں کا ایسا عملہ جمع کر لیا جو اسی قسم کے جذبے سے مملو ہیں۔ بدقسمتی سے یہ جذبہ بہت کمیاب ہے۔ اگر وہ عام ہو جائے تو معاشی دنیا کا تمام رُخ بدل جائے گا۔ اہل کاروبار نیز مزدوروں کی بڑی اکثریت منافعہ کا بڑا حصہ دوسروں کے حوالے کرنے کی جانب اس وقت تک مائل نہیں ہوتی جب تک اس سے اس کو خود کچھ فائدہ حاصل نہ ہو جہاں تک شرکت منافعہ کا تعلق ہے وہاں تک، واقعہ یہ ہے کہ منفعت لازمی طور سے براہ راست مالی منفعت کی شکل نہیں رکھتی۔ مزدوروں کے فسادات اور ہڑتالوں سے آزادی بالواسطہ بہت بڑی مالی منفعت خیال کی جاتی ہے، بظاہر ممکن ہے کہ اشتہاری فائدہ ہو؛ لوگوں کی رہبری ان کارخانوں کی اشیا کی خریداری کو مرجح قرار دینے کی جانب ہو گی جن کے متعلق یہ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ مزدوروں کے ساتھ فیاضی اور کشادہ دلی کے ساتھ پیش آتے ہیں۔ اگر شرکت منافعہ کی تجویز سے عام طور سے استفادہ کیا گیا تو کچھ نہ کچھ قابل لحاظ فائدہ ضرور حاصل ہو گا۔

340 مالی منفعت کا ایک اہم اور مستقل سرچشمہ یہ ہو گا کہ مزدور کی انفرادی کارکردگی بڑھ جائے گی۔ جب اس کو یہ معلوم ہو جائے گا کہ اس کو منافعے میں حصہ ملنے والا ہے تو، اس سے یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ زیادہ دیانت اور مشقت سے کام کرے گا، اشیائے خام کفایت سے اور آلات احتیاط سے استعمال کرے گا۔ اس طرح اس کو جتنی زیادہ مقدار بطور جزو منافعہ ملے گی اتنا ہی اضافہ وہ پیداوار کی مقدار میں کر دے گا؛ اتنا ہی نہیں، بلکہ اغلب ہے کہ اس میں بھی اضافہ کر دے؛ اس طرح آجر کو معلوم ہو گا کہ منافعہ ادا کرنے کے بعد بھی اس کی پیداوار بلکہ غالباً منافعے میں زیادتی عمل میں آئی ہے۔ اس واقعے کی جانب اشارہ کیا جا چکا ہے کہ معمولی اجرت کے نظام کے تحت نہ صرف مادی نقصانات بلکہ روحانی و اخلاقی مضرتیں بھی مضمر ہیں۔ کوئی تجویز جس سے ان نقصانات اور مضرتوں میں کمی ہونے کی توقع ہو ہر لحاظ سے

باب ۵۹
صنعتی امن و امان کے چند مسائل

قابل قبول ہوگی۔

ایسے بعض حالات ہیں جن کے تحت یہ خوش آیند صورت رونما ہو سکتی ہے۔ جہاں صنعت پر مزدوروں کے طریق کار کا قابل لحاظ اور براہ راست اثر پڑ سکتا ہے؛ جہاں مزدور اس قدر ذہین اور مستقل مزاج ہوں کہ تجویز کی ندرت کے فرسودہ ہو جانے کے بعد بھی عمدہ طریق سے کام کر سکیں؛ اور جہاں آجر وصول ہونے والے منافعے کا معقول جزو انھیں بلا تامل ادا کر دیتا ہے وہاں، شرکت منافعہ کے لیے حالات کافی طور سے موافق ہوتے ہیں۔ چنانچہ لیک لیر کے رنگائی کے کارخانے پر یہ بات بظاہر صادق آتی ہے۔ اس کارخانے میں کام منتشر اور پھیلا ہوا تھا، اس کی نگرانی دقت طلب تھی، اور انفرادی مزدوروں کی مہارت و احتیاط کام کو بے حد متاثر کرتی تھی؛ آجر بھی قابل اور فیاض تھا، ماتحتوں کی وفاداری اور اعتماد اس کو حاصل تھا، اور اس کے گرد و پیش ایسا عملہ موجود تھا جو ذہانت اور خصائل کے اعتبار سے اوسط درجے سے اوپر تھا۔

موجودہ زمانے کی اکثر صنعتوں میں حالات اس طرح موافق نہیں ہیں۔ یہ سوال کیا جا سکتا ہے کہ اگر دیگر حالات موافق بھی ہوں تو اوسط درجے کے مزدور میں ذہانت اور دور اندیشی کی کمی کس حد تک مزاحمت پیدا کرے گی؛ لیکن دیگر حالات موافق نہیں ہوتے۔ عصر جدید کے کارخانوں میں مزدور کی انفرادی بے احتیاطی و جدوجہد، اور کاروبار کے عام نتیجے میں بہت ہی غیر یقینی تعلق پایا جاتا ہے۔ خواہ وہ کتنی ہی کوشش کیوں نہ کرے، پھر بھی بازار کا رخ بدل جانے یا آجر کی بدانتظامی سے سب منافعہ غائب ہو سکتا ہے۔ اس کے برخلاف خواہ وہ اپنا معمولی غیر دلچسپ وظیفہ کیوں نہ انجام دے، پھر بھی زیادہ منافعہ ملنا ممکن ہے۔ یہی شرکت منافعہ کی اساسی معاشی کمزوری ہے۔ بے شک منافعہ آخری نتیجے کا انحصار نہ صرف انفرادی مزدوروں کی کارکردگی پر ہے بلکہ متعدد دیگر عاملین پر بھی ہے۔ اس پر مستزاد یہ واقعہ ہے کہ فنی اعمال کے روز بروز زیادہ مرتکز و معیاری ہو جانے کی وجہ سے تقسیم عمل اور مزدوروں کی نگرانی زیادہ سے زیادہ آسان ہوتی جا رہی ہے۔ کام بالعموم کارخانوں میں بہت زیادہ باقاعدگی اور پابندی کے ساتھ انجام پاتا ہے۔ جہاں مزدکاری نہ ہو

باب ۵۹

صنعتی امن و امان کے چند مسائل

وہاں بھی ہر آدمی کے لیے معمولی مقدار کار مقرر کر دینا ممکن ہے۔ آخری منافعے میں مزدور کو حصہ دینے کا مفید اثر مزدور کی کارکردگی پر جتنا پڑتا ہے اس سے بھی بدرجہا کم اخراج کے بھدے اور ظالمانہ اقتدار کو کام میں لانے سے ہوتا ہے۔ لیکن اخراج کا اقتدار براہ راست اثر ڈالتا ہے اور بدقسمتی سے اکثر لوگوں کے حق میں موثر ثابت ہوتا ہے۔

اس کا اعادہ کرنا نامناسب نہ ہوگا کہ غیر معمولی آجر غیر معمولی نتائج حاصل کرتے ہیں قائد کا اثر کاروبار کی رگ وپے میں سرایت کئے ہوئے رہتا ہے اسی طرح جس طرح کہ مدرسہ یا فوج میں ہوتا ہے۔ ایسی صنعتوں کو بھی، جن میں حالات امید افزا نہیں ہوتے، یعنی جن میں انفرادی کارکردگی اور آخری منافعے کے مابین بہت بعید تعلق ہوتا ہے، قابل، بااثر اور عالی دماغ اشخاص نے شرکت منافعہ کے اصول پر نہایت کامیابی کے ساتھ چلایا۔ ایسے کارخانوں کی فہرست، جن میں اس تجویز پر مسلسل عمل کیا گیا ہو، نہایت حیرت انگیز تنوع ظاہر کرتی ہے؛ ان کے متعلق یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ان میں کوئی صنعتی خصوصیات مشترکہ طور سے پائی جاتی ہیں؛ بلکہ یہ نتیجہ اور زیادہ قوت حاصل کر لیتا ہے کہ قائدوں کی شخصیت سب سے بڑا عامل رہی ہے۔ ایک مرتبہ قائم ہو جانے کے بعد یہ نظام اپنے آپ کو طویل زمانے تک قائم رکھتا ہے، بلکہ بانی کی وفات کے بعد بھی وہ قائم رہتا ہے اور اس کی وجہ یہی ہے کہ کاروبار جب ایک مرتبہ چل پڑا تو پھر، زمانۂ دراز تک وہ چلتا رہتا ہے۔ یہ ممکن ہے کہ بانی کارخانہ نے ایسے رفیقوں کو اپنا شریک کار بنا لیا ہو جو جذبات وخصائل کے اعتبار سے اس سے مشابہت رکھتے ہوں۔ لیکن انفرادی صورتوں میں اس کے طویل مدت تک قائم رہنے سے یہ نتیجہ نہیں نکالا جا سکتا کہ شرکت منافعہ کا طریق عام طور سے پھیل جائے گا۔

اس تجویز سے آجروں کو جو دوسرے نسبتۂ کم قریبی فوائد حاصل ہوتے ہیں وہ اتنی بڑی اہمیت نہیں رکھتے جتنی بڑی اہمیت اس تجویز کا راست اثر پیداوار اور منافعے پر رکھتا ہے۔ ہڑتالوں کی روک تھام بعض آجروں کے ساتھ بہت قوی محرک بنی رہی ہے۔ یہ واقعہ کہ حرفتی سبھائیں اس کو بدگمانی کی نظر سے دیکھتی ہیں اور آجر و اجیر کے اغراض کو مربوط کرنے کے دیگر طریقوں کی ترقی نے اس تجویز کو اس حد تک غیر امید افزا بنا دیا ہے۔ بعض اوقات، جیسا کہ بیان

کیا جا چکا ہے، یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اشتہاری فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ وہ کارخانہ جو ایسی اشیا تیار کرے جنھیں عامۃ الناس عام طور سے استعمال کرتے ہوں مزدوروں کے ساتھ رحمدلی اور فیاضی سے پیش آکر مقبولیت حاصل کر لیتا ہے۔ یہ اشتہار کی سب سے بہتر اور مستحسن شکل ہے، اگر فی الحقیقت فیاضی اور رحمدلی کے ساتھ برتاؤ کیا جائے۔ لیکن بدقسمتی سے وہ عام ظاہرداری کی اشتہار بازی کے مقابلے میں بہت کم موثر ہے۔

آیندہ اس کے مواقع بہت کم یا بالکل نہیں ہیں کہ شرکت منافعہ کی تجویز عام طور سے اختیار کر لی جائے گی۔ بلکہ اس کی عام اشاعت کی توقع بھی بہت کم ہے۔ خواہ اچھا ہو یا بُرا، آجروں اور اجیروں کے مابین "افقی" تقسیم بہت نمایاں ہوتی جا رہی ہے۔ نیم الوفی حالات کی زوال پذیری اور مزدور رہنماؤں کی تحریک کی اشاعت، فوری عمودی اتحاد کی مخالف ہے۔ اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ تعلقات لازمی طور سے زیادہ تلخ ہوتے جا رہے ہیں یا یہ کہ صنعتی امن و امان کا حاصل کرنا زیادہ مشکل ہے۔ بلکہ یہ کہ صنعتی امن و امان کے حصول میں اس مخصوص تجویز سے سہولت نہیں پیدا ہو سکتی۔

۴۔ لیکن شرکت منافعہ کی تجویز، مطلوبہ نتائج کو حاصل کرنے کا محض ایک طریقہ ہے۔ جیسا کہ بیان ہو چکا ہے، یہ کوئی راست طریقہ نہیں ہے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے دیگر تدابیر کی آزمائش کی جا سکتی ہے، اور ان میں سے بعض، شرکت منافعہ کے مقابلے میں زیادہ موثر ثابت ہونے کا قرینہ رکھتی ہیں۔ ان تدابیر کے بارے میں عام طور سے "تقسیم فوائد" کی اصطلاح کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ خالص مزدکاری اس کی بدیہی مثال ہے۔ زیرک و ذہین آجروں نے متعدد و متفرق تجاویز اختراع کر لی ہیں؛ مثلاً پیداوار کے حساب سے فی آدمی یا فی جماعت بڑھوتری؛ اشیائے خام، تیل اور ایندھن بچانے پر انعامات؛ وغیرہ وغیرہ۔ ان میں سے سب سے زیادہ سادی اور غالباً سب سے زیادہ موثر تدابیر عام عمدہ سلوک اور اس کے ساتھ ساتھ عام عمدہ ضبط ہے۔ کچھ انتظامی سختی، کچھ اخراج کی شکل میں سزا کی دھمکی اس وقت تک ضروری ہے جب تک لوگ مزدوروں کو منفعت کی خاطر اجرت پر طلب کریں۔ لیکن ناگزیر نقائص و اسقام کو رفع کرنے میں ہمدردانہ و دور اندیشانہ طرز عمل

باب ۵۹

صنعتی امن و امان کے چند مسائل

بہت مفید ثابت ہو سکتا ہے۔ مروجہ شرحوں پر مستعدی کے ساتھ اجرت کی ادائی، مزدوروں کی شکایتوں کی جانب بلاتامل توجہ، راست بازی اور غیر جانبداری کے ساتھ سلوک، ماتحت کار پردازوں کا عاقلانہ انتخاب اور ان کی نگرانی، کام کرنے کے لیے عمدہ کمروں کی فراہمی اور مزدوروں کے آرام و آسایش کا معقول انتظام، یہ سب چیزیں کار آمد ثابت ہوں گی۔ یہ سب سے زیادہ اُس وقت کار آمد ثابت ہوں گی جبکہ قائد موزوں قسم کا شخص ہو، اس لیے کہ، جیسا کہ بیان ہو چکا ہے، صنعتی قائد کی شخصیت کا اثر کل کارخانے میں سرایت کر جاتا ہے۔

جن چیزوں کو انتظامات بہبودی مزدوران کہا جاتا ہے ان کا اثر موجودہ زمانے کی پیمانۂ کبیر کی صنعتوں پر بہت بڑی حد تک پڑتا ہے۔ ان انتظامات میں کارخانوں کے دوش بدوش مدارس اور کتاب خانوں کا قیام؛ کارخانوں میں روشنی اور صاف ہوا کا انتظام؛ دوپہر کے کھانے کے لیے ستھرے مقامات؛ چمن؛ کھیل کے میدان؛ تفریحی انجمنیں؛ عمدہ نمونے اور کم کرایہ کے مکانات؛ اور آجروں کیجانب سے وظیفے اور امداد باہمی کی انجمنوں کے انتظامات وغیرہ وغیرہ داخل ہیں۔ یہ سب چیزیں اساسی مسائل کے "حل" ہونے کی حیثیت سے اچھی نہیں ہیں، لیکن موجودالوقت خرابیوں کی اصلاح کرنے میں بہتر ہیں۔ ان طریقوں کا روز افزوں اختیار کیا جانا، ایک حیثیت سے ان تمام اخوانی احساسات و ہمدردانہ جذبات کی ترقی کا صرف ایک مظاہرہ ہے جو عمالی قانون سازی اور معاشری اصلاح کی کل تحریک کی تہ میں مضمر ہے۔ ان طریقوں کے رواج کا باعث ایک حد تک مزدور سبھاؤں کا دباؤ بھی ہے۔ مزدوروں کے کامل اتفاق و اتحاد کی وجہ سے بہتری اسی میں نظر آتی ہے کہ ان کو جہاں تک ممکن ہو ناخوش نہ کیا جائے۔ خواہ وہ ہمدردی کے جذبے کا نتیجہ ہو یا سنگ دلی کے برتاؤ کا، "سبھاؤں سے لڑنے کا" یہ طریقہ ہماری دلی ہمدردی حاصل کر سکتا ہے۔ اگر آجروں اور تنخواہ دار منتظموں کا باہمی مقابلہ ان لوگوں کو سامنے لاتا ہے جو نہ صرف مستعد اور قابل بلکہ دور اندیش اور نیک دل ہیں تو اس حد تک تو بہت اچھا ہے۔ بہرکیف اصلی مفہوم میں شرکت منافع کی

843

باب ۵۹
صنعتی امن و امان کے چند مسائل

تجویز کے مقابلے میں اس سمت میں ترقی کا بظاہر زیادہ امکان معلوم ہوتا ہے اور آیندہ اس سے صنعتی امن و امان کے قیام کے زیادہ توقعات ہیں۔

۴۔ اس سے کلیتہً مختلف تجویز وہ ہے جس کو "تدریجی شرح اجرت" کہا جاتا ہے۔ اس میں شرکت منافعہ کی تجویز کے مثل اچھے اور بُرے نتائج میں خود بخود شرکت حاصل ہونے کی سعی کی جاتی ہے؛ لیکن طریق عمل مختلف ہوتا ہے۔ پیداوار کی قیمت کے لحاظ سے اجرت مختلف رکھی جاتی ہے؛ اگر قیمت بڑھے تو، اجرت بھی زیادہ دی جاتی ہے اور اگر قیمت گھٹے تو اجرت بھی کم دی جاتی ہے۔ ایک اقل ترین شرح مقرر کی جاتی ہے جس سے نیچے وہ کسی حال نہیں جا سکتی، اور اسی شرح کے مطابق پیداوار کی ایک قیمت طے کر لی جاتی ہے۔ جیسے جیسے اس نقطے سے قیمت اوپر کو بڑھتی جاتی ہے ویسے ویسے اجرت بھی پہلے سے طے شدہ مدارج کے لحاظ سے بڑھتی جاتی ہے؛ اور جوں جوں قیمت کم ہوتی جاتی ہے اجرت میں بھی کمی ہوتی جاتی ہے یہاں تک کہ وہ اقل ترین شرح پر آکر رُک جاتی ہے۔ یہ طریقہ بلاشبہ صرف اُس صنعت میں جاری ہو سکتا ہے جس میں پیداوار ایک جنس یا قسم کی طیار ہو اور جہاں پیداوار کی قیمت سرعت کے ساتھ متعین کی جا سکتی ہو، مثلاً مطبوعہ بازاری نرخنامے کے حساب سے۔

تدریجی شرح اجرت بادی النظر میں اجرت کے نظام کے عام طریقوں سے متناقض معلوم ہوتی ہے۔ عام انتظام کی تہ میں مضمرہ اصول (اگر اس کو اصول کہا جا سکے) یہ ہے کہ کاروباری آجر کاروبار کے خطرات اپنے سر لیتا ہے اور اجیر خطرات کا ذمہ دار نہیں ہوتا۔ اجیر دائمی طور سے ایک مقررہ رقم پاتا ہے، اور اس رقم کو فروخت کردہ مخصوص شے کی قیمت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا؛ علیٰ ہذا اس رقم کو مخصوص آجر کے منافعے سے بھی کوئی سروکار نہیں ہوتا۔ اگر صنعت یا کارخانے کی پیداوار کی قیمت گر جائے تو، آجر کو اس نقصان کا بار برداشت کرنا پڑتا ہے۔ چنانچہ اس کے متوقعہ نتائج کا اس طرح خاکا کھینچا جا سکتا ہے کہ آجر اصلدار کے منافعے میں کمی ہوگی، اس کے بعد پیداوار میں کمی واقع ہوگی، اس کے بعد مزدور دوسرے پیشوں میں منتقل ہوں گے اور آخر الامر قیمت از سرِ نو وہ قرار

344

پائے گی جو اُس شے کی معمولی قیمت ہو گی، لیکن ان تمام مراحل میں اجرت کی اُس سطح میں کوئی تغیر نہ ہو گا جو اجرتوں کو متعین کرنے والی عام قوتیں مقرر کر دیتی ہیں۔

معمولی اجرت کے انتظام کے فرضی یا "نظری" نتائج کے اس بیان ہی سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آجروں اور اجیروں دونوں کے لیے اس تدریجی شرح کا قابل قبول ہونا کیوں ممکن ہے۔ یہ عواقب، محنت و اصل کی نقل پذیری پر مشروط ہیں۔ طویل مدت کے لیے نقل پذیری کم ہوتی ہے؛ اور جو لوگ صنعت میں مصروف ہوتے ہیں وہ نقل پذیری کو حقیقت سے بالعموم کم تصور کرتے ہیں۔ جب قیمتیں اور منافعہ ادنیٰ ہوتا ہے تو، پیداوار کی کمی اگرچہ رونما ہوتی ہے لیکن دیر سے اور بادل ناخواستہ ظاہر کی جاتی ہے۔ اسی طرح مزدوروں کی اس صنعت سے نقل بھی، بہت آہستہ آہستہ اور بادل ناخواستہ واقع ہوتی ہے۔ آجروں اور اجیروں کی حیثیت گویا در اصل پیداوار میں شرکت کرنے والوں کی ہوتی ہے۔ دونوں فی الوقت کام میں لگے رہتے ہیں اور اس سے صرف اتنا ہی حصہ پا سکتے ہیں جتنا کہ صنعت کی مجموعی خام پیداوار سے حاصل کرنا ممکن ہو۔ یہ صحیح ہے کہ اگر طویل مدت تک اجرت اور قیمتیں اعلیٰ رہیں تو، صنعت میں اصل و محنت دونوں کھنچکر چلے آتے ہیں؛ اور اس طرح پھر پیداوار میں کمی رونما ہوتی ہے؛ اس کے برخلاف ادنیٰ اجرت اور ادنیٰ قیمتوں کا دور دورہ معکوس نتائج پیدا کرتا ہے۔ لیکن عملی اشخاص ان مزید عواقب کو بالعموم نظر انداز کر دیتے ہیں؛ اس لیے کہ وہ زمانۂ موجود اور قریبی مستقبل سے آگے نظر نہیں ڈال سکتے۔ آخری نتائج کے بارے میں کاروباری اشخاص کی صرف ایک قلیل جماعت اور معاشیات کے چند طلبہ غور و فکر کرتے ہیں۔ اکثر اشخاص مزدوروں اور آجروں کے بارے میں یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ ایک مقررہ صنعت سے دائمی طور پر وابستہ رہتے ہیں۔ اگر پہلے سے اس معاملے کو طے کر لیا جائے کہ پیداوار کی قیمت کے ساتھ کم از کم ایک حد تک، اجرت اور منافعہ دونوں میں تغیر واقع ہو گا تو آجروں اور مزدوروں کا

باب ۵۹
صنعتی امن و امان کے چند وسائل

تصادم روکا جا سکتا اور کاروبار کی مسلسل ترقی ممکن ہو سکتی ہے۔

۵۔ جھگڑے فساد کو روکنے کا ایک اور طریقہ ثالثی ہے۔ اجرت اور شرائط محنت کے بارے میں متنازعہ فیہ مسائل کو کسی غیر جانبدار منصف کے سامنے پیش کر کے اس کے فیصلے کو کیوں نہ مانا جائے؟

345

ثالثی کا طریق خانگی بھی ہو سکتا ہے اور سرکاری بھی۔ اگر خانگی ہو تو اس کی نوعیت عارضی ہو سکتی ہے؛ یعنی صرف کسی خاص عملی ضرورت کی حد تک اس سے کام لیا جا سکتا ہے؛ یا اگر مجالس یا منصفین کا پیشگی انتظام کر لیا جائے تو مستقل بھی ہو سکتا ہے۔ اگر سرکاری ہو تو اس کا وجود صرف سفارشات کرنے کے اختیار یا پھر بجبر اپنے فیصلے منوانے کے اختیار کے ساتھ ہو سکتا ہے۔ ثالثی کی سب سے زیادہ مروج شکلیں وہ خانگی انتظامات ہیں جو مستقل حیثیت سے قائم ہوتے ہیں اور وہ سرکاری مجلسیں ہیں جن کے اختیارات صرف سفارشات تک محدود ہوتے ہیں۔ اگرچہ یہ دونوں بہ لحاظ نوعیت و باقاعدہ حیثیت ایک دوسرے سے مختلف ہیں، پھر بھی ان کا عمل ایک ہی مقررہ طریق پر اور ایک ہی مقررہ تاثیر کے ساتھ ہوتا ہے۔

اجرت، اوقات کار، اور دیگر معاملات کے متعلق لڑائی جھگڑے کسی بڑے اصولی مسئلے پر یا موجودہ حالات میں دور رس خلل ڈالنے کی کوشش پر بہت شاذ مبنی ہوتے ہیں۔ اصلی جھگڑا کچھ فی صد زیادہ یا کم اجرت، اور کچھ زیادہ یا کم اوقات کار سے متعلق ہوتا ہے۔ "واجبی" اجرت سے اکثر اشخاص مروجہ بازاری شرح یا وہ شرح مطلب لیتے ہیں جو مسابقت کے آزادی کے ساتھ اور رکاوٹ کے بغیر عمل میں آنے کی صورت میں قائم ہو۔ جب آجروں اور اجیروں کے مابین اس بارے میں نزاع ہوتی ہے کہ "واجبی" اجرت کیا ہے تو، ان میں آپس میں بالعموم بہت زیادہ فرق نہیں ہوتا؛ اور اگر ہر فریق ہڑتال یا دربندی کرنے کے بجائے دوسرے فریق کے پیش کردہ شرائط کو تسلیم کر لے تو، اس کو کم نقصان ہوتا ہے۔ عام نتیجہ فرق و اختلاف کو مٹانا ہوتا ہے، اور یہ اختلاف بالعموم برا نہیں ہوتا؛ اگر تمام نزاعیں کسی غیر جانبدار منصف یا انجمن ثالثی کے روبرو پیش کر دی جائیں تو،

باب ۵۹

صنعتی امن و امان کے چند وسائل

یہ فرق و اختلاف بھی بڑی حد تک دب جاتا ہے۔

ثالثی کی جانب رجوع ہونے میں عام طور سے فریقین کا صرف مادی فائدہ ہی نہیں ہے؛ بلکہ بات کی پچ اور بد مزاجی کی بھی اصلاح ہو جاتی ہے۔ جن لوگوں نے اپنے حقوق کا مطالبہ دھمکیوں اور اعلان جنگ کے ذریعے سے کیا ہو ان کے لیے ان سے ہٹ کر مصالحت کرنا بہت دقت طلب ہوتا ہے، خواہ وہ یہ بھی کیوں نہ جانتے ہوں کہ ایسا کرنا زیادہ بہتر ہوگا۔ ایک مستقل و معزز ثالثی مجلس کی موجودگی صنعتی نزاعوں میں وہی کام کرتی ہے جو ہیگ کی عدالت ثالثی (Hague Court of Arbitration) قوموں کے مابین انجام دیتی ہے؛ وہ فریقین کو جنگجویانہ طرز عمل سے ان کی عزت و وقار کو صدمہ پہنچائے بغیر باز رکھتی ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ بعض اصولی مسائل ایسے ہیں جن کو ثالثی کے سامنے پیش کرنا دقت طلب اور مشکل ہوتا ہے، اور جن کا تصفیہ خود ثالثی کرنے والے کے لیے بھی کچھ کم دقت طلب نہیں ہوتا۔ یہ مسائل مزدور سبھاؤں کے تسلیم کیے جانے سے متعلق ہیں: آیا آجر اپنے ماتحت مزدوروں سے انفرادی حیثیت سے معاملہ طے کرے گا یا من حیث الجماعہ ان کے منتخبہ نمائندوں کے ذریعے سے طے کرے گا؟ اس صورت میں، جیسا کہ بیان ہو چکا ہے، معاشری فائدہ کا پلہ اور اس طرح اصولی مسئلے کا جواب آجروں کے عام استدلال کے خلاف ہے لیکن بطریق ثالثی فیصلہ کرنے والے کو انھیں اطمینان بخش جواب دینے کے لیے معاشیات و اخلاقیات کے بہت ادق مسائل معرض بحث میں لانے پڑیں گے، اور اگر وہ ایسی بحث کرنے کی سعی بھی کرے تو وہ فریقین کو مطمئن و ساکت کرنے میں ناکام رہے گا۔ پھر بند کارخانے کا سوال ہے کہ کیا آجر کو صرف سبھاؤں کے ارکان کو کام پر لینے کے لیے رضا مند ہونا چاہیئے اور ان لوگوں کا اخراج عمل میں لانا چاہیئے جو انجمنوں کے رکن نہیں ہیں؟ اس میں معاشری فائدے کا پلہ بھاری ہوگا یا ہلکا، یہ امر مشتبہ ہے، اور اصولی مسئلے کا جواب دینا مشکل ہے۔ ایسے معاملات کا تصفیہ ثالثی کے طریق پر کبھی نہیں کیا جا سکتا۔ اگر مزدور بند کارخانے کے اصول پر فی الواقع جے

346

باب ۵۹
صنعتی امن و امان کے چند مسائل

ہوئے ہوں تو، وہ اس کو صرف اصرار، تکرار اور لڑائی سے حاصل کر سکتے ہیں؛ رہا یہ امر کہ آیا وہ اس کو حاصل کرنے اور برقرار رکھنے میں کامیاب ہوں گے یا نہیں تو اس کا انحصار اس عمل کی اچھائی اور بُرائی کے متعلق بڑھتے ہوئے تجربے پر ہے۔

اس کا اعادہ ناموزوں نہ ہوگا کہ اکثر نزاعیں، اور خاصکر وہ جن کا ثالثی کرنے والوں کے روبرو پیش کیا جانا ممکن ہے، نسبتاً کم اہم معاملات سے متعلق ہوتی ہیں؛ مثلاً اجرت، اوقات کار، کارخانے کے حالات و شرائط وغیرہ۔ ان معاملات کا تصفیہ ثالثی کے ذریعے سے مستقل خانگی مجلسوں یا سرکاری مجلسوں کی شکل میں آسان ہو جاتا ہے۔

مستقل خانگی مجلسوں کا مدار حرفتی معاہدات پر ہوتا ہے۔ ان کا انحصار آجروں اور مزدوروں میں تنظیم کی موجودگی پر ہے۔ اور وہ اجتماعی طور سے معاملہ طے کرنے کا نتیجہ ہوتی ہیں۔ اگر ان پر سختی اور استقلال کے ساتھ جمے رہیں تو ان سے بند کارخانے کا وجود لازم آتا ہے؛ اس لیے کہ ان میں یہ فرض کیا جاتا ہے کہ انفرادی مزدور کوئی معاملہ اپنے طور پر طے نہ کرے گا۔ پھر بھی حرفتی معاہدات پر عملاً عام بند کارخانے کے بغیر عمل کیا جا سکتا ہے، اس لیے کہ سبھاؤں کے شرائط اور معاہدات ایسا معیار قائم کر دیتے ہیں جن کے مطابق ہونے کی جانب سبھا نہ رکھنے والے کارخانے مائل ہوتے ہیں۔ جس قسم کے قول و قرار اور شرائط رونما ہوتے ہیں وہ باقاعدہ کمیٹیوں کے انعقاد، مقررہ طریق کارروائی اور متنازعہ فیہ معاملات کو فیصلۂ ثالثی کرنے والوں کے روبرو پیش کرانے کا باعث بن جاتے ہیں۔ بیشتر سے لازمی طور سے اس امر کا تصفیہ نہیں ہوتا کہ ثالثی فیصلہ کرنے والوں کا فیصلہ قطعی اور واجب التعمیل ہوگا۔ ممکن ہے کہ ان کا کام ثالثی کرنے کی بجائے مصالحت کرنا ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسا ہی ہونا غالباً زیادہ بہتر ہوگا؛ اس لیے کہ کسی صورت میں ان کو اپنا فیصلہ منوانے کا اقتدار نہیں حاصل ہوتا۔ اس کا اعادہ بے موقع نہ ہوگا کہ ٹھیک قرارداد خواہ کچھ ہی ہو، اس قسم کے عہد و پیمان کا انحصار مستقل اور اعلیٰ درجے کی منظم مزدور سبھاؤں پر ہوتا ہے۔ اس حد تک یہ صحیح ہے کہ سبھائیں صنعتی امن و امان کا موجب ہوتی ہیں۔ وہ معاملہ طے کرنے کے عمل کو آسان کر دیتی، ارادی عمل کے لیے

باب ۵۹
صنعتی امن و امان کے چند مسائل
347

مفید ثابت ہوتی اور سریع اور بے قاعدہ ہڑتالوں کے امکان کو کم کر دیتی ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ آجروں اور اجیروں کا یہ متحدہ عمل مزید خطرہ پیدا کرتا ہے؛ یعنی یہ کہ دونوں استوار انتظام کے ساتھ متحد ہو جائیں گے، دوسرے آجروں اور اجیروں کو اپنی صف میں جگہ نہ دیں گے اور رسد کی تحدید کر کے عوام سے معینہ قیمت اجارہ وصول کریں گے۔ اس خطرے کی شدت اس حد تک سے جس حد تک بیرونی آجروں اور غیر سبھائی مزدوروں کو مقابلہ کرنے سے باز رکھا جا سکتا ہے۔ یہ بیان کیا جا چکا ہے کہ مزدوروں کی حد تک صنعتی تبدیلی کا میلان اجارے کی حیثیت کو مستقل طور سے قائم کرنے کے خلاف ہوتا ہے۔ جہاں تک سرمایہ دار آجروں کا تعلق ہے وہاں تک، یہ تسلی دینے والا ایقان کسی حال اس قدر واضح نہیں ہے۔ ان کے اتحاد کے مساعی ان مسائل سے کسی قدر مختلف قسم کے مسائل پیدا کرتے ہیں جو یہاں زیر غور رہے ہیں۔

ثالثی کی ویسی سرکاری مجلسوں کے ذریعے سے جیسی کہ امریکہ کی اکثر ریاستوں اور فرانس و انگلستان میں قائم ہوئی ہیں، وہی مقررہ مفید نتیجہ برآمد ہوتا ہے، یعنی صنعتی نزاعات کی تعداد میں کمی ہو جاتی ہے۔ ان کی حیثیت عام طور سے ثالثی کرنے والی اور مصالحتی مجلسوں کی ہوتی ہے۔ وہ مجاز ہوتی ہیں کہ نزاع کے موقعوں پر اپنی خدمات مصالحت کرانے والوں اور بیچ بچاؤ کرنے والوں کی حیثیت سے پیش کریں اور اپنے عمل کی عوام کو اطلاع دیں؛ بعض اوقات یہ طریقہ امور کا تصفیہ کرنے میں اور عامۃ الناس کی رائے سے استعانت کرنے میں موثر ثابت ہوتا ہے۔ مجالس ثالثی کی حیثیت سے وہ ایک مستقل عدالت کی شکل رکھتی ہیں جس کی جانب جھگڑا کرنے والے فریقین رجوع ہو سکتے ہیں، اور اس طرح اپنی آن بان اور غالباً اپنے زر کو بچا سکتے ہیں۔ ان کے موثر ثابت ہونے کا مدار بڑی حد تک اُن افراد کے خصائل پر ہوتا ہے جو اس نازک کام کو انجام دینے کے لیے متعین ہوتے ہیں۔ اگر بہترین آدمی بھی مقرر کیے جائیں اور وہ بہترین قسم کا فیصلہ بھی کریں تو بھی کچھ نزاعیں یعنی کل کا بہت بڑا جزو ایسا باقی رہ جائے گا جس کو ان مجلسوں کے سامنے پیش نہ کیا جائے گا۔ ان نزاعوں میں سے جو بغرض ثالثی

باب ۵
صنعتی امن و امان کے چند مسائل

پیش کی جاتی ہیں یا کسی فریق کے پیش کیے بغیر جو نزاعیں بغرض فیصلہ ہاتھ میں لی جاتی ہیں، ان میں سے اکثر کا ثالثی یا مصالحت کے طریق پر فیصلہ پانے سے ناکام رہنا ضروری ہے۔ یہ طریقہ، ہڑتالوں یا نقصانات کے لیے اکسیر اعظم تو نہیں ہے؛ لیکن اس کے برخلاف وہ محدود کامیابی کے ساتھ بھی خاصی بڑی حد تک قابل قدر ہے۔ اگرچہ مستقل مجالس عامہ کے باوجود متعدد سنگین ہڑتالیں وقوع میں آئی ہیں، لیکن ان سے مصارف سے زیادہ وصول ہو جاتا ہے اگر وہ نزاعوں کی معتدل تعداد کو بھی روکنے میں کامیاب ہوں۔ ثالثی کا طریق کار محض صنعتی خرابیوں کو رفع کرنے کا ایک علاج ہے؛ لیکن پھر بھی وہ مفید اور کارآمد ہے۔

348 سرکاری طور سے مقرر کردہ مجالس ثالثی خانگی مجلسوں پر ایک اہم اعتبار سے فوقیت رکھتی ہیں۔ خانگی مجلسوں میں آجروں کی جانب سے عام طور سے ایک رکن بطور نمائندہ منتخب کر لیا جاتا ہے، دوسرا رکن اجیروں کا نمائندہ ہوتا ہے اور تیسرے رکن کو یہ دونوں جماعتیں ملکر منتخب کرتی ہیں یا کوئی اور ایسا طریقہ اختیار کیا جاتا ہے جس سے بے تعصبی و غیر جانبداری یقینی ہو جائے۔ الحاصل یہ طریقہ، فیصلے کو فی الواقع تیسرے رکن پر چھوڑ دیتا ہے، اور سب ارکان کے لیے مناسب غور و خوض کرنے کے بعد متحدہ طور سے ایک نتیجے پر پہنچنے کا موقع نہیں دیتا۔ سرکاری مجلسوں سے خاصکر اگر وہ بیشتر سے قائم ہوں اور کسی مخصوص حرفہ یا نزاع سے متعلق ان کا تقرر عمل میں نہ آیا ہو تو، اس موقع کے حاصل ہونے کا زیادہ قرینہ ہوتا ہے۔ صورت حال کے دقت طلب و مشکل ہونے کی دلیل یہ ہے کہ نزاع کرنے والے فریقین میں خانگی مجلسوں کو ترجیح دینے کا میلان پایا جاتا ہے۔ اور اس کی وجہ یہی ہے کہ ہر فریق یہ چاہتا ہے کہ منصفوں میں اس کا اپنا ایک وکیل ضرور شریک رہے۔

۶۔ جبری ثالثی کا طریق بالکلیہ مختلف مسائل پیش کرتا ہے؛ جبری ثالثی سے مطلب ایسی عدالتیں ہیں جن کے سامنے آجروں اور اجیروں کا اپنے اختلافات کا پیش کرنا ضروری اور ان کے فیصلوں کی تعمیل کرنا لازمی ہوتا ہے۔ چنانچہ آسٹریلیا میں بحالت موجودہ یہی طریقہ مروج ہے۔ اس کا لب لباب یہ ہے کہ عدالتی محکمے

باب ۵۹

صنعتی امن و امان کے چند مسائل

قائم کیے جاتے ہیں جن کے روبرو نزاعوں کے تصفیے کے متعلق ہر فریق درخواست پیش کر سکتا ہے۔ یہ محکمۂ عدالت جو شرائط طے کرے اس کی پابندی فریقین پر لازمی ہو جاتی ہے، اور ان شرائط کے تحت کام کرنے سے کوتاہی یا قصور مجرمانہ تقصیر بن جاتا ہے۔ ہڑتال یا دربندی کی سزا جرمانے یا قید کی شکل میں دی جا سکتی ہے[1]۔ عدالت، کلیتہً ایسے شخص یا اشخاص پر مشتمل ہو سکتی ہے جو قانون میں مہارت رکھتے ہوں (مثلاً سرکاری عدالتوں کے جج) یا ان کے علاوہ اس میں ایسے افراد بھی شریک کیے جا سکتے ہیں جو مخصوص صنعتوں کا عملی تجربہ رکھتے ہوں۔ بظاہر ایسی عدالت میں، مزدور، صرف اپنے نظامات یا سبھاؤں کے ذریعے سے اپنی نمائندگی کرا سکتے ہیں؛ اس لیے کہ اس میں انفرادی شکایتوں کا تصفیہ نہیں کیا جاتا، بلکہ اجتماعی نزاع کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ نیز بظاہر ان نظامات کا آزاد سبھا ہونا ضروری ہے، اور مجموعۂ ضوابط یا عدالتوں کو ان کے آزاد رہنے کا انتظام و لحاظ لازماً کرنا پڑتا ہے۔ یہ امر بھی کچھ کم ضروری نہیں ہے کہ آجر بھی منظم ہوں، اس لیے کہ ان کے لیے بھی شرحوں اور عام انطباق کے قاعدوں اور ضابطوں کا ہونا ضروری ہے۔ اس طرح عدالت کا وجود، اس عدالت کو اپنا فیصلہ جبری طور سے

349

---

[1] ۔ نیوزی لینڈ میں جہاں پہلا جبری ثالثی کا قانون ۱۸۹۶ء میں منظور ہوا، ہڑتال یا دربندی صرف اس صورت میں مجرمانہ تقصیر بن جاتی تھی جبکہ فریقین میں سے ایک فریق نے عدالت ثالثی میں درخواست دی ہو۔ "اگر فریقین اپنی نزاع کا فیصلہ ہڑتال کے ذریعے سے کرنے کے طریق کو ترجیح دیں تو قانون ان کو ایسا کرنے کی اجازت دیتا ہے۔" لیکن ۱۹۰۱ء کے نیو ساؤتھ ویلس کے قانون کی رو سے ہر ہڑتال یا دربندی، اس حالت میں جبکہ وہ عدالت میں زیر غور و تصفیہ ہو یا زیر غور آنے سے بیشتر بدچلنی اور قابل تعزیر جرم تھی۔ دوسرے الفاظ میں نیو ساؤتھ ویلس میں تمام نزاعوں کو عدالتہائے ثالثی میں پیش کرنا ضروری تھا۔ دیکھو وی، ایس کلارک کی کتاب موسوم بہ

The Labour movement in Australasia

صفحہ ۱۸۹ و صفحہ ۱۹۱۔

باب ۵۹
صنعتی امن و امان کے چند مسائل

ہونے کے اقتدارات اور اس عدالت میں بغرض انفصال مقدمہ آجروں اور اجیروں کی بطور فریقین حاضری، یہ سب اس طریقے کے لوازم میں داخل ہیں۔

اس کا قرینہ ہے کہ ایسے طریقے کے تحت، اجرتوں کا تصفیہ ابتداءً ایک حد تک آسان ہو۔ اس کا بھی قرینہ ہے کہ عدالت کی جانب سے مقرر کردہ اجرت کی شرحیں، جب وہ پہلی مرتبہ مقرر کی جائیں، ان اجرتوں سے کسی قدر اعلیٰ ہوں جو سابق میں رائج تھیں؛ لیکن پھر بھی وہ واجبی ہوں گی، اور اس قدر اعلیٰ نہ ہوں گی کہ ان کی بنا پر کوئی حقیقی اصولی مسئلہ پیش ہو۔ صنعتی انتظامات کی رفتار بالعموم سست ہوتی ہے، لیکن یہ کچھ زیادہ مضر نہیں ہوتی۔ مرور زمانہ کے ساتھ مزدور اور عام قوم پھر نئی شرح کی خوگر ہو جائے گی۔ یہ تقریباً یقینی ہے کہ مزدور بہت جلد اور زیادہ مطالبات پیش کریں گے اور اس کے بعد بھی ہل من مزید کے نعرے لگاتے رہیں گے؛ یہاں تک کہ بالآخر عدالت اس امر پر غور کرنے کے لیے مجبور ہو جائے گی کہ وہ تقسیم کے شرائط میں ترمیم کرنے میں کس قدر آگے قدم بڑھا سکتی ہے۔ کہاں جا کر رُکنا چاہیے؟ "واجبی" اجرت کیا ہو گی؟ اس سوال کا تصفیہ، یہ سوال کیے بغیر نہیں ہو سکتا کہ واجبی سود اور واجبی منافع کیا ہے؟ بالآخر عدالت کو یہ فیصلہ کرنا ضروری ہے کہ اساسی طور سے کیا چیز مبنی بر انصاف ہو گی؛ اصلدار از روئے انصاف کتنا سود پانے کے مستحق ہیں؛ کاروباری منافعہ کی شکل میں آجر کو کتنا حصہ منصفانہ طریق پر ملنا چاہیے؛ بعض مزدوروں کو دیگر مزدوروں کے مقابلے میں کیوں زیادہ اجرت ملے؛ اور مختلف جماعتوں کو کتنا کتنا حصہ دینا مبنی بر انصاف ہو گا۔

دوسرے الفاظ میں، محنت کے متعلق اس قسم کے آئین و قوانین وضع کرنے میں مقابلے اور مسابقت کی جانب اس طرز عمل سے بہت مختلف طرز عمل اختیار کرنا پڑے گا جو کارخانے کے متعلق قوانین وضع کرنے میں، اور اوقات کار، بچوں کے کام اور اقل اجرت کے متعلق قواعد نافذ کرنے میں اختیار کرنا پڑتا ہے۔ موخرالذکر قوانین و قواعد کا مقصد مسابقت کے معیار میں ترمیم کرنا ہے۔ ان میں محنت کے بعض معاملات طے کرنے کی ممانعت

باب ۵
صنعتی امن و امان کے چند مسائل

کیجاتی ہے یا سب آجروں پر مزدوروں کی حفاظت، صحت وصفائی کا خیال لازم گردانا جاتا ہے۔ جبری ثالثی اگر انتہا تک پہنچائی جائے تو، ان حدود کا تعین کرنے پر قانع نہیں ہوتی جن کے اندر مقابلے کا عملدر آمد ہو؛ بلکہ وہ مقابلے ہی کا استیصال کر دیتی ہے۔ اجرت، سود اور منافع کا تعین آجروں اور اجیروں کے باہمی تصفیے کے ذریعے سے نہ ہونا چاہیئے جس میں ہر فریق کو اپنی مرضی سے کام سے ہاتھ روکنے یا دوسرے کو ترک کار کی دھمکی دینے کی آزادی حاصل ہو۔ ان معاوضوں کا تعین سرکار سے ہونا چاہیئے؛ چنانچہ اس لحاظ سے دولت کی تقسیم سرکار کی جانب سے عمل میں لائے جانے کا مسئلہ رونما ہوتا ہے۔

350

اس آخری مسئلے کو نظر انداز یا ملتوی کیا جا سکتا ہے۔ اور یہ ممکن ہے کہ وہ غیر معین مدت کے لیے ملتوی کر دیا جائے۔ رسم و رواج کا اثر بہت قوی ہوتا ہے۔ غالباً مزدور اپنے مطالبات پر اس حد تک زور نہ دیں گے جس سے آخری مسئلہ رونما ہو۔ ممکن ہے کہ وہ ایسی معمولی تبدیلیوں پر قانع رہیں جیسی کہ عام معاشی اسباب کے زیر اثر دائماً واقع ہوتی رہتی ہیں اور تقریباً مقررہ نتائج کے ساتھ ثالثی اور حرفتی سبھاؤں کی جد و جہد کے ذریعے سے منفصل ہوتی رہتی ہیں۔ چنانچہ آسٹریلیا میں اس قلیل مدت میں جس میں یہ طریقہ زیر آزمائش رہا ہے، جبری ثالثی کا عملدر آمد ایسا ہی رہا ہے۔ مزدوروں کی سیاسی قوت کے روز بروز بڑھنے، مزدوروں کے اعلیٰ اجرت کے معیار کے فوراً خوگر ہو جانے اور ان کے مزید اعلیٰ اجرت پانے کے مطالبے کرنے کے ساتھ ساتھ ممکن ہے کہ اس اساسی سوال کا جلد ہی یا دیر سے مقابلہ کیا جائے اور اس کو کسی نہ کسی طرح حل کر لیا جائے۔

اس صورت میں نتیجہ کیا ہوگا، اس کی پیش گوئی کرنا حد سے بہت زیادہ آگے قدم بڑھانا ہے۔ تمام اجرتوں میں غیر معین اضافے کے معنی اصیلداروں اور کاروباری اشخاص کی آمدنیوں میں کمی کرنے اور (اس طرح ہمیں تقسیم دولت کے متعلق اپنا نظریہ قائم کرنے میں ایسا ہی استدلال کرنا چاہیئے) فراہمی اصل اور پر جوکھم کاروبار کی ترقی میں بالآخر رکاوٹ پیدا ہونے کے ہیں۔ ممکن ہے کہ

فوری رد عمل شروع ہو جائے، اور اجرتوں کی شرح پھر کم ہو کر اس سطح پر آ جائے جو انتظام صنعت کے موجودہ طریق کے ہم آہنگ ہو۔ یا یہ بھی ممکن ہے کہ اس سے بھی آگے شدید تغیرات پیدا ہوں، یعنی سرکار کاروباری انتظام کی مختلف شکلوں کو خود استقلال کے ساتھ انجام دے اور اس اصل کا استحصال کرلے یا اس کو خرید لے جو اب اصلداروں کی ملک بنا ہوا ہے اور کاروباری اشخاص کے زیر انتظام ہے۔ دوسرے الفاظ میں، ممکن ہے کہ اشتراکیت کی آزمائش کا خیال پیدا ہو جو اس مقررہ اصول کو علانیہ بروئے عمل لاتی ہے کہ دولت کی تقسیم کا تصفیہ سرکار کو کرنا چاہیئے۔ یہ بات بہت کم لوگوں کو معلوم ہے کہ جبری ثالثی کی تجویز میں اس قدر دور رس تبدیلیاں مضمر ہیں جب نیوزی لینڈ اور دیگر آسٹریلوی نو آبادیات میں اس تجویز پر عملدر آمد کیا گیا تو اس قسم کی تبدیلیاں واقع ہونے کا خیال کسی کے ذہن میں بھی نہ گزرا؛ اور اگرچہ یہ بات ظاہر ہو چکی ہے کہ یہ تجویز محض صنعتی نزاعوں کو طے کرنے کے معاملے ہی پر مشتمل نہیں ہوتی، بلکہ اکثر دوسرے امور کا بھی اس سے لگاؤ ہوتا ہے، تاہم اہل آسٹریلیا پر تمام امکانات کی اہمیت ابھی تک پوری طرح ظاہر نہیں ہوئی ہے۔ معاشری و معاشی مسائل کے محققین ان کے تجربے کی رفتار کا مطالعہ دلچسپی کے ساتھ کریں گے؛ اور صرف یہ معلوم کرنے کے لیے نہیں کہ آیا مزدوروں کی طبیعت ان کی

رہبری اپنے مطالبات پر انتہا تک زور دینے کے لیے کرے گی یا نہیں، بلکہ یہ معلوم کرنے کے لیے بھی کہ اگر وہ اپنے مطالبات پر انتہا تک زور دیں تو اس کے نتائج کیا ہوں گے۔ اس تجربے کے اُس حد تک عمل میں لائے جانے کے لیے جس پر پہنچنے کے بعد آخری نتیجہ ظاہر اور نمایاں ہو جائے گا ابھی غالباً کئی سال درکار ہوں گے۔

اُس درمیانی مدت میں، جبکہ کامل تبدیلی کرنے کی کوئی سعی نہ کی جائے گی یعنی ایسے زمانے میں، جیسا کہ بیان ہو چکا ہے، غیر معین طور سے طویل ہو سکتا ہے، ایک اور مشکل کے رونما ہونے کا بہت زیادہ امکان ہے، یعنی ثالثی کے فیصلوں کا کس طرح نفاذ کیا جائے جبکہ وہ مزدور کے خلاف ثابت ہوں۔ آجروں کے خلاف ان کا نفاذ کرنا کافی آسان ہے؛ اس لیے کہ وہ صاحب جائداد ہوتے جاتے ہیں اور املاک خاصی مقداروں میں اور نمایاں شکل میں موجود ہوتی ہیں، اور جرمانوں کے ذریعے سے

باب ۵۹
صنعتی امن امان کے چند مسائل

ان سے تدارک کیا جا سکتا ہے۔ لیکن مزدوروں کے حق میں جرمانوں کا نفاذ ایک حد تک غیر موثر ثابت ہوگا۔ منتشر مزدوروں سے جرمانے کی چھوٹی چھوٹی رقمیں وصول کرنے کے مصارف سے قطع نظر کرتے ہوئے اس کارروائی میں سیاسی حیثیت سے جو ناگواری ہوگی وہ جمہوری حکومت کو اس پر کسی بڑی حد تک عملدرآمد کرنے سے باز رکھے گی۔ ممکن ہے کہ یہ تجربہ کہ جبری ثالثی کا عمل و اثر صرف یکطرفہ ہوتا ہے، کل نظام میں کامل تبدیلی کا محرک ہو جائے، قبل اس کے کہ اس تجربہ کو ایسی حالت پر پہنچایا جائے جس سے تقسیم دولت کے اساسی اصول معرض امتحان میں آئیں۔

باب ۶۰

مزدوروں کا بیمہ۔ قوانین مفلسی

352

(۱) بے قاعدہ آمدنیاں اور ان کے اسباب۔ (۲) حادثات کے مقابلے میں رقم کی فراہمی بیمہ کے ذریعے سے ممکن العمل ہے۔ جرمن، انگریزی اور فرانسیسی نظام۔ اگرچہ مصارف آجر پر عائد ہوتے ہیں، لیکن بالآخران کے اجرتوں سے وصول کیے جانے کا قرینہ ہوتا ہے۔ (۳) بیماری کے خلاف بیمہ کچھ کم ممکن العمل نہیں ہے۔ بیت سبھائیں، جرمنی کا جبری بیمہ کا نظام۔ مرض کی مدت طولانی ہونے کا امکان اور نگرانی کی ضرورت۔ (۴) یوروپین ممالک اور آسٹریلیا میں پیرانہ سالی کے وظائف۔ کیا وہ کفایت شعاری میں مزاحم ہیں؟ مالی مشکلات ناقابل عبور نہیں ہیں۔ (۵) ریاستہائے متحدہ میں حادثات کے بارے میں صورت حالات زمانۂ دراز سے ابتر ہے؛ اصلاح کی ضرورت۔ طریق تلافی حادثات کی تیزی کے ساتھ توسیع۔ اس اصلاح اور دیگر اصلاحات کی راہ میں سیاسی مشکلات۔ (۶) بے کاری و بے روزگاری، اگرچہ اپنی آپ اصلاح کرنے کی جانب مائل ہوتی ہے، پھر بھی اس کا ظہور ہر طرف اور مسلسل ہو رہا ہے۔ بیمہ کے کسی طریق کو

باب ۲: مزدوروں کا بیمہ قوانین مفلسی

استعمال کرنے کی مشکلات ۔ مزدور سبھاؤں میں زمانہ بے کاری میں مالی امداد کے طریق کے اضافے کا امکان ۔ ۱۹۱۱ء کا برٹش نیشنل انشورنس ایکٹ ۔ اعانتی تدابیر ۔ (۷) قوانین مفلسی ؛ ہمدردی اور احتیاط کے مابین تضاد ۔ جہاں اخلاق کے بگڑنے کا خطرہ نہ ہو وہاں، اعانت فیاضی سے کی جا سکتی ہے ۔ اس کو عمدہ جسمانی صحت والوں کی حد تک نہایت احتیاط سے استعمال کرنے کی ضرورت ۔
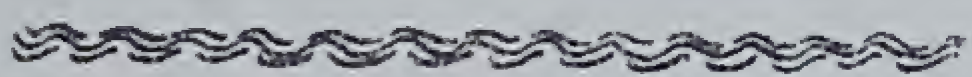
~~~

۱ ۔ قلت آمدنی، مشکلات کا اتنا سبب نہیں ہوتی جتنا کہ بے قاعدہ آمدنی ۔ انسان کسی ایسی آمدنی کو قبول کرنے کے لیے بھی رضا مند ہو سکتا ہے جو مایحتاج حیات پورا کرنے کے معیار سے کم نہ ہو ۔ بہت کم لوگ آڑے وقت کے لیے کافی مقدار میں پونجی رکھتے ہیں ۔ جہاں آمدنی اور ضروری مصارف کے مابین کم فرق ہوتا ہے وہاں، آمدنی کی کمی مصیبت کے مرادف ہوتی ہے ۔ ایسی صورت میں بھی جبکہ آمدنی اتنی ہو جس سے مستقبل کے لیے کافی رقم فراہم کرنا بیمہ یا پس اندازی کے ذریعے سے ممکن ہو، بالعموم رقم فراہم نہیں کی جاتی ۔ اس کے نتیجے کے طور پر آبادی کے بڑے حصے میں جو تکالیف و مصائب رونما ہوتے ہیں ان کو کم یا رفع کرنا یہ معاشری سوالات میں سے سب سے اہم اور ضروری سوال ہے ۔ نیز یہ ایسا سوال ہے جس پر حال ہی میں بہت زیادہ توجہ صرف کی گئی ہے ۔ توجہ کی اس زیادتی کی وجہ آمدنی کی زیادہ بے قاعدگی یا آڑے وقت کے لیے رقم کی فراہمی کی زیادہ ضرورت نہیں ہے ۔ مصنف کے پاس یہ ثابت کرنے کے لیے کہ آیا قدیم زمانے کے مقابلے میں آج کل مرض کے متعلق بے احتیاطی برتنے کے مواقع، معذور بنا دینے والے حادثات اور پیرانہ سالی کی مفلسی کے امکانات زیادہ ہیں کہ نہیں اطمینان بخش شہادتیں موجود نہیں ہیں ۔ لیکن اس قدر ضرور واضح ہے کہ موجودہ دنیا خرابیوں اور امراض کے بارے میں زیادہ حساس ہے ۔ دیگر صورتوں کے مثل اس صورت میں بھی جو حالات

353
~~~

باب ۶

مزدوروں کا بیمہ۔ قوانین مفلسی

قدیم زمانے میں ناگزیر واقعات تسلیم کیے جاتے تھے وہ آج کل ناقابل برداشت خیال کیے جاتے ہیں، اوران کا علاج اور دفعیہ کرنے کی سعی بلیغ کی جاتی ہے۔

حادثات، امراض، پیرانہ سالی اور بے کاری؛ یہی آمدنی کی بے قاعدگی کا بڑا سبب ہیں۔ ان سب کے بارے میں ایک بڑا اصولی مسئلہ ذہن میں رکھنا ضروری ہوگا؛ اور وہ یہ ہے کہ کسی فرد واحد کے خصائل اور کفایت شعاری پر مضر اثر ڈالے بغیر اس کی مدد کس حد تک کی جا سکتی ہے؟

۲۔ حادثے کے تاوان کا انتظام بیمہ کے ذریعے سے کرنا چاہیئے۔ سوال صرف یہ پیدا ہوسکتا ہے کہ بیمہ کو موثر بنانے کا بہترین طریقہ کیا ہو سکتا ہے۔ غالباً اہم ترین قسم کے حادثات وہ ہیں جو مزدوروں پر ان کے کام کرنے کے زمانے میں ظہور پذیر ہوں، گو محض اسی قسم کے حادثات ہی واحد اہم حادثات نہیں ہوتے۔ اس قسم کے حادثات کا ہمیشہ وقوع پذیر ہوتے رہنا یقینی ہے؛ اور یہ امر بھی مساوی طور سے یقینی ہے کہ مزدور خود ان کے مقابلے میں تاوان کا کوئی موثر انتظام نہ کریں گے۔ یہ بھی مشتبہ ہے کہ آیا اس قسم کا بھونڈا انتظام بھی کیا جاتا ہے کہ نہیں جو پُرخطر کاموں میں اعلیٰ شرح اجرت میں ظاہر ہوتا ہے۔ تقریباً سب مزدور کام میں جسمانی ضرر کے خطرات کو تسلیم کرتے ہیں، لیکن کوئی بھی خطرات کی جانب توجہ یا اس کا لحاظ نہیں کرتا؛ اور جب جلدی یا دیر سے ناگزیر مصیبت سر پر آن پڑتی ہے تو، وہ یا ان کے لاحقین بے یار و مددگار رہ جاتے ہیں۔

مختلف پیشوں میں حادثے کے مواقع مختلف ہوتے ہیں۔ اکثر پیشوں میں حادثات کا وقوع پذیر ہونا اس قدر کافی طور سے یقینی ہے کہ بیمہ کا انتظام لائق پذیرائی ہے؛ نہ صرف ایسے حادثات کے لیے جن کے نتائج مہلک ہوں، بلکہ ایسے حادثات کے لیے بھی جو مستقل یا عارضی طور سے معذور بنا دیتے ہوں۔ جب حسابی اصول پر ان کا مقابلہ کرنے کا امکان ایک مرتبہ واضح ہو جائے؛ جب یہ یقین ہو کہ مزدور خود اپنا بیمہ نہ کرائیں گے؛ اور جب معاشری ہمدردی اور معاشری فرض کا احساس اس قدر قوی ہو جائے کہ کسی نہ کسی قسم کے مالی انتظام پر اصرار

باب ۶

مزدوروں کا بیمہ۔ قوانین مفلسی

کیا جائے تو، صورت حال کا واحد حل یہ ہے کہ آجروں کو ذمہ دار قرار دے دیا جائے۔ بیمے کا انتظام ان کی جانب سے ہونا چاہیئے اور انھیں وقتاً فوقتاً بیمے کے اقساط ادا کرنے چاہئیں، تاکہ مزدوروں کے مرجانے پر ان کی بیواوں اور یتیموں کو وظیفہ یا مالی امداد دی جاسکے، یا خود معذور مزدوروں کو وظیفہ دیا جاسکے۔ اگر کسی مقررہ حرفے کے سب آجر یکسانیت اور باقاعدگی کے ساتھ مطلوبہ اقساط بیمہ ادا کریں تو، یہ اقساط سب کی پیدائش کے مصارف میں شمار ہوں گے اور اس کے بالمقابل فروخت کردہ اشیا کی قیمتیں بھی اس زیادتیٔ مصارف سے متاثر ہوں گی۔ ایسی تجویز کا اثر دوررس صرف اُس وقت ہوگا، جبکہ اس کا استعمال عام اور جبری طریق پر کیا جائے اور جبکہ محض مزدور کے کام پر لیے جانے کے ساتھ ہی بلالحاظ اس کے کہ آجر میں اور اس کے مزدور میں کیا معاہدہ ہوا ہے آجر اپنے سر ذمہ داری محسوس کرے۔

354

بیمہ کی پیش احتیاطی کا مطلوبہ نتیجہ یا تو اس طرح حاصل کیا جاسکتا ہے کہ آجروں پر یہ لازم گردانا جائے کہ وہ اپنے طور پر بیمہ کی انجمنوں کو براہ راست ترتیب دیں یا محض ان کے سر پر ذمہ داری عائد کردی جائے تاکہ وہ اس غرض سے قائم شدہ بیمہ کمپنیوں میں بیمہ کراسکیں۔ اول الذکر طریقے کی قدیم ترین اور نہایت نمایاں مثال جرمنی میں؛ اور موخر الذکر طریقے کی مثال برطانیۂ عظمیٰ میں ملتی ہے۔ جرمنی کا نظام، سلطنت جرمنی کے مزدوروں کے بیمہ کے ادق نظام کے ابتدائی جزو کی حیثیت سے ۱۸۸۴ء میں قائم ہوا[1]۔ یہ نظام ہر حرفے کے آجروں کو مجبور کرتا ہے کہ وہ حکومت کے زیر نگرانی بیمہ کی کمپنی قائم کریں اور حادثے کے خطرے کے متناسب و مطابق اقساط ادا کریں اور اس طرح یہ موقع پہنچائیں کہ معذور مزدوروں کو اور ان کے بالمقابل بیواؤں

[1] ۔ یہ نظام غیر متناقض مکمل و مربوط ہے، اور اس کو مکمل کہنا بے جا نہ ہوگا؛ لیکن یہاں صرف مختلف اجزا منتشر طریقے پر اس لحاظ سے لیے گئے ہیں جس لحاظ سے کہ وہ مسئلے کے مختلف پہلوؤں سے تعلق رکھتے ہیں۔

باب ۱۰

مزدوروں کا بیمہ۔ قوانین مفلسی

اور چھوٹے بچوں کو وظائف مل سکیں، اور جو مزدور بالکل معذور ہو گئے ہوں ان کو ان کی سابقہ اجرت کی دو ثلث شرح پر وظیفہ مل سکے۔ اس کے برعکس ۱۸۹۷ء کا برطانوی قانون تلافی مزدوران[1] محض یہ قرار دیتا ہے کہ معذوری کی حالت میں مزدور کو آجر اس کی سابقہ اجرتوں کا نصف حصہ بطور وظیفہ اور موت واقع ہونے کی صورت میں تین سال کی اجرت یکمشت رقم کی صورت میں ادا کرے، اور اس کی اقل ترین و بیشترین مقدار مقرر کر دی گئی ہے۔ رہا یہ معاملہ کہ کس طریقے پر وہ مزدور کے حادثات کے مقابلے میں رقم فراہم کرے آجر کی صوابدید پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ عملاً وہ تقریباً ہمیشہ آجروں کی ذمہ داری کی انجمن میں بیمہ کراتا ہے؛ بہت کم آجر اپنا کاروبار اس قدر بڑے پیمانے پر اور اس قدر تسلسل کے ساتھ چلاتے ہیں کہ بطور خود بیمہ کا انتظام کرنا غیر محفوظ ہوتا ہے۔ فرانسیسی نظام، جو ۱۸۹۸ء میں قائم ہوا، تقریباً اسی اصول کے مطابق ہے؛ چنانچہ اس کی رو سے کامل معذوری کی صورت میں وظیفہ، اجرت کی دو ثلث شرح سے دیا جاتا ہے، اور اس نظام میں اصولاً و عملاً آجروں کو مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ اپنی غیر مشروط ذمہ داری کے مقابلے میں بیمہ کروائیں۔ جرمنی طریق ایسے ملک کے لیے قدرتی طور سے موزوں ہے جہاں سرکاری نظم و نسق کا طریقہ اعلیٰ درجے کا ترقی یافتہ ہوا اور جہاں حکومت کی جانب سے تفصیلی نگرانی مفید اور مقبول ہو۔ انگریزی اور فرانسیسی طریقے ان قوموں کے لیے موزونیت رکھتے ہیں جن کے روایات و عادات اس قسم کی شدید سرکاری نگرانی کے مخالف ہوں۔ ہر نظام اپنی اپنی جگہ پر ان حادثات کے مقابلے میں اہتمام کر لیتا ہے جو کام کے دوران میں وقوع پذیر ہوتے ہیں، گو ان کا طریق عمل، اور اہتمام کی وسعت، دونوں،

355

[1] British Worknen's Compensation Act, 1897

باب ۶۔ مزدوروں کا بیمہ۔ قوانین مفلسی

مختلف ہیں ؎

ایسے نظام کے مقابلے میں کوئی اصولی اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔ حادثہ کے ضرر کے بارے میں بہانہ بازی نہیں کی جا سکتی، اور نہ بالارادہ حادثہ وقوع میں لایا جا سکتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ حادثہ محض غفلت یا بے پروائی کی وجہ سے ظہور پذیر ہوگا۔ بیمہ کی بیش احتیاطی سے غالباً غفلت میں اضافہ نہیں ہو جاتا؛ وہ بد قسمتی سے بدستور قائم رہتی ہے، خواہ مزدور کے علم میں یہ بات ہو یا نہ ہو کہ حادثے کی صورت میں اس کا لحاظ کیا جائے گا۔ غفلت کے اثر کو صرف حفاظتی ساز و سامان مہیا کر کے، کلوں کو محفوظ کر کے اور شدید ضبط کو عمل میں لا کر زائل کیا جا سکتا ہے؛ آجر کو ان تدابیر کو بطور حفظ ماتقدم اختیار کرنے کی اس وقت ترغیب ہوتی ہے جبکہ اس کو یہ یقین ہو کہ اس کو بیمہ کے جو اقساط ادا کرنے پڑتے ہیں ان کی مقدار ان تدابیر کی بنا پر کم ہو جائے گی۔ برطانیہ اور جرمنی دونوں ملکوں میں یہ قانون نافذ ہے کہ جو مزدور بالارادہ اپنے آپ کو متضرر یا مجروح کر لے اس کو مالی اعانت کا کوئی حق حاصل نہ رہے گا؛ لیکن اس قسم کی صورت عملاً نظر انداز کی جا سکتی ہے۔ گو اس کا خطرہ ہے کہ حادثات اور ان کے عواقب فی الحقیقت جتنے ہیں اس سے زیادہ سنگین اور شدید حالت میں ظاہر کیے جائیں، تاکہ اس طرح بے کاری اور وظیفے سے زیادہ طویل مدت تک متمتع کیا جائے؛ لیکن ان امکانات کے مقابلے میں جو بیمۂ مرض کے تحت میں مدت کو طویل کرنے کے

؎ یہ امر قابل ذکر ہے کہ انگریزی دستور، مزدور کو دو راستوں کے مابین انتخاب کا حق دیتا ہے۔ ایک راستہ تو قانون تلافی کے تحت عمل ہے اور دوسرا آجر پر سابقہ قانون کے تحت اس کی ذمہ داری کی حد تک دعویٰ کرتا ہے۔ موخر الذکر طریقے کو اختیار کرنے کے بارے میں میلان روز بروز کم ہوتا جا رہا ہے، اور قانون تلافی کے تحت عمل کرنے کی جانب زیادہ سے زیادہ میلان پایا جاتا ہے؛ اور یہ اغلب معلوم ہوتا ہے کہ آجروں کی قدیم ذمہ داری کے مقابلے میں دعویٰ کرنے کا طریق بالآخر غائب ہو جائے گا۔

باب ٦
مزدوروں کا بیمہ۔ قوانین مفلسی

امکانات قلیل ہیں۔ بحیثیت مجموعی انسانی محرکات کو اس خوف کے ذریعے سے روکنے کی ضرورت نہیں ہے کہ مصیبت سے فوری نجات دلانے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جو شخص مبتلائے مصیبت ہوا ہو اس کے اخلاق بگڑ جائیں گے۔

ایسے نظام کے تحت ابتداءً جو مصارف آجروں پر عائد ہوتے ہیں ان کو بالآخر کون برداشت کرتا ہے؟ بعض اوقات یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ ان کا بار صارفوں پر پڑے گا۔ اس میں شک نہیں کہ ابتداءً آجر انھیں برداشت کریں گے، اسی طرح جس طرح کہ وہ محصول کا بار برداشت کرتے ہیں (اور واقعہ یہ ہے کہ اس قسم کی جبری ادائی کو محصول سے ممیز کرنا مشکل ہے)۔ یہ توقع کی جاتی ہے کہ بالآخر یہ مصارف قیمتوں کو متاثر کریں گے، اسی طرح جس طرح مصارف پیدائش میں کسی اور قسم کا اضافہ متاثر کرے گا۔ اسی وجہ سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ ان کا بار بالآخر صارفوں پر پڑے گا۔ ظاہر ہے کہ اس قسم کے استدلال کو اسی طرح مشروط کرنے کی ضرورت ہے جس طرح محصول کے بارے میں استعمال کردہ اسی کے مماثل استدلال کو۔[1] یہ صحیح ہے کہ کسی شے پر محصول لگایا جائے تو، اس کی قیمت بڑھ جاتی ہے اور اس طرح اصلدار پیدا کنندوں یا آجروں کے بجائے صارف متاثر ہوتے ہیں۔ لیکن اگر سب اشیا پر محصول لگایا جائے تو، سب اشیا کی قیمتوں میں اضافہ نہیں ہوتا جس حد تک کہ بیمہ کے اقساط کا ایک صنعت کے مقابلے میں دوسری صنعت پر زیادہ بار پڑے اس حد تک، ان اقساط کا اثر مقابلے کے حالات کے تحت اضافی قیمتوں پر پڑے گا، اور اس طرح اس کو ان اشیا کے صارف بھی محسوس کریں گے جو پُرخطر صنعتوں میں بنائی جاتی ہیں۔ لیکن جس حد تک کہ ان کا بار تمام صنعتوں پر مساوی طور سے پڑے گا، قیمتیں متاثر نہ ہوں گی۔ آجروں کو بچاؤ کے صرف ایک طریقے کے تابع ہمیشہ کے لیے ان مصارف کو قبول کرنا ضروری ہے؛ اور وہ طریقہ

356

[1] دیکھو باب ۱، بار محصول پر۔

باب ۴
مزدوروں کا بیمہ تو ابین مفلسی

یہ ہے کہ وہ اجرتوں کو براہ راست یا بالواسطہ فوراً یا بالآخر گھٹا سکتے ہیں۔ اجرتوں کا راست اور فوری طریقے پر کم کیا جانا بہت غیر اغلب ہے۔ اس کی مماثل صورتوں کی مثل، اس میں یہ امکان ہے کہ اجرت و منافعہ کے منظم ہونے میں اس قدر کافی تاخیر واقع ہو کہ جس سے اجرتوں پر فوری اثر ڈالے بغیر منافعہ میں قطع و برید کرنے کا موقع مل سکے۔ لیکن جب ایسا نظام استقلال کے ساتھ عمل کر رہا ہو اور کچھ زمانے سے عمل کر رہا ہو تو، ہر آجر جانتا ہے کہ کام لینے کے عمل میں صرف اجرت کا بار ہی برداشت نہیں کرنا پڑتا، بلکہ دیگر زائد مصارف بھی برداشت کرنے پڑیں گے اس کے حسابات بھی اس کے بالمقابل متاثر ہوں گے۔ یہ نتیجہ اغلب ہے کہ بیمہ کے مصارف انجام کار خود مزدوروں کی کمائی سے ادا ہوں۔ لیکن لازمی طور سے اجرت میں راست طریقے پر کمی کرنے کے ذریعے سے مصارف کی ادائی نہ ہوگی۔ جرمنی اور انگلستان جیسے ترقی پذیر ملکوں میں زیادہ اغلب یہ ہے کہ اجرت میں اُس حد تک اضافہ نہ ہونے پائے جس حد تک کہ دوسری صورت میں ہوتا۔ ظاہر ہے کہ بیمے کے نظام کے خلاف یہ اعتراض قابل وقعت نہیں ہے کہ بیمہ کے اقساط انجام کار خود بیمہ سے مستفید ہونے والوں کی جیب سے ادا ہوتے ہیں۔

ایسی صنعتوں کے بارے میں جو اجارہ یا نیم اجارہ رکھتی ہیں مصارف کی اس منتقلی کا بہت کم قرینہ ہوتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ تمام اجرتوں پر جو عام اثرات پڑیں گے اس قسم کی صنعتیں اس میں شریک ہوں گی۔ لیکن جس حد تک کہ وہ خاص مصارف کے تابع ہوں، مصارف کو غالباً دائماً اسی طرح برداشت کریں گی جس طرح مخصوص محصولوں کے بار کو دائماً برداشت کرتی ہیں۔

357

بڑے پیمانے پر کاروبار کرنے والے آجر بہت آسانی کے ساتھ جبری بیمہ کے طریق کو اختیار کر لیتے ہیں۔ ان کے ذرائع وسیع و کثیر ہوتے ہیں، وہ ہر قسم کی عملی ضرورتوں کے لیے کافی گنجایش چھوڑ رکھتے ہیں اور اپنی تدابیر کا

باب ۶۰
مزدوروں کا بیمہ۔
قوانین مفلسی

خاکہ عام طور سے طویل مدت کے لیے مرتب کرتے ہیں۔ ادنیٰ درجے کے آجر زائد مصارف کا بار برداشت کرنے کے قابل کم ہوتے ہیں۔ اگر محنت کے متعلق کسی قسم کے قوانین وضع کرکے سختی کے ساتھ نافذ کیے جائیں تو، وہ پیدائش بر پیمانۂ کبیر کی رفتار ترقی کو سریع کرنے کی جانب مائل ہوتے ہیں؛ یہ نتیجہ جدید صنعت کے عام میلان سے تطابق رکھتا ہے؛ پھر بھی اکثر ایسے اشخاص جو معاشری اصلاح کے لیے اس قسم کی تجاویز کو دل میں جگہ دیتے ہیں، اس کو پسند نہیں کرتے۔

اگر آجروں کے ذریعے سے بیمہ ہو تو، اکثر حادثات ایسے رہ جاتے ہیں جن کے مقابلے میں مالی اعانت کا انتظام نہیں ہونے پاتا۔ اس بیمہ میں وہ حادثات داخل نہیں ہیں جو آزاد دستکاروں اور ان مزدوروں کے بارے میں رونما ہوتے ہیں جو عام نظام سے مستثنیٰ ادنیٰ درجے کے آجروں کے یہاں کام کرتے ہیں؛ علیٰ ہذا وہ حادثات بھی داخل نہیں ہیں جو کام کے اوقات میں وقوع پذیر نہیں ہوتے۔ ان میں سے بعض صورتوں میں مثلاً آزاد دستکاروں کو خود اپنی مرضی سے بیمہ کے نظام میں شرکت کرنے کا موقع دینا ممکن اور پسندیدہ ہے؛ بدقسمتی سے بہت کم لوگوں کا اس موقع سے استفادہ کرنے کا قرینہ ہے۔ پھر بھی ایک بہت بڑی گنجایش خانگی خیرات اور مفلسوں کی مشترکہ امداد کے لیے باقی ہے۔

۳۔ حادثے کے بیمہ کی طرح مرض کا بیمہ بھی قابل عمل ہے؛ بلکہ یہ اس لیے زیادہ قابل عمل ہے کہ طویل المدت تجربہ اور مشاہدہ اس بات کو کافی طور سے ثابت کرتا ہے کہ عصر جدید کی بڑی بڑی قوموں میں بیماریاں بہت عام ہیں اور جلدی جلدی واقع ہوتی ہیں اور خاصکر پیرانہ سالی کے اضافہ کے ساتھ ان میں بھی ترقی ہوتی ہے۔ اس کے برعکس صحت بخش طرز زندگی سے جو عظیم الشان منفعت اور ترقی رونما ہوتی ہے وہ حفاظت کا ایک ایسا عامل مہیا کردیتی ہے جو حادثے کے بیمے میں مفقود ہے۔

باب ۱۰
مزدوروں کا بیمہ۔ تو ازن مفلسی

زمانۂ پیری اور آڑے وقت کے لیے رقم پس انداز کرنے اور امراض اور دیگر حادثات کے مقابلے میں بیمہ کرانے کا طریقہ خوش حال اور متوسط طبقے میں عام ہے۔ موخر الذکر جماعت اور ماہر دستکاروں میں خالص بیمہ نے بہت بڑی حد تک ترقی کی ہے۔ برطانیہ عظمیٰ کی میت سبھاؤں[1] یا اعانتی انجمنوں مثلاً (The odd Fellows and the Foresters) اور دیگر اہم انجمنوں نے بیماری کے بیمہ نیز دیگر حادثات کے بیمہ کا کام بڑے پیمانے پر انجام دیا ہے۔ ان کی شاخوں، فرعوں اور تقلید کرنے والی انجمنوں نے بھی کام ریاستہائے متحدہ میں انجام دیا ہے؛ اور اکثر ملکوں میں کچھ اسی قسم کی انجمنیں موجود ہیں۔ ان میں ہر قسم کی معذوری کے مقابلے میں بیش احتیاطی و مالی اعانت کا انتظام کیا جاتا ہے، خواہ یہ معذوری بیماری کا نتیجہ ہو یا حادثے کا۔ برطانوی مزدور سبھائیں بھی ایسا ہی کرتی ہیں، ان میں مالی اعانت کے نظام کا بہت ہی اہم حصہ ہے جس میں بیماری کے زمانے کی تنخواہ، حرفتی نفع اور ہڑتال کے زمانے کی تنخواہ وغیرہ شامل ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ ان سب نظامات میں واجبات یا اقساط بیمہ کی رقمیں قلیل اور غیر مکتفی ہوتی ہیں۔ وہ مقررہ ہفتہ وار قسط کے لیے اس سے زیادہ وعدہ کرتے ہیں جتنا کہ انجام کار وہ مہیا کرنے کے قابل ہوتے ہیں۔ زندگی کے "اخوتی" بیمہ کی انجمنوں کے مثل جو ریاستہائے متحدہ امریکہ میں رائج تھیں اور اب بھی ہیں، وہ اُس رقم سے زیادہ رقم ادا کرنے کی حامی بھرتے ہیں جو ان کے ذمے صحیح حسابی اصول کے لحاظ سے واجب الادا قرار پاتی ہے۔ پھر بھی اور متعدد ناکامیوں کے باوجود انھوں نے بیماری کے زمانے کی تکالیف کو اور اس کے نتیجے کے طور پر آمدنی کے نقصان کو کم کرنے میں بہت بڑی خدمت انجام دی ہے۔ ان کا سب سے بڑا اور ناقابل علاج نقص یہ ہے کہ وہ صرف ایسے طبقے تک رسائی رکھتے ہیں جو

358

[1] Friendly Societies

باب ۱۰
مزدوروں کا بیمہ۔ قوانین مفلسی

ایک حد تک خوش حال ہے؛ یعنی تاجر، مستقل تنخواہ پانے والے اشخاص اور ماہر دستکار۔

انسانوں کے کثیر التعداد گروہ تک رسائی حاصل کرنے کی اسی ناکامی نے جرمنی کے مدبرین کی بیماری اور دیگر حادثات کے بیمے کے جبری اور اس لحاظ سے عام نظام کو قائم کرنے کی جانب رہبری کی۔ کسی اور طریقے سے اس قدر تیقن کے ساتھ سب سے زیادہ حاجتمندوں کو مالی امداد کا ملنا ممکن نہیں ہے۔ ان تدابیر کے وسیع سلسلے میں پہلی مرتبہ جو قانون ۱۸۸۳ء میں جرمنی میں نافذ ہوا اس کی رو سے ہر قصبے اور ضلع میں مقامی طور سے انجمنیں قائم ہوئیں جن میں سب مزدوروں کی بیماری کا بیمہ کیا جاتا ہے۔ مزدور کو کام پر لگاتے ہی ادائے اقساط کی ذمہ داری آجروں پر عائد ہو جاتی ہے؛ لیکن وہ مقررہ اجرتوں میں سے صرف دو ثلث رقم مہنا کر سکتے ہیں اور بقیہ یک ثلث خود آجروں کے ذمے واجب الادا ہوتی ہے۔ مزدور جب بیمار ہو جاتا ہے تو، اس کی معمولی اجرت کا نصف حصہ اس کو دیا جاتا ہے، اور اس کے علاوہ طبی معالجہ مفت ہوتا ہے[1]؛ اور عند الضرورت شفاخانہ میں رجوع کیا جاتا ہے۔ اس نظام کے تفصیلات و فروع بہت احتیاط کے ساتھ مرتب کیے گئے ہیں؛ یہ سب مہتم بالشان، مہارت طلب اور اعلیٰ درجے کا ترقی یافتہ انتظام چاہتے ہیں؛ اور ان کی رو سے تقریباً ہر اُس شخص کی بیماری کی حالت میں جو اجرت پر کام کرتا ہے کافی مقدار میں مالی اعانت کی جاتی ہے۔

359

[1] ۔ جرمنی کے نظام میں ابتدائی تیرہ ہفتوں کی مدت میں، یعنی ربع سال تک جسمانی ضرر کی تمام حالتیں، بیماری کے مماثل و مساوی خیال کی جاتی ہیں۔ صرف اس صورت میں جبکہ حادثے کی بنا پر معذوری کی مدت تیرہ ہفتوں سے متجاوز ہو، یعنی طویل المدت اور غالباً مستقل معذوری کی صورت میں؛ حادثے کے بیمہ کے طریق کا اطلاق ہوتا ہے۔

باب ۶

مزدوروں کا بیمہ۔ قانون مفلسی

اس صورت میں اصولی سوال کسی قدر مختلف شکل میں سامنے آتا ہے۔ ممکن ہے کہ بیماری کے بارے میں بناوٹ کی جائے؛ اور معذوری کی مدت کو طول دینے کی کوشش کرنا تو بہت ممکن ہے۔ اکثر مزدوروں کے لیے کام کے بغیر نصف تنخواہ پانے کا خیال بہت جاذبیت رکھتا ہے۔ اسی لیے بیمۂ مرض کا انتظام نہایت درجہ احتیاط اور خبرداری کا طالب ہے۔ فرنڈلی سوسائٹی[1] (دمیت سبھا) جس کی مقامی شاخ ایسے اشخاص کی مقابلۃً قلیل تعداد پر مشتمل ہو جو ایک دوسرے سے واقف ہوں، اپنے اغراض کی نگرانی بغیر کسی پیچیدہ انتظام کے اور کافی تحدیدات کے ساتھ کر سکتی ہے۔ کمیٹی کے ارکان برابر آتے جاتے رہتے ہیں جس سے ہمدردی کا ثبوت ملتا ہے اور اسی کے ساتھ مریض کا معائنہ بھی ہو جاتا ہے۔ اگرچہ اس نظام میں دھوکے اور فریب کا موقع ہوتا ہے، پھر بھی مدت کھینچ تان کر بڑھانے کے طریق کے مقابلے میں وہ تقریباً خود بخود تحفظ کی خدمت انجام دیتا ہے۔ جہاں مزدور سبھائیں، بیماری کی صورت میں مالی اعانت کا انتظام کرتی ہیں وہاں بھی، ایسی ہی صورت حال پائی جاتی ہے۔ کوئی بڑا جبری نظام، جس میں ہزارہا اشخاص بیماری کا بیمہ کرائیں، جیسا کہ شہروں میں ہوتا ہے، نہایت دقیق نگرانی اور انتظام چاہتا ہے؛ یعنی اطباء کا گشت لگانا، معاینہ کرنا اور رپورٹیں پیش کرنا، متعدد رجسٹروں کا مرتب کرنا، باقاعدہ نگرانی کرنا اور کم و بیش سرکاری محکموں کے مثل قواعد جاری کرنا پڑتا ہے۔ اگر سوء انتظامی ہو تو ممکن ہے کہ نظام اعانت حاصل کرنے والوں کے حق میں مخرب اخلاق ثابت ہو اور انجام کار انھیں اس سے زیادہ نقصان پہنچے جتنا کہ سرے سے اعانت نہ ہونے کی صورت میں پہنچ سکتا تھا۔

کہا جاتا ہے کہ جرمنی کے نظام میں اس قسم کے کوئی خراب نتائج

[1] Friendly Society

باب ۶

مزدوروں کا بیمہ۔ قوانین مفلسی

بڑے پیمانے پر ظاہر نہیں ہوئے ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ مدت معذوری کو طول دینے کی کوشش کی گئی ہے اور اس کو روکنے کی تدابیر پر غور کرنا پڑا ہے لیکن بحیثیت مجموعی یہ نقائص جس حد تک ناگزیر ہیں اس سے بہت آگے نہیں بڑھے ہیں؛ اور معاشری نقصان کے مقابلے میں معاشری فائدہ بہت زیادہ ہوا ہے۔ جرمنی میں بحیثیت مجموعی مزدوروں کے بیمے کا نظام نہایت اعلیٰ درجے کا رہا ہے۔ مصیبت زدوں کی معقول امداد کی گئی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ دھوکے کے مقابلے میں تحفظات کرلیے گئے ہیں جو بحیثیت مجموعی مکتفی ثابت ہوئے ہیں۔ خدام ملک کی تربیت یافتہ جماعت جیسی کہ جرمنی میں موجود ہے، غالباً کسی ملک میں موجود نہیں ہے، جو معاشری اصلاح کا انتظام و اہتمام بڑے پیمانے پر ایسی خوبی کے ساتھ انجام دیتی ہو؛ اور جرمن اپنی اس کامیابی پر بجا طور سے نازاں ہیں۔

۴۔ پیرانہ سالی اس لحاظ سے ایک عملی ضرورت ہے کہ کوئی شخص یہ نہیں جانتا کہ آیا وہ اس حالت تک پہنچے گا یا نہیں۔ کبرسنی کے زمانے کے لیے مالی اعانت کا انتظام بیمے کے ذریعے سے کیا جاسکتا ہے؛ چنانچہ خوش حال طبقہ ایک حد تک اسی طریقے پر بیمہ کمپنیوں کے ذریعے سے اپنے متعلق انتظام کرتا ہے۔ لیکن خوش حال طبقے میں بھی بیمہ باقاعدگی کے ساتھ نہیں کرایا جاتا۔ خوش حال طبقے سے نیچے کے طبقے میں بیت سبھائیں اور مزدور سبھائیں بعض اوقات وظیفۂ پیرانہ سالی کا طریق جاری کرتی ہیں؛ لیکن یہ طریق ان کی صرف بہت ہی محدود تعداد پر موثر ہوتا ہے۔ آبادی کے بڑے حصے کے لیے عام طور سے مالی اعانت کا کوئی مقررہ انتظام نہیں ہے؛ اور جب ضعف اور بڑھاپا آتا ہے تو، بوڑھے، تو خیر نسل کے بل بوتے پر یا خیرات پر یلتے اور گزر اوقات کرتے ہیں۔ اس مزدور کی حالت سے زیادہ قابل رحم حالت کسی کی نہیں ہوتی، خواہ وہ ماہر ہو یا غیر ماہر، جو کارکردگی کی عمر سے متجاوز ہو جاتا ہے، کوئی مالی ذرائع نہیں رکھتا، اور قلیل آمدنی والے خاندان کے دوش پر ناقابل برداشت بوجھ

360

باب ۶
مزدوروں کا بیمہ۔
قوانین مفلسی

بنا رہتا ہے اور سب ارکان خاندان اس سے ناخوش رہتے ہیں۔

آج کل مختلف ممالک میں سرکار کی جانب سے پیرانہ سالی کے وظائف کا انتظام کیا جاتا ہے۔ چنانچہ جرمن نظام میں، جو ۱۸۸۹ء میں قائم ہوا، یہ وظائف شامل ہیں اور بیمہ کے اصول پر بھی بہت سختی کے ساتھ عمل کیا جاتا ہے۔ یہاں آجر بیمے کے اقساط ادا کرتے ہیں اور اس میں ویسا ہی انتظام ہے جیسا کہ بیماری کے بیمے میں کہ آجر جو کچھ اقساط ادا کرتے ہیں اس کا ایک جزو ادا کردہ اجرت میں سے منہا کر لیا جاتا ہے۔ اس طریق پر اقساط کی نصف رقم وضع کی جا سکتی ہے اور بقیہ نصف کی تکمیل آجروں کو کرنی پڑتی ہے؛ رہا وظیفہ کا فنڈ تو، اس کو قوم بذریعۂ محصول ادا کرتی ہے۔ ہر مزدور کے لیے بیمہ کی جتنی قسط واجب الادا ہوتی ہے، اور جو وظیفہ اس کو قابل ادا ہوتا ہے اس کی مقدار اس کی اجرت کے لحاظ سے مختلف ہوتی ہے۔ یہ نظام بڑے پیمانے پر حساب کتاب چاہتا ہے اور جمع ہونے والی رقوم کی بڑی مقدار مصروف رکھنی پڑتی ہے، نیز انتظام کا خرچ بھی بہت ہوتا ہے۔ اغلب یہ ہے کہ یہ نظام غیر ضروری طور سے وسیع اور پیچیدہ ہوتا ہے؛ پھر بھی فرانسیسی بیمہ کا نظام جو ۱۹۱۰ء میں قائم ہوا اپنے مخصوص شرایط کے ساتھ قائم ہے۔ اس سے بدرجہا زیادہ سادہ تجویز عمر کی مقررہ حد پر پہنچنے پر ہر مزدور اور ہر حاجتمند مزدور کو سرکاری فنڈ سے تاحیات وظیفہ دینے کا طریقہ ہے۔ چنانچہ انگریزی بولنے والے ملکوں میں یہی ہوتا ہے اور پیرانہ سالی کے وظائف کا انتظام نہ صرف خود برطانیہ عظمیٰ میں بلکہ آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ میں بھی موجود ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ان سب ملکوں میں درخواست گزار کی ضرورت کے لحاظ سے وظیفہ تخفیف کے تابع ہے۔ صرف وہ لوگ جن کا کوئی اور ذریعۂ آمدنی نہ ہو یا جن کی آمدنی بہت قلیل ہو وظیفہ پا سکتے ہیں؛ اور ریاستہائے آسٹریلیا میں ان لوگوں پر بھی تحدید قائم کی گئی ہے جن کے پاس پس انداز کردہ سرمایہ موجود ہو۔

باب ۶
مزدوروں کا بیمہ۔
قوانین مفلسی

361

کبرسنی کے متعلق بناوٹ نہیں کی جا سکتی؛ اس حد تک پیرانہ سالی کا وظیفہ اخلاق بگاڑنے کی جانب رہبری نہیں کرتا۔ لیکن کہا جاتا ہے کہ کفایت شعاری کے حق میں وہ حوصلہ شکن ثابت ہوتا ہے؛ اس لیے کہ وظیفہ پانے کا خیال آدمی کو اپنے طور پر آیندہ کا انتظام کرنے کی ترغیب کو سلب کر لیتا ہے۔ بدقسمتی سے واقعہ یہ ہے کہ آمدنی کی مقدار اتنی قلیل ہوتی ہے کہ کفایت شعاری کی گنجایش ہی نہیں ہوتی اور اس لیے اس میں خلل واقع ہونے کا کوئی امکان نہیں ہوتا، کم از کم دستی کام کرنے والے مزدوروں کی حد تک یہ چیز ضرور صادق آتی ہے۔ وہ کفایت شعاری سے کام نہیں لیتے اور آیندہ کے لیے مالی انتظام نہیں کرتے، اور نہ ان کے ایسا کرنے کا کوئی قرینہ ہوتا ہے۔ ممکن ہے کہ نہایت قلیل مقدار میں کچھ اندوختہ ان کے پاس ہو؛ لیکن اس قسم کے اندوختے کو وظیفہ پانے میں مزاحم بنانا یا وظیفہ کو گھٹانے کی بنیاد قرار دینا، جیسا کہ آسٹریلیا کی ریاستوں میں ہوتا ہے، غالباً دانشمندی کے خلاف ہوگا۔ اس بارے میں برطانیہ کے نافذہ قواعد و ضوابط بہتر ہیں، کم از کم اس حد تک کہ تنہا آمدنی (نہ کہ سرمایہ) کی ملکیت وظیفہ میں تخفیف کرنے یا اس کو دینے سے انکار کرنے کی بنیاد قرار دی گئی ہے۔ جرمنی کی تجویز خالصاً بیمے کی تجویز ہے، اور اس میں کسی آمدنی یا جائداد کی جانب توجہ نہیں کی جاتی جو وظیفے کے مدعی کے پاس موجود ہو۔ وہ اپنا وظیفہ بطور استحقاق پاتا ہے؛ شرط صرف یہ رکھی گئی ہے کہ گزشتہ سالوں میں اس کی جانب سے اقساط بیمہ کلیۃً ادا ہو جائیں؛ اور جو کچھ رقم اس نے اپنے طور پر پس انداز کی ہو اس سے وہ خود، وظیفے کی تخفیف کے بغیر متمتع ہوتا ہے۔ لیکن اس کا اعادہ کرنا ناموزوں نہ ہوگا کہ کبرسنی کے لیے اپنے طور پر بالارادہ مالی انتظام قابل نظرانداز عنصر ہے۔ اگر ایسا ہو بھی تو، پیرانہ سالی کے وظائف کے ذریعے سے اس کی حوصلہ شکنی ہو سکتی ہے؛ لیکن ایسا ہوتا نہیں ہے۔

پیرانہ سالی کے عمومی وظائف کی موافقت کرنے والے نہ صرف

باب ۲

مزدوروں کا بیمہ
قوانین مفلسی

انتوانیت کی روز افزوں قوت سے متاثر ہیں، بلکہ اس عقیدے کے بھی زیر اثر ہیں کہ اس قسم کی اعانت فی الحقیقت کفایت شعاری یا آزادی کے منافی نہیں ہے۔ وہ ایسی ضرورت کو پورا کرتی ہے جس کا ناگزیر ہونا سب تسلیم کرتے ہیں، لیکن جس کا انتظام اس وقت تک بہت کم لوگ کرتے ہیں جب تک کہ وہ تقریباً ان کے سروں پر نہ آجائے۔ کبرسنی کے وظائف عام طور سے مقابلۃً خوش حال طبقے کے بعض اشخاص، مثلاً اساتذہ اور سرکاری عہدہ داروں، کو دیے جاتے ہیں۔ ان وظائف کے متعلق یہ نہیں پایا گیا کہ وہ کفایت شعاری میں مخل ہوتے ہیں یا خصائل کو بگاڑتے ہیں، بلکہ وہ بہت بڑی حد تک افکار، پریشانیوں اور مصائب کا انسداد کرتے ہیں۔ تو پھر مزدوروں کی حد تک بھی نقصانات کے مقابلے میں فوائد کا پلہ بھاری کیوں نہ ہوگا؟

ظاہر ہے کہ کبرسنی کے وظائف کے انتظام سے مالیہ پر بہت بار پڑنا لازمی ہے۔ جہاں وظائف کا انتظام حکومت کی جانب سے مستقلاً عمل میں آتا ہے وہاں، مطلوبہ رقم کی فراہمی محصول کے ذریعے سے ضروری ہے؛ اور رقم فراہم کرنے کی دقت بالعموم ناقابل عبور رکاوٹ خیال کی جاتی ہے۔ سرکاری مصارف کے اکثر معاملات کے مثل، یہاں سوال یہ نہیں ہے کہ آیا قوم محاصل وصول کرسکتی ہے یا نہیں، بلکہ یہ کہ آیا وہ دراصل ایسا کرنا چاہتی ہے یا نہیں۔ جب کوئی ملک میدان جنگ میں صف آرا ہوتا ہے تو، خزانے کو اس پیمانے پر خالی کیا جاتا ہے جس سے زیر بحث معاشرتی اصلاحات کے مطلوبہ مصارف سالہا سال تک کئی دفعہ پورے کیے جاسکتے ہیں۔ اگر ہمدردی کا جذبہ اتنا ہی قوی ہو جتنا کہ جنگجوئی کا قدیم اور وحشیانہ جذبہ قوی ہے تو، ہمیں دوررس معاشرتی اصلاح و ترقی کی تجاویز کی راہ میں مالی رکاوٹوں اور مزاحمتوں کے متعلق بہت کم شکایتیں سنائی دیں گی۔

۵۔ ریاستہائے متحدہ میں مزدوروں کے بیمہ یا وظائف کی کل

362

باب ۶

مزدوروں کا بیمہ۔ قوانین مفلسی

تحریک بہت زمانے تک آہستہ آہستہ ترقی کرتی رہی۔ دیگر چھوٹے بڑے مہذب ممالک میں جو صورت حال ہے اس سے یہ صورت حال نمایاں تضاد رکھتی ہے۔ دوسرے ممالک میں سرکاری عمل کے ذریعے سے مالی اعانت کرنے کے طریقوں کے بارے میں بحث مباحث کا لامتناہی سلسلہ جاری ہے، اور آئین و قوانین کی وضع میں مستقل ترقی ہو رہی ہے۔ اس ملک میں ہم معاشری اصلاح کے دیگر متعدد معاملات کے مثل، اس میں بھی، بہت ہی پسماندہ حالت میں ہیں۔ ہم اپنے کو خوش کرنے کی غرض سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہماری حالت بہتر ہے، اور یہ کہ ہمارے ہاں اس قسم کے معاشری وصنعتی نقائص نہیں ہیں جیسے کہ دیگر قدیم ملکوں میں پائے جاتے ہیں۔ تفوق محض مدارج کا ہے اور کوئی بڑا فرق نہیں پایا جاتا۔ لیکن حالت کو اس سے بہتر بنانے کی ضرورت بھی کسی حال کم نہیں ہے۔

حادثے کے خلاف مالی انتظام کرنے کا جہاں تک تعلق ہے وہاں تک، امریکہ کی حالت بہت زمانے تک خراب اور ناگفتہ بہ رہی۔ یہ فرض کر لیا گیا تھا کہ آجروں کے سر پر اس ضرر کی حد تک جو مزدور کو اس کے کام کرنے کے زمانے میں پہنچے، ذمہ داری ہے۔ لیکن اول تو یہ ذمہ داری مختلف ریاستوں کے مختلف دستوروں اور عدالتی فیصلوں کے لحاظ سے مختلف ہوتی تھی، اور دوسرے یہ کہ اس کی تحدید مختلف قانونی بندشوں کے ذریعے سے اس طرح پر کر دی گئی تھی اور اس کے بارے میں اس قدر عدم تیقن پایا جاتا تھا کہ بہت ہی شاذ صورتوں میں مالی اعانت لازم آتی تھی۔ اکثر مقدمات کا فیصلہ عدالت سے باہر ہی فریقین کی باہمی مصالحت سے ہو جاتا تھا، لیکن اس کے نتائج مظلوم کی بے کسی اور آجروں کے وکیل کی سخت گیری کے مطابق رونما ہوتے تھے۔ جب معاملات عدالت میں پیش ہوتے تھے تو، اس سوال کے تصفیے کا انحصار کہ آیا مزدور کی تلافی ہونی چاہیئے یا نہیں مقدمہ از روئے قانون اور سماعت بذریعۂ جوری کے درمیان قرعہ اندازی پر ہوتا تھا۔ کبھی کبھی قرعہ اندازی سے

باب ۶
مزدوروں کا بیمہ: قوانین مفلسی

متضرر مزدور کو ہرجانے کی معقول یکمشت رقم کی صورت میں انعام مل جاتا تھا۔ اس قسم کا انعام عام مزدوروں کو اس سے بہت زیادہ کثیر التعداد معاملات سے بے خبر اور اندھا کر دیتا ہے جس میں کوئی انعام نہیں ملتا۔ وہ انعام کو حد سے زیادہ وقعت دیتے ہیں، اسی طرح جس طرح پُرخطر پیشوں میں ضرر کے امکان کو بہت کم وقعت دیتے ہیں۔ اپنے عام نتیجے کے اعتبار سے یہ صورت حال انفرادی نظام میں نقصان اور تضییع کے امکانات کو نمایاں طریقے سے ظاہر کرتی تھی۔ جو اشخاص حادثے کے مقدمات میں حصہ لیتے تھے، یعنی جج، اہل جوری، وکیل اور ناظمان عدالت حادثات، ان میں سے اکثروں کی مساعی معاشری منفعت سے بالکلیہ خالی ہوتی تھیں۔ 363

یہ صورت حال بدیہی طور سے اس قدر خراب تھی اور دوسرے ممالک کی مثال اس قدر واضح طریقے سے علاج کی جانب اشارہ کر رہی تھی کہ موجودہ صدی کے دوسرے عشرے ہی میں ایک بہت بڑا تغیر و تبدل رونما ہوا۔ تمام ریاستوں نے یکے بعد دیگرے قوانین تاوان مزدوران نافذ کر دیے۔ بعض عملداریوں میں دستوری قواعد نے تحدیدات اور ممنوعات عائد کیے اور خاص کر تاوان کے غیر مشروط اور قطعی لزوم کی راہ میں مزاحم ہوئے۔ ان قوتوں میں جو غیر مشروط و یکساں انتظام کی راہ میں حائل تھیں، ایک قوت مزدوروں کا اپنے آجروں پر ہرجانے کا دعوی کرنے کے ارادے و اختیار پر جمے رہنا تھا، اور اس کے ساتھ یہ پُرفریب امکان بھی تھا کہ اہل جوری معقول رقم کی منظوری دیں گے۔ مختلف ریاستوں میں مختلف نظام جاری کیے گئے، اور عام طور سے تلافی نہ صرف غیر مکتفی تھی بلکہ اس میں تیقن کا بھی فقدان ہوتا تھا۔ بالعموم اسی طریقے پر عمل کیا جاتا تھا جو برطانیہ اور فرانس میں مروج تھا، مزدوروں کو تاوان دینے کا بوجھ ہمیشہ کے لیے آجر کے سر ڈالا گیا، لیکن مالی اعانت کس طریق پر کرنی چاہیے اس کو آجر کی مرضی پر ایک حد تک چھوڑ دیا گیا۔ اکثر عملداریوں میں اس کو اس امر کا اختیار دیا گیا کہ یا تو خانگی

باب ۱۰
مزدوروں کا بیمہ۔ قوانین مفلسی

آجروں کی ذمہ داری کی کمپنی[1] میں بیمہ کرائے یا اتحاد باہمی کی بیمہ کمپنی[2] میں جو سرکار کے زیر نگرانی ہو اور خانگی کمپنیوں کی مد مقابل ہو۔ ایسی مثالیں بھی تھیں جن میں ہمہ گیر جبری نظام براہ راست حکومت کی نگرانی میں موجود تھا، جیسے کہ کیلی فورنیا میں۔ لیکن ۱۹۱۶ء میں جاکر وفاقی حکومت نے ایک محکم قانون نافذ کیا جس کی رو سے آجر اس کی عملداری کے تحت آگئے۔ اصلاح کی سریع توسیع اہمیت رکھتی ہے؛ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ریاستہائے متحدہ امریکہ کے سے قدامت پسند خیال کے ملک میں بھی جب ایک مرتبہ کوئی قدم آگے بڑھا کر مثال قائم کر دیتا ہے تو، عامۃ الناس کی اجتماعی رائے کی بنا پر وہ تدابیر کس طرح سرعت کے ساتھ اختیار کر لی جاتی ہیں جو ایک زمانے تک ناممکن العمل خیال کی جاتی تھیں۔

مزدوروں کے بیمے کی دوسری صورتیں بہت زیادہ پیچیدہ مسائل پیش کرتی ہیں۔ پیرانہ سالی کے وظائف، جن کے لیے مزدوروں کو کوئی قسط اپنی جیب سے ادا نہ کرنی پڑے، بہ لحاظ سادگی و سہولت حادثے کے بیمہ کے بعد آتے ہیں۔ لیکن اگر وظائف کے فنڈ میں مزدوروں کے اقساط شریک ہوں (اور اصولاً یہی زیادہ بہتر ہے) تو، اقساط کئی سال میں جا کر پورے ادا ہوتے ہیں، کثیر المقدار رقوم کو مصروف کرنا پڑتا ہے، حساب کتاب بڑی دقت اور جانفشانی کے ساتھ کرنا پڑتا اور توطن اور پیشوں کی تبدیلی کے معاملات کا خاص انتظام کرنا پڑتا ہے۔ بیمۂ مرض کے انتظامات کے سوالات بھی بہت پیچیدہ ہوتے ہیں۔ جبری اور عمومی نظام کا قیام اور اس کے ساتھ مزدوروں سے اقساط کی وصولیابی، ان کا رجسٹر میں اندراج، ان کے متعلق بندشیں، طبی امداد اور نگرانی وغیرہ کے انتظامات، صرف بہت اعلیٰ درجے کا آئین مرتب ہونے کی صورت میں

364

---

[1] Private Employers' liability Company

[2] Co-operative Mutual Insurance Company

باب ۶
مزدوروں کا بیمہ
قوانین مفلسی

انجام پا سکتے ہیں اور صرف ایسے نظم و نسق کے تحت موثر ہو سکتے ہیں جو بہ یک وقت سخت گیر اور ہمدردانہ ہو۔ معاشری اصلاح کے میدان میں، دیگر متعدد شعبوں کے مثل، اس قسم کی مشکلات، خاص کر ریاستہائے متحدہ میں، بہت زیادہ پائی جاتی ہیں۔ قومی حکومت اپنے دستوری اقتدار کی حد تک بہت مجبور رہے۔ ریاستیں متفقہ طور سے عمل نہیں کر سکتیں، اور باہمی خوف و حسد کی بنا پر انفرادی طور سے عمل کرنے میں بالعموم پس و پیش کرتی ہیں۔ ان کے بڑے اور بے قابو مجالس مقننہ جن کا انتخاب قلیل مدت کے لیے عمل میں آتا ہے آسانی کے ساتھ محتاط، مربوط اور غیر متناقض قوانین مرتب نہیں کرتے۔ اعلیٰ انتظامی عہدوں میں مستقل مدت ملازمت کا فقدان تربیت یافتہ عہدہ داروں کے کال کا موجب ہوتا ہے۔ ان سب معاملات میں بتدریج تغیر و تبدل و اصلاح ہو جائے گی اور حکومت کو بڑے بڑے اور زیادہ دقت طلب کاروبار انجام دینے کے لیے حالات مساعد ہو جائیں گے۔ اسی کاروبار کے ساتھ ساتھ کبر سنی اور بیماری کے زمانوں میں مالی امداد کا دور رس نظام بھی ہے؛ جس کے مستقبل کے بارے میں اس ملک میں اس سے زیادہ پیشین گوئی کرنا خطرناک ہوگا کہ جلدی یا دیر سے کسی نہ کسی شکل میں اس کا رونما ہونا بڑی حد تک یقینی ہے۔

۶۔ حادثے، بیماری، اور پیرانہ سالی سے زیادہ دقت طلب سوالات بے کاری پیش کرتی ہے۔

کارل مارکس اور روڈبرٹس جیسے اشتراکیین یہ استدلال کرتے ہیں کہ اصلداری کے نظام کے تحت بے کار مزدوروں کا ایک انبوہ کثیر لازمی طور سے رونما ہوتا ہے۔ اس کے جواب میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ بے کار مزدوروں کی مستقل رسد خود اپنا علاج آپ کرنے کی جانب مائل ہوتی ہے؛ اس لیے کہ حالت بے کاری میں جتھوں کے لیے مقابلہ ہوتا ہے، باہمی کشمکش اور مسابقت کا دور دورہ شروع ہوتا ہے؛ آجروں اور اجیروں کے مابین شرائط از سر نو طے پاتے ہیں اور بالآخر سکون و توازن کی

باب ۶

مزدوروں کا بیمہ۔ قوانین مفلسی

وہ حالت رونما ہوتی ہے جس میں سب مزدور کام میں کھپ جاتے ہیں۔ جہاں تک تجریدی استدلال کا تعلق ہے وہاں تک، یہ چیز اشتراکئین کے اس دعوے کے مقابلہ میں زیادہ مربوط اور منطقیانہ ہے کہ مسلسل بے کاری بڑے پیمانے پر ناگزیر ہے۔ ایک انتہائی حالت کو لو تو معلوم ہوگا کہ اگر مزدوروں کی مجموعی تعداد کا نصف یا ربع حصہ بہت زمانے تک بے کار رہے تو، یہ امر یقینی ہے کہ تخفیف اجرت اور غالباً متبدلہ صنعتی انتظامات کے ذریعے سے حالات از سر نو منظم ہوں گے، اور بہت زمانہ گزرنے سے قبل بے کاری میں 365 کمی ہو جائے گی اور یہ فرض کرنے کی صورت میں کہ اگر یہ عمل کسی رکاوٹ کے بغیر آخر تک انجام پائے بالآخر کوئی بے کار مزدور باقی نہ رہے گا۔

جن دلائل میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ بے کاری خود اپنا علاج آپ کرنے کی جانب کس طرح مائل ہوتی ہے، ان میں صنعت کے حالات مقررہ فرض کیے جاتے ہیں، یعنی یہ کہ باہمی کشمکش، تغیر اور بے قاعدگی مفقود ہوگی۔ اس قسم کے حالات کا حقیقی دنیا میں کوئی وجود نہیں ہوتا اور نہ کبھی آیندہ ہوگا، تا وقتیکہ شدید اشتراکی نظام کا دور دورہ نہ ہو۔ محنت کی رسد کی خود بخود تنظیم ان حالات کے مطابق جن کے تحت سب کام سے لگ جائیں گے دراصل صرف تخمینی طور سے یا بطور میلان رونما ہوتی ہے، اسی طرح جس طرح درآمد میں یہ میلان ہے کہ وہ برآمد کو متوازن کرلے، یا قیمتوں میں یہ میلان ہے کہ وہ مقدار زر کو متوازن کرلیتی ہیں یا افراد کی آمدنیوں میں یہ رجحان ہے کہ وہ ان کی کارکردگی کے متناسب ہوتی ہیں۔ حقیقی دنیا میں عام حالات ان طویل المدت رجحانات سے بہت کم مطابقت رکھتے ہیں۔ جہاں تک بے کاری کا تعلق ہے وہاں تک، گو یہ صحیح ہے کہ وہ جتنی زیادہ وسیع ہوگی، اتنی ہی وہ قوتیں زیادہ پر زور ہوں گی جو اس کو کمزور کرنے کی جانب مائل ہوں گی، پھر بھی اس کے اسباب کافی تعداد میں موجود ہیں کہ بے کاری بہت زمانے تک مسلسل جاری رہے۔ ایجاد، اصلاح و ترقی کی رفتار مستقل ہو تو اس کے باعث مزدوروں کے کام میں تغیرات رونما ہوتے ہیں، کوئی سا بھی وقت ہو مزدوروں کی کچھ تعداد

باب ۵۔ مزدوروں کا بیمہ۔ قوانین مفلسی

ایسی ہوتی ہے جو ایک صنعت سے تو ہٹا دی جاتی ہے، مگر دوسری صنعت میں کھپنے نہیں پاتی۔ مزدوروں کی بے چینی، جس کو کارخانے کے کام کی یکسانی فروغ دیتی ہے، اس تغیر و تبدل اور مزدوروں کی منتقلی کا ایک اور سبب ہے۔ صنعت کی دوری بدنظمی اور کساد بازاری کی حالتوں کی تکرار بے کاری کا بہت بڑا اور مصیبتناک سبب ہیں۔ موسمی تغیرات و تبدلات بھی اثر میں ان کے مماثل اور بہ لحاظ عمل زیادہ مسلسل و دیرپا ہیں۔ بعض اوقات یہ ناگزیر ہوتے ہیں، جیسا کہ فصلوں کی کٹائی کے کام میں ہوتا ہے۔ بالعموم وہ ناگزیر نہیں ہوتے، لیکن پیدائش اور مبادلے کے موجودہ نظام کی خرابی کے باعث رونما ہوتے ہیں۔ کفش سازی، پارچہ بافی اور ٹوپیوں وغیرہ کے کارخانوں میں اس کا کوئی اساسی سبب نہیں کہ کیوں کام سال بھر کے لیے مساوی طور سے نہ تقسیم کیا جائے، پھر بھی مصروفیت کے موسموں کے بعد کام کی کمی کے دور لازمی طور سے آتے ہیں اور کثرت کار کے بعد بے کاری رونما ہوتی ہے۔ بعض اوقات ہنگامی اور غیر مستقل و بے قاعدہ محنت ناگزیر ہوتی ہے؛ جیسا کہ جہازوں اور ریلوں کے سامان کو لادنے اور اتارنے میں ہوتا ہے؛ اور جہاں ناگزیر نہیں ہوتی وہاں بھی، عام طور سے پائی جاتی ہے، اس لیے کہ اکثر آجروں کا میلان مستقل عملہ کا انتظام کرنے کی دقت گوارا کرنے کے بجائے ہنگامی مزدوروں کی موافقت میں ہوتا ہے۔ یہ متعدد اسباب اس قدر استقلال کے ساتھ عمل کرتے ہیں کہ بے کاری کا واقعہ مسلسل و متواتر وقوع پذیر ہوتا رہتا اور اس لحاظ سے مستقل حیثیت رکھتا ہے۔

366

کام کی بے قاعدگیوں کے بار کا تسویہ و توازن کرنے کے لیے بیمہ کا ہر طریق بعض بدیہی انتظامی مشکلات پیش کرتا ہے۔ بے قاعدگیوں کی نوعیت ایسی ہے کہ وہ موت یا کبرسنی کے اتفاقات کی طرح ایک دوسرے کو زائل کرنے کی جانب مائل نہیں ہوتی، ان میں صرف کثیر المقدار مصارف کے ساتھ بیمہ کے طریقے کو قبول کرنے کی صلاحیت پائی جاتی ہے۔ رہا یہ امر کہ ہر پیشے میں یہ صلاحیت مختلف ہوتی ہے تو، وہ کوئی ایسی بڑی مشکل نہیں ہے۔

باب ۶

مزدوروں کا بیمہ۔ قوانین مفلسی

بے کاری کے بیمے کا انتظام، حادثے کے بیمے کے مثل، بلا شبہ پیشوں کی بنیاد پر اور بے کاری کے مختلف خطرات کے مطابق مختلف شرحوں کے ساتھ کرنا پڑے گا۔

لیکن یہ سب مشکلات ایک اساسی مشکل کے مقابلے میں ہیچ ہیں؛ اور وہ یہ ہے کہ بے کاری کی اعانت کو اعانت حاصل کرنے والے کے حق میں مخرب اخلاق بننے سے کس طرح روکا جائے؟ اگر سب آدمی کام کی تلاش میں سرگرم ہوں تو، بے کاری کی صورت میں امداد، خواہ وہ بیمے کی شکل میں ہو یا کسی دوسری صورت میں، ایک حد تک بہت ہی آسان معاملہ ہوگی۔ لیکن اکثر صورتوں میں جب کام ملنے تک امداد پانے کا یقین ہو جاتا ہے تو یہ بہت اغلب ہے کہ کام حاصل کرنے کی جستجو اور کوشش ہی نہ کی جائے۔

بیمہ کا ایک طریقہ جس کے نتائج بہت اُمید افزا رہے ہیں مزدور سبھاؤں کے ذریعے سے بیمہ کرانے کا طریق ہے۔ برطانیہ کی طاقتور مزدور سبھائیں، بے کاری کے زمانے میں امداد مقرر کرتی ہیں (اس کو ہڑتال کے زمانے کی امداد سے خلط ملط نہ کر دینا چاہیئے) اور اس پر زمانۂ دراز سے نہایت کامیابی اور نفع رسانی کے ساتھ عمل کیا جا رہا ہے۔ اس نظام پر ایسے شرائط و حالات کے تحت عمل کیا جاتا ہے جو اس کے ناواجب استعمال کو بڑی حد تک روک دیتے ہیں۔ مقامی سبھاؤں کے عہدہ دار اور ارکان اس امر سے بخوبی واقف ہوتے ہیں کہ ان کے ضلع کے کاروبار کی حالت کیا ہے، کام کے امکانات کیا ہیں، اور امداد پانے والوں کے عادات اور جذبات کیا ہیں۔ وہ اس کی نگرانی کرتے ہیں کہ سبھا کے فنڈ میں فریب اور غبن نہ ہونے پائے۔ وہ نہ صرف بے کاری کے زمانے میں تنخواہ دے سکتے ہیں، بلکہ اس کا بھی اطمینان کر لیتے ہیں کہ کام حاصل کرنے کے تمام ممکنہ مواقع اور سہولتوں سے استفادہ کیا جا رہا ہے اور یہ کہ امداد اس وقت تک جاری رکھی جاتی ہے جس وقت تک بے کاری باقی ہے یا ایسی شرح سے جاری رکھی جاتی ہے جو مرور زمانہ کے ساتھ گھٹتی جائے۔ مسائل کو حل کرنے کا یہ طریقہ بظاہر اس قدر امید افزا معلوم ہوا ہے کہ

باب ۶
مزدوروں کا بیمہ
قوانین مفلسی
367

بے کار مزدوروں کی امداد کے کام کو حکومت کے تفویض کرکے اس طریق سے استفادہ کرنے کے بارے میں متعدد تجربات عمل میں لائے گئے ہیں۔ بلجیم اور دوسرے ملکوں کے متعدد شہروں میں "گھینٹ سسٹم" اختیار کرلیا گیا ہے؛ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ سب سے پہلے گھینٹ ہی میں نمایاں کامیابی کے ساتھ اس طریق پر عمل کیا گیا۔ اس نظام کی رو سے مزدور سبھاؤں کے بے کاری کے فنڈ میں سرکاری امداد بھی جمع کی جاتی ہے؛ یعنی اگر سبھا ۱½ فرانک دے تو ہر ½ ۱ فرانک پر سرکار کی جانب سے ۱ فرانک دیا جاتا ہے۔ ڈنمارک اور ناروے میں بھی اساسی طور سے یہی طریق قومی بنیاد پر اختیار کرلیا گیا ہے۔

اس مشکل مسئلے سے عہدہ برآ ہونے کی برطانیہ عظمیٰ نے ۱۹۱۱ء کا قانون بیمہ نافذ کرکے، بہت دلیری اور مردانگی کے ساتھ کوشش کی۔ اس عظیم الشان تجویز کی رو سے نہ صرف بیماری اور مستقل معذوری کے بیمہ کا نہایت ہمہ گیر انتظام کیا گیا، بلکہ بے کاری کے بیمہ کا بھی بڑی حد تک انتظام کیا گیا، اگرچہ یہ عمومی یا ہمہ گیر نہ تھا، اس طرح برطانیہ عظمیٰ، جرمنی کے مثل، بیماری اور معذوری، حادثے اور کبر سنی کے بیمہ کا انتظام کرنے کے قابل ہوا؛ ہمدردئی انسانی کی اس مفید رقابت کے سلسلے میں وہاں زمانۂ بے کاری کی اعانت کی سبیل بھی ہوگئی۔ بعض اہم پیشوں، مثلاً تعمیر مکانات، مہندسی کی حرفتوں اور جہاز سازی میں بے کاری کے بیمے کا جبری طریق نافذ کیا گیا۔ آجروں اور اجیروں کو بیمہ کے اقساط مساوی مقداروں میں ادا کرنا ضروری تھا، اور حکومت بھی اس میں شرکت کرتی تھی۔ محنت کی نقل پذیری میں سہولت پیدا کرنے کے لیے محنت کے صرافوں کا نظام تو قائم ہو ہی چکا تھا، اب اس کا عمل اس قدر وسیع کردیا گیا کہ بے کاری کو روکنے کی تدبیر کے طور پر اس سے موثر طریقے پر کام لیا جانے لگا۔ جرمنی کے بیمے کے دستور کے مثل، ۱۹۱۱ء کا قانون آئین سازی کا نہایت زبردست نمونہ تھا؛ دوسری جانب ماہروں کا

باب ۶

مزدوروں کا بیمہ۔ قوانین مفلسی

مستقل انتظامی عملہ مقرر کرکے جو فروعی معاملات میں اپنے حسب صوابدید کام کر سکتا تھا، اس نظام کے کامیابی کے ساتھ عمل کرنے کا موقع بہت زیادہ بڑھا دیا گیا، اسی طرح جس طرح جرمنی میں کیا گیا تھا۔ غرض اس طرح معاشری اصلاح کے میدان میں ایک غیر معمولی قدم آگے بڑھایا گیا۔

سرکاری طور سے امدادی کام جاری کرنے کی تجویز بہت دلکش نظر آتی ہے۔ تاہم وہ زیادہ تر دغابازی اور فریب کے خلاف حفاظتی تدبیر ہونے کی حیثیت سے کارآمد ثابت ہوئی ہے؛ بلکہ اس کی حد تک بھی اس کا موثر ہونا غیر یقینی ہے، یعنی بعض اوقات اس میں بھی دغل اور فریب رونما ہوتا ہے۔ یہ امر کہ امدادی کام، بے کار مگر مستحق مزدوروں کی کسی بڑی تعداد کو کسی در اصل معقول معاوضے پر کام پر لگا دینے میں بہت شاذ کامیاب ہوئے ہیں اور تمام مستحق بے کار مزدوروں کی حد تک اس نتیجے کو حاصل کرنے میں کبھی کامیاب ہی نہیں ہوئے ہیں گویا اس امر کی شہادت ہے کہ خانگی صنعت کا نظام کس قدر موثر ہے اور کوئی ایسی قوت محرکہ دریافت کرنا جو مالی منفعت کے مقابلے میں زیادہ پُر اثر ہو، کس قدر مشکل ہے۔ یہ کہہ دینا آسان ہے کہ کسی مقررہ وقت میں بے کار مزدور، نیز ایسی ضروریات قومی جو محنت کی محتاج ہیں دونوں موجود رہتی ہیں۔ ان دونوں کو یکجا کرنا اور آدمیوں کو ایسے کام پر لگانا جس کو وہ کر سکتے ہوں اور جس پر ان کی محنت کا کامل طور سے مفید اثر پڑتا ہو، یہی سب سے مشکل کام ہے جس کا سرکاری عہدہ دار کو مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ سرکاری آجر اور امداد پانے والا مزدور، دونوں، تقریباً ہمیشہ اُس کو سطحی چیز خیال کرتے ہیں۔ صرف اُس صورت میں جبکہ سادہ ترین اور نہایت ٹھس اور یکساں قسم کے کام مثلاً لکڑی تراشنا یا پتھر توڑنا، تفویض کیے جا سکتے ہوں، بے کار مزدوروں کو کام سے لگانا اور مقررہ و محدود دائرے کے اندر ان کو پابند رکھنا ممکن ہے۔ اس میکانکی طریقے پر حقیقی افادے کا کام بہت ہی کم مقدار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ اکثر کام جو انجام دینے کے قابل ہیں بہت زیادہ پیچیدہ ہوتے ہیں۔ ایسا کام

368

باب ۶
مزدوروں کا بیمہ-
قوانین مفلسی

بیشترین مقدار میں تلاش کرنا جو انجام دینے کے پوری طرح قابل ہو، مشکل ہے؛ اور امدادی کاموں کے ذریعے سے اس کو انجام دلوانے کی کوشش اور بھی زیادہ مشکل ہے۔ کم از کم ایک چیز یعنی اخراج کا اقتدار مفقود ہوتا ہے؛ اور اس امر کو افسوس کے ساتھ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ اگرچہ یہ اقتدار بظاہر ظالمانہ معلوم ہوتا ہے اور اس کے ناواجب طور سے استعمال کیے جانے کا امکان ہے، تاہم معمولی مزدور کو کام پر استقلال کے ساتھ جمائے رکھنے کے لیے وہ بہت ضروری ہے۔

پھر بھی اس قسم کے مفاد عامہ کے کام، جن کا جلدی یا دیر سے انجام پانا یقینی ہو، ایسے زمانے میں بہترین طریقے پر انجام دیے جا سکتے ہیں جبکہ کام کی غیر معمولی طور سے قلت ہو۔ کساد بازاری کے بار بار پیش آنیوالے دوروں کا علاج ایک حد تک اس طرح ممکن ہے کہ ایسے ہی زمانوں میں سرکاری منظورہ اخراجات زیادہ تر کیے جائیں۔ مثلاً برطانیۂ عظمیٰ جیسے ملک میں، جہاز سازی کی عظیم الشان صنعت ان تغیرات کے خاص طور سے تابع ہے جو، جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں، آلات اور کلیں بنانے والی صنعتوں کی خصوصیت متاثر ہیں[1]۔ اگر حکومت کو جنگی جہازوں کا بنانا ضروری ہو تو، جہاز سازی کے کارخانوں سے اس قسم کا کام کساد بازاری کے ایسے زمانے میں لینا چاہیئے جبکہ تجارتی جہازوں کی مانگ سرد پڑی ہوئی ہو۔ علیٰ ہذا جس ملک میں ریلیں سرکاری انتظام کے تحت چل رہی ہوں وہ نئی ریلوں کی تعمیر و توسیع کا کام ایسے زمانے میں کر سکتا ہے جبکہ خانگی شغل اصلی حالت جمود میں ہو۔ یہ چیز اس امر کی متقاضی ہے کہ جوں ہی خانگی کاروبار کی تجدید ہو سرکاری اخراجات کو پوری قوت کے ساتھ روک دیا جائے۔ اکثر لوگ، یعنی آجر اور مزدوران کو غیر معین مدت تک جاری رکھنے کے لیے یقیناً شور مچائیں گے۔ اس کا دانشمندی کے ساتھ

[1] دیکھو باب ۲۸، فصل (۲)۔

باب ۲۰

مزدوروں کا بیمہ۔ قوانین مفلسی

369

انتظام کرنے کی صورت میں بھی وہ ایک غیر یقینی تدبیر ہوگی، جو اسی قسم کے خطرات کے تابع ہوگی جیسے کہ مفاد عامہ کے کاموں کو سطحی طور سے بے احتیاطی کے ساتھ انجام دینے کی صورت میں موجود ہوتے ہیں۔ پھر بھی وہ تخمینی کاروبار کے ہنگامے کو سرکاری کاروبار تک پہنچا دینے کے عام طریقے سے بدرجہا زیادہ بہتر ہے، جس سے نہ صرف اوپر کی طرف اچھال بلکہ اس کے نتیجے کے طور پر ردعمل میں بھی زیادتی ہو جاتی ہے۔

معلومات کی اشاعت کرنے اور مزدوروں کی نقل پذیری بڑھانے کے انتظامات سراسر مستحسن ہیں۔ اب تک جتنا کچھ اس سلسلے میں کیا گیا ہے غالباً اس سے بدرجہا زیادہ حکومت انجام دے سکتی ہے۔ خانگی اداروں کے بڑی حد تک ناواجب طریقے پر استعمال کیے جانے کا امکان ہوتا ہے۔ وہ مزدور کو اس وقت پاتے ہیں جبکہ معاملہ طے کرنے اور مقاومت کرنے کی صلاحیت اُس میں بہت کم ہوتی ہے، اور جبکہ اس کی کمزوری اور جہالت سے فائدہ اٹھانا بہت آسان ہوتا ہے۔ موسمی اور ہنگامی محنت، مثلاً گودیوں اور ریلوں کی محنت، فصل کی کٹائی کے زمانے کی محنت اور عمارتیں بنانے کی محنت کو باقاعدہ طریقے پر تقسیم کرنے سے بھی غالباً بہت کچھ فائدہ ہو سکتا ہے۔ جرمنی اور انگلستان میں آج کل بڑے پیمانے پر محنت کے صرافوں کا تجربہ کیا جا رہا ہے؛ اور امریکہ کی بعض ریاستوں میں بھی ملازمت عامہ کے ادارے قائم ہو رہے ہیں۔ یہاں بھی عوام میں ہیجان پیدا ہو چلا ہے اور اس عقدے کو سلجھانے کی بے مثال کوشش کی جا رہی ہے۔ مطلوبہ مقامات پر بے کار مزدوروں کو بھجوانے میں عمدہ نتائج حاصل کرنے اور ہنگامی محنت کی تنظیم کرنے کے لیے ایسے عہدہ داروں کا تقرر عمل میں لانا چاہیے جو قابل، تربیت یافتہ اور عالی دماغ ہوں۔ جہاں جہاں مشترکہ جد و جہد توسیع و ترقی پا رہی ہے وہاں، ایسے لوگوں کی ہر سمت میں ضرورت ہے؛ معاشری اصلاح و بہبود کے تمام کاموں کی کامیابی کا مدار موزوں قسم کے

باب ۶
مزدوروں کا بیمہ
قوانین مفلسی

منتظمین کا انتخاب کرنے اور ان کو مستقل طور سے برقرار رکھنے کی کامیابی پر ہے، اور یہ چیز غالباً سب سے زیادہ مفلسوں اور مصیبت زدوں کے امدادی کاموں کے بارے میں صادق آتی ہے۔

۷۔ معاشری جد و جہد کا کوئی پہلو رحم اور معدلت کے باہمی تضاد کی اس قدر صریحی مثال نہیں پیش کرتا جس قدر کہ قانون مفلسی۔ محتاجوں اور غریبوں کی امداد کا کچھ نہ کچھ انتظام کرنا ہمیشہ ضروری ہوگا۔ اخوانی جذبہ کبھی اس کی اجازت نہ دے گا کہ آلام و مصائب انتہائی صورت اختیار کریں۔ گزشتہ پیراگرافوں میں جن متعدد تجاویز پر غور کیا گیا، ان پر خواہ اُن کے انتہائی امکانات تک بھی کیوں نہ عمل کیا جائے پھر بھی ان کی رسائی سے باہر کچھ نہ کچھ حالتیں بدبختی، تباہی اور بے سر و سامانی کی باقی رہ جائیں گی معمولی خیرات و مُبرّات کا موقع ہمیشہ رہے گا؛ اور خیرات کے ساتھ یہ خطرہ ہمیشہ وابستہ رہتا ہے کہ خیرات پانے والے کے حق میں وہ مخرب اخلاق ثابت ہو۔

کچھ نہ کچھ اعانت و دستگیری اخلاق کو بگاڑے بغیر بھی کیجا سکتی ہے۔ کنگال پاگلوں کی خبر گیری سابق میں مقامی خیرات خانوں میں بالعموم خراب اور ناگفتنی حالات کے تحت کی جاتی تھی۔ ان کی خبر گیری کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ ان کی خاص قیام گاہیں قائم کی جائیں جہاں انھیں معقول آرام مل سکے؛ اور ان کا انتظام مقامی حکومتوں کے بجائے ماہرانہ نگرانی کے ساتھ مرکزی حکومت کے تفویض ہونا چاہیے۔ علیٰ ہذا اندھوں، کمزور دماغ والوں، لنگڑوں، لولوں لنجوں اور لاعلاج مریضوں کے مرکز قائم کرنے کے لیے رحم دلی اور فیاضی سے کام لیا جاسکتا ہے؛ لیکن اس میں بھی اس امر کا اطمینان و یقین کرلینا چاہیے کہ ہر کس و ناکس کو یہ ترغیب نہ ہو کہ وہ اپنے آپ کو اس قسم کی خیرات کا مورد بنالے۔ یہ بلاشبہ صحیح ہے کہ اس قسم کی مصیبت و فلاکت کی صورتوں کے لیے کثیر المقدار زر اور مساعی وقف کیے جاتے ہیں، حالانکہ ان کا

370

باب ۶

مزدوروں کا بیمہ۔ قوانین مفلسی

علاج کرنے کے عوض اگران کو پہلے سے روکنے کی تدابیر اختیار کرنے میں زراور مساعی صرف کیے جائیں تو، بدرجہا بہتر نتائج پیدا ہوں۔ اصلاحی کام کے لیے شفاخانوں کے بجائے مدارس زیادہ موثر ذریعہ ثابت ہوں گے۔ لیکن مریضوں، معذوروں اور مصیبت زدوں کی امداد کی استدعا کو رد نہ کرنا چاہیئے اور دارالعلاج اور شفاخانوں کی حد تک، کم ازکم یہ کہا جاسکتا ہے کہ ان میں مزید آلام کے تخم بوئے بغیر تکلیف ومصیبت کو رفع کیا جاسکتا ہے۔ پیرانہ سالی کے وظائف، اگر وہ فی الحقیقت وظائف ہوں اور صرف حاجتمندوں کی حد تک محدود رہیں، فی الواقع مفلس کی امداد کی ایک شکل ہیں۔ ان کا سیدھا سادا نام وظائف رکھ دیا گیا ہے، اور قوانین مفلسی کے مکروہ سازوسامان کے بغیر ان کا انتظام کیا جاتا ہے۔ اس امر پر غور کیا جاچکا ہے کہ آیا کفایت شعاری کا استیصال کیے بغیر ان کو اس طریقے پر قابل احترام وقابل قبول بنایا جاسکتا ہے یا نہیں۔ ظنیت کا غلبہ بظاہر اس میں معلوم ہوتا ہے کہ اس صورت میں بچوں کی حفاظت کی صورت کے مثل اخوانی جذبے کو اپنا کام کرنے کا موقع دیا جاسکتا ہے۔

تندرست قوی رکھنے والے بالغوں کی حالت کا جہاں تک تعلق ہے وہاں تک، حالت مختلف ہے۔ ایسے بالغوں کی حد تک قوانین مفلسی نیک نیتی کی تمام تدابیر میں سب سے زیادہ خطرناک ہیں۔ امداد کا یقین، سرگرمی اور آزادی کا عظیم ترین دشمن ہے۔ انیسویں صدی کے ابتدائی یک ثلث حصے میں انگلستان کے قانون مفلسی کی تاریخ یہ ظاہر کرتی ہے کہ عام طور سے آبادی کے تمام طبقات کی اور خاص طور سے زرعی مزدوروں کی اخلاقی حالت بے سمجھے بوجھے اور غیر امتیازی طور پر امداد کرنے سے کس طرح بگڑ سکتی ہے۔ گوکنگالی بڑھانے کے خلاف داحد یقینی تحفظ، بھیک مانگنے یا خیرات پانے سے شرم یا انفعال کا عام احساس ہے تاہم اس قسم کا عام خیال خود بڑی حد تک امداد وخیرات کے مناسب و واجبی انتظام کی پیداوار ہے۔

باب ۶

مزدوروں کا بیمہ۔ قوانین مفلسی

۱۸۳۲ء تا ۱۸۳۴ء کے انگریزی قانون مفلسی کے محققین اپنے ملک کے اس زمانے کی اصلاح عظیم سے بیشتر کے تجربے پر نگاہ کرنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچے کہ تندرست مفلسوں کی امداد کے انتظام کا واحد محفوظ طریقہ صرف یہ تھا کہ امداد کو کارخانوں یا خیرات خانوں میں مرتکز کیا جائے، اور خیرات خانوں سے باہر امداد کرنے کے طریقے کو منسوخ کر دیا جائے۔ اصول بالکل درست تھا؛ یعنی یہ کہ امداد کو موثر بنانا چاہیے لیکن دلکش نہ بنانا چاہیے۔ بیرونی (یعنی بیرون خیرات خانہ) امداد کی تنسیخ کو انگریز کئی نسلوں تک اس اصول کو عملی شکل دینے کا واحد ممکن العمل طریقہ خیال کرتے رہے۔ اس کو قانون مفلسی کے کامیاب انصرام کی ناگزیر شرط خیال کیا جاتا تھا۔ واقعہ یہ ہے کہ اس قسم کی امداد کا طریق انگلستان میں تندرست مفلسوں کی حد تک بھی کبھی مفقود نہ ہوا۔ مزید تجربے اور غور وخوض نے اس کو ایک حد تک غیر یقینی بنا دیا ہے کہ اس طریقے کا کامل طور سے استیصال کر دیا جائے۔ کارخانہ خود بالعموم اخلاق کو بگاڑنے والی درسگاہ ہوتا ہے، اور اس میں اگر امداد دی جائے، جس کے متعلق یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ غیر دلکش ہوگی تو، عادی بن جانے سے اس کی کراہت رخصت ہو جاتی ہے۔ جدید خیراتی انتظام کا سر مختلف قسم کے حاجتمند اشخاص کے ساتھ سلوک کرنے میں تفریق و امتیاز ہے۔ بیرونِ خانہ امداد نہایت خطرناک قسم کا علاج تسلیم کی گئی ہے، اس کو آزادی کے ساتھ استعمال کرنے کے بجائے کلیتہً نظر انداز کر دینا زیادہ بہتر ہے۔ پھر بھی اگر مناسب احتیاط عمل میں لائی جائے، اور خاصکر اگر اُس کو عارضی مشکلات کے رفع کرنے کا ذریعہ تصور کیا جائے تو وہ مستقل خیرات خانے کے تجربے سے زیادہ بہتر ثابت ہوسکتی ہے۔ علاوہ ازیں اندرونِ خانہ امداد، یعنی امدادی ادارے مختلف قسم کے ہونے چاہئیں، یعنی جوان اور بوڑھوں، مریضوں اور غیر مریضوں، عادی آوارہ گردوں اور عارضی طور سے محتاج مزدوروں کے لیے الگ الگ ادارے ہونے چاہئیں۔

371

مزدوروں کا بیمہ، قوانین مفلسی

خود خیرات کے انتظام کے پیچیدہ مسائل کے موضوع پر بہت سی کتابیں اور تحریریں موجود ہیں اور یہ مسائل مزدوروں کے بیمہ اور معاشری اصلاح کی دوسری صورتوں کے مسائل سے مماثلت رکھتے ہیں۔ وہ اخوانیت کے روز بروز وسیع ہونے والے اثر کو ظاہر کرتے ہیں، اور اسی کے ساتھ شدید اور دور اندیشانہ طریقے کی جستجو کا ان سے پتا چلتا ہے۔ ان سب کی تہ میں وہی ایک اساسی اصول مضمر ہے کہ کمزوروں کی اعانت اس طرح کرنی چاہیئے کہ ان کو مستقل تقویت پہنچے۔

باب ۶۱

امداد باہمی

372

(۱) امداد باہمی کا طریق، کاروباری آدمی سے بے نیاز بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کی مختلف شکلیں۔ (۲) خردہ فروشی با امداد باہمی؛ جب خوش حال طبقہ اس کو انجام دیتا ہے تو اس کی کوئی معاشری اہمیت نہیں ہوتی؛ جب اس کو مزدور انجام دیتے ہیں جیسا کہ برطانیۂ عظمیٰ میں ہوتا ہے تو، اس کے اثرات بہت دور رس ہوتے ہیں۔ مزدوروں کے ذخائر اشیا کے طریقے اور ان کی کامیابی کے اسباب۔ دوسرے ممالک میں یہ تحریک۔ (۳) جرمنی میں اعتباری امداد باہمی؛ اس کے طریقے اور نتائج۔ دوسری قسم کی انجمنیں، اور دوسرے ملکوں کی ترقی۔ (۴) پیدائش با امداد باہمی معاشری نظام کو سب سے زیادہ متاثر کرتی ہے لیکن اس کی ترقی بہت محدود رہی ہے۔ ناکامی کے اسباب؛ کاروباری خواص وصفات کی کمیابی اور مزدوروں کے حدود۔ امداد باہمی کا مستقبل۔

۱۔ دستی کام کرنے والے مزدوروں میں امداد باہمی بہت زمانے تک بہتر معاشری

حالات حاصل کرنے کا سب سے زیادہ امید افزا ذریعہ خیال کی جاتی رہی۔ اس طریقے سے دوررس تبدیلیوں کے توقعات ایک نسل بیشتر کے علمائے معاشیات کو بظاہر جتنے اچھے معلوم ہوتے تھے اب اس سے بدرجہا کم معلوم ہوتے ہیں۔ پھر بھی امداد باہمی کی تحریک ایک اہم تحریک بنی ہوئی ہے، نہ صرف اپنی وسعت اور مساوی نتائج کے اعتبار سے، بلکہ اس وجہ سے بھی کہ جہاں تک صنعت جدید میں کاروباری آدمی اور کاروباری منافعہ کی حیثیت کا تعلق ہے وہاں تک، امداد باہمی کا تجربہ سبق آموز ہے۔

امداد باہمی کا لب لباب تنظیم کرنے والے آجر کو معطل کرتا ہے۔ مزدور یا حقیقت یہ ہے کہ اشخاص کی کوئی جماعت، خواہ وہ مزدور ہوں یا نہ ہوں، انتظام و نگرانی اور اختراع تجاویز کا وہ سب کام بطور خود انجام دے لیتی ہے جس کو معمولی طور سے کاروباری شخص انجام دیتا ہے۔ وہ نہ صرف اس کا کام انجام دیتی ہے؛ بلکہ اس کے خطرات اور جوکھم بھی برداشت کرتی ہے۔ بہرصورت اہتمام و انتظام ضروری ہے؛ یہ کام کچھ تو تنخواہ دار عاملوں کے تفویض کیا جاتا ہے اور کچھ ایسی کمیٹیوں یا عہدہ داروں کے ذریعے سے انجام پاتا ہے جو بلا معاوضہ کام کرتے ہیں۔ انجمن امداد باہمی کے سب ارکان من حیث الجماعہ کاروبار کے عام اصول کار کو طے کرتے ہیں اور خطرات برداشت کرنے کی ذمہ داری اپنے سر لیتے ہیں؛ ٹھیک اسی طرح جس طرح سرمایہ مشترک کی انجمن میں حصہ دار کرتے ہیں۔ اس موخرالذکر طریقے سے وہ کاروباری شخص سے اس کا اہم ترین اور مخصوص کام اس سے چھین کر خود انجام دیتے اور اس کی جگہ لے لیتے ہیں۔

373

امداد باہمی کو دیگر معاملات، مثلاً خردہ فروشی میں، اعتبار و بنک کاری میں، زرعی کاروبار کے کچھ شعبوں میں اور انجام کار پیدائش میں بطور آزمائش استعمال کیا گیا ہے۔ یہ ترتیب ایک حد تک کامیابی کے مدارج کے لحاظ سے قائم کی گئی ہے؛ چنانچہ امداد باہمی سب سے زیادہ

باب ۱۱
امداد باہمی

کامیاب خردہ فروشی میں ثابت ہوئی ہے، اور پیدائش میں سب سے کم۔ ان مختلف شعبوں میں کامیابی کے مدارج کیا رہے ہیں اور ان فروق و اختلافات کی توجیہ کیا ہے؟

۴۔ خردہ فروشی بامداد باہمی یا تقسیمی امداد باہمی، نہ صرف سادہ ترین بلکہ کامیاب ترین شکل بھی ہے۔ کچھ لوگ، مزدور یا دیگر اشخاص، ملکر سب کی مجتمعہ رقم سے تھوک اشیا خریدتے ہیں اور پھر انھیں آپس میں تقسیم کرلیتے ہیں۔ خردہ فروشی کا یہ طریقہ، بظاہر جس قدر سادہ ہے اسی قدر زیادہ اس میں پیچیدگیاں بھی ہیں۔ اشیا کا موزوں مقداروں میں دسترس کے اندر ہونا ضروری ہے، تاکہ گاہک آسانی کے ساتھ ان کو حاصل کرسکیں؛ اور ان میں واجبی حد تک تنوع بھی ہونا چاہیئے؛ جو اشیا دوکان میں پڑے پڑے فرسودہ اور پُرانے ہو جائیں یا جن کا استعمال متروک ہو جائے اُن کی مقدار میں اضافہ نہ ہونے دینا چاہیئے؛ خریداروں کے تلوّن اور پسند کا لحاظ بھی رکھنا چاہیئے۔ امداد باہمی کے ذخائر کو یہ معلوم ہوگیا ہے کہ انھیں معمولی خردہ فروشی کی دوکان کی ظاہری شکل اختیار کرنا ضروری ہے؛ یعنی نمائشی جھروکے بنانا تختۂ اعلان نصب کرنا، دوکان کی آرائش و زیبائش کرنا اور دلبستگی و ترغیبات کا سامان مہیا کرنا چاہیئے۔ انگلستان میں تقسیم بامداد باہمی کی تاریخ میں ایک زمانے میں عمارتوں کے کرایے میں بچت کرنے کا ایک ممکن طریقہ یہ خیال کیا جاتا تھا کہ سڑک کے عقبی حصے میں یا گلیوں میں عمارتیں لی جائیں۔ لیکن اب یہ مناسب خیال کیا جاتا ہے کہ جس طرح خانگی تاجر عمل کرتا ہے اس طرح کیا جائے، یعنی شاہراہوں پر نمایاں مقام پر عمارتیں لی جائیں۔ صرف اسی طریقے سے خریداروں تک موثر طریقے پر رسائی حاصل ہوسکتی ہے، اور دوکان داری بڑے پیمانے پر اور حقیقی کفایت کے ساتھ کی جاسکتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں سکنی لگان اعلیٰ قیمت کا باعث ثابت نہیں ہوا ہے، بلکہ عمدہ کارگزاری کا نتیجہ

ثابت ہوا ہے، اور کرائے کی کمی کسی حقیقی کفایت کا باعث ثابت نہیں ہوئی ہے۔

جب خوش حال یا متوسط طبقے کے لوگ اس قسم کا معاملہ کرتے ہیں تو، اس میں کوئی بڑی معاشری دلچسپی نہیں ہوتی۔ جہاں تک معاشری اصلاح کے بڑے سوالات کا تعلق ہے وہاں تک، خواہ دوکان دار خود منافع حاصل کرے یا اس کے عوض امداد باہمی کرنے والوں کی جماعت، تنخواہ دار ایجنٹ مقرر کرکے کچھ بچالے، نفس معاملہ پر اس کا کچھ زیادہ اثر نہیں پڑتا۔ چنانچہ لندن آرمی اینڈ نیوی اسٹورس اور سیول سروس سپلائی اسوسئیشن وغیرہ اتحاد باہمی کے بڑے ذخائر اسی اصول پر کام کرتے ہیں۔ ان عمدہ اداروں کی کامیابی کا باعث بڑی حد تک یہ ہے کہ ان میں قیمت نقد ادا کرنا لازمی قرار دیا گیا ہے۔ معمولی انگریز تاجر اور اس کے خوش حال گاہکوں کے روایتی تعلقات زمانۂ دراز تک یہ رہے کہ تاجر چاپلوسی کرتے اور اسی کے ساتھ زیادہ دام وصول کرتے اور گاہکوں کا یہ طریقہ رہتا کہ اپنے ذمے کے مطالبات بے قاعدگی اور تاخیر سے ادا کرتے اور قیمتوں کے بارے میں استغنا اور بے پروائی برتتے؛ اور حقیقت یہ ہے کہ تعلقات اب بھی ایسے ہی ہیں۔ طویل مدت تک ادھار معاملہ، ادائے قرض میں کوتاہی، اعلیٰ قیمتیں، اور خردہ فروش کی قیمت خرید پر قیمت فروخت کی بڑی حد تک زیادتی، یہ سب اس جھوٹی امارت کے قدرتی عواقب ہیں۔ امداد باہمی کے اصول پر کام کرنے والوں نے نقد قیمت ادا کرنے کے بارے میں اتفاق کرکے ادا نہ ہونے والے قرضوں اور سود کے بارے میں کاروباری طریقوں اور کفایات عظیم کو بہت بڑی حد تک ممکن بنادیا۔

374

لیکن مزدوروں کے ذخائر کی حد تک امداد باہمی کے معنی کچھ زیادہ لیے جاتے رہے ہیں۔ ۱۸۵۰ء میں معمولی پیمانے پر ان ذخائر کا آغاز ہوا تھا؛ اس کے بعد کی نصف صدی میں انھوں نے حیرت انگیز

ترقی کی۔ ان کی تعداد اب ہزاروں تک پہنچ چکی ہے، ان کے ارکان لاکھوں کی تعداد میں ہو گئے ہیں اور ان کے سرمائے کی مقدار بھی بڑھ کر کروڑوں تک پہنچ گئی ہے۔ ان کا اثر برطانیۂ عظمیٰ کی مزدور پیشہ آبادی کے بہت بڑے جزو، یعنی غالباً نصف حصے کی زندگیوں میں خاصکر شمالی انگلستان اور اسکاٹ لینڈ کے صنعتی علاقوں میں بہت بڑی حد تک پھیل گیا ہے۔ ان کی مثال کی تقلید براعظم میں بڑے پیمانے پر کی جا رہی ہے اور ریاستہائے متحدۂ امریکہ میں بھی ان کا اثر محسوس ہوئے بغیر نہیں رہا۔

مزدوروں کے تجارتی ذخیرے کی ایک مثال روشڈیل اکوی ٹیبل پانیرس سوسائٹی[1] ہے، جو ایسے ذخائر کی اولین اور مشہور ترین شکل ہے۔ روشڈیل ذخائر، جیسا کہ اس قسم کے مزدوروں کے ذخائر کو عام طور سے نامزد کیا جانے لگا ہے، معمولی یا مروجہ خردہ فروشی کی قیمتوں پر مال فروخت کرتے ہیں۔ وہ اس ابتدائی حالت میں سرمایہ پس انداز کرنے کی کوئی کوشش نہیں کرتے۔ میعادی طور سے، یعنی ہر سہ ماہی کے ختم پر، وہ اپنے ارکان میں ان کی خریداری کے تناسب سے منافعہ تقسیم کر لیتے ہیں۔ اس لحاظ سے اس نظام میں خریداریوں کا حساب کتاب رکھنا ضروری ہے؛ گو یہ کسی قدر تکلیف دہ عمل ہے، جس کے لیے انگلستان کے ذخائر خود ارکان کی اعانت و خدمت حاصل کر لیتے ہیں۔ ارکان کو ان کی ہر خریداری کی مقدار کے لحاظ سے ٹین کے ٹکڑے دیے جاتے ہیں بلکہ بہت قریبی زمانے سے کاغذ یادداشتی کے ٹکڑے بھی دیے جانے لگے ہیں، اور ارکان کی جانب سے یہ یادداشتیں ہر سہ ماہی کے ختم پر واپس کر دی جاتی ہیں، تاکہ ہر فرد واحد کی خریداریوں کا حساب کتاب مل جائے۔

بچت کو اکھٹا کرنے اور اس کی تقسیم ملتوی کرنے کے اس طریقے میں دو فائدے ہیں۔ ظاہری مالی فائدہ تو یہ ہے کہ منافعہ وصول ہونے سے

[1] Rochdale Equitable Pioneer's Society

پیشتر تقسیم نہیں کیا جاتا۔ جہاں قیمتوں میں تخفیف کرکے مال فوراً فروخت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے وہاں، ممکن ہے کہ مصارف پیدائش اور مصارف فرسودگی وغیرہ کا کافی لحاظ نہ رکھنے کی وجہ سے الٹا نقصان ہو جائے۔ ایسی صورت میں کاروبار کا انجام کار خاتمہ ہو جاتا ہے، جیساکہ امداد باہمی کے اکثر تجربات کے ساتھ ہوا۔ لیکن اس مالی تحفظ کے مقابلے میں روش ڈیل والی تجویز بہت زیادہ فائدہ رکھتی ہے۔ مختلف خریداریوں پر جو منافعہ انفرادی طور سے وصول ہوتا ہے اس کی مقدار سہ ماہی کے ختم پر خاصی ہو جاتی ہے، اور اس کے اس طرح سے ضائع ہو جانے کا قرینہ نہیں ہوتا۔ بلکہ امکان اس کا زیادہ ہوتا ہے کہ اس کو الگ رکھا اور پس انداز کیا جائے؛ اور ذخائر خود پس اندازی کی ترغیب اور اس کا موقع بہم پہنچاتے ہیں۔ جمع شدہ منافعہ، جس کو مقسوم کہا جاتا ہے، ذخیرے میں بطور اصل رکھا جا سکتا ہے؛ اور اس کو جب اس طرح رکھا جائے گا تو یہ سود کا مستحق ہو جاتا ہے۔ ابتداہی میں ذخیرے کو کچھ اصل کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ اصل ارکان فراہم کرلیتے ہیں (عام طور سے رکن کو معمولی مقدار، یعنی ایک پونڈ ادا کرنا پڑتا ہے)۔ مقسوم کا بیشتر حصہ ذخیرے میں رکھا جاتا ہے اور اس سے اصل میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس طریقے پر مزدوروں کے ذخائر کے اصل کی مقدار، جو ابتدا میں قلیل ہوتی ہے، بڑھالی جاتی ہے۔ ذخائر نہ صرف خود رقم پس انداز کرتے ہیں؛ بلکہ سیونگ بنکوں کا کام بھی انجام دیتے ہیں۔

کفایت شعاری کا یہ ابتدائی اور بالواسطہ انتظام ارادۃً کیا جاتا ہے۔ روش ڈیل کے ذخائر اپنے آپ کو ہمیشہ گودام کلرکوں اور پائی پائی جوڑنے والوں سے کچھ زیادہ تصور کرتے رہے ہیں۔ اس تحریک کے ابتدائی وکیل اور ترجمان شریفانہ جذبات رکھتے تھے اور امداد باہمی کے ذخیرے پر اس طرح نظر ڈالتے تھے، گویا وہ مزدوروں کی عظیم الشان تحریک کی ابتدائی منزل ہے۔ جو توقعات ان کے اور ان کے معاصرین کے

باب ۱۱

امداد باہمی

دلوں میں تھے وہ بعد کے زمانے میں کسی قدر سرد پڑ گئے، لیکن عالی ظرفی کے ساتھ محنت کرنے کا رنگ پھر بھی پایا جاتا ہے۔ اس طرح یہ ذخائر شراب فروشی سے ہمیشہ منکر رہے، اگرچہ یہ کثیر منفعت حاصل کرنے کا ذریعہ بن سکتی ہے۔ انھوں نے غیر رکن اشخاص کی شرکت میں بھی سہولت پیدا کر رکھی ہے۔ سچ پوچھو تو صرف ارکان مقسوم میں حصہ پانے کے مستحق ہیں۔ لیکن غیر رکن اشخاص کو اُن کی خریداریوں پر بالعموم نصف مقسوم دے دیا جاتا ہے، اور اس طرح جو رقم دی جاتی ہے وہ حصوں کی رقم کے اقساط کے طور پر جمع کی جاتی ہے، یہاں تک کہ پورے حصے کی رقم ادا ہو جائے اور کامل رکنیت حاصل ہو جائے۔ ذخائر کے منافعہ سے بعض اوقات معقول رقمیں تعلیمی اغراض وغیرہ کے لیے دے دی جاتی ہیں۔ سالانہ اجلاسوں، خاصکر مشترکہ امداد باہمی کی انجمنوں کے اجلاسوں، سے امداد باہمی اور مزدوروں کی آزادی کی تحریک حوصلہ افزائی و تعریف حاصل کرتی رہتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ بعض اوقات یہ تعریف و حوصلہ افزائی محض الفاظ تک محدود رہتی ہے، پھر بھی بڑی حد تک معاشری ہمدردی کا حقیقی جذبہ ان کی تہ میں مضمر ہوتا ہے۔

376

برطانیۂ عظمیٰ میں امداد باہمی کی اس شکل کی نمایاں کامیابی کے اسباب متعدد ہیں۔ ان میں سے اہم اسباب عام اثرات ہیں جن کے تحت انیسویں صدی کے دوسرے نصف حصے میں برطانوی مزدوروں کی جماعت میں اور خاصکر مہارت یافتہ مزدوروں کے بالائی طبقے میں عظیم الشان ترقی رونما ہوئی۔ اس ترقی میں مزدور سبھاؤں، اعانتی انجمنوں اور امداد باہمی کے ذخائر نے انفرادی طور سے نمایاں حصہ لیا؛ اور اصلداری کی قیادت کے تحت صنعتی ترقی کی رفتار اس جدوجہد کو قبول کرتی رہی۔ نقد قیمت کی ادائی کا لزوم ذخائر کے لیے نہایت اہم سہولت ثابت ہوئی ہے؛ دوسرا فائدہ ان کے سابق حریفوں یعنی خردہ فروشی کی دوکانوں کی کمزوری رہا ہے۔ تقسیم عمل کے نظام کا کوئی حصہ اس قدر

کمزور نہیں جتنا کہ پیمانۂ صغیر پر معمولی خوردہ فروشی کا طریقہ باسی کے ساتھ جہالت و
ناواقفیت اور عدم نقل پذیری اس قسم کے نقصان دہ کاروبار کے
قیام ودوام کا بھی سبب بنتے ہیں۔ امداد باہمی کے ذخیرے کے معنی نقصان کو
حتی الامکان کم کرنے کی مستقل واستوار کوشش کے ہیں۔ اکثر دوسری ترقیوں کے
مثل برطانیہ عظمیٰ کے اس نظام کی ترقی کا سہرا چند افراد کی قابلیت و محنت
کے سر ہے جو مزدور پیشہ طبقے کے منتخب افراد تھے اور جنھوں نے یہ نظام
اختراع و مکمل کیا۔ ایک مرتبہ اس پر عملدرآمد ہو جانے کے بعد دوسروں
کے لیے اس کی تقلید کرنا ایک حد تک آسان تھا، ٹھیک اسی طرح جس طرح کہ
صنعت کے حقیقی قائدوں کے نئے راستے کھول دینے کے بعد ایسے
کاروباری اشخاص کی تعداد ہمیشہ زیادہ ہوتی ہے جو اس کھلے ہوئے
راستے پر چلنے اور اتباع کرنے کے لیے تیار ہوتے ہیں۔

برطانوی ذخائر امدادی سے اس امر کی بھی مثال ملتی ہے کہ
پرانے روایتی طریقوں کو چھوڑنا، خواہ وہ کتنے ہی برے کیوں نہ ہوں
کس قدر مشکل چیز ہے۔ اگر تجریدی طور سے غور کیا جائے تو، یہ خیال کیا
جا سکتا ہے کہ خوردہ فروش تاجروں کی اولوالعزم جماعت، بڑے
پیمانے پر، نقد کی بنیاد پر اور قیمتوں کو گھٹا کر کاروبار انجام دے کر
خسارہ سے چلنے والی خوردہ فروشی کی دوکان کا استیصال کر سکتی تھی۔
چنانچہ ریاستہائے متحدہ امریکہ میں جہاں رسم ورواج کی بندشیں بآسانی
توڑی جا سکتی ہیں اس قسم کا استیصال ایک حد تک وقوع پذیر ہوا ہے۔
برطانیہ عظمیٰ اور براعظم یورپ میں لوگوں کے عادات دقت کے ساتھ
تبدیل ہوتے ہیں۔ خوردہ فروش تجارت کے زیادہ معقول اور
کفایت شعارانہ انتظام کے واسطے امداد باہمی کے کلیتہً نئے طریق کی
ضرورت تھی، جو نہ صرف مزدوروں کی آمدنی کے لحاظ سے زیادہ موزون تھا،
بلکہ ان کے احساسِ یکجہتی سے بھی زیادہ ہم آہنگ تھا۔

برطانیہ عظمیٰ میں امداد باہمی کے ذخیرے کی تحریک متعدد سالوں سے

باب ۲۱
امداد باہمی

اس قدر قوی رہی ہے کہ وہ اپنے بل بوتے پر چلتی رہی ہے۔ پھر بھی اس میں سرگرمی پیدا کرنے کے لیے بظاہر کچھ مصنوعی مہیج سے کام لینا پڑا۔ خریداری کے لحاظ سے مقسوم ادا کرنے کی روایتی شرح (یعنی کم و بیش، اتنی صدیا فی پونڈ ۲ شلنگ) غالباً قیمتوں کو اعلیٰ کرکے ایک حد تک قائم رکھی گئی ہے، اور صرف مروجہ خوردہ فروشی کی قیمتوں اور طریقوں کے مقابلے میں کامل طور سے پس اندازی کرکے اس شرح کو برقرار نہیں رکھا گیا۔ انجمن امداد باہمی کے شرکا اپنا عادی مقسوم حاصل کرنے کی غرض سے بظاہر کچھ زیادہ قیمت ادا کرنے کے لیے بھی طیار معلوم ہوتے ہیں۔ خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو امداد باہمی کے ذخائر برطانیہ عظمیٰ کے صنعتی نظام میں ایک مستقل اور اہم عنصر ہیں۔ انھوں نے مزدوروں کی مادی خوش حالی کو فروغ دینے میں بہت کچھ اور اُن کو مشترکہ عمل کے طریقوں میں تربیت دینے میں تھوڑا بہت حصہ لیا ہے۔

براعظم یورپ میں بھی تقسیم بہ امداد باہمی میں خاصی ترقی ہوئی ہے۔ اس قسم کی تحریک برطانیہ عظمیٰ کے امثل ایک حد تک متوسط طبقے سے مخصوص رہی ہے اور اس لحاظ سے غیر دلچسپ ہے؛ اور ایک حد تک مزدوروں کے طبقے سے متعلق رہی ہے اور اس لحاظ سے بہت زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔ مزدوروں کے ذخائر کی عظیم ترین ترقی جرمنی اور بلجیم میں ہوئی ہے جہاں اس تحریک کو اشتراکیت کی تحریک سے بہت گہرا تعلق رہا ہے؛ اگرچہ جیسا کہ عنقریب بیان کیا جائے گا، امدادی اور اشتراکی مثالی تصورات میں اساسی اعتبارات سے اختلاف ہے خسارہ کے ساتھ خوردہ فروشی کی تجارت کی پابجائی کرنے کا موقع انگلستان کے مقابلے میں براعظم میں، بظاہر کچھ کم نہیں معلوم ہوتا۔ اگر اس سے ابھی تک بحیثیت مجموعی بہت کم استفادہ کیا گیا ہے تو، اس کی توجیہ غالباً یہ ہے کہ براعظم کے مزدوروں نے ابھی حال میں اس تحریکی قوت کو محسوس کیا ہے جس نے انگلستان کو نصف صدی پیشتر ابھارا تھا، مزدوروں کی

اس تحریک کی ترقی، دوسری تحریکوں کی ترقی کے مثل زمانۂ حال میں بہت سریع رہی ہے۔

ریاستہائے متحدہ امریکہ میں تقسیم یہ امداد باہمی کی تحریک کو اسی قسم کی ترقی یا اہمیت کبھی نصیب نہیں ہوئی۔ متعدد مساعی اور چند کامیاب تجربات عمل میں لائے گئے؛ لیکن ان میں سے کسی کا بھی کوئی اہم یا بڑا نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔ اس ملک میں تحریک کی ترقی کی سست رفتار کا باعث متعدد اسباب رہے ہیں۔ نہ صرف شہروں بلکہ اضلاع کے مابین آبادی کی بکثرت نقل پذیری بہت بڑی سدراہ ہے۔ معاشری و صنعتی طبقے میں قابل اشخاص مقابلتہً جس آسانی کے ساتھ ترقی کرتے ہیں وہ امداد باہمی کے شرکا کو مزدور سبھاوں کے ارکان کے مثل ممکنہ فائدوں سے

378

محروم کردیتی ہے۔ جوں جوں خوش حالی میں اضافہ ہوتا جاتا اور آمدنی بڑھتی جاتی ہے ویسے ویسے چھوٹی چھوٹی رقموں کو پس انداز کرنے میں زیادہ بے پروائی اور غفلت برتی جاتی ہے۔ اور بالآخر چھوٹی موٹی دوکان داری عام طور سے عمدہ کارکردگی کے ساتھ کی جاتی ہے۔ یہ پیشہ قدیم ملکوں میں بہت زمانے تک بہ نظر حقارت دیکھا جاتا تھا، لیکن موجودہ زمانے کے معاشرے میں اس کو اس نظر سے نہیں دیکھا جاتا اور اسی لیے اولوالعزم، باہمت اور قابل افراد کے لیے بہت کچھ موجب کشش ہوتا ہے۔ شہری مرکزوں میں یہ کاروبار بڑی حد تک معمولی کارکردگی سے زیادہ کارکردگی کے ساتھ انجام دیا جاتا ہے۔ بڑی دوکان اور شعبہ واری ذخیرے کے انتظام کو اس قدر اعلیٰ درجے تک ریاستہائے متحدہ سے زیادہ کسی جگہ نہیں پہنچایا گیا ہے۔ پھر بھی ادنیٰ درجہ کی اور گھاٹے کی دوکان داری بڑی حد تک پائی جاتی ہے۔ مزدوروں کی جماعت کے لیے چھوٹا موٹا دوکان دار ضرورت کے وقت تو آدھا دوست اور باقی اوقات میں کچھ چاپلوسی کرنے والا اور مکر سے لوٹنے والا ثابت ہوا ہے۔ اب موقع آگیا ہے کہ اس قید سے آزادی کا اعلان کیا جائے؛ لیکن لوگوں کے

باب ۱۱
امداد باہمی

عادات و اطوار بظاہر امداد باہمی کے طریق کے ذریعے سے آزادی حاصل کرنے کے موافق نہیں معلوم ہوتے۔ یہ امر حیرت افزا ہے کہ ریاستہائے متحدہ امریکہ میں مزدوروں کے حقیقت میں کامیاب ذخائر زیادہ تعداد میں نہیں ہیں، لیکن جتنے موجود ہیں ان کے ارکان عام طور سے نو وارد اشخاص اور ہم قبیلہ مہاجرین ہیں۔

۳۔ بعض دوسرے اضلاع میں امداد باہمی کی ترقی خوردہ فروش تجارت کی ترقی سے کچھ کم حیرت انگیز نہیں رہی ہے۔

امداد باہمی کے ذریعہ سے قرضہ کی سہولتیں کیونکر حاصل کی جائیں اس کی مثال جرمنوں نے قائم کی ہے۔ شولز ڈیلیٹش[1] جرمنی میں اس تحریک کے ساتھ اسی طرح منسوب کیا جاتا ہے جس طرح روش ڈیل پیونیرز کا نام انگلستان کے ذخائر کے ساتھ منسوب کیا جاتا ہے۔ شولز، قصبۂ ڈیلیٹش کا باشندہ تھا جس نے سہل شرایط پر قلیل مقدار قرضے دستیاب ہونے کے خیال سے تاجروں کے گروہوں اور حرفتی جتھوں کو یکجا کرنے کی تجویز مرتب کی، اور اس تجویز کو ترقی دینے میں نہایت قابلیت کے ساتھ قیادت کی۔ اساسی اعتبارات سے وہ بہت ہی خاصی سہل تجویز ہے۔ تجار یا دستکاروں کی ایک چھوٹی سی جماعت ملکر انجمن امداد باہمی قائم کر لیتی ہے اور ابتداءً سب ملکر تھوڑا سا سرمایہ بھی فراہم کر لیتے ہیں۔ اس سرمائے کے بل بوتے پر اور اپنی انفرادی ذمہ داری پر کچھ زائد رقم بطور قرض حاصل کر لیتے ہیں اور یہ رقم ان کے سرمائے کی دو چند یا سہ چند ہوتی ہے۔ شولز نے ہمیشہ کے لیے یہ قرار دیا تھا کہ ان بیرونی قرضوں کی غیر محدود ذمہ داری ہر رکن پر لازمی طور سے عائد کی جانی چاہیئے، جیساکہ مشارکت میں ہوتا ہے؛ اور یہ صرف اس وجہ سے نہیں کہ انجمن کو قرضہ دینے والے کو اس طرح اس بات کی ضمانت حاصل ہو جائے گی کہ

[1] Schulze-Delitzsch

قرضہ وصول نہ ہونے کی صورت میں وہ ہر ایک رکن سے انفرادی طور سے مطالبہ کرے، بلکہ اس لیے کہ خود یہ ذمہ داری ارکان اور منتظموں کو آپس میں کاروبار کرنے میں پوری طرح نگراں و محتاط رہنے کا سبق سکھاتی تھی۔ اس طرح انجمن کے اپنے ذاتی اور مستعار سرمائے کی مجموعی رقم چھوٹے چھوٹے اجزا میں معمولی شرح سود پر ارکان کو بطور قرض دی جاتی ہے؛ یہ شرح، مستعار رقم کے سود کی شرح سے زیادہ ہوتی ہے۔ گو یہ شرح اس طریقے سے کچھ زیادہ ہوتی ہے، لیکن پھر بھی ارکان کے دوسرے مقامات پر قرضے حاصل کرنے کی صورت کے مقابلے میں بالعموم کم ہی ہوتی ہے۔ اور نصب العین بھی بعینہٖ یہی ہوتا ہے، تاکہ پیمانۂ صغیر پر کاروبار کرنے والے صناع وہ اعلیٰ شرح سود ادا کیے بغیر جو معمولی غیر رکن اشخاص کی حیثیت سے انھیں تقریباً ہمیشہ ادا کرنی پڑتی مطلوبہ قرضہ حاصل کرسکیں۔ اپنے ذاتی ذرایع اور اعتبار کو ملا کر اور قرضوں کا بطور خود انتظام کرکے ارکان معمولی شرحوں پر مستعار رقم حاصل کرسکتے ہیں۔ آپس میں ایک دوسرے کی دیانت و صلاحیت کا علم بہت اہم ہے، اور یہی قرضہ امداد باہمی کو اس قابل بناتا ہے کہ وہ قرضے دے اور ظاہری خطرات برداشت کرے جن کو کوئی بیرونی شخص بجز تکلیف دہ اور سنگین شرایط کے برداشت نہیں کرسکتا۔ برطانوی ذخائر کے مثل یہ نظام ایک دفعہ قائم و مکمل ہوجانے کے بعد وسیع ترقی کی صلاحیت کا ثبوت دے چکا ہے۔ انجمنوں کی تعداد کئی سو تک پہنچ گئی ہے، چنانچہ ۱۹۰۹ء میں ۹۰۰ تھی، اور جرمنی میں وہ بہت اہم کام کررہی ہیں۔ ان میں سے بعض تو بڑے مالی ادارے ہیں، جن کے ارکان یعنی قرضگیر بڑے پیمانے پر تجار، بیوپاریوں اور صناعوں کی حیثیت سے کاروبار کرتے ہیں۔

379

اگرچہ اس قسم کی امداد باہمی کی انجمنوں سے بعض اوقات بڑے پیمانے پر کام لیا جاتا ہے، پھر بھی اساسی اعتبار سے وہ قلیل ذرایع والے کے لیے موزوں ہیں۔ جرمنی میں ان کی توسیع و ترقی کا باعث

باب ۱۱
امداد باہمی

بڑی حد تک یہ واقعہ ہے کہ اب بھی اس ملک میں پیدائش بر پیمانۂ صغیر کا رواج بڑی حد تک موجود ہے۔ ایسا رواج کم و بیش ہر ملک میں موجود ہے۔ گو پیمانۂ کبیر کا کاروبار بہت کچھ پھیل چکا ہے اور ترقی پذیر ہے، تاہم کسی ملک میں بھی ابھی وہ پوری طرح جاری و ساری نہیں ہوا ہے۔ جرمنی میں دوسرے تمام ترقی یافتہ ملکوں سے زیادہ غالباً دستکاروں اور چھوٹے صناعوں کا تسلط قائم رہا ہے جس کی وجہ صرف پرانے طریقوں پر قائم رہنا ہی نہیں ہے بلکہ پیدائش کے جدید طریقوں کو بھی مناسبت کے ساتھ استعمال کیا گیا جس سے اُن کو اصلی قوت حاصل ہوئی۔ شولز ڈیلٹیش انجمنوں نے ان کو قائم و برقرار رکھنے میں بہت بڑا حصہ لیا ہے۔ اہل جرمنی کی ان تھک کوششوں، ان کی دیرپا صنعتوں اور قلیل منافعہ پر قناعت کرنے نے انجمن ہائے قرضۂ امداد باہمی کے لیے بہت ہی موافق میدان مہیا کیا۔

جرمنی میں اس عام تحریک کے دوسرے رُخ کو رفائزن کے نام سے منسوب کیا جاتا ہے۔ رفائزن بھی ایک موثر تجویز کو مکمل و مرتب کرنے میں رہبر رہا ہے۔ رفائزن کی انجمنیں زیادہ تر زرعی انجمنیں ہیں اور جنوبی و مغربی جرمنی میں خود کاشت زمینداروں کے بڑے طبقوں کی ضرورتوں کو پورا کر رہی ہیں۔ ان کا انتظام شولز ڈیلٹیش کی انجمنوں کے انتظام سے مماثلت رکھتا ہے جو عام طور سے شہری اور نیم شہری ہوتی ہیں۔ ارکان کچھ اصل خود فراہم کر لیتے ہیں، اور جتنا زائد درکار ہو اس کو بیرونی اشخاص سے حاصل کیا جاتا ہے (بعض اوقات حکومت بھی مدد کرتی ہے)۔ ان میں ارکان کو جو قرضے دیے جاتے ہیں وہ شہری انجمنوں کے مقابلے میں زیادہ مدت کے لیے ہوتے ہیں، اور اگر انجمنوں کو کاشتکاروں کے حق میں فی الحقیقت مفید ثابت ہونا ہے تو، ایسا کرنا ضروری ہے۔ ان انجمنوں کی ترقی و توسیع غیر معمولی طور سے حیرت انگیز رہی ہے؛ وہ ہزاروں کی تعداد میں موجود ہیں

380

لہ۔ (Raiffeisen)

اور غالباً جرمنی کے چھوٹے زمینداروں میں سے تقریباً نصف ان کے رکن بن گئے ہیں۔ ہر انجمن میں ارکان کی تعداد مقابلتہً کم ہوتی ہے، اور اس کا حلقۂ اثر محدود ہوتا ہے؛ کامیابی کا راز ارکان کا اپنے طور پر نگرانی کرنا اور ہمسایوں سے واقف ہونا ہے۔

جرمنی میں دوسری قسم کی انجمنیں بھی قائم و ترقی پذیر ہیں، جو اشیائے خام کی خریداری، پیداوار کی فروخت اور ایسی کلوں کے استعمال اور خریداری کا کام کرتی ہیں جنھیں کوئی رکن انفرادی طور سے خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتا۔ قرضۂ امداد باہمی کی انجمنوں کے ساتھ ساتھ یہ انجمنیں بھی دوسرے ملکوں میں فروغ پا رہی ہیں۔ اٹلی میں قرضۂ امداد باہمی کی انجمنوں کو بہت فروغ حاصل ہوا ہے، یہاں وہ چھوٹے چھوٹے تاجروں اور دستکاروں کے طبقے کی ضرورتوں کو بھی پورا کرنے کے قابل ثابت ہوئی ہیں اور اسی طریقے سے شمالی اٹلی کے زرعی طبقوں میں ان کا خاصا رواج بڑھ گیا ہے۔ یہ امر نہایت حیرت انگیز ہے جس کی بآسانی کوئی توجیہ نہیں کی جاسکتی کہ فرانس میں امداد باہمی کی ان شکلوں میں سے کوئی شکل بھی، خواہ وہ ذخائر کی صورت میں یا قرضوں یا انھیں کے مماثل مقاصد کے لیے ہو، بڑے پیمانے پر ترقی نہ پاسکی۔

اس بارے میں ڈنمارک میں بہت نمایاں حد تک اور ناروے و سویڈن میں خفیف حد تک ترقی ہوئی ہے؛ اور کاشتکاروں میں دودھ جمع کرنے اور مکھن بنانے، لحم الخنزیر سکھانے اور انڈوں کو اکٹھا کرنے اور بحفاظت جہاز پر لادنے میں امداد باہمی کے اصول پر کام لیا جاتا ہے۔ اس اصول کی بنیاد پر برآمد کا کاروبار، خاصکر انگلستان سے، بڑی حد تک کیا جاتا ہے۔ انگریز اس کامیابی کو قدرتی طور سے حسد و رقابت کی نظر سے دیکھتے ہیں، اور دل سے خواہاں ہیں کہ اپنے ہموطن کاشتکاروں کو بھی ان ہی طریقوں کو اتنی ہی کامیابی کے ساتھ اختیار کرتے دیکھیں لیکن اس طرح کی کامیابی کے لیے ملکیت زمین کا ایسا نظام جو چھوٹے اجزا میں منقسم ہو

باب ۱۰
امداد باہمی

ضروری ہے، یا کم از کم ایسے طویل المدت حق ملکیت کے نظام کا وجود ضروری ہے جس میں اصلاح و ترقی کا معاوضہ ملنا یقینی ہو۔ حیثیت کا صرف اس طرح مستحکم ہو جانا ہی ضروری نہیں ہے، بلکہ کاشتکاروں کا ان نئے طریقوں کا خوگر بننا بھی ضروری ہے۔ تملیک زمین اور حق ملکیت کا انگریزی نظام انگلستان میں اس قسم کی امداد باہمی کو رواج دینے اور پھیلانے کی راہ میں بہت بڑی حد تک مزاحم ہے۔ آئرلینڈ میں یہ ممکن ہے کہ زمیندار کا قلع قمع کرنے اور زمین کو کاشتکاروں کے ہاتھ منتقل کرنے کے بعد اس طریقے کی کامیابی کا امید افزا میدان نکل آئے، چنانچہ آئرش باشندوں کے بہترین ہوا خواہ بحالت موجودہ اس امر کی کوشش کر رہے ہیں کہ زرعی امداد باہمی کے اصول اور عمل کے بارے میں ان کی تعلیم و تربیت کی جائے۔

۴۔ گزشتہ فصلوں میں جو تجاویز بیان کی گئیں وہ سب کی سب جزوی امداد باہمی پر مشتمل ہیں، اور ارکان کو ان کی اساسی صنعتی جدوجہد کے لیے آزادی دیتی ہیں۔ لیکن پیدائش بہ امداد باہمی کی حالت بہت مختلف ہے۔ اس میں کاروباری شخص سے اس کی اہم حیثیت چھین لینے کی کوشش کیجاتی ہے۔ مزدور ایکا کر کے کسی نہ کسی طریقے سے، یعنی رقم پس انداز کر کے، قرضہ لیکر یا اعانت حاصل کر کے ابتدائی اصل مہیا کر لیتے ہیں۔ آلات اور کلیں ان کی ذاتی ملک ہوتی ہیں، وہ خود اپنے طور پر اشیائے خام خریدتے، پیداوار فروخت کرتے اور منافعہ کو آپس میں تقسیم کر لیتے ہیں۔ وہ خود ہی اپنے منتظم اور آجر ہوتے ہیں؛ اور اگر کاروبار میں کامیاب ہوں تو نہ صرف منافعہ بلکہ معمولی اجرت بھی حاصل کر سکتے ہیں، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ خود کو اجرتی مزدور کی محتاجانہ حیثیت سے نجات دلا سکتے ہیں۔

ظاہر ہے کہ اگر اس کو بڑے پیمانے پر انجام دیا جائے تو، معاشرتی حالات اور صنعت کی تنظیم پر اس کا بہت گہرا اثر پڑے گا۔ آجر اصلدار غائب ہو جائے گا۔ اس کے نتیجے کے طور پر جو تبدیلیاں رونما ہوں گی وہ امداد باہمی کی دوسری شکلوں کی توسیع و اشاعت سے پیدا ہونے والی تبدیلیوں کے مقابلے میں

باب ۱۱
امداد باہمی

بدرجہا زیادہ ہوں گی۔ اگر تقسیم بہ امداد باہمی کو اس کی ممکنہ انتہائی زینے تک ترقی دی جائے تو اس کے معنی محض یہ ہوں گے کہ خوردہ فروش دوکانداروں کی جگہ تنخواہ دار منتظموں کی جماعت لے لے۔ لیکن اس قسم کی امداد باہمی کو اب تک ترقی کے ایسے زینے تک نہیں پہنچایا گیا ہے اور نہ آیندہ اس کے پہنچنے کا امکان ہے۔ قرض بہ امداد باہمی کا تعلق جدید صنعتی نظام سے محض سطحی اور جزوی ہے۔ زراعت میں امداد باہمی کے متعدد شعبوں کا مقصد محض آزاد کاشتکار کی مدد کرنا اور اس کی حیثیت کو تقویت دینا ہے نہ کہ اس کا استیصال کرنا اور اس کی جگہ دوسرے کو دینا۔ لیکن پیدائش بہ امداد باہمی پر پوری طرح عمل کیا جائے تو، اس سے معاشری وصنعتی نظام کے نہایت دقیق پہلوؤں کی اصلاح ہو جائے گی۔ اگر اس کو عام طور سے استعمال نہ کیا جائے بلکہ کم از کم امداد باہمی کی دوسری شکلوں کے پیمانے پر ہی استعمال کیا جائے، یعنی اگر اس قسم کی صدہا انجمنیں بن جائیں اور ان کے ارکان کی تعداد ہزاروں اور لاکھوں تک پہنچ جائے تو اس کے معنی یہ ہوں گے وہ ایک حد تک زمانۂ موجودہ و مستقبل کے لیے بہت ہی اہم چیز ہو گی۔

بدقسمتی سے پیدائش بہ امداد باہمی بہت کم وجود رکھتی ہے؛ یا اگر وہ موجود بھی ہے تو صرف ایسی حد تک کہ اس تحریک کو معدوم یا ناآزمودہ نہیں کہا جا سکتا۔ متعدد ملکوں میں اس بارے میں متعدد تجربات عمل میں لائے گئے ہیں۔ عارضی کامیابی کی مثالیں بے شک ملتی ہیں لیکن بحیثیت مجموعی ناکامی ہی ناکامی دکھائی دیتی ہے۔

382

فرانس کے بارے میں بھی یہ چیز صادق آتی ہے جہاں کامیابی کی مثالیں سب سے زیادہ ملتی ہیں جیسا کہ ابھی بیان کیا جا چکا ہے، فرانس میں بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ امداد باہمی کی دوسری شکلوں کو موافق میدان نہیں ملا؛ لیکن مزدوروں کے اتحاد کے ذریعے سے پیدائش کی آزمایش کرنے کا میلان کم از کم ضرور ظاہر ہوا ہے۔ حکومت نے ان مساعی میں آزادی کے ساتھ مزدوروں کی اعانت کی ہے اور ۱۸۴۸ء کے انقلاب کے بعد سے

باب ۶۱
امداد باہمی

اب تک برابر ان کی امداد قرضوں اور معاہدات کے ذریعے سے کرتی رہی ہے۔ عام طور سے کہا جاتا ہے کہ انجمن ہائے امداد باہمی کے ارکان کے حق میں سرکاری امداد خطرناک ثابت ہوتی ہے، اور غالباً یہ صحیح ہے کہ ان ہی امدادی انجمنوں کی کامیابی کا زیادہ قرینہ ہوتا ہے جو اپنے ذاتی اصل اور پس اندازی سے معمولی طریقے پر آغاز کرتی ہیں، اور شروع سے آخر تک کلیتہً اپنی ہی محنت اور کارگزاری پر انحصار کرتی ہیں۔ تاہم فرانس کی بعض سرکاری امداد پانے والی انجمنیں زمانۂ دراز تک کامیابی کے ساتھ چلتی رہی ہیں۔ یہی بات اُن چند انجمنوں پر بھی صادق آتی ہے جو تقسیم منافعہ کے مشہور تجربات عمل میں لائے جانے کے بعد رونما ہوئی ہیں[1]۔ خواہ اُن انجمنوں کی سرکاری امداد ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو اور خواہ شروع ہی سے ان کا آغاز نفع آور انجمنوں کی حیثیت سے ہوا ہو یا محض تقسیم منافعہ کے فرع و نتیجے کے طور پر وہ رونما ہوئی ہوں، عجیب بات یہ ہے کہ ان کی تعداد بہت ہی قلیل ہے۔ اشتہار و تبلیغ، مواقع یا امداد کا کوئی فقدان نہیں رہا ہے۔ پھر بھی نتیجہ عام صنعت کے مقابلے میں بلکہ امداد باہمی کی دوسری شکلوں کی ترقی کے مقابلے میں بہت ہی حقیر گویا صفر ہے۔

دوسرے ممالک میں بھی پیدائش سے متعلق امدادی انجمنیں بہت ہی معمولی حیثیت رکھتی ہیں۔ برطانیہ عظمیٰ میں بہت ہی کم انجمنیں استقلال کے ساتھ جمی ہوئی ہیں۔ حال ہی میں ان کو بڑے بڑے تقسیمی ذخائر نے اس طرح سہارا دیا ہے کہ پیداوار خریدنے کے بارے میں امدادی طریق پر پیدائش کرنے والوں کو ترجیح دی۔ اس قسم کی سرپرستی اُس معنی میں لازمی طور سے کمزور کرنے والی نہیں ہوتی جس معنی کہ سرکاری امداد کمزور کرنے والی ہوتی ہے۔ لیکن اس امر سے کہ اس سرپرستی کا خیر مقدم کیا جاتا ہے، بلکہ آخری چارۂ کار کے طور پر اس کو حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، یہ ثابت

---

[1] دیکھو باب ۵۹ فصل (۱)۔

باب ۲۱ امداد باہمی

ہوتا ہے کہ امدادی پیدائش کے آزادانہ کاروبار کی کامیابی کے توقعات اچھے نہیں ہیں۔ جس وقت تک امداد باہمی کرنے والے ایسی عمدہ چیزیں طیار نہ کریں، اپنی اشیا کی ایسی اچھی قیمت وصول نہ کریں اور اپنے لیے اتنا خاصا منافعہ نہ حاصل کریں کہ انھیں نظر عنایت کی احتیاج باقی نہ رہے بلکہ وہ مساوی شرایط پر اصلداروں سے مقابلہ کریں اس وقت تک کوئی عظیم الشان ترقی نہ ہوگی۔

یہ امر حیرت انگیز ہے کہ برطانیہ عظمیٰ میں امداد باہمی کے ذخائر خود پیدائش کے میدان میں داخل ہوگئے ہیں۔ بڑی بڑی تھوک کاروبار 383 کرنے والی انجمنوں اور بعض خوردہ کاروبار کرنے والی انفرادی انجمنوں نے اپنے ذاتی کارخانے اور فیکٹریاں کفش سازی، پارچہ بافی، آہنی سامان، اور اچار، چٹنیاں، مربہ اور بسکٹ بنانے کی غرض سے قائم کرلی ہیں؛ بلکہ انھوں نے لنکا میں چائے کی کاشت کا اور برطانیہ عظمیٰ اور آئرستان میں اپنے طور پر کاشتکاری کا بھی تجربہ کیا ہے، گو موخر الذکر صورت میں کامیابی مشتبہ رہی ہے۔ ان سب کارخانوں کا انتظام امدادی ذخائر کے مقرر کردہ منتظم اور مہتمم کرتے ہیں۔ ان میں کام کرنے والے مزدور اسی طریقے پر اور تقریباً ان ہی شرایط پر اجرت پر رکھے جاتے ہیں جس طرح کہ معمولی خانگی کارخانوں میں ہوتا ہے۔ یہ چیز بدیہی طور سے اصل پیدائش بہ امداد باہمی کے طریق سے بہت ہی مختلف شئے ہے، اس لیے کہ موخر الذکر صورت میں مزدور خود اپنی جماعت ہی میں سے منتظموں کا انتخاب کرتے ہیں۔ امدادی ذخائر کے ذیلی کارخانوں کی کامیابی کا باعث بلاشبہ بڑی حد تک یہ واقعہ ہے کہ ان کی پیداوار کی فروخت یقینی ہوتی ہے اور وہ معیاری طریقوں سے معیاری اشیا تیار کرتے رہیں۔ پھر بھی یہ امر حیرت انگیز ہے کہ متعلقہ مزدوروں نے امدادی انجمنوں کے ذریعے سے یہ راستہ اختیار کرکے تنظیم کی حد تک اس صورت میں کامیابی حاصل کی، جبکہ وہ اس سے زیادہ سیدھا راستہ اختیار کرکے ناکام ہوچکے تھے۔

باب ۲۱

امداد باہمی

پیدائش بہ امداد باہمی کی راہ میں سب سے بڑی دقت یہ ہے کہ وہ کاروباری شخص کو اس مقام سے ہٹا دیتی ہے جہاں اس کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ اس طریق کی ناکامی کاروباری قیادت کی اہمیت و کمیابی کا نہ صرف نتیجہ بلکہ ثبوت بھی ہے۔ تیز طبعی، ذہانت، بلند خیالی، قوت فیصلہ، دلیری و ہمت، انتظام و اہتمام کی قوتیں، یہ سب چیزیں کامیاب کاروباری تنظیم کے لیے ضروری ہیں اور یہ بہت کم افراد میں مناسبت کے ساتھ جمع ہوتی ہیں۔ امداد باہمی کا طریق ان قائدین سے بے نیاز نہیں بن سکتا؛ ان کی امداد و اعانت حاصل کرنا اس کے لیے ناگزیر ہے۔ انفرادی ملکیت اور انفرادی منافعہ کے مہمیز کے مقابلے میں اور کوئی بہتر مہمیز ان کی قوتوں کے پورے استعمال کے لیے دریافت نہیں ہوا ہے۔ بعض اوقات اعلیٰ درجے کے قابل اشخاص امدادی کاروبار کے قائد پائے گئے ہیں جو بے غرضانہ طریق پر اور اپنے ساتھیوں کے لیے کام انجام دیتے ہیں۔ چنانچہ بعض بڑے بڑے برطانوی ذخائر میں بظاہر یہی ہوتا رہا ہے۔ نیز منافعہ تقسیم کرنے والے بڑے بڑے کارخانوں میں بھی یہی صورت پائی جاتی ہے۔ لیکن یہ سب مستثنیات میں داخل ہیں۔ اکثر اشخاص اپنی قابلیتوں سے انتہائی کام صرف اس صورت میں لیتے ہیں جبکہ وہ اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لیے کام کرتے ہیں۔ غالباً ذاتی مفاد کی قوت محرکہ کا ممکنہ بدل کلیتہً مختلف معاشری نظام میں مل سکتا ہے؛ چنانچہ کسی دوسری جگہ اس پر مفصل بحث کی جائے گی۔ امداد باہمی کی آزمایش جب کبھی انفرادیت اور اصلداری کے نظام کے تحت کی گئی ہے تو وہ مطلوبہ قیادت کی اعانت و خدمت حاصل کرنے میں ناکام رہی ہے۔

384

جدید صنعت کی پیچیدگیاں، پیدائش بہ امداد باہمی کو بہت زیادہ دقت طلب بنا دیتی ہیں۔ بڑے پیمانے کا کاروبار، بڑی بڑی کلوں کا استعمال، اور نازک و پیچیدہ عمل ہائے پیدائش اعلیٰ درجے کی قابلیت و ذہانت

رکھنے والے منتظمین کی ضرورت کو اشد بنا دیتے ہیں۔ ان مقابلۃً سادہ صنعتوں میں بھی جنھوں نے دستکاری کے درجے سے آگے بہت کم ترقی کی ہو (اور واقعہ یہ ہے کہ مختلف شعبوں میں ایسی صنعتوں کی تعداد کچھ کم نہیں ہے) امداد باہمی کی تجویز کارآمد ثابت نہیں ہوئی ہے۔ جہاں تک تقسیم منافعہ کا تعلق ہے وہاں تک اس قسم کے کاروبار میں زیادہ ترقی و کامیابی کی توقع کیجاسکتی ہے۔ لیکن شرکت منافعہ اور پیدائش بہ امداد باہمی میں تجربے سے کوئی واضح علامت اس کی نہیں ملتی کہ صنعت کی نوعیت کی بنا پر کوئی بڑا فرق رونما ہو۔ اگرچہ امداد باہمی سے کام لینے والے ایسی صنعت میں حصہ لیتے ہیں جس میں مقابلتہً کم کلیں درکار ہوتی ہیں اور کسی دقیق و پیچیدہ انتظام کی ضرورت نہیں پڑتی، اور اگرچہ خود ان ہی اشخاص کی صفوں میں کوئی موزوں قابلیت والا شخص کوئی چھپا رستم موجود ہوتا ہے، تاہم اس امر کا کوئی یقین نہیں ہوتا کہ اس کے ساتھی اسی کو خدمت سپرد کریں گے اور اس سے کام لیا جائے گا۔ اس کا قرینہ ہے کہ حسد و رقابت تلون و تذبذب رونما ہو اور جمود طاری ہو جائے؛ اور صنعتی دنیا روز بروز جلسوں کی جمہوریت (یعنی ایسی جمہوریت جس پر جلسوں میں تقریریں کیجاتی ہیں) کے طریقوں سے دور ہٹتی چلی جارہی ہے۔ قابل آدمی انجام کار اپنے لیے کوئی انتظامی عہدہ تلاش کر لیتا ہے، یا اسی حیثیت سے دوسروں کی ملازمت میں داخل ہو جاتا ہے۔ اگر سیدھی سادی صنعتوں میں یہ دقتیں شدید ہیں تو عصر جدید کے کاروبار کی روز افزوں پیچیدگی کے ساتھ ساتھ وہ اور بھی زیادہ شدید ہوتی جاتی ہیں۔

تجربے اور عام استدلال، دونوں سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اس کا کوئی قرینہ نہیں ہے کہ امداد باہمی معاشری نظام میں انقلاب پیدا کردے۔ ممکن ہے کہ اس کو بعض ایسے ذیلی کاروبار میں جس کو کامیابی کے ساتھ انجام دیا جا چکا ہے بڑی حد تک ترقی ہو لیکن اکثر علمائے معاشیات ایک نسل پیشتر جو توقعات قائم کر رہے تھے اور کہتے تھے کہ یہ طریق اپنے دور رس ارتقا کی ابتدائی منزل میں ہے اور آیندہ اور بڑھے گا اس قسم کی توقعات اب بہت کم لوگ قائم کرتے ہیں۔ عدم مساوات کو رفع کرنے اور مواقع اور سہولتوں کی توسیع کرنے کے دوسرے طریقے، یعنی محنت کی تنظیم، محنت کے بارے میں وضع آئین و قوانین، سرکاری انتظام و نگرانی کی توسیع، جزوی اشتراکیت یا کامل اشتراکیت وغیرہ، معاشری مصلحین کی توجہ و سرگرمی کا مرکز بن رہے ہیں۔ چنانچہ بظاہر مستقبل ان ہی طریقوں سے نہ کہ امداد باہمی کے طریقوں سے وابستہ معلوم ہوتا ہے۔

باب ۱۶
امداد باہمی

تعلیقات حصۂ ششم

اس حصے کے موضوع پر عام بحث کے لیے دیکھو جے، آر کامنس اور جے۔ بی انڈریوز کی کتاب موسوم بہ (Principles of Labour Legislation) کا دوسرا ایڈیشن شایع شدہ ۱۹۲۰ء متعدد مسائل پر اے، سی، پیگو کی کتاب موسوم بہ (The Economics of Welfare) شایع شدہ ۱۹۲۰ء میں بہت پُرجوش بحث ہے۔ ایچ، ہرکنر کی کتاب موسوم بہ (Die Arbeiterfrage) چھٹا ایڈیشن شایع شدہ ۱۹۲۰ء اسی میدان پر اصولی لحاظ سے حاوی ہے۔ مزدور سبھاؤں کے بارے میں ایس اینڈ بی وبب کی ادق کتاب موسوم بہ (Industrial Democracy) دوسرا ایڈیشن شایع شدہ ۱۹۲۰ء بہت بلند پایہ رکھتی ہے؛ یہ خالص انگریزی تجربات کے حوالے سے لکھی گئی ہے اور اس میں مزدور سبھاؤں کی موافقت و تائید میں نہایت آزادی کے ساتھ قلم اٹھایا گیا ہے۔ ان ہی مصنفوں کی کتاب موسوم بہ (The History of Trade-Unionism) کا نظر ثانی کردہ دوسرا ایڈیشن ۱۹۲۰ء میں شایع ہوا، یہ اپنے شعبے کی حد تک نہایت معتبر کتاب ہے۔ امریکہ کی صورت حالات کے بعض پہلوؤں کے متعلق اعلیٰ درجے کی تحقیقات، جے، ایچ، ہالینڈر اور جی، ای، بارنٹ کی کتاب موسوم بہ (Studies in American Trade-Unionism) کی شکل میں ۱۹۰۵ء میں شایع ہوئی۔ ریاستہائے متحدہ کی محنت کی تنظیم کے بارے میں حال میں

باب ۲۱ امداد باہمی

یہ کتابیں لکھی گئی ہیں:- (۱) (Trade Unionism in the United States)
شایع شدہ ۱۹۱۷ء از آر، یف، ہوکسی؛ یہ اصلی اور امتیازی تصنیف ہے۔
(۲) (History of Problems of Organized Labor) از کارل ٹن
شایع شدہ ۱۹۲۰ء۔ جے، آر کامنس کے زیر ادارت ایک کتاب موسوم بہ
(Trade Unionism and Allied Problems) ۱۹۲۱ء میں
شایع ہوئی، جس میں امریکہ کے خاص خاص مسائل کے متعلق منتخب مضامین
جمع کیے گئے ہیں۔ آسٹریلیشیا کے تجربے کے متعلق دیکھو وی، ایس، کلارک کی کتاب
موسوم بہ (The Labor Movement in Australasia
شایع شدہ ۱۹۰۶ء اور عمدہ جامع خلاصے دو تحقیقاتی رپورٹوں کی شکل میں
جو آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ کے بارے میں مرتب کی گئی تھیں اور
نیشنل انڈسٹریل کانفرنس بورڈ کی جانب سے شایع کی گئیں (۱۹۱۸ء، ۱۹۱۹ء)۔
انگلستان میں محنت کی تنظیم کے بارے میں وضع آئین و قوانین کے
متعلق دیکھو بی، یل، ہچنس اور اے ہیریسن کی کتاب موسوم بہ
شایع شدہ (. History of Factory Legislation)
۱۹۰۳ء۔ جے، راے کی کتاب موسوم بہ (Eight Hours for Work)
شایع شدہ ۱۸۹۴ء اس تجربے کے بارے میں تاریخ اشاعت تک نہایت
عمدہ اور محققانہ کتاب ہے۔ مزدوروں کے بیمے اور دیگر متعلقہ
مسائل کے بارے میں دیکھو۔ یچ، آر، سیگر کی مختصر اور عمدہ کتاب موسوم بہ
(Social Insurance: a Program of Social Reform)
شایع شدہ ۱۹۱۰ء۔ مندرجہ ذیل کتابیں اس سے زیادہ تفصیلات اور
معلومات کا ذخیرہ بہم پہنچاتی ہیں:-
(۱) یل، یف، فرانکل اور یم ڈاسن کی کتاب موسوم بہ
شایع شدہ (Workingmen's Insurance in Europe
۱۹۱۰ء (۲) آئی، روبی نو کی کتاب موسوم بہ Social Insurance)
شایع شدہ ۱۹۱۳ء، (۳) ڈبلیو یچ ڈاسن کی کتاب موسوم بہ (Social Insurance in Germany)

باب ۱۱ امداد باہمی

شایع شدہ ۱۹۱۲ء۔ ڈبلیو، ایچ بیورج کی کتاب موسوم بہ (Vnemployment) (تیسرا ایڈیشن شایع شدہ ۱۹۱۲ء) یکقلم ہمدردانہ اور محققانہ انداز میں لکھی گئی ہے۔ شرکت منافعہ اور اس کی مسائل تجاویز کے لیے دیکھو ایک کتاب موسوم بہ (Profit-Sharing) شایع شدہ ۱۹۱۸ء زیر ادارت آر، ای، ہیلمن جس میں متعدد مصنفوں کے مضامین شریک ہیں۔ تحریک امداد باہمی پر نہایت عمدہ عام بحث سی، آر، فے کی کتاب موسوم بہ (Cooperation at Home and Abroad) (دوسرا ایڈیشن شایع شدہ ۱۹۲۰ء) میں ملے گی۔

حصہ ہفتم

معاشی تنظیم کے بعض مسائل

389
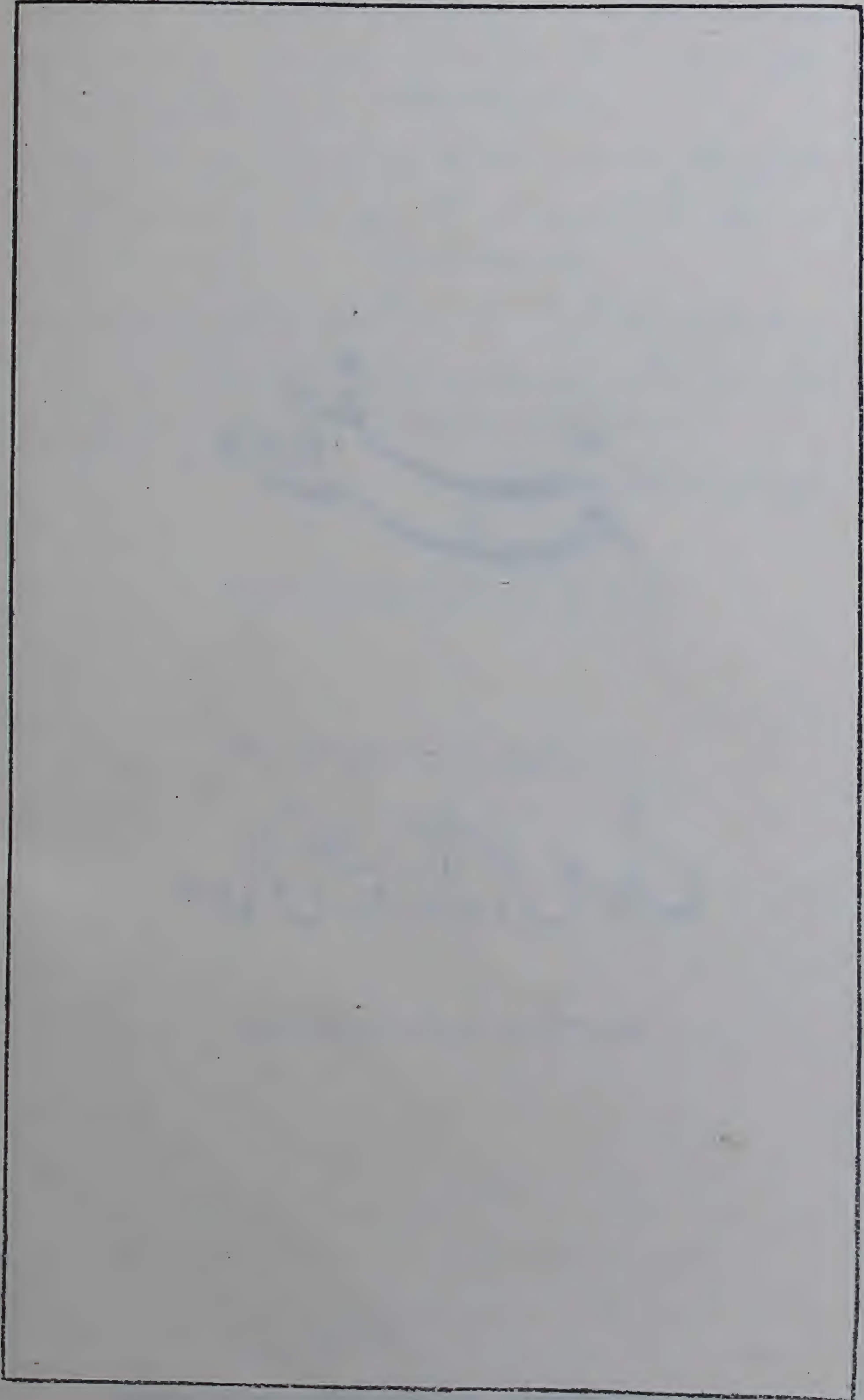
باب ۶۲

ریلیں

(۱) ریلیں، جغرافی تقسیم عمل کو ترقی دینے کا ایک آلہ ہیں۔ تا وقتیکہ ان سے آمدنی نہ ہو ان میں مفاد عام نہیں پیدا ہو سکتا۔ (۲) ریلوں کی معاشی خصوصیات، عظیم الشان کلیں اور بڑا کارخانہ۔ اس کا نتیجہ، مصارف کی تخفیف۔ اسی وجہ سے مالی نقصان، مالی منفعت سے تبدیل ہوتا جا رہا ہے۔ (۳) مصارف مشترک کا عنصر نہ صرف مقررہ مصارف کے بارے میں بلکہ رواں مصارف کے بارے میں بھی۔ اسباب تجارت اور مسافروں سے ان کے حسب استطاعت کرایہ وصول کرنا؛ کرایۂ باربرداری کی تقسیم۔ (۴) اسباب تجارت اور مسافروں سے ان کے حسب استطاعت کرایہ وصول کرنا حق بجانب اس صورت میں ہو سکتا ہے جبکہ ریل کے ساز و سامان سے پوری طرح استفادہ کیا جائے۔ (۵) مصارف مشترک کے دوسرے عواقب: شرحوں کی تغیر پذیری، معقول شرح کا فیصلہ کرنے کی دقت۔ (۶) ریاستہائے متحدہ میں مختلف شرحیں۔ مخصوص سامان بھیجنے والوں کے ساتھ رعایت، جو ایک حد تک مخرب اخلاق اور

باب ۱۶
ریلیں

ایک حد تک مقابلے کا نتیجہ ہیں۔ (۷) کرایہ کی معافیاں یا منہائیاں اور ان کے امتناع کے وجوہ۔ امتیازات کو روکنے کے لیے شرحوں کے بارے میں معاہدات اور جتھا بندیاں بطور معاون۔ کرایوں کی تخفیف اور شرح کے معاہدات کے بارے میں ہمارے آئین و قوانین کا نقص۔ (۸) صنعتی حیثیت سے مستحکم اور گنجان آبادی والے ملک میں مصارفِ مشترک کا اصول، ریل کی شرحوں کو متعین کرنے میں بہت کم اہمیت رکھتا ہے۔ ریلوں کے اجارے کی حیثیت بہت زیادہ اہم ہے۔

۱۔ موجودہ حصے میں بھی ان ہی اساسی مسائل پر بحث کی گئی ہے جیسی کہ پچھلے حصے میں، یعنی عدم مساوات اور اس کو رفع کرنے کے طریقے۔ لیکن اس میں سلطنت اور مزدور کے باہمی تعلق پر اس قدر بحث نہیں کی گئی ہے جس قدر کہ سلطنت اور اصلدار و آجر کے باہمی تعلق پر۔ خانگی کاروباری انتظام کی نگرانی کرنے یا اس کا استیصال کرنے کی کیا ضرورت ہے اور اس کے کیا طریقے ہیں؟

ریل، اہم ترین صنعت ہے، نہ صرف بہ اعتبار عام معاشی نظام پر اپنے اثرات کے بلکہ بہ اعتبار اپنے خاص مسائل کے۔ ریل کسی دوسرے واحد عامل سے زیادہ انیسویں صدی کے نصف دوم کے صنعتی انقلاب کے عمل میں لانے کا باعث ہے۔ اس کی ارزاں نقل و حمل نے دور رس جغرافی تقسیم عمل، پیدایش بر پیمانۂ کبیر، اجارے اور کثیر المقدار منافعہ کو بہت بڑی حد تک ترقی دی۔ ریلوے فی حد ذاتہ بہت بڑا پُر جوکھم کاروبار ہے، جس کے پوشیدہ عمل میں اجارے کے حالات کی جانب میلان پایا جاتا ہے؛ خانگی ہاتھوں میں اس کے کامل اقتدار کی صورت اختیار کر لینے کا اندیشہ ہوتا ہے؛ اور وہ بہت شدت کے ساتھ سرکاری نگرانی اور سرکاری تملیک کے مسائل پیش کرتی ہے۔

سرکاری انتظام یا اہتمام کے مسائل پر بحث کرنے سے پیشتر ریلوں کی بعض معاشی خصوصیات کا تجزیہ کرنا مناسب ہے؛ اس لیے کہ بڑے اور

390

زیادہ دقت طلب معاملات پر دانشمندی کے ساتھ بحث کرنے سے پیشتر ان معاملات کو سمجھ لینا ضروری ہے۔

ریل، اپنی سب سے عام شکل میں، یعنی نقل و حمل کا ذریعہ ہونے کی حیثیت سے، محض ایک آلۂ کار ہے جس کی وساطت سے اشیا زیادہ ارزاں ہو جاتی ہیں؛ اس لیے کہ وہ ایسے مقام سے جہاں وہ سہولت اور فائدے کے ساتھ بنائی جاتی ہیں دوسرے مقام کو منتقل کی جاتی ہیں۔ لوگ عام طور سے اس کو فراموش کر جاتے ہیں کہ تمام ذرائع نقل و حمل محض جغرافی تقسیم عمل کو ترقی دینے کا وسیلہ ہیں۔ محنت کی بہت بڑی مقدار ایسی جد و جہد میں صرف کی جاتی ہے جو محض ذیلی حیثیت رکھتی ہے؛ یعنی جو قوم کی محنت کو زیادہ موثر طریقے پر تقسیم کرنے میں سہولت پیدا کرتی ہے۔ سنہ ۱۹۰۰ء میں ریاستہائے متحدہ کے انتیس آدمیوں کی ہر جماعت میں سے جو مفید طریقے پر مصروف کار تھے ایک آدمی ریل میں کام کر رہا تھا[1]؛ اسی عدد میں صرف ان اشخاص کی نسبت ظاہر کی گئی ہے جو پٹریوں کے رواں کام میں مصروف تھے اور وہ اشخاص خارج ہیں جنھوں نے ان کی تعمیر میں کام کیا تھا؛ اور ہم عنقریب یہ بیان کریں گے کہ ایسے سابقہ کام کی مقدار، جیسا کہ مشغولہ اصل سے ظاہر ہوتا ہے، غیر معمولی طور سے زیادہ ہے۔ مجموعی ذیلی جد و جہد کا اندازہ کرنے میں ہمیں ان لاکھوں چودھریوں، تاجروں، فروشندوں، محرروں وغیرہ کو بھی شمار کرنا پڑے گا جو نہایت کثیر تعداد میں موجود ہیں اور سب کے سب اشیا کو ایسے مقامات میں طیار کر کے جہاں ان کے مصارف کم پڑتے ہیں دوسرے ایسے مقامات کو منتقل کرنے میں مصروف ہیں جہاں ان کے مصارف پیدائش زیادہ پڑتے ہیں۔ اس محنت کا کوئی جزو مبادلے کو فروغ و ترقی دینے میں اس قدر موثر نہیں ہے جس قدر دخانی ریلوں کے ذریعے سے نقل و حمل کرنے کی محنت۔ گذشتہ زمانے میں پیدائش کی حد تک مقابلۃً بہت ہی خفیف سا فائدہ، جو قلیل فاصلے سے آگے نقل و حمل کرنے کے مصارف سے زائل

[1] ۔ ایسے اشخاص کی تعداد جو مفید طریقے پر مصروف کار تھے دو کروڑ ۹۰ لاکھ تھی؛ اور دخانی ریلوں میں دس لاکھ سے کچھ ہی زیادہ اشخاص کام کر رہے تھے۔

باب ۱۲
ریلیں

ہو جاتا تھا۔موجودہ زمانے میں صنعت کو ایک مقام یا دوسرے علاقے میں مرتکز کر دینے کے لیے اور اُس علاقے اور دیگر علاقوں کے مابین مبادلے کو بڑے پیمانے پر ترغیب دینے کے لیے کافی ہے۔

اس بدیہی مگر فراموش کردہ واقعے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ریلوے معاشی حیثیت سے قوم کے لیے اس وقت تک منفعت بخش نہیں ہوتی جب تک یہ خود اپنے مصارف پورے نہ کر سکے۔ یہ نتیجہ مشترکہ اور عام رائے سے مطابقت نہیں رکھتا۔ بسا اوقات یہ کہا جاتا ہے کہ ریلوے یا دوسرا ذریعۂ نقل وحمل خواہ مالکوں کے لیے مفید نہ ہو، قوم کے لیے مفید ہو سکتا ہے۔ اسی طریقے سے بالعموم یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ حکومت کے انتظام کے تحت اگر ریلیں ہوں تو، حکومت ٹھنڈے دل سے مالی نقصان کو برداشت و قبول کر سکتی ہے؛ اس لیے کہ عامۃ الناس کو بحیثیت مجموعی جو فائدہ حاصل ہوا ہے وہ اس نقصان کو زائل کر دیتا ہے۔ اس کے برخلاف جو خیال ظاہر کیا جاتا ہے وہ صحیح اور درست معلوم ہوتا ہے۔ کسی شے کو ایک مقام سے دوسرے مقام تک پہنچانے میں اس وقت تک فائدہ نہیں ہو سکتا جب تک پہلے مقام پر وہ اس قدر ارزاں تیار نہ کی جائے کہ دوسرے مقام تک اس کو پہنچانے کے مصارف برداشت کیے جا سکیں۔ مصارف نقل وحمل برداشت کرنے کی قابلیت ہی باربرداری کے افادے کا معیار اور کسوٹی ہے۔

یہ کہنے کی چنداں ضرورت نہیں کہ خاص خاص طبقے اور خاص خاص افراد مصارف سے کم پر نقل وحمل کے ذریعے سے فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔ چنانچہ بیسویں صدی کے اوائل میں نیو یارک کی ریاست نے نہر ایری[۵] کی عظیم الشان توسیع کا کام ایک سو ملین یا اس سے زائد ڈالر کے مصارف سے شروع کیا؛ اور (از روئے دستور شدید قواعد وضوابط کے نفاذ کی رو سے) یہ قرار پایا کہ نہر کے استعمال کرنے والوں سے کوئی محصول وصول نہ کیا جائے۔

391

۵۔ Eris Canal.

نہر کے مکمل ہو جانے کے بعد اس کی حالت ایک قدرتی قابل عبور و مرور دریا کی سی ہو جائے گی۔ اس میں شک نہیں کہ شہر نیو یارک کو اس کے ذریعے سے آمد و رفت زیادہ ہونے لگے گی؛ وہاں کی زمینوں کے مالکوں کو اور بھی زیادہ لگان یا کرایہ وصول ہو گا؛ اور بعض خریداروں کو ارزاں اشیا ملنے کی حد تک فائدہ ہو گا۔ لیکن یہ سوال آزادانہ طور سے کیا جا سکتا ہے کہ جتنی محنت نہر کی تعمیر میں لگی آیا اُس سے قوم کو اس کا پورا معمولی نتیجہ یا ماحصل وصول ہو گا یا نہیں۔ اس کے مفید ہونے کا معیار یہ ہونا چاہیئے کہ آیا نہر کے محصولات، جن سے مصروفہ محنت (اور انتظار) کی قیمت کافی طور سے وصول ہو جائے، اسباب تجارت یا عبور و مرور کرنے والے برداشت کر سکتے ہیں یا نہیں۔ ظاہر ہے کہ ہر قسم کے نقل و حمل کو محصول سے معاف رکھنا اور ہر شے کو ہمیشہ ایسے مقام پر طیار ہونے دینا جہاں وہ سب سے ارزاں تیار کی جا سکتی ہو مناسب و پسندیدہ ہو گا۔ لیکن جس وقت تک نقل و حمل کے ذرایع کی تکمیل محنت داخل کے صرف پر مبنی ہے اس وقت تک مبادلے سے حقیقی فائدہ صرف اس صورت میں حاصل ہو سکتا ہے جبکہ صَرف یا خریداری کے مقام پر مجموعی مصارف بشمول مصارف نقل و حمل وصول ہوں۔

بعض اوقات نئے ملک یا نئے علاقے میں ریل کے ذریعے سے راستہ کھولنا جن سے ابتداءً کوئی نفع نہ ہو فائدہ مند ہو گا؛ اور یہی بات نہروں، چھکڑے کی سڑکوں اور دخانی جہازوں کے راستوں پر بھی مساوی طور سے منطبق ہو سکتی ہے۔ یہ صورت نو خیز صنعتوں کی تامین سے مماثلت رکھتی ہے۔ بالآخر ریلوں سے نفع ہونا ضروری ہے؛ اگر ابتدائی زمانے کے نقصانات کی تلافی نہ ہوئی تو، ان سے قطعی نقصان ہو گا۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جہاں ریل کی تعمیر کی حوصلہ افزائی کرنے کے لیے امداد دی جاتی ہے وہاں امداد، قرضوں کی شکل میں ہونی چاہیئے تاکہ جب کاروبار منفعت بخش حالت پر پہنچ جائے تو، رقم واپس لی جا سکے۔

دوسرے الفاظ میں، صورت حال ان صنعتوں کی حالت سے مختلف ہے

392

باب ۲۲

ریلیں

جن سے براہ راست افادے حاصل ہوتے ہیں۔ بعض صنعتیں ایسی ہیں جن میں مالی نقصان عوام کے فائدے سے غیر متناقض اور ہم آہنگ ہوتا ہے۔ آبرسانی کا انتظام، بلدیہ ایسے شرایط اور طریقوں سے انجام دے سکتا ہے جن میں مالی نقصان کے باوجود بھی عوام کو حقیقی سہولت اور فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ صحت وصفائی کے اعتبار سے ہی عمدہ پانی کی با فراط رسد رسانی مفید نہیں ہے، بلکہ اس سے دوسرے افادے بھی حاصل ہوتے ہیں؛ اور ان کا اندازہ لازمی طور سے کسی ایسی قیمت سے نہیں ہوسکتا جس کو لوگ ادا کرنے کے واسطے تیار ہوں۔ ڈاک خانے کا انتظام بھی غیر تجارتی اصول پر نہایت معقولیت کے ساتھ کیا جاسکتا ہے؛ اس لیے کہ اطلاعات ومراسلات کی تقسیم ایسی بیش بہا نعمت ہے جس کی پیمایش اس کی بازاری قیمت سے نہیں ہوسکتی۔ ریاستہائے متحدہ کو کتابوں، رسالوں، جرائد اور اخبارات کے ارزاں نرخ پر نقل وحمل کرنے سے جو مالی نقصان اٹھانا پڑتا ہے وہ لازمی طور سے سرکار کا نقصان شمار نہیں ہوسکتا، اگرچہ اشیائے تجارت کے پارسل پوسٹ سے بھیجنے میں اسی قسم کا جو نقصان یا گھاٹا آئے گا وہ نقصان شمار ہوگا۔

مسافروں کی آمد ورفت، سامان کی نقل وحمل سے کسی قدر مختلف صورت پیش کرتی ہے۔ کچھ مسافروں کی آمد ورفت، سامان کی نقل وحمل کے مقابلے میں افادے اور تسکین پذیری کی منزل سے نسبتہً زیادہ قریب ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ آمد ورفت کا بیشتر حصہ نقل وحمل کے مثل تقسیم عمل کا محض ایک پہلو ہے؛ مثلاً جیسے لوگوں کا اپنے کاروبار کے مقامات سے جانا آنا۔ صرف تفریحی سفر ہی صارفوں کا افادہ ہے۔ غیر تجارتی اصول کی بنیاد پر مسافروں کی آمد ورفت کا انتظام کرنے کی واحد معقول بنیاد، محنت کی ممکنہ عدم نقل پذیری یا آبادی کی گنجانی میں ملتی ہے۔ یہ خیال کرنا ممکن ہے کہ گنجان آبادی کے حالات کے تحت ریل کے کرایہ کو کم رکھنا قوم کے لیے حقیقی طور سے مفید ہوگا جس کی پیمایش اس چیز سے نہیں ہوسکتی جسے افراد

ادا کرنے کے لیے تیار ہوں۔

۲۔ ریلوں کی دو نمایاں خصوصیات ہیں، لیکن یہ ایسی نہیں ہیں کہ ان کی بنا پر ریلیں آخری ترکیب میں دوسری صنعتوں سے بہ لحاظ نوعیت مختلف ہو جائیں، لیکن بہ لحاظ مدارج وہ اتنی بڑی اور اہم ضرور ہیں کہ ان کی بنا پر ریلوں کے مسائل کو خاص طغرائے امتیاز حاصل ہو گیا ہے۔ پہلی خصوصیت کلوں اور کارخانوں کی عظمت و وسعت ہے؛ اور دوسری خصوصیت یہ واقعہ ہے کہ کاروبار زیادہ تر مصارف مشترک سے انجام دیا جاتا ہے۔ سرکاری انتظام کے مسائل کی حد تک ان دونوں نتائج و عواقب اہم ہیں۔

393

ریل کی کلیں اور اس کا ساز و سامان قطعی طور سے بہت بڑا ہوتا ہے؛ لیکن موجودہ استدلال کے لیے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ ماحصل رواں کے مقابلے میں بھی یہ کلیں اور ساز و سامان نسبتہً بڑا ہے۔ کلوں اور کارخانوں میں جتنا اصل کھپتا ہے اس کے مقابلے میں ماحصل کی مقدار یعنی مجموعی خام آمدنی بہت ہی قلیل یعنی بقدر $\frac{1}{5}$ یا $\frac{1}{4}$ ہوتی ہے۔ جب مصنوعات تیار کرنے والے ایسے کارخانے کو کثیر المقدار اصل قایم کا مرکز شغل خیال کیا جاتا ہے جس کی کلوں کی قیمت سالانہ پیداوار کی قیمت کے مساوی ہو تو، ریلوے کو کتنا بڑا مرکز خیال کیا جائے گا، جہاں سالانہ پیداوار کی قیمت کی پانچ گونہ یا دس گونہ قیمت کی کلیں مصروف کار رہتی ہیں!

جب کلیں وسیع پیمانے پر استعمال کی جاتی ہیں تو ان کے استعمال میں بہت بڑی حد تک لچک ہوتی ہے، اور آمد و رفت فی اکائی کے حساب سے مصارف میں کمی کا میلان ہوتا ہے۔ جب ریل ایک مرتبہ تعمیر ہو جاتی ہے تو، ریل کا راستہ اور دوسرا مستقل ساز و سامان بہت زمانے تک اور بڑے پیمانے پر کام دیتا رہے گا، خواہ آمد و رفت کم ہو یا زیادہ گو آمد و رفت کی زیادتی کے معنی یہ ہوں گے کہ کلوں کو چلانے کے مصارف میں کچھ اضافہ ہو جائے (اور غالباً اس صورت میں بھی یہ اضافہ متناسب نہ ہوگا)، تاہم یہ اضافہ بالعموم کلوں میں اضافہ کا طالب نہیں ہوتا۔ اسی وجہ سے واقعہ یہ ہے کہ

باب ۲۶
ریلیں

بحیثیت مجموعی آمد و رفت کی حد تک فی اکائی مصارف کم پڑیں گے۔ لیکن حقیقت میں یہ بات صرف اُس وقت تک صادق آئے گی جب تک مستقل ساز و سامان، آمد و رفت میں توسیع کرنے کے لیے کفایت کرتا رہے۔ اگر توسیع کا عمل مسلسل جاری رہے تو، ایسی نوبت آجاتی ہے جہاں کلیں پوری طرح مکتفی نہیں ہو سکتیں۔ ممکن ہے کہ اکہری پٹری کی بجائے دہری پٹری ڈالنی پڑے اور دہری کی بجائے چوہری پٹری بنائی جائے اور اس کے ساتھ اسٹیشنوں، ان کے لوازم اور ریلوں کے منتہائی کی سہولتوں کو وسیع کیا جائے۔ اس صورت میں ریلوے کے مینیجر کا کام اور ذمہ داری بالعموم بہت بڑھ جاتی ہے۔ کلوں میں اضافۂ عظیم اور سریع توسیع کرنے کی ضرورت پڑے گی، اس کے برعکس گو قدیم کلیں کثیر آمد و رفت کے لیے پوری طرح مکتفی نہ ہوں گی، پھر بھی آمد و رفت اس قدر سرعت کے ساتھ نہیں بڑھتی کہ اس کی بنا پر توسیع یافتہ کلوں سے پوری طرح کام لیے جانے اور ان سے اطمینان بخش آمدنی وصول ہونے کا یقین ہو جائے۔ جب ریلوے کے قدیم ساز و سامان سے حد سے زیادہ کام لیا جاتا ہے اور نئے سامان کا اضافہ کیا جاتا ہے تو کچھ زمانے تک نئے ساز و سامان کی وسعت کے اعتبار سے آمد و رفت نہیں بڑھتی۔ اس قسم کا آزمائشی عبوری دور اس وقت سب سے زیادہ نمایاں ہوتا ہے جبکہ ریلیں اکہری پٹری کی بجائے دوہری پٹریوں پر چلنے لگتی ہیں؛ پھر بھی یہ دور اپنے آپ کو تقریباً اسی طریقے سے اس صورت میں بھی ظاہر کرتا ہے جبکہ گنجان آبادی والے اور کثیر آمد و رفت والے علاقوں میں دوہری پٹریوں یا چوہری پٹریوں کا راستہ تیار ہو چکنے کے بعد کثیر التعداد ادنیٰ سہولتیں مطلوب ہوں۔

ان سب تبدیلیوں کے زمانے میں اور ان تمام بے قاعدگیوں کے ساتھ جو آمد و رفت کی تدریجی ترقی سے اور ناگہانی طور سے گاہ گاہ کلوں میں اضافہ کرنے سے رونما ہوتی ہیں، آمد و رفت کی ہر اکائی کے مصارف میں تخفیف ہونے کا میلان پایا جاتا ہے؛ دوسرے الفاظ میں تکثیر حاصل کا میلان ہوتا ہے۔ اگر دوہری پٹری کی سڑک پر اب بھی خاصی آمد و رفت ہو تو اُس پر

باب ۶۲
ریلیں

ایک پٹری کے مقابلے میں مسافروں اور سامان کی نقل وحمل نسبتہً بہت ارزاں ہوسکتی ہے؛ اور چوہری پٹریوں کی سڑک دوہری پٹری کی سڑک کے مقابلے میں زیادہ ارزاں ہوگی۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اگر ایک ہی فاصلے کو طے کرنے کے لیے اکہری پٹری کی دو الگ الگ سڑکیں ہوں تو یہ قوم کے ذرائع کی تضییع ہے؛ اس کے برعکس اگر ایک ہی سڑک دوہری پٹری کی ہو تو اس سے زیادہ بہتر ہے؛ وقس علیٰ ہذا۔ علاوہ ازیں یہ نتیجہ بھی نکلتا ہے کہ ریلوں کا جال نہایت کفایت شعارانہ طریقے پر بچھانے کے طریقوں کو ارتکازاور اجارے سے فروغ ہوتا ہے۔

ریل کا پلانٹ بڑا ہونے کا ایک اہم نتیجہ یہ ہے کہ مالی نقصان سے مالی کامیابی کی جانب عام طور سے دفعتہً تغییر واقع ہوتی ہے۔ یہ صورت خاصکر سرعت سے ترقی کرنے والی قوموں میں رونما ہوتی ہے۔ جب لائن پہلی دفعہ بنائی جاتی ہے تو ممکن ہے کہ آمدورفت اس قدر کثیر نہ ہو جس سے ریل چلانا منفعت بخش ثابت ہو۔ آمدورفت میں بتدریج اضافہ ہوتا ہے، اور اس زائد نقل وحمل کو بھی وہ موجودہ کلوں کے ذریعے سے اور چلانے کے مصارف کو بڑی حد تک غیر متبدل رکھ کر انجام دینے کے قابل ہوتی ہے۔ اس طرح ایسی نوبت آجاتی ہے جس میں آمدورفت، اور اس کی آمدنی اتنی ہو جاتی ہے کہ منافعہ وصول ہونے لگے، گو اس سے کچھ پیشتر جبکہ آمدورفت کسی قدر کم ہوتی تھی مصروفہ اصل سے بہت کم آمدنی ہوتی تھی یا بالکل نہ ہوتی تھی۔ آمدنی میں دفعتہً تبدیلی رونما ہوتی اور اسی کے ساتھ ریلوں کے تمسکات کی بازاری قیمت میں خاصا تغیر ہو جاتا ہے۔ انھیں وجوہ سے عام کاروباری جدوجہد کے تغیرات ریلوں پر خاص اثر ڈالتے ہیں کساد بازاری اور آمدورفت کی کمی کے زمانے میں ریلیں اپنے کثیر المقدار مصروفہ اصل کو کسی طرح نہیں گھٹا سکتیں اور ان مصارف میں بہت کم تخفیف کرسکتی ہیں: کاروبار اور آمدورفت کی سرگرمی کے احیاد کے زمانے میں ان کی آمدنی بڑھ جاتی ہے، اور اس کے بالمقابل مصارف میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا اسی وجہ سے نئے ملکوں میں یا ایسے علاقوں میں جو کاروباری حالات کے تغیرات کے

باب ۱۴
ریلیں

بڑی حد تک تابع ہوں، ریلیں اور ریلوں کے تمسکات دور بین اور تیز طبع اشخاص کو تخمین، تخمینی شغل اور کثیر منافعہ حاصل کرنے کا خاص موقع پیش کرتے ہیں۔ دوسرے کسی ملک کے مقابلے میں ریاستہائے متحدہ میں ایسے حالات زیادہ نمایاں طور سے موجود ہیں، چنانچہ اس ملک میں ریلوں سے جو عظیم المقدار دولت حاصل کی گئی اس کا سبب بڑی حد تک یہی رہا ہے۔ بعض اوقات ابتدائی شغل اصل کرنے والوں یعنی ریلوں کی "تعمیر کرنے والوں" کو کثیر المقدار منافعہ محض نفع نقصان دونوں صورتوں میں انتظار کرنے سے وصول ہوا، یہاں تک کہ آمد و رفت کی ترقی نے ان کے کاروبار کو منفعت بخش بنا دیا۔ اسی طرح جن لوگوں نے عدم تیقن کے درمیانی دور میں ریلوں کا انتظام خرید لیا ان کو بھی نقصان کے بعد بہت جلد کثیر منافعہ ہونے لگا۔

395

۳۔ دوسری خصوصیت، جو اپنے نتائج کے اعتبار سے کچھ کم اہم نہیں ہے، ریلوں کے اخراجات میں مشترک مصارف کا عنصر ہے؛ جو بڑی حد تک پہلی خصوصیت کا نتیجہ ہے۔ جب مختلف قسم کی پیداواروں کے لیے کوئی بڑی کل استعمال کی جاتی ہے تو، اس حد تک حالت پیدائش بر مصارف مشترک کی رہے گی۔ چنانچہ یہی حال ریلوں کا ہے۔ ریل کی ایک ہی مقررہ پٹری مسافروں اور مال کے لیے اور مختلف قسم کے مسافروں اور مال کے لیے استعمال کیجاتی ہے۔ اگر کلوں اور ساز و سامان کا خرچ ہی اس خدمت کو انجام دینے کا واحد خرچ ہو تو، یہ کامل طور سے مصارف مشترک کی صورت ہوگی۔ اس میں شک نہیں کہ ریل چلانے کے مصارف اس کے ماسوا ہوں گے۔ لیکن کلوں اور ساز و سامان کا خرچ، جس کی نمایندگی زیادہ تر مصروفہ اصل کے سود سے ہوتی ہے، بالعموم مجموعی مصارف نقل و حمل کا غیر معمولی طور سے بڑا اجزو ہوتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں، اصل کا سود، ان مصارف کا غیر معمولی طور سے بڑا اجزو ہوتا ہے جن کا وصول کرنا پٹری تعمیر کرنے کی صورت میں ضروری ہے۔ اس حد تک مصارف مشترک کے اصول کا اطلاق ممکن ہے۔

باب ۱۲
ریلیں

لیکن ریل چلانے کے اخراجات بھی بڑی حد تک مصارف مشترک کی نمایندگی کرتے ہیں۔ ان میں سے اکثر اخراجات آمد و رفت کے انتظام کے لیے بحیثیت مجموعی عائد ہوتے ہیں، اور خواہ آمد و رفت کی انفرادی مدوں کو پورا کیا جائے یا نہ کیا جائے، ان کا عائد ہونا ضروری ہے۔ یہی حالت بدیہی طور سے پٹڑی کے قیام و انتظام کے کثیر مصارف کی ہوتی ہے۔ ریل کی پٹڑی کا معائنہ کرتے رہنا، اس کو اچھی حالت میں رکھنا، اور موسم و استعمال کے اثرات کو زائل کرنے کے لیے ترمیم و درستی کرتے رہنا ضروری ہے؛ اور خواہ کسی نہ کسی قسم کی آمد و رفت کم ہو یا زیادہ ایسا کرنا ضروری ہوتا ہے۔ بہر صورت حفاظتی ساز و سامان کا موجود رکھنا بھی ضروری ہے۔ اسٹیشن کے اکثر مصارف، خاصکر چھوٹے مقامات پر، مقررہ رہتے ہیں، خواہ کاروبار زیادہ ہو یا کم۔ یہی حال صدر دفتر اور عام انتظامی مصارف کا ہے۔ مثلاً ان مصارف سے مسافروں اور مال دونوں کی خدمت مساوی طور سے کیجا سکتی ہے؛ اور یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ان میں سے کسی کے لیے خاص طور سے عائد ہوتے ہیں یا یہ کہ ان دونوں کے مصارف کو الگ کرنا ممکن ہے۔ ریل چلانے کے یا جملہ مصارف میں سے کم از کم نصف کو آمد و رفت کی کسی قسم کی مد سے مخصوص نہیں کیا جا سکتا اور اس طرح وہ مصارف مشترک شمار ہو سکتے ہیں۔

مصارف کی اُن مدوں کے لیے بھی جو آمد و رفت کے لیے بحیثیت مجموعی مشترک نہیں ہوتیں، بالعموم آمد و رفت کے بڑے حصے کے لیے مصارف مشترک کا عنصر موجود ہوتا ہے۔ مصارف رواں، جو بالکلیہ مشترک نہیں ہوتے، چلتی ٹرینوں کی تعداد اور ان کے طے کردہ فاصلوں کے مطابق بڑی حد تک مختلف ہوتے ہیں؛ دوسرے الفاظ میں ٹرین کے طے کردہ میلوں کے مطابق ان میں تغیر ہوتا ہے۔ ٹرین کے ہر میل کے طے کرنے کے معنی یہ ہیں کہ اس حد تک اجرت اور ایندھن خرچ ہوا اور پٹریاں اور گردان اثاثہ فرسودہ ہو جائے۔ لیکن ہر ٹرین میں دس یا تیس ڈبے یا کارین ہو سکتی ہیں، اور یہ ڈبے بھرے ہوئے یا خالی ہو سکتے ہیں۔ ٹرین کے طے کردہ میل اور اس مسافت کو طے کرنے کے مصارف تقریباً

396

باب ۲۵
ریلیں

مقررہ رہیں گے، خواہ ٹرین لانبی ہو یا چھوٹی، خالی ہو یا بھری ہوئی؛ لیکن اس کا اٹھایا ہوا بوجھ بہ لحاظ ٹن بہت مختلف ہوگا۔ ریل چلانے کا اساسی کلیہ یہ ہے کہ ہر ٹرین میں ٹھیک اتنے ہی ڈبے ہونے چاہئیں جتنوں کا بوجھ انجن کھینچ سکے، اور یہ کہ ہر ڈبے کو اس کی پوری صلاحیت کے مطابق بار کرنا چاہیئے۔ لیکن گردشی اثاثہ سے بیشترین استفادہ کرنے کا یہ معیار، یعنی ٹرین کے میلوں پر وزن کے میلوں کو منطبق کرنے کا معیار، ناممکن الحصول ہے۔ بعض ٹرینیں ناگزیر طور سے چھوٹی ہوتی ہیں، خاصکر مقامی بوجھ ڈھونے والی ٹرینیں اور بعض ڈبے خالی یا آدھے بھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ ہر ٹرین کے لیے فی حد ذاتہ ایک طرح کے مصارف ہوتے ہیں، اور جو کچھ بوجھ وہ ڈھوے اس حد تک وہ مشترک ہوتے ہیں۔

یہی صورت حال زیادہ بدیہی طور سے مسافر گاڑیوں میں موجود ہوتی ہے۔ ان کے مصارف بالکلیہ مقررہ ہوتے ہیں خواہ گاڑیاں بھری ہوئی ہوں یا خالی، خواہ ان میں ڈبوں کی بیشترین تعداد ہو جنھیں انجن کھینچ سکتا ہو یا محض اس تعداد کی نصف یا ایک ثلث۔ یہ سچ ہے کہ اگر آمد و رفت میں بہت کثیر اضافہ ہو جائے تو، اس کی وجہ سے مسافر گاڑیوں کے طے کردہ میلوں میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔ لیکن مسافروں اور آمدنی کے اضافے کا بہت بڑا حصہ ممکن ہے کہ زائد ٹرین کے میلوں کے بغیر یعنی مصارف کے معقول فرق کے بغیر رونما ہو۔ میل ڈبہ، تفریحی ڈبہ، سونے کا ڈبہ اور خانگی ڈبہ اگر باقاعدہ مسافر گاڑی سے ملحق کر دیا جائے تو، اس سے کوئی زائد مصارف عائد نہیں ہوتے؛ پوری ٹرین ایک ہی مشترک خرچ سے چلائی جا سکتی ہے۔ یورپ کی ریلوں میں، درجۂ اول، درجۂ دوم اور درجۂ سوم کے ڈبے بالعموم ایک ہی ٹرین کے اجزائے ترکیبی ہوتے ہیں اور پوری ٹرین کو چلانے کے مصارف بحیثیت مجموعی مشترک ہوتے ہیں۔ مسافروں کی مختلف جماعتوں میں مصارف کی تقسیم ایک حد تک افادے یا طلب کی اُسی بنیاد پر قائم ہوتی ہے جو، جیسا کہ بیان ہو چکا ہے[1] مشترک مصارف کی صورت میں حاوی رہتی ہے۔

[1] دیکھو باب ۱۲ فصل (۱) جلد یکم۔

باب ۶۲
ریلیں

397

مصارف مشترک کا اصول "اسی قدر کرایہ عائد کرنا جس کے عبور و مرور کرنے والے متحمل ہوں" کے اس عمل کی تہ میں مضمر ہے جس کے متعلق بہت کچھ غلط فہمی پھیلی ہوئی ہے۔ یہ صحیح ہے کہ مذکورۂ بالا فقرہ ریلوے شرحوں کے دوسرے اور بہت ہی مختلف پہلو، یعنی ان کی اجارے کی سی نوعیت، کو بھی بیان کرتا ہے؛ چنانچہ آیندہ باب میں اس کے متعلق مفصل بحث کی جائے گی۔ لیکن اس فقرے کو جس طرح استعمال کیا جاتا ہے اس کے لحاظ سے وہ اس بدیہی ناکامی کی جانب اشارہ کرتا ہے جو ریلوں کی شرحوں کو مصارف پیدایش سے مطابقت حاصل کرنے میں ہوتی ہے؛ اس لحاظ سے وہ ایک حد تک تشریح کا محتاج ہے۔

یہ ظاہر ہے کہ آمد و رفت کے انتظام کی کوئی مد ان مصارف سے کم کرایہ پر انجام نہیں دی جائے گی جو اس کو انجام دینے کے لیے فی حد ذاتہ ضروری ہوں۔ لیکن اس قلیل جداگانہ صرفے سے اوپر مصارف مشترک کی کثیر مقدار ہوتی ہے؛ اور ان مصارف مشترک کو کسی نہ کسی طرح واپس وصول کرنا ضروری ہے، ورنہ ریلیں تعمیر ہی نہ کی جائیں گی۔ آمد و رفت کی بعض مدیں دوسری مدوں کے مقابلے میں زیادہ کرایہ کا بھاری بوجھ برداشت کر سکتی ہیں؛ یعنی خواہ مصارف نقل و حمل زیادہ ہی کیوں نہ ہوں، آمد و رفت کا سلسلہ جاری رکھا جائے گا۔ دوسری مدیں صرف ادنیٰ کرایہ برداشت کر سکتی ہیں؛ یعنی تا وقتیکہ کرایہ کم نہ ہو نقل و حمل کا سلسلہ جاری نہیں رہ سکتا۔ موخر الذکر شرح کے مقابلے میں اول الذکر شرح سے مصارف مشترک زیادہ مقدار میں وصول کیے جا سکتے ہیں۔ کرایہ نقل و حمل کی تقسیم و تبویب، یعنی اشیا کی چند قسموں میں ترتیب، اور بعض اشیا پر دوسری اشیا کے مقابلے میں وزن کی فی اکائی کے حساب سے زیادہ شرح لیے جانے کی یہی بڑی توجیہ و تشریح ہے۔ تمام ملکوں کی ریلیں، خواہ وہ سرکاری انتظام کے تحت ہوں یا خانگی انتظام کے تحت، وزن کی فی اکائی کے حساب سے زیادہ قیمت رکھنے والی اشیا کے مقابلے میں، بڑی جسامت رکھنے والی کم قیمت اشیا پر عادۃً بحساب فی ٹن فی میل کم کرایہ وصول کرتی ہیں۔ اس طرح کوئلہ، کچی دھات،

باب ۱۲
ریلیں

اور لکڑی ادنیٰ قسم کی اشیا ہیں جن پر شرحیں مقابلتہً ادنیٰ لی جاتی ہیں؛ پارچہ جات، غلہ اور کرانہ وغیرہ "اعلیٰ درجے کی" اشیا ہیں اور ان پر اعلیٰ شرحیں لی جاتی ہیں۔ کوئلہ، کچی دھات اور لکڑی نقل وحمل کے لیے اس وقت تک پیش نہ کی جائے گی جب تک بار برداری کا کرایہ کم نہ ہو، نقل وحمل کے خواہشمند اس سے زیادہ بار برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن کرایہ مقابلتہً زیادہ ہونے کی صورت میں بھی پارچہ جات اور کرانہ وغیرہ نقل وحمل کے لیے پیش کیے جا سکتے ہیں، ان کی نقل وحمل زیادہ کرایہ برداشت کر سکتی ہے۔ پس پارچہ جات اور کرانہ کوئلہ اور لکڑی کے مقابلے میں عام یا مشترک مصارف وصول کرنے میں زیادہ معین ہو سکتے ہیں۔ ریلوے کی اصطلاح میں ایک کے مقابلے میں دوسرے سے زیادہ منافعہ حاصل ہوتا ہے، جس کے معنی یہ ہیں کہ قابل انفکاک مصارف کے مقابلے میں آمدنی کی زیادتی کثیر ہوتی ہے۔ جہاں دونوں قسم کی اشیا ایک ہی ٹرین پر ڈھوی جاتی ہیں وہاں، دونوں کے لیے الگ الگ قابل انفکاک مصارف ہی نہیں ہوتے۔ سامان اتارنے اور چڑھانے کی مدوں سے قطع نظر کرتے ہوئے تمام مصارف مشترک ہوتے ہیں اور مصارف مشترک کا اصول پوری طرح کارفرما رہتا ہے۔

۴۔ معاشی مظاہر کی تشریح کرنا اور اس کو حق بجانب قرار دینا، دونوں ایک ہی شے نہیں ہیں۔ لوگ ہمیشہ ان دونوں چیزوں کو ایک دوسرے سے خلط ملط کر دیتے ہیں، اور یہ خیال کرتے ہیں کہ چونکہ معاشیات داں یہ بتاتا ہے کہ مقررہ نتیجہ کس طرح رونما ہوتا ہے، اس لیے اس کا مفہوم یہ ہوتا ہے کہ وہی صحیح نتیجہ ہے۔ اس امر سے کہ اصول مصارف مشترک بڑی حد تک اس عمل کی تشریح و تاویل کرتا ہے کہ نقل وحمل کے لیے سامان دینے والے جتنے بار کے متحمل ہوں اتنا ہی کرایہ وصول کیا جائے، اس کے حق بجانب ہونے کا عمل ثابت نہیں ہوتا۔

معقولیت اور انصاف کے بارے میں، ایسے اشخاص جنھیں ریلوے کے معاملات کی جانب توجہ کرنے کا موقع ملا، لیکن عام معاشیات پر مجبور نہیں ہے، بہت کچھ مبہم رائے زنی کرتے ہیں، مثلاً ریلوے کے

باب ۶۲ ریلیں

مینجر ج، اور شرح کے ضوابط کے نفاذ سے تعلق رکھنے والے سرکاری عہدہ دار۔ یہ لوگ بالعموم اس طرح سے گفتگو کرتے ہیں کہ گو یا بیش قدر شیے پر اعلیٰ شرح کرایہ وصول کرنا نہ صرف بدیہی طور سے بلکہ حقیقی طور سے بھی حق بجانب ہے۔ اس امر کا اقبال کرنا ضروری ہے کہ بعض تربیت یافتہ معاشیات دانوں نے بھی ایسے ہی مبہم طریقے پر خیالات کا اظہار کیا ہے۔ پھر بھی کوئی شخص اس قسم کے خیالات کا اطلاق بار برداری کے خچر یا چھکڑے کے ذریعے سے نقل وحمل کرنے پر نہ کرے گا؛ اس صورت میں کرایہ (مصارف بیمہ وغیرہ کے علاوہ) وہی مقررہ ہوتا ہے، خواہ اشیا ریشمی پارچے اور قیمتی دھات ہوں یا کوئلہ اور اینٹ۔ چونکہ لوگ ریلوں کی شرحوں کو مقرر کرنے کے مختلف طریقے کے خوگر ہو چکے ہیں؛ لہٰذا وہ اس کو مبنی بر انصاف خیال کرتے ہیں؛ اس لیے کہ معمولی اور بندھے ہوئے نظام اشیا کو وہ عام طور سے موزون ومنصفانہ خیال کرتے ہیں۔

نقل وحمل اور آمدورفت جتنے بار کی متحمل ہو اتنا ہی بار عائد کرنے کے خیال کو ایک اور اصول کی بنیاد پر حق بجانب ثابت کرنا چاہیئے؛ یعنی یہ کہ بار، ریلوے کے انتہائی استفادے کی راہ میں حائل نہ ہو۔ یکساں شرح کی تجویز کے مقابلے میں اس تجویز کی رو سے قوم زیادہ افادہ اور خدمت حاصل کرتی ہے۔ اگر سب شرحیں یکساں محصول کے اصول پر رکھی جائیں، اور ہر قسم کے سامان کو ایک میل لے جانے کی شرح فی ٹن مقررہ ہو، یعنی نام نہاد قدرتی شرحوں کا نظام تو، بڑی جسامت کی اشیا کے لیے موجودہ کے مقابلے میں زیادہ شرح ادا کرنی پڑے گی، اور چھوٹی جسامت کی مگر بیش قیمت اشیا کے لیے کم ادا کرنی پڑے گی۔ لیکن تخفیف شرح کی وجہ سے بیش خرچ سامان زیادہ نہ بھجوایا جائے گا، اور اس کے برعکس بڑی جسامت کی اشیا اعلیٰ شرحوں کی وجہ سے نقل وحمل کے لیے بہت کم مقدار میں بھیجی جائیں گی۔ بڑی جسامت کی اشیا کو کثیر مقدار میں منتقل ہونے دینے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ ان کی نقل وحمل ادنیٰ شرح سے انجام دی جائے؛ یہاں پھر ایک ایسی مثال پیش کرنا جس سے ناظرین بخوبی واقف ہیں، ناموزون نہ ہوگا؛

باب ۲۲
ریلیں

اور وہ یہ کہ تخم پنبہ کو فروخت کرنے کا واحد طریقہ یہ ہو سکتا ہے کہ اس کی ایسی قیمت تجویز کی جائے جو ریشہ د پنبہ کی قیمت کے مقابلے میں کم ہو۔ بڑی جسامت کی اشیا کو منتقل کرنے میں جو اخراجات عائد ہوتے ہیں وہ کسی طرح بھی عائد ہوں گے؛ چنانچہ ریلوں کی تعمیر میں یا اس کے چلانے میں جو عام یا مشترک مصارف ہوں گے ان میں یہ مصارف شریک ہیں۔ اس تمام محنت اور مصارف سے پوری طرح استفادہ کرنے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ شرحیں ایسے طریقے سے معین کی جائیں کہ نقل وحمل جاری رہ سکے۔

399

محنت کی جغرافی تقسیم، ریلوں کے ذریعے سے خود ان ہی اشیا کی پیدائش سے بہت متاثر ہوئی ہے جو اپنی قیمت کے مقابلے میں زیادہ جسامت اور وزن رکھتی ہیں، مثلاً کوئلہ، کچ دھات، لکڑی وغیرہ۔ کم شرح پر ان کی نقل وحمل وسیع پیمانے پر ہوئے بغیر صنعت جدید کی عظیم الشان ترقی رونما ہی نہیں ہو سکتی تھی۔ نقل وحمل جتنے بار کی متحمل ہو اتنا عائد کرنے کے عام عمل کے ذریعے سے ریلوے کے پلانٹ سے اس کے سب سے دوررس نتائج حاصل کیے گئے ہیں۔

۵۔ اصول مصارف مشترک کے بعض دوسرے عواقب کی بہت بڑی اہمیت رہی ہے اور اب بھی ہے۔

ریلوے کی شرحیں لازمی طور سے لچکیلی ہوتی ہیں خواہ شرحیں بحیثیت مجموعی اس طرح مقرر کی جائیں کہ مجموعی مصارف ان سے وصول ہو جائیں، پھر بھی کسی مقررہ شرح اور مقررہ مصارف نقل وحمل کے مابین کوئی واضح تعلق نہیں ہوتا۔ مصارف خدمت کے صحیح پیمانے کی عدم موجودگی اس امر کو بظاہر حق بجانب قرار دیتی ہے کہ ہر قسم کے حقیقی یا مفروضہ منافع کے مطابق کرایہ متعین کیا جائے، اگرچہ بہر صورت یہ بظاہر بے قاعدہ بات ہوگی۔ جہاں حکومتیں ریلوں کا انتظام کرتی ہیں وہاں اس کی عدم موجودگی، ان بنیادوں کے مقابلے میں جو براہ راست نقل وحمل سے متعلق ہوتی ہیں دوسری بنیادوں پر شرحیں مقرر کرنے کی جانب بآسانی رہبری کرتی ہے۔

مثلاً تاہنی خیالات کے مطابق جو اس قدر مروج ہیں، یہ فرض کیا جا سکتا ہے کہ درآمد مذموم ہے اور اس کی حوصلہ شکنی کرنی چاہیئے، اس کے برعکس برآمد منفعت بخش ہے اور اس کو فروغ دینا چاہیئے؛ یہ ایسا خیال ہے جو قدرتی طور سے درآمد کردہ اشیا پر اعلیٰ شرح لگانے اور برآمد کردہ اشیا پر ادنیٰ شرحیں عائد کرنے کی جانب رہبری کرتا ہے۔ اگر برآمد شدنی اشیائی نقل وحمل کم شرحوں پر کرنے میں نمایاں مالی نقصان ہو تو حکومتیں خاص طور سے ادنیٰ شرحیں منظور کرنے میں اتنا ہی پس وپیش کریں گی جتنا کہ برآمد پر براہ راست مالی امداد منظور کرنے میں۔ جب ریلوے کی کسی خاص شرح سے راست مالی نقصان ثابت نہیں کیا جا سکتا تو مالی نفع یا مالی نقصان کا مسئلہ نمایاں نہیں رہتا۔ علاوہ ازیں ادنیٰ شرحیں جو خاص قسم کی اشیا یا مقررہ مقام کے موافق ہوتی ہیں اسی طریقے سے بآسانی مقرر کی جا سکتی ہیں، اور اسی طریقے سے شرح سازی کے عام طریقوں کے بظاہر مطابق ہو سکتی ہیں۔ ریل کے کرایوں کو منصفانہ اور مناسب بنیاد پر منظم کرنا، جیسا کہ ریل کے انتظام میں حکومت کا مقصد ہوتا ہے، خاص طور سے دقت طلب اور پیچیدہ کام ہے۔

400

ایسی ہی دقت بلا شبہ اس وقت بھی رونما ہوتی ہے جبکہ حکومت خواہ وہ خود ریلوں کا انتظام نہ کرے، خانگی انجمنوں کی شرحوں کو معین کرتی ہے۔ چنانچہ ریاستہائے متحدہ کی حکومت اپنی نگرانی میں بین الریاستی آمد و رفت کے معاملے میں یہی کرتی ہے۔ ۱۸۸۷ء کے بین الریاستی تجارتی قانون[1] میں یہ قرار دیا گیا ہے کہ شرحیں "معقول و منصفانہ" ہوں گی۔ شرحوں میں معقولیت کا پیمانہ یا معیار کیا ہے؟ شرحوں کی عام سطح کے بارے میں اس سوال کا جواب دینا مشکل نہیں ہے۔ شرحیں بحیثیت مجموعی اس سے زیادہ نہ ہونی چاہئیں جتنی کہ ریلوں کے مصروفہ اصل پر معمولی آمدنی وصول کرنے کے لیے کفایت کریں؛ یہاں معمولی آمدنی کے معنی یہ لیے گئے ہیں کہ اس میں نہ صرف سود شامل ہوتا ہے،

[1] The Interstate Commerce Act

باب ۱۳
ریلیں

بلکہ اس کے علاوہ کچھ اور بھی شامل ہوتا ہے جس کو خطرے اور اصابت رائے کا معاوضہ کہا جاتا ہے۔ گو ایسی شرح آمدنی کا قطعی طور سے صحیح تصفیہ ممکن العمل نہ ہو، تاہم اس کے لگ بھگ کوئی شرح قایم کی جا سکتی ہے، مثلاً ۶ فی صدیا ۸ فی صدیا اسی قسم کی کوئی اور شرح۔ لیکن ایسا کرنے سے کسی انفرادی شرح کی حد تک بہت کم مدد ملتی ہے۔ آیا انفرادی شرح "معقول" ہے یا نہیں اس سوال کا تعلق تجارتی ضرورت کے مطابق اور کلوں اور ساز و سامان سے بہترین طریقے پر استفادہ کرنے کے مطابق شرحوں کو پوری مناسبت کے ساتھ معین کرنے سے ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اس اصولی مسئلے پر ریاستہائے متحدہ یا دوسرے ملکوں میں بالعموم سمجھ بوجھ کر غور ہی نہیں کیا گیا ہے۔ ریلوں کی شرحیں مقرر کرنے کے عام طریقے خانگی انتظام کی ریلوں کے تجربی اور جلب منفعت کے طریقوں کے تحت نشو و ترقی پاتے رہے اور ان کو ہمیشہ کے لیے تسلیم کر لیا گیا ہے۔ یہ امر کہ بڑی جسامت کی اشیا پر ادنیٰ شرح ہونی چاہیئے، بدیہی طور سے "واجبی اور درست" خیال کیا جاتا ہے۔ اسی طریقے سے شرحوں کے موجود الوقت جغرافی تقسیمات، مختلف علاقوں اور مختلف مقاموں کے وسیع تفریقات کے ساتھ بڑی حد تک غیر متبدلہ حالت میں رکھ دیے گئے ہیں۔ غالباً تجربات اور رسم و رواج کی اتباع کا یہی اصول سب سے زیادہ دانشمندانہ رہا ہے۔ یکساں شرحوں کی ایسی تجویز جو انصاف و مساوات یا فطرت کے مزعومہ اصول پر مبنی ہو ریلوں کے ذریعے سے نقل و حمل کی انتہائی ترقی کی راہ میں مزاحم ہوتی۔

۶۔ مصارف مشترک کے عنصر کا ایک اور نتیجہ، خاصکر ریاستہائے متحدہ میں، یہ ہوا کہ شرح کے نظام میں کامل بدنظمی اور ابتری پھیل گئی۔ یہ صورت خاصکر نمایاں طور سے ۱۸۸۷ء کے قانون موسوم بہ بین الریاستی تجارتی قانون کے نفاذ سے بیشتر موجود تھی؛ اور اگرچہ اس کے بعد حالات کی بہت کچھ اصلاح ہوگئی، پھر بھی بہت کچھ پیچیدگی اور پراگندگی باقی رہی۔ دوسرے ملکوں کے مثل اس ملک میں بھی شرحیں تجربی طریق پر صورت پذیر ہوئیں۔ بڑی جسامت کی اشیا کو ادنیٰ شرحوں سے طویل فاصلوں پر پہنچانے کے امکانات اور مختلف

قسم کی اشیا پر اور مختلف فاصلوں کے لیے مختلف شرحیں مقرر کرنے کے امکانات رفتہ رفتہ منکشف ہوئے۔ ابتدائی زمانے میں شرحیں کسی مقررہ اصول پر معین نہ کی جاتی تھیں، یا اگر ایسی شرحیں موجود بھی تھیں تو انھیں نظرانداز کیا جاتا تھا۔ سب شرحیں "مخصوص" شرحیں ہوتی تھیں؛ یعنی سامان بھیجنے والے اور حمل و نقل کرنے والے کی باہمی گفتگو اور رد و قدح سے بہرصورت طے پاتی تھیں۔ اس طریقے نے یا بے قاعدگی نے بلا شبہ شرحوں کی لچک داری، ریلوے پلانٹ کے انتہائی استفادہ اور اس کو چلانے میں کفایت شعاری کو فروغ دیا، لیکن اس کے باعث سخت خرابیاں بھی نمودار ہوئیں۔

ایک بڑی خرابی یہ تھی کہ ریلوے کے منیجروں کے ہاتھوں میں اقتدار آگیا۔ ارزانی نقل و حمل کے باعث بازار کی توسیع کے ساتھ ساتھ اسی نقل و حمل کی قیمت کو بہت اہمیت حاصل ہو گئی۔ کاروباری کامیابی صرف اُس آدمی کے لیے ممکن تھی جسے اس کے رقیبوں کے مماثل ادنیٰ شرحیں ملیں؛ شرحوں کی کمی اور رعایت کے معنی یہ ہو سکتے تھے کہ بہت جلد اس کے تمول میں اضافہ ہو۔ ریلوے نقل و حمل کا منتظم کسی آدمی یا شہر کو بنا یا بگاڑ سکتا تھا۔ دوسروں کی قسمتوں پر اس قسم کا اقتدار اگر مل جائے تو بہت کم لوگ اس سے راست بازی کے ساتھ اور واجبی طور سے کام لے سکتے ہیں۔ اسی میں سرکاری انتظام کی غالباً سب سے بڑی وجہ مضمر ہے، خواہ حکومت براہ راست انتظام کرے یا سرکاری ضوابط و قواعد کے ذریعے سے بالواسطہ۔

ریاستہائے متحدہ میں اس اقتدار سے بعض اوقات مذموم طریقے سے کام لیا گیا۔ ریلوں کے نگراں کار، یعنی منتظمین و ناظم اپنے لیے تجار اور ارباب برآمد کی حیثیت سے دوسروں کے مقابلے میں خاص طور سے ادنیٰ شرحوں کا انتظام کرتے تھے۔ اس قسم کا عمل نہ صرف اس لحاظ سے مخرب اخلاق ہے کہ نظما اور منتظمین کے سروں پر جو امانتدارانہ ذمہ داری عائد ہے اس میں وہ خلل انداز ہوتا ہے؛ ان کا سب سے بدیہی قانونی و اخلاقی فریضہ یہ ہے کہ وہ بے لاگ طریقے پر حصہ داروں کے مفاد کی خاطر کام کریں؛ بلکہ

باب ۱۳ ریلیں

یہ عمل اس اساسی اصول کے بھی خلاف ہے کہ مقابلہ مساوی شرایط پر ہو۔ اس صورت میں کھیل دغل و فریب کے ساتھ کھیلا گیا۔

عموماً رعایتی شرحیں بے قاعدہ یا مذموم طریقوں سے نہیں دی گئیں، بلکہ ریلوے کی مسابقت کے دباؤ کے تحت دی گئیں۔ یہ مقابلہ، جیسا کہ بیان ہو چکا ہے، مصارف مشترک کے حالات کے تحت خاص طور سے شدید ہو گیا۔ نقل و حمل کی کسی خاص مد کو دوسری جانب منتقل ہونے دینے کے بجائے ریلوے کا منتظم ہر اس شرح کو قبول کر لیتا تھا جس سے اس مخصوص مد کے مصارف سے کچھ زائد آمدنی جو مقابلتہً قلیل ہوتی تھی وصول ہو جائے۔ بڑے پیمانے پر سامان بھیجنے والا مقابلہ کرنے والی ریلوں سے معاملہ کرنے میں ایک کو دوسرے سے لڑا کر اپنے لیے خاص شرحیں حاصل کر سکتا ہے۔ قدیم زمانے میں ٹرافک مینجر کو نہایت مذموم یا نیم مذموم طریقے سے، یعنی سامان بھیجنے والوں کی انجمن میں مفت کا حصہ دار بنا کر اور اس کے نام حصے جاری کر کے بد دیانتی پر آمادہ کیا جاتا تھا۔ لیکن ریلوں کی باہمی مسابقت اور زیادہ سامان کی نقل و حمل کرنے کے بارے میں ان کی ناگزیر سرگرم خواہش، یہی سامان بھیجنے والے بڑے تجار کی موافقت میں اصلی اسباب تھے۔ 402

اس صورت حال کو پوری طرح سمجھ کر ریلوے عام طور سے کسی انفرادی سامان بھیجنے والے کو ارادۃً اپنا ایجنٹ مقرر کر لیتی تھی کہ وہ اس چیز کو ریلوے کے لیے حاصل کر لیں جسے تقابلی نقل و حمل کا مناسب و واجبی حصہ تصور کیا جاتا تھا۔ جس شخص پر اس طرح کا کرم کیا جاتا تھا اس کو اسی مقررہ قسم کے کاروبار میں دوسروں پر خاص تفوق حاصل ہو جاتا تھا۔ وہ بڑے پیمانے پر کاروبار انجام دے سکتا تھا اور بہت جلد طاقتور اور دولتمند بن سکتا تھا۔ یہ چیز ریلوے کے لیے اس وقت تک بھی ناخوشگوار اور نقصان رساں نہ ہوتی تھی جب وقت تک وہ اس کی مدد سے اپنے رقیبوں کے مقابلے میں نقل و حمل کا بڑا حصہ انجام دے سکتی تھی۔ لیکن بالآخر اکثر و بیشتر صورتوں میں یہ مورد عنایات سامان بھیجنے والے اس قدر طاقتور اور دولتمند بن جاتے تھے کہ

باب ۱۳
ریلیں

ریلوے کے خادم ہونے کی بجائے وہ اس کے آقا بن جاتے تھے۔ ان کا کاروبار اس قدر بڑے پیمانے پر ترقی کرجاتا تھا کہ وہ ایک ریلوے کے عوض دوسری ریلوے کے ذریعے سے سامان منتقل کرسکتے تھے اور ہر ریلوے کو اپنے شرائط منظور کرنے پر، یعنی اپنے سے معمولی دوسرے سامان بھیجنے والوں کے مقابلے میں ادنیٰ شرحیں لینے پر مجبور کرسکتے تھے۔ یہ صورت اسٹانڈرڈ آئیل کمپنی کی حدتک خاص طور سے نمایاں تھی؛ چنانچہ اس نے ایسٹرن ریلوے کمپنیوں (یعنی ابتداءً نیویارک سنٹرل اور بعدہٗ ایری کمپنی) کے رعایت یاب کی حیثیت سے سامان بھجوانا شروع کیا، اور اس سہولت کی بنا پر انجام کار تیل صاف کرنے اور بذریعۂ ریل روانہ کرنے کے کاروبار کا اتنا بڑا حصہ اپنے ہاتھوں میں لینے کے قابل ہوگئی کہ وہ سب ریلوں سے اپنے شرائط منوا سکتی تھی۔ علیٰ ہٰذا یہی حالت شکاگو کی برآمد کرنے والی بڑی بڑی تجارتی کوٹھیوں میں سے بعض کی ترقی کی بھی رہی۔

ریلوے کی مسابقت کے ان غیر معمولی اثرات نے جدید کاروباری نظام کو ان کی بدترین شکل میں ظاہر کیا۔ انھوں نے کاروبار بر پیمانۂ کبیر کی جانب میلانات کو غیر متوقعہ اور مصنوعی طریقے سے بڑھادیا، اور جھوٹ، سازش، شرارت، عیب جوی اور جاسوسی کو منفعت بخش ثابت کر دکھایا۔ تاہم یہ بھی کہنا ضروری ہے کہ ریلوں کی مسابقت کے اسی عامل نے کاروبار میں کارکردگی کو بہت بڑی حدتک ترقی دی۔ ہر ریلوے کے منتظم کو ادنیٰ شرحوں کے ساتھ زیادہ وزن کی نقل وحمل منافعہ پر انجام دینے میں سرگرمی دکھانی پڑی چنانچہ امریکہ کی ریلوں میں نقل وحمل کی شرحیں نمایاں طور سے ادنیٰ ہوگئیں اور خاصکر اس طویل مسافت کی آمدورفت کے لیے جو مقابلے کے تابع تھی بہت ہی ادنیٰ ہوگئیں۔

۷۔ کرایہ کی معافیاں یا "منہائیاں" جن کے متعلق امریکی ریلوں کی تنظیم کی بحث کے سلسلے میں بہت کچھ سننے میں آیا ہے، بجائے خود مذموم نہیں ہیں۔ اگر اس تخفیف سے فائدہ اٹھانے کا موقع سب سامان

باب ۲۳
ریلیں

بھیجنے والوں کو مساوی شرایط پر نہ دیا جائے تو وہ ضرور مذموم ہوگی۔ قانون اور رائے عامہ جس چیز کے روکنے کی کوشش کرتے ہیں وہ شرحوں کی عدم مساوات ہے۔ کرایہ کی منہائیاں اور اسی قسم کی دوسری تدابیر اس لیے قابل اعتراض ہیں کہ سامان بھجوانے والے مختلف تجار کے مابین امتیاز و فرق کرنے کا ذریعہ ہیں۔ ابتدائی زمانے میں، جبکہ ریلوں کا کاروبار دوسرے کاروبار کے مثل سمجھا جاتا تھا، یہ قدرتی امر تھا کہ ان کے کرایوں کو بازار میں گفت وشنید اور کشمکش کے ذریعے سے طے پانے پر چھوڑ دیا جائے اور کسی معارضے کے بغیر ان عدم مساواتوں کو قبول کر لیا جائے جو ایسی کشمکش کی وجہ سے رونما ہوتی ہیں اور اسی کے ساتھ جن کو ایسی کشمکش معمولاً کم کرنے کی جانب مائل ہوتی ہے۔ جوں جوں دوسرے کاروبار کو متاثر کرنے پر ریلوں کی عظیم الشان اہمیت واضح ہوتی گئی، ایسی گفت وشنید اور امتیازات مذموم خیال کیے جانے لگے اور کرایوں کی معافی یا منہائی اور دوسری تدابیر ممنوع قرار دی گئیں۔

علاوہ ازیں کرایہ کی منہائی یا رعایتی کمی ریلوں کے لیے پسندیدہ نہیں ہے۔ ریلوے کے منتظم (تاوقتیکہ وہ سوء اتفاق سے بددیانت نہ ہوں اور سامان بھیجنے والوں کے ساتھ ناجائز مراعات نہ کریں) اپنی شرحوں میں کمی کرنا نہیں چاہتے؛ بلکہ جتنی اعلیٰ شرح ممکن ہو وصول کرنے کے خواہاں ہوتے ہیں۔ اکثر صورتوں میں وہ حریف ریلوے کی مسابقت کی وجہ سے مراعات کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

مقابلہ کرنے والی ریلوں کے لیے فطری طریقہ یہ ہے کہ متحد ہو کر شرحوں کو ہمیشہ کے لیے مقرر کر لیں اور مقابلے کا خاتمہ کر دیں۔ اسی وجہ سے ابتدائی زمانے میں ریلوں کے اتحادات اور جتھے بندیاں رونما ہوئیں اور ان کے پیش نظر محض یہ مقصد تھا کہ "گلو تراش" یا "تباہ کن" مقابلے کا خاتمہ کر دیا جائے۔ ایسے اتحادات کا قیام کم از کم انگریزی و امریکی قانون کے تحت مشکل ہے، جو ان کو منسوخ باطل اور ناقابل نفاذ قرار

دیتے ہیں؛[1] لیکن جس حد تک ان اتحادات پر عمل ہوتا ہے اس حد تک وہ منظور نظر تجار کے لیے خاص شرحیں مرعی رکھنے کے میلان کو روکتے ہیں۔ اس طرح وہ مساوی سلوک کو فروغ دینے اور صنعتی سہولتوں میں مساوات پیدا کرنے کا ذریعہ ہیں۔ پھر بھی امریکہ کے بین ریاستی تجارتی قانون نے ہر قسم کے اتحاد کا قیام ممنوع قرار دیا؛ اور امتناع اجارہ کا عام قانون موسوم بہ "قانون شرمن"[2] ۱۸۹۰ء میں نافذ کر کے اس بندش کو اور زیادہ قوی کر دیا گیا۔ بین ریاستی تجارتی کمیشن نے اس قسم کے قانون کی، اتحاد کی اجازت دینے کی اور شرحوں کے معاہدات کی تنسیخ کی پُرزور اور کئی دفعہ سفارش کی۔ ملک کے خدام اور مشاہیر کا یہ خوف و اضطراب کہ وہ اجاروں کے حامی اور مؤید خیال کیے جائیں گے، بندشوں کی سختی کو نرم کرنے میں مزاحم رہا ہے؛ اور یہ رکاوٹ اس امر کے باوجود ہوئی ہے کہ کمیشن کی سفارش کے ساتھ ساتھ یہ بھی قرار دیا گیا تھا کہ جو شرحیں اتحاد یا معاہدہ کے قائم ہونے کے بعد مقرر ہوں انھیں عوام کی پسندیدگی، یعنی بین ریاستی تجارتی کمیشن کی منظوری کا تابع ہونا چاہیے۔ مسابقت کے دباو سے بچنے کے کسی ممکن ذریعے کی عدم موجودگی میں، ریلیں دوامی اتحاد قائم کرنے کے لیے مجبور ہو گئیں اور واحد انتظام و نگرانی کے تحت مختلف حریف کمپنیوں کا انضمام عمل میں آیا۔ بڑے بڑے نظاموں کی شکل میں ریل کے جال کا اتحاد و انضمام، ۱۸۸۷ء کے قانون کے نفاذ کے بعد کے بیس سال میں بہت سرعت کے ساتھ عمل میں آیا، اور اگرچہ اس انضمام کا واحد یا بڑا سبب یہ قانون نہ تھا، تاہم اس کے لیے یہ واقعہ ممد ہوا کہ ریلوں سے وہ بہترین ذرایع چھن گئے جن کی مدد سے وہ مسابقت کی صورت میں اپنی حفاظت کر سکتی تھیں۔ اس حد تک ریلوں کے بارے میں امریکہ کے وضع کردہ آئین و قوانین خود اپنے اندر تناقض

404

---

[1] دیکھو باب ۶۵ فصل (۱)۔

[2] Sherman Law

باب ۲۳
ریلیں

رکھتے تھے۔ ان کی رو سے امتیازات و مراعات کی ممانعت تو کی گئی تھی، لیکن ساتھ ہی ان امتیازات کو روکنے کے ایک وسیلے کو بھی ممنوع قرار دیا گیا تھا۔ اتحادات اور جتھابندیوں کی ممانعت کی گئی تھی لیکن اسی کے ساتھ کامل اتفاق و استحکام کو بہت سرعت کے ساتھ ترقی دی جا رہی تھی۔

کرایوں کی شرح کی حد تک امتیازات و مراعات کی شکل میں جو نمایاں عدم مساوات موجود تھی اس کا خاتمہ بڑی حد تک بین ریاستی تجارتی کمیشن کے مساعی کے ذریعے سے عمل میں آیا۔ عوام کی بیداری اور چیخ پکار اس اصلاح کا باعث تھی؛ اور ریلوں کے انضمام و استحکام کے ذریعے سے مسابقت کا سد باب اس اصلاح کا اس سے زیادہ موجب تھا جس وقت تک ریلوں میں مقابلہ باقی رہے گا اس وقت تک سامان بھیجنے والے خاص خاص تجار کے ساتھ مراعات کرکے زیادہ سامان نقل و حمل کے لیے حاصل کرنے کی ترغیب و تحریص سے بچنا ٹرافک مینجر کے لیے ہمیشہ مشکل ہوگا؛ اور متعارف شرح کو توڑنے کے لیے مختلف ترکیبیں اختراع کی جائیں گی یعنی نقصانات کی حد تک یا سامان کو ایک لائن سے دوسری لائن میں منتقل کرنے میں اور دوسری ترکیبوں سے طرح طرح کی رعایتیں کی جائیں گی۔ اگر ریلوے کمپنیوں کو آزادی کے ساتھ شرح کے معاہدے طے کرنے کا موقع دیا گیا تو، قانون کی بندشیں اور تعزیرات زیادہ موثر بنائی جا سکتی ہیں۔ اس صورت میں دوسری صورتوں کے مثل، امریکہ کی سرکاری حکمت عملی اب بھی اجارے کے خوف و ہراس کے زیر اثر ہے اور اس اساسی سوال کا مقابلہ کرنے کے بارے میں آمادگی نہیں پائی جاتی کہ اجارے کی تنظیم کامیابی کے ساتھ کس طرح کی جائے؟[1]

۸۔ مصارف مشترک کا اصول، جس پر اس باب میں اس قدر زیادہ توجہ

---

[1] یہ بے ضابطگی انجام کار ۱۹۲۰ء کے قانون نقل و حمل کے نفاذ سے رفع ہوگئی؛ اور اس قانون کی رو سے سامان کی نقل و حمل کی حد تک ریلوں کے اتحاد کی بین ریاستی تجارتی کمیشن کے زیر نگرانی اجازت دی گئی۔

مبذول کی گئی، ریلوں کی ترقی کے تمام مراحل میں یکساں اور مقررہ اہمیت نہیں رکھتا۔ اس کی اہمیت ایسے ملکوں کے مقابلے میں جہاں آبادی کم ہے اور صنعتیں سرعت کے ساتھ انقلاب پذیر ہیں، گنجان آبادی والے اور صنعتی حیثیت سے ترقی یافتہ ملکوں میں نسبتہً کم ہے۔ اس کا اثر غالباً سب سے زیادہ نو آباد علاقوں کے خاص مسائل پر پڑتا ہے، اور جوں جوں یہ علاقے سرحدی منزل سے آگے ترقی کرتے جاتے ہیں، اس اصول کی ہمہ گیری کم ہوتی جاتی ہے۔ عام استدلال کا اطلاق ریاستہائے متحدہ کے بارے میں سنہ ۱۹۲۰ء کے مقابلے میں سنہ ۱۸۷۰ء کی حالت پر زیادہ ہوتا ہے، اور انگلستان، فرانس و جرمنی جیسے قدیم ممالک یورپ کے مقابلے میں ریاستہائے متحدہ پر عام طور سے زیادہ ہوتا ہے۔

ریلوں کے مسائل پر اصول مصارف مشترک کے اطلاق کا انحصار آخری ترکیب میں اس صلاحیت کی موجودگی پر ہوتا ہے جس سے پوری طرح استفادہ نہ کیا جائے۔ یا تو ایسا ناگزیر ساز و سامان ہونا چاہیئے جو مسافروں کی مقررہ نقل و حمل پوری طرح انجام دے سکے اور جس سے اس کے باوجود اس نقل و حمل کے لیے پوری طرح کام نہ لیا جائے؛ یا ریل چلانے کے مصارف، مثلاً سگنل، اسٹیشنوں اور انتہائی مقامات کے مصارف مقررہ نقل و حمل کے لیے اسی طریقے سے ناگزیر ہونے چاہئیں لیکن مزید نقل و حمل انجام دینے کی صورت میں بھی وہ مکتفی ہونے چاہئیں۔ سب سے نمایاں مثال رجعی نقل و حمل یا "واپسی لداؤ" کی ہے۔ اس میں مصارف مشترک کی صورت کی تقریباً مکمل تمثیل ملتی ہے۔ مصارف مشترک کی صورت اپنی سادہ ترین شکل میں وہاں ظاہر ہوتی ہے جہاں طبیعی حالات اس امر کو ناگزیر بنا دیتے ہیں کہ مشترکہ اشیا میں سے کوئی ایک شے کسی دوسری کے مقابلے میں مقررہ تناسب کے ساتھ تیار ہوتی رہے؛ مثلاً ریشۂ پنبہ کے ہر پونڈ کی رسد کے ساتھ تخم پنبہ مقررہ وزن میں لازمی طور سے دستیاب ہو سکتے ہیں۔ ٹھیک اسی طریقے سے، جہاں رجعی نقل و حمل ہوتی ہے وہاں، ریل کے واپس سفر کرنے کی صورت میں ریل کی مسافت کے لحاظ سے کچھ میل دستیاب ہوتے ہیں۔ اس انتہائی صورت سے ریلوں کے حالات دوسری انتہائی صورت میں بتدریج

باب ۳۶
ریلیں۔

مبدل ہو جاتے ہیں، چنانچہ اس دوسری صورت میں انتہائی صلاحیت کا مل استفادے کی متقاضی نہیں ہوتی، بلکہ بالعموم کلوں کی کثیر تعداد کے ساتھ ساتھ مقررہ مصارف بھی زیادہ ہوتے ہیں۔ جوں جوں ریلیں اور ریلوں کے گزرنے کے علاقے نوخیز اور نو آباد منزل سے باہر قدم نکالتے جاتے ہیں، جوں جوں ریلوں کی آمد و رفت اور نقل و حمل بڑھتی اور زیادہ باقاعدہ ہوتی جاتی ہے؛ جوں جوں ریلوں سے کام لینے والے علاقے صنعتی حیثیت سے زیادہ یکسانی حاصل کرتے جاتے ہیں؛ اور جوں جوں ریلیں اس قابل ہوتی جاتی ہیں کہ اپنی تمام کلوں، ساز و سامان اور قوت متحرکہ سے مسلسل اور باقاعدگی کے ساتھ کام لیں، ویسے ویسے ان خاص خصوصیات کا اثر جن کی جانب اس باب میں اشارہ کیا گیا، بتدریج کم ہوتا جاتا ہے۔ لیکن گو وہ کم موثر اور کم مسلط ہوتے ہیں، پھر بھی ان کی اہمیت کم نہیں ہوتی۔ صحت کے ساتھ یہ کہنا کہ کسی خاص مد یا کسی خاص قسم کی آمد و رفت یا نقل و حمل کے مصارف کیا ہوں گے ہمیشہ دقت طلب ہوگا۔ مثلاً صحت کے ساتھ سامان کی نقل و حمل کے مقابلے میں مسافروں کی آمد و رفت کے مصارف کا اندازہ لگانا یا یہ کہنا کہ دو یا تین سینٹ فی میل کا کرایہ مسافروں کی بار برداری کے صحیح مصارف سے بالکلیہ یا قریبی تعلق یا انطباق رکھتا ہے بالکل ناممکن العمل رہے گا۔ اگر راستے کو فی الحقیقت صرف مسافروں کی آمد و رفت کے لیے استعمال کیا جائے اور صرف اسی حد تک اس سے پوری طرح کام لیا جائے؛ نیز اگر اسی راستے اور اس کی سہولتوں کو سامان کی نقل و حمل کے لیے استعمال کرنے کا کوئی موقع رونما نہ ہو تو، ایسی صورت میں البتہ مسافروں کی بار برداری کے فی میل مصارف کا کافی طور سے صحیح اندازہ قائم کرنا ممکن ہو سکتا ہے، اور اس کے لحاظ سے واجبی یا منصفانہ کرایہ مقرر کیا جا سکتا ہے۔ اس کی برعکس صورت اس وقت رونما ہوتی ہے جبکہ ریل کا راستہ صرف سامان کی بار برداری کے لیے وقف ہو، یعنی صرف کوئلے یا لکڑی کی نقل و حمل کی جائے۔ لیکن جب ٹرافک مختلف النوع ہو؛ یعنی ٹرافک مختلف النوع ہی نہیں، بلکہ صرف نقل و حمل کی طلب کے مطابق شرحوں کے تقرر کی بنا پر ریلوں کی جانب

406

مائل ہو تو، ریلوں کے کرایے سب سے زیادہ لچکیلے ہوتے ہیں، اور سیدھے سادے قاعدے کا ان کو تابع نہیں بنایا جا سکتا۔

اس کا اعادہ مناسب ہوگا کہ اساسی عنصر یعنی ممکنہ صلاحیت سے پوری طرح استفادہ نہ کرنے کا عنصر گنجان آبادی والے اور پوری طرح صنعتی ترقی یافتہ ملک میں بہت کمزور ہو جاتا ہے۔ ایسے ملک میں ریلوں کی شرحوں کی خاص خصوصیات کی تشریح و تاویل کے لیے ریل کی اجارہ وی حیثیت مقابلتہً بہت زیادہ اہم ہو جاتی ہے۔ بحث کے اس شعبے پر متعاقب باب میں غور کیا گیا ہے۔
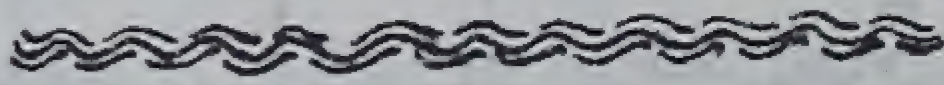
باب ۶۳

ریلوں کے مسائل (بسلسلۂ سابق)

407

(۱) ریلوں کا اثر تقسیم پر۔ زمین کے بڑھتے ہوئے لگان کے مثل غیر مکتسب اضافہ۔ (۲) ملکیت کے ارتکاز کی جانب میلان؛ امریکہ میں اجتماعی تنظیم کے ذریعے سے اس کو کس طرح فروغ دیا جاتا ہے۔ مفرط تاصیل اور اس کے عواقب۔ (۳) تمسکات کی تخمین، جس کے حق میں مفرط تاصیل مہمیز کا کام کرتی ہے، "بڑے کارپردازوں" کے ہاتھ میں انتظام و نگرانی دیدینے میں سہولتیں پیدا کرتی ہے۔ (۴) "اندرونی تنظیم" اور اس کے نقائص۔ (۵) ریاستہائے متحدہ میں خانگی ملکیت کے فوائد اور ریلوں کے منافعے کی وسعت۔ (۶) اجارے کی جانب روزافزوں میلان، اور شرحوں پر سرکاری نگرانی قائم کرنے کی ضرورت۔

۱۔ موجودہ زمانے میں تقسیم دولت کی عدم مساوات کو بڑھانے اور خاص طبقوں کے تمولات میں اضافہ کرنے کا اہم ترین وسیلہ ریلیں رہی ہیں۔ ان کا یہ اثر بالواسطہ اس طرح پڑا کہ انھوں نے پیدائش برپیمانۂ کبیر کے عام رجحان کو

باب ۳۲
ریلوں کے مسائل
(بسلسلۂ سابق)

بہت ترقی دی۔ ان کا یہی اثر زیادہ راست طریقے پر ان کی ترقی کے ساتھ ساتھ زیادہ منافعہ حاصل کرنے کے روز افزوں رجحان کے ذریعے سے، ریلوں کے ملکیت کے ارتکاز کے ذریعے سے اور تخمینی کاروبار کے امکانات کے ذریعے سے پڑا تقسیم دولت پر ان کے راست اثرات سب سے نمایاں طور سے ریاستہائے متحدہ امریکہ میں ظاہر ہوئے ہیں، چنانچہ موجودہ باب کا تعلق زیادہ تر اسی ملک کی ترقی کی رفتار سے ہے۔

پہلے ریلوں کے کاروبار کے روز افزوں منافعہ کو لو۔ ترقی پذیر ملک کی ریلیں (اور واقعہ یہ ہے کہ ریلیں خود ملک کو ترقی دینے کا باعث ہوتی ہیں) عمدہ اور زرخیز زمینوں کی حیثیت رکھتی ہیں۔ ان کی قدر و قیمت میں اور معاشی لگان میں اضافے کی جانب میلان ہوتا ہے۔ اس میلان کے ساتھ ساتھ وہ مشہور میلان بھی پایا جاتا ہے جس کو گزشتہ باب میں بیان کیا جا چکا ہے، یعنی مالی معاملات کے عدم تیقن کا دور بہت سرعت کے ساتھ مالی خوش حالی کے دور میں بدل جاتا ہے۔ یہ دونوں مل ملا کر بقول جرمانیوں کے "اتفاقی فوائد" حاصل کرنے کا موقع بہم پہنچاتے ہیں۔

ریلوں کو معاشی لگان ملنے کا باعث ایک حد تک خالص طبعی اسباب ہیں۔ بعض ریلوے لائینوں کا قدرتی محل وقوع دوسروں کے مقابلے میں بہتر ہوتا ہے؛ چنانچہ نیویارک سنٹرل روڈ کو وادئ موہاک میں اور دریائے ہڈسن کے مشرقی کناروں پر خاص طور سے عمدہ موقع محل حاصل ہے۔ جب کوئی ریل دریا سے ملحقہ وادی میں پہلی دفعہ بنا دی جاتی ہے تو اس کو دوسری مابعد رقیب ریلوے کمپنیوں کے مقابلے میں کفایت تعمیر اور چلانے کی آسانیوں کے لحاظ سے بہت سہولت حاصل ہوتی ہے۔

لیکن عام معاشری اسباب کا اس سے بھی زیادہ اہم حصہ ہوتا ہے۔ آبادی ریلوے لائن کے دونوں جانب بڑھتی اور مجتمع ہوتی جاتی ہے، صنعتیں اور قصبات اپنے کو اس سے وابستہ کر لیتے ہیں۔ ریلوں کی آمد و رفت بڑھ جاتی ہے اور اس کے برعکس نقل و حمل انجام دینے کے مصارف بحیثیت مجموعی

408

باب ۲۳

ریلوں کے مسائل (بسلسلۂ سابق)

کم ہو جاتے ہیں۔ گو دوسری ریلیں اس کے مقابلے میں بنائی جا سکتی ہیں، تاہم پہلے قائم کی ہوئی ریل کو منسبتہً زیادہ سہولت حاصل رہے گی جو صرف بہت زیادہ سوء انتظامی کے باعث یا صنعتوں یا ایجادوں میں بہت زیادہ غیر متوقع تبدیلیوں کی وجہ سے زائل ہو سکتی ہے۔ شہروں میں مناسب موقع محل پر اسٹیشن تعمیر کرنے سے بہت بڑی سہولت حاصل ہوتی ہے۔ شہروں کی سکونتی زمین بیش قیمت ہوتی جاتی ہے، اور جس ریل نے ابتدائی زمانے میں ارزاں زمین حاصل کی ہو اس کو ان دوسرے رقیبوں پر جو بعد میں زمین خریدنے کی کوشش کرتے ہیں فائدہ اور سہولت حاصل رہتی ہے۔ یہ صحیح ہے کہ اس قسم کی سہولت جو دوسری اُن سہولتوں کے مثل جو معاشری اسباب پر مبنی ہوں تبدیلیوں کے تابع اور آبادی کی منتقلی اور نئی ایجادوں کی وجہ سے آبادی کی ممکنہ تخفیف کے زیر اثر ہوتی ہے۔ چنانچہ شہری نقل و حمل کے زمین دوز راستے کے طریق نے نیویارک میں شہروں کی سکونتی زمینوں کی قیمت پر بہت گہرا اثر ڈالا ہے اور جب سے ایسے راستے قائم ہوئے ہیں نیویارک سنٹرل ریلوے اس تفرقی سہولت سے محروم ہو گئی ہے جو اس کو سابق میں ناف شہر میں مسافروں کی واحد ریل کا اسٹیشن قائم کرنے کی وجہ سے حاصل ہوئی تھی۔ پھر بھی ریل کے قائم شدہ راستے کی سہولتوں کا میلان آبادی و صنعت کی ترقی کے ساتھ ساتھ بتدریج بڑھنے کی جانب ہوتا ہے۔

اس اضافۂ قدر و قیمت کے بارے میں جو مسائل رونما ہوتے ہیں وہ تقریباً ایسے ہی ہیں جو شہر کی سکونتی زمینوں اور زرعی زمینوں کی قدر و قیمت کے اضافے کے بارے میں پیش ہوتے ہیں۔ ریلوں کی حد تک زمین کی قیمت میں جو اضافہ ہوا ہے وہ دوسری صورتوں سے زیادہ سریع نہیں رہا ہے، اور عام طور سے شہر کی سکونتی زمینوں کی قدر و قیمت کے مقابلے میں کم نمایاں ہے۔ بعض اوقات یہ تجویز پیش کی جاتی ہے کہ ریلوں پر بھاری شرح محصول عائد کی جائے، یا ان کو کرایے کم کرنے پر مجبور کیا جائے؛ اس لیے کہ ان کے منافعے کی مقدار میں برابر اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ اس ماحصل غیر مکتسب کے ایک جزو کو ریلوں سے وصول کر لینا مناسب ہو سکتا ہے؛ لیکن اسی قسم کے

باب ۱۳
ریلوں کے مسائل
(بسلسلۂ سابق)

409

ماحصل غیر مکتسب کے دوسرے اجزا کو وصول کر لینے کے مقابلے میں زیادہ مناسب و پسندیدہ نہیں ہے۔ اس واقعے پر کہ ریلوے کو "اجازہ" حاصل ہے یا وہ سرکاری یا مفاد عامہ سے متعلق صنعت ہے بالعموم خاص سلوک کئے سبب کی حیثیت سے زور دیا جاتا ہے۔ ایسا کرنا ناموں سے دھوکے میں پڑنا ہے۔ "اجازہ" کے معنی اس موقع پر محض یہ ہیں کہ ہمارے قانونی اور دستوری نظام کے مصطلحات کے تحت مشترکہ سرمائے کی کمپنیوں کی نگرانی کا عمل حقیقی جائداد کی نگرانی کے مقابلے میں بدرجہا کم محدود ہے۔ "اجازہ" سے فی نفسہ خود کوئی خاصا معاشی امتیازی حق حاصل نہیں ہوتا؛ اور نہ ریلوے کو "سرکاری" یا "خدمت عامہ" کی صنعت کے نام سے موسوم کرنے میں اصلی مسئلے کو حل کرنے میں کوئی مدد مل سکتی ہے۔ یہ فقرے محض اس رائے کے اظہار کا ایک طریقہ ہیں کہ مقررہ صنعت کو کسی خاص قسم کی تنظیم یا تحدید کی ضرورت ہے۔ جہاں تک ریلوں کی روزافزوں قدر و قیمت کا تعلق ہے وہاں تک، ریلوں کا اصولی مسئلہ وہی ہے جو کہ دیگر سکونتی زمینوں کی روزافزوں قدر و قیمت کے بارے میں ہے۔

۲۔ معاشری نتائج کے لحاظ سے زیادہ اہم رجحانات وہ ہیں جو ریلوں کے متحدہ انتظام کی جانب ہیں؛ یعنی نہ صرف چند ہاتھوں میں انتظام کے ارتکاز کی جانب بلکہ مسابقت کے استیصال کے ذریعے سے اجارے کے رونما ہونے کی جانب ہیں۔

ہمارے قوانین نے سرمایۂ مشترک کی انجمنوں اور مشترک تمسکات کا جواز تسلیم کر کے انتظام یا ملکیت کے چند ہاتھوں میں مجتمع ہو جانے کی داغ بیل ڈالی۔ غیر دانشمندانہ قانون سازی نے (اور یہ تسلیم کرنا ضروری ہے کہ) کاروباری اخلاقیات کے مروجہ معیاروں کے اسقام نے اس ملک میں خانگی ملکیت سے بعض بہت ہی مذموم نتائج پیدا کرنے کی جانب رہبری کی۔

قانون کے صحیح مفہوم میں "تمسک" کا حصہ اس امر کا صداقت نامہ ہے کہ مقررہ یا مندرجہ رقم مثلاً ایک سو ڈالر فی حصہ یہ جوکھم کاروبار چلانے کے لیے دی گئی ہے۔ عملاً ممکن ہے کہ کم از کم ریاستہائے متحدہ میں اس کا یہ مفہوم ہو یا نہ ہو۔

باب ۳۶
ریلوں کے مسائل
(بسلسلۂ سابق)

امریکی قوانین اس طرح مرتب کیے گئے ہیں کہ ان کی بنا پر تمسک کے صداقت نامے حقیقی شغل اصل کا کوئی لحاظ کیے بغیر جاری کیے جاتے ہیں ۔ عام طور سے ان کا مطلب سوائے رائے دہی اور اس طرح نگرانی کے حق کے اور کچھ نہیں ہوتا؛ اور اس میں غالباً یہ امید بھی شامل ہوتی ہے کہ مستقبل بعید کے کسی زمانے میں مقسوم ملے گا ۔ خاصکر ریلوں کی حد تک، یہ معمول رہا ہے کہ ہر جوکھم کاروبار کی مقررہ مالی اعانت کے معاوضے میں متعدد تمسکات جاری کیے جاتے ہیں؛ مثلاً ہر سو ڈالر کے معاوضے میں جو حقیقتاً ادا کیے جاتے ہیں دو سو ڈالر کی قدر متعارف کے تمسکات، یعنی ایک سو ڈالر کے بونڈ اور ایک سو ڈالر کے اسٹاک، دیئے جاتے ہیں ۔ اس قسم کے زائد اصل کی فراہمی یا مفرط تاصیل، ریاستہائے متحدہ میں مشترک سرمائے کے کاروبار کی تقریباً عام خصوصیت رہی ہے ۔ اور اس سے بُرے نتائج پیدا ہوئے ہیں لیکن عام خیال کے برخلاف یہ نتائج اس لحاظ سے اس قدر بُرے نہیں ہیں جس قدر ریلوں کی نگرانی اور ملکیت کے آخری نتائج کے اعتبار سے ۔

410

مفرط تاصیل بذات خود کثیر المقدار منافعے کا راستہ نہیں کھولتی محض اسٹاک اور بونڈ کو چھاپ دینے سے تمول میں اضافہ نہیں ہو جاتا ۔ اگر ایسے تمسکات سے، جو کسی شغل اصل کی نمائندگی نہیں کرتے، یا اپنی قدر متعارفہ سے کم شغل اصل کی نمائندگی کرتے ہیں، آمدنی وصول ہو اور وہ منفعت بخش ہوں تو، ان سے آمدنی اور منافعہ اس لیے وصول ہوتا ہے کہ وہ جس کاروبار کی نمائندگی کرتے ہیں وہ منفعت بخش ہے ۔ ایسی صورتوں میں منفعت کا اصلی سبب یا تو عمدہ انتظام ہوتا ہے یا اجارہ؛ اگر یہ دونوں چیزیں ایک ساتھ موجود ہوں تو بیشترین نفع حاصل ہوتا ہے ۔ جس حد تک ریلیں یا دوسری صنعتیں اجاروی نوعیت رکھتی ہیں، کامیاب مفرط تاصیل (کامیاب باعتبار مالی مفہوم) اعلیٰ قیمتوں کا نتیجہ ہوتی ہے ۔ اجارہ دار اپنی قیمتوں کو حتی الامکان اعلیٰ ہی رکھے گا۔[1]

---

[1] دیکھیے باب ۱۵ فصل (۲)۔

باب ۶۳
ریلوں کے مسائل
(بسلسلۂ سابق)

اس عام بیان کو، معاشیات کے تمام عام بیانات کے مثل کسی حد تک مشروط کرنا ضروری ہے۔ بعض اوقات ایسا اتفاق ہو سکتا ہے کہ مفرط تاصیل کم از کم اعلیٰ قیمتوں پر جمے رہنے کا باعث بنے۔ زائد تاصیل کے اجارے کے منتظمین کو ممکن ہے کہ اس واقعہ کا مقابلہ کرنا پڑے کہ غالباً ان کے پیشروؤں کے جاری کردہ متعدد زائد تمسکات ہر قسم کے مشغل اصل کرنے والوں کے پاس واجب الادا رہیں۔ ایسی صورت میں منتظمین، نفع اجارہ کے کسی جزو کو اپنی گرفت سے الگ کرنا پسند نہیں کرتے۔ ہم دیکھ چکے ہیں کہ اجارے کے خاص اصول یعنی بیشترین خالص منافع کا اطلاق بالعموم پوری طرح نہیں کیا جاتا، خاصکر ایسی صنعتوں میں جو بالقوہ سرکاری نگرانی کے تابع ہوتی ہیں[1]۔ جہاں ابتدائی مشغل اصل پر غیر معمولی آمدنی وصول ہوئی ہے وہاں تاصیل کی افراط نہ ہونے کی صورت میں ادنیٰ شرحیں یا بہتر سہولتیں دے کر رائے عامہ کو ہر جانے کا امکان ہوتا ہے۔

آیا حقیقت میں زائد از ضرورت اصل فراہم کیا گیا ہے کہ نہیں اور آیا اس زائد اصل نے غیر معمولی طور سے منافع کو پوشیدہ رکھنے میں مدد دی ہے کہ نہیں، اس کا فیصلہ کرنا بالعموم دقت طلب ہے۔ ریاستہائے متحدہ میں عام ریلیں نہایت پیچیدہ صورت پیش کرتی ہیں۔ ابتداءً ریل کے راستوں کے لیے زائد از ضرورت اصل بالعموم فراہم کیا جاتا تھا لیکن ابتدا میں اور جب پہلی مرتبہ ان سے کام لیا گیا تو وہ نامکمل تھے۔ یورپ کی ریلوں کے برعکس،

411

[1] اس امر کی مثال کہ تاصیل کا مسئلہ زیادہ تر مشغل اصل کرنے والوں اور منتظموں کے درمیان کا مسئلہ ہے نہ کہ متعدد متعلقہ اشخاص اور سرکار کا باہمی مسئلہ "ٹرسٹوں" میں سے دو نمایاں مثالوں یعنی اسٹانڈرڈ ڈائل کارپوریشن اور ٹوباکو کارپوریشن میں ملتی ہے۔ اول الذکر اتحاد میں کاروباری آدمی کے نقطۂ نظر سے اصل ضرورت سے کم اور موخر الذکر اتحاد میں ضرورت سے زائد ہے۔ اول الذکر کا انتظام ایک جانب "اندرونی ارکان" اور دوسری جانب مشغل اصل کرنے والوں اور بیرونی تخمنوں کی حد تک الٹ پھیر اور چابکدستی کے بغیر کیا گیا ہے۔ موخر الذکر اتحاد میں بہت کچھ الٹ پھیر اور چابکدستی کی گئی ہے۔ دونوں بہت خاصی حد تک منفعت بخش رہے ہیں اور مسابقت، اجارہ اور قیمتوں کی حد تک دونوں اساسی طور سے ایک ہی طرح کے مقررہ مسائل پیش کرتے ہیں۔

باب ۲۳
ریلوں کے مسائل
(بسلسلۂ سابق)

یہاں کی ریلوں نے ایسے ساز و سامان اور پلانٹ سے کام شروع کیا جو محدود آمد و رفت کے لیے مکتفی ہو سکتا تھا، اور بیشتر عارضی حیثیت رکھتا تھا۔ جتنی جتنی آمد و رفت اور نقل و حمل بڑھتی گئی، آمدنی کا کچھ حصہ توسیع و ترقی میں لگا کر بتدریج اصلاح کی گئی۔ یہ عمل کئی عشروں تک جاری رہا، اور اسی کے ساتھ ساتھ زاید بونڈ اور اسٹاک کے اجرا اور فروخت کے ذریعے سے راست اور نمایاں طریقے پر زاید اصل کے شغل کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ یہ کہنا بہت مشکل تھا کہ مجموعی مشغل اصل کی مقدار انجام کار کیا تھی اور زائد تمسکات اور حقیقی مشغل اصل کے مابین کیا تعلق تھا۔ چلانے کے مصارف اور ساز و سامان کے اضافے کے مابین رجسٹرات میں احتیاط کے ساتھ تفریق بہت کم کی گئی۔

یہ صورت، خطرے اور تنظیمی مہارت کے مناسب لحاظ کے اعتبار سے اور بھی زیادہ پیچیدہ ہو جاتی ہے۔ بعض ریلیں مالی حیثیت سے منفعت بخش رہی ہیں تو بعض نہیں رہی ہیں۔ بعض طویل مدت تک آمدنی کے بغیر اور غیر یقینی توقعات کے ساتھ کام کرتی رہی ہیں تو بعضوں کو ابتدا ہی سے معقول آمدنی وصول ہوتی رہی ہے؛ اور بعض زائد اصل کے اصول پر کام کرتی رہی ہیں۔ یہ فرق و اختلافات ایک حد تک عام طبیعی و معاشی اسباب کی بنا پر رونما ہوئے اور ایک حد تک اصابت رائے اور مہارت ان کی بنا رہی ہے۔ محض یہ واقعہ کہ ریل غیر معمولی طور سے منفعت بخش رہی ہے، خاص فائدے یا اجارے کا ویسا ہی ثبوت ہے جیسے یہ کہنا کہ تجارتی یا صنعتی کاروبار سے کثیر المقدار منافعہ وصول ہوا۔ ایسی سب صورتوں میں انتظام کی خوبی ہر حیثیت سے بہت اہمیت رکھتی ہے۔

یہ کہنا آسان نہیں ہے کہ آیا ریاستہائے متحدہ کی ریلیں بحیثیت مجموعی غیر معمولی طور سے منفعت بخش رہی ہیں یا نہیں، اور اس لحاظ سے آیا ان میں اصل زائد کی فراہمی نے نفع اجارہ کے بڑے جزو کو پوشیدہ کر دیا ہے۔ کامیابیاں اور ناکامیاں دونوں مساوی طور سے ہوتی رہی ہیں، ابتدائی حالت میں طویل زمانے تک قطعاً کوئی منافعہ نہیں ملا اور اس نقصان کی تلافی بالآخر کثیر المقدار منافعہ کی وصولیابی سے ہو گئی؛ لیکن اس کے ساتھ ساتھ انتظامی مسائل اعلیٰ ترین کاروباری قابلیت کے طالب رہے ہیں۔ ممکن ہے کہ

باب ۱۳
ریلوں کے مسائل
(بسلسلۂ سابق)
412

یہ صحیح ہو، جیساکہ ریلوں کی موافقت میں عام طور سے کہا جاتا ہے، کہ تمام خطرات، ہمت وجرات، مشق و مہارت پر نظر کرتے ہوئے ان سے وصول شدہ منافعہ اس منافعے سے زیادہ نہ ہو جو عام صنعتوں میں شغل اصل کرنے والی جماعتوں کو وصول ہوتا ہے؛ اور اس لحاظ سے متعلقہ محنت وایثار سے غیر متناسب نہیں ہے۔

یہ امر مشتبہ ہے کہ آیا بے قاعدہ اور ضرورت سے زیادہ اصل کی فراہمی کا کل انتظام کسی وقت ضروری یا دانشمندانہ رہا ہو۔ پھر کیوں قانون کے ذریعے سے اس کا انتظام نہ کیا جائے کہ تمسکات ٹھیک اتنی ہی رقم کے لیے جاری کیے جائیں جو بطور اصل مصروف ہے؟ یہ صحیح ہے کہ ایسی تحدید کے ساتھ ساتھ جائز منافعے کی فیاضانہ گنجائش رکھنی چاہیئے۔ شغل اصل کے خطرات کو ترغیب دہ منافعے کے موقع سے زائل کرنا چاہیئے۔ اگر ۶ یا ۸ فی صد سے زائد شرح نہ دی جاتی تو، ریاستہائے متحدہ میں خانگی اصل سے کبھی ریلیں نہ بننے پاتیں (چنانچہ سرکاری طور پر پُرخطر کاروبار کو انجام دینے کی ابتدائی کوششیں بالکل ناکام ثابت ہوئیں)۔ بعض اوقات یہ کہا جاتا ہے کہ اجرائے تمسکات میں آزادی یا بے احتیاطی سے کام لینا اس لحاظ سے مفید تدبیر تھی کہ ایک طرف تو اس نے منصوبے باندھنے والوں کو حقیقت میں ترغیب دہ منافعہ حاصل کرنے کی امید دلائی اور دوسری طرف اس منافعے کو شائع عوام سے پوشیدہ رکھا۔ مثلاً دس فی صد منافعہ ایک تمسک پر کبھی منظور نہ کیا جاتا، لیکن بونڈ اور اسٹاک کی دُہری مقدار پر پانچ پانچ فی صد منافعہ دینے پر کوئی شکوہ شکایت نہ ہوتی تھی۔ یہ بھی ممکن ہے کہ شغل اصل کرنے والے اور کاروبار کو فروغ دینے میں حصہ لینے والے کو اس خیال سے ترغیب ہوتی ہو کہ بغیر کچھ خرچ کیے ہوئے ایسے آمدنی حاصل ہوگی۔ اس طرح ممکن ہے کہ اجرائے تمسکات کے بارے میں زیادہ راست اور آسان طریق عمل اختیار کرنے کی وجہ سے ریلوں کے نشوونما کی مسلسل ترقی اور سرگرم تخمین سرد پڑ گئی ہو۔ لیکن دھیمی رفتار سے بھی فوائد حاصل ہوتے، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ یہ جبیر تمسکات کی تحدید، قائم شدہ

باب ۱۳
ریلوں کے مسائل (بسلسلۂ سابق)

اجارے اور مطلوبہ تنظیم کے متعاقب منازل میں بہت سی پیچیدگیوں کا سدباب کر دیتی۔

۳۔ واقعہ یہ ہے کہ تمسکات کے غیر محدود اجرائے ریلوے کے قائدوں کی معروف جماعت کو پورا قابو حاصل کر لینے کے بارے میں بہت مدد دی۔ شغل اصل (اور اس طرح ملکیت) سے نگرانی اور انتظام کی علٰحدگی بالعموم ابتدائی زمانے میں ظاہر نہیں ہوئی۔ عام طور سے بیان کیا جاتا ہے کہ آغاز میں بھی حقیقی کارکن اور منتظم نہ تو اپنا کوئی اصل مصروف کرتے تھے اور نہ کوئی جوکھوں سر پر لیتے تھے۔ ان کے متعلق یہ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ معتمد علیہ شغل اصل کرنے والوں کے ہاتھ بونڈ فروخت کر کے کل مطلوبہ رقم حاصل کر لیتے ہیں، اپنے لیے اسٹاک رکھ چھوڑتے ہیں (جو کسی رقم کے وصول کیے بغیر جاری کیے جاتے ہیں)، اور اس طرح اپنے آپ کو جوکھوں میں ڈالے بغیر منافعہ سمیٹتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ وہ اس طریقے پر چلنے کو پسند کریں گے اور بعض اوقات انھیں کامیابی بھی ہوگی۔ لیکن عام طور سے معاملہ اس قدر سیدھا سادا نہیں ہوتا۔ "اندرونی ارکان" کو کاروبار چلانا، اپنا زر لگانا، اپنا اعتبار پھیلانا، اور اپنی ذاتی ذمہ داری پر تمسکات لینا پڑتا ہے۔ وہ بالعموم بنک کاری کرنے والی جماعت سے وابستہ ہوتے ہیں جو تمسکات پر تحریر ظہری لکھ کر اور ان کو سہارا دے کر اپنا محنتانہ وصول کرتی ہے، اور تمسکات کو انجام کار فروخت کرنے میں درمیانی آدمی کی حیثیت سے کام کرتی ہے۔ بنک کار اور منتظم دونوں لازمی طور سے کچھ جوکھوں سر پر لیتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ تمسکات کے خریداروں کو بالعموم فریب دیا جاتا ہے؛ اور بالعموم وہ خود یہ خیال کر کے کہ نام نہاد بونڈ اعلیٰ درجے کی ضمانت ہے اپنے آپ کو دھوکہ دیتے ہیں، گو سود کی شرح ایسی دی جاتی ہے جو بدیہی طور سے متعلقہ جوکھوں کا پتہ دیتی ہے۔ لیکن مرور زمانہ کے ساتھ دروغ بافی کے ساتھ یا اس کے بغیر ایسے ابتدائی تمسکات جو پہلی دفعہ منافعے کا استحقاق رکھتے ہیں اور جن میں جوکھوں بھی کم ہوتا ہے، شغل اصل کرنے والے عامۃ الناس کے ہاتھوں میں پہنچا دیئے

413

باب ۶۳
ریلوں کے مسائل
(بسلسلۂ سابق)

جاتے ہیں اور اسٹاک کے حصص بنک کاروں اور منصوبے باندھنے والوں کے قبضے میں رکھے رہتے ہیں۔

اسٹاک کے حصص کے معنی تملیک اور نگرانی کے ہیں۔ قانون کی نظر میں، بونڈ کے حامل و قابض محض لین دار کی حیثیت رکھتے ہیں جنھیں سود کا اور مدت معینہ گزرنے پر اصل پانے کا استحقاق ہوتا ہے، لیکن انتظام کے معاملے میں ان کی کوئی نمائندگی نہیں ہوتی۔ ممکن ہے کہ اسٹاک کے حاملوں کی جماعت بدلتی اور تخمین میں حصہ لیتی رہے۔ خود اسٹاک سے ابتدائی حالتوں میں عام طور سے مقسوم ملنے کی توقع نہیں ہوتی، اور صرف فی الوقت وہ اس لیے قدر و قیمت رکھتا ہے کہ اس سے انتظام پر دسترس حاصل ہوتی ہے۔ اس کی خرید و فروخت بہت ہی معمولی قیمت پر ہوتی ہے۔ ریلوں کے مالی توقعات کے اچانک تغیرات کی وجہ سے اس کی قیمت میں بہت زیادہ تغیر ہونے کا قرینہ ہوتا ہے[1]۔ یہ ٹھیک اسی طرح کا تمسک ہوتا ہے جیسے تمسک کے صرافے میں تخمینی اغراض کے لیے بہت قبولیت حاصل ہوتی ہے۔ ابتدائی منصوبہ باندھنے والے زیادہ قیمتوں کی لالچ میں کم و بیش زیادہ مقدار فروخت کرتے ہیں۔ انھیں کاروبار مستقل طور سے چلانے کی فکر سے زیادہ تشویش اسٹاک کی مروجہ قیمتوں کے بارے میں ہوتی ہے۔ اس طرح انجمن سرمایۂ مشترک کا ابتدائی تصور کہ چند اشخاص مشترک طور سے کاروبار انجام دینے کے لیے متحد ہوں بالکل غائب ہو جاتا ہے۔ ہر حامل و قابض ارزاں خریدکر اور گراں فروخت کرکے دوسروں سے نفع کھینچنے کی فکر میں رہتا ہے۔

یہی وہ حالات ہیں جن کے تحت بڑے بڑے کاروباری اشخاص ظاہر ہوتے ہیں اور جن کے تحت ریلوں میں کثیر المقدار منافع حاصل کیا گیا ہے۔ اسٹاک کی ملکیت اور ریلوں کا انتظام ایسے اشخاص کے ہاتھوں میں چلا جاتا ہے جو بہت تیز، قابل اور دلیر ہوتے ہیں۔ جب اسٹاک کی قیمتیں کم ہو جاتی ہیں تو، ان لوگوں کو آئندہ نفع کے امکانات دکھائی دیتے ہیں۔ بہت ممکن ہے کہ

414

[1] دیکھو باب ۶۲ فصل (۲)۔

باب ۲۳
ریلوں کے مسائل
(بسلسلۂ سابق)

ایک دفعہ قابو حاصل ہو جانے کے بعد وہ اس کی سعی بلیغ کریں کہ املاک کا انتظام عمدہ طریقے پر ہو، انھیں معقول آمدنی وصول ہوا ور خود قوم کی بھی بہتر خدمت ہو لیکن وہ اسٹاک کی تخمین کے آلے کے ذریعے سے انتظام پر قابو حاصل کرتے ہیں چنانچہ وانڈربلٹ اور گولڈ کے خاندانوں اور ان کے متوسلین کے تمول کی یہی توجیہ و تاویل ہے۔ اس تمول کے موسسّں، ریلوں کے ابتدائی منصوبے باندھنے والے اور منتظم نہ تھے؛ بلکہ وہ لوگ تھے جنھوں نے تمسک کی قمار بازی کے مابعدی دور میں مداخلت کرکے انتظام میں دخل حاصل کر لیا تھا۔

۴۔ کثیر المقدار تمول اور صنعتی اقتدار کے ارتکاز کے ماسوا تخمینی ملکیت سے اس قسم کی بعض خاص خرابیاں بھی نمودار ہوئی ہیں جن کو "اندرونی تنظیم" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

ریلوں کے انتظام میں غالباً سب سے عجیب اور سب سے سنگین خرابی غیر متدین یا قریب قریب غیر متدین چالیں ہیں۔ انتظام کرنے والے ریلوں کو تباہ کر سکتے ہیں، مجازی طور سے یا حقیقی طور سے ان کو مالی حیثیت سے ناکام ثابت کر سکتے ہیں، ریلوں کے تمسکات کی قیمت گرا سکتے ہیں؛ اور اس طرح ان تمسکات کو گری ہوئی قیمتوں پر پھر خرید لیتے ہیں۔ اس کے برعکس وہ جھوٹے حسابات بنا سکتے ہیں، تاکہ مالی کامیابی کا جھوٹا خیال لوگوں میں پھیلے، تمسکات کی قیمت بڑھا سکتے ہیں اور بیرونی اشخاص کے ہاتھ اعلیٰ قیمت پر انھیں فروخت کر سکتے ہیں اور پھر جب انتفاخ قیمت رفع ہو جائے تو انھیں خرید لیتے ہیں جب دوسری ریلیں یا متحدہ کار و بار مثلاً پل، شب خوابی کی گاڑیاں، نقل و حمل کے جہاز، ریلوے کمپنیاں اندرونی ارکان کی جانب سے منظم کی جاتی یا خریدی جاتی اور معقول منافعے پر بڑی ریلوے کمپنی کے ہاتھ فروخت کی جاتی ہیں تو بھی، اسی قسم کی صورت حالات رونما ہوتی ہے۔ بعض اوقات اس قسم کی حرکتوں سے جو لوگ دھوکے میں پڑتے ہیں وہ خالص شغل اصل کرنے والے ہوتے ہیں۔ اسی طرح بعض اوقات یہ لوگ دوسرے تمسک کا کار و بار کرنے والے اور قمار باز ہوتے ہیں، جو اگر موقع پائیں اور عقل رکھتے ہوں تو، اسی قسم کا

عمل کرنے کے لیے تیار ہوتے ہیں۔ اس سے سب سے بڑا نقصان کاروبار کرنے والی اس پوری جماعت کے اخلاق کی تخریب ہے جس کا ریلوے کے نظم ونسق سے تعلق ہوتا ہے۔

اندرونی انتظام کی ایک اور صورت یہ بھی ہے کہ نظما اور منتظمین کے فائدے کے لیے شرحوں میں دغل فصل کیا جائے؛ اور اس کے عمل میں لانے میں، جیساکہ پہلے بیان ہو چکا ہے،[1] اس وقت بہت آسانی ہوتی ہے جبکہ کسی صورت میں ریلوں کے کرایے میں کمی بیشی کرنے کی گنجائش ہوتی ہے۔ قائدین میں جو جذبہ موجزن ہوتا ہے، خواہ وہ اچھا ہو یا برا، وہی دوسری صورتوں کے مثل اس صورت میں بھی کاروبار کے تمام حصوں میں سرایت کر جاتا ہے۔ نہ صرف نظماء اور بااثر تمسک دار بلکہ منتظمین اور نائب منتظمین بھی اس کے کچھ نہ کچھ زیر اثر ہوتے ہیں۔ غرض آوے کا آوا بگڑ جاتا ہے۔

415

یہ سب خرابیاں جو ریاستہائے متحدہ کی انجمن ہائے سرمایۂ مشترک کی خصوصیات سے بہت بڑی حد تک وابستہ ہیں، اس قدر بدیہی اور برے نتائج پیدا کرنے والی ہیں کہ خانگی صنعت کے پرجوش مؤید کو بھی بعض اوقات رُک کر یہ غور کرنا پڑتا ہے کہ آیا عظیم سے عظیم منافعہ بھی ان خرابیوں کی تلافی کر سکتا ہے کہ نہیں۔ اس میں شک نہیں کہ جو نقائص رونما ہوئے ان میں مبالغے سے کام لینا ممکن ہے؛ لیکن یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ وہ ریلوں سے مخصوص نہ تھے۔ وہ صنعتی ترقی کے ابتدائی اور نامکمل دور کا لازمی جزو تھے۔ پھر خود ریلوں میں بھی بالکل عام طریقے سے وہ نہ پائے جاتے تھے۔ اگرچہ ایسی ایک ریلوے کمپنی بھی بہ مشکل ملے گی جس میں بددیانتی اور دغل فصل کا شائبہ نہ ہو، پھر بھی اکثر کمپنیاں ایسی بھی تھیں جن پر بددیانتی کا اتنا گہرا نقش نہ تھا۔ اگر کہیں مذموم ترین نتائج رونما ہوئے ہیں تو اس کی ذمہ داری جمہور پر عائد ہوتی ہے۔ جمہور اس پوری صورت حالات کو ناگزیر سمجھ کر تسلیم کرتی تھی؛ جس کی وجہ ایک حد تک یہ تھی کہ معاشری و معاشی عواقب کا پہلے سے کوئی اندازہ قائم نہ ہوتا تھا،

[1] دیکھو باب ۶۱ فصل (۵) و (۶)۔

باب ۶۳
ریلوں کے مسائل
(بسلسلۂ سابق)

اور بڑی حد تک یہ تھی کہ اخلاقی معیارات بہت ڈھیلے تھے۔ دونوں حیثیتوں سے، انیسویں صدی کے آخری سالوں اور بیسویں صدی کے ابتدائی سالوں میں ایک بڑی اور اچھی تبدیلی رونما ہوئی۔ ریلوں کے تخمینی انتظام کے عواقب کو عوام بہتر طریق پر سمجھنے لگے، اور کاروبار پر عام طور سے اعلیٰ معیاروں کا اطلاق کرنے لگے۔ عصر حاضر کی عظیم الشان اخلاقی ترقی نے معاشری ذمہ داری اور اتحاد و استحکام کا نہایت اعلیٰ احساس پیدا کر دیا ہے۔ جو چیزیں گزشتہ نسل میں مروج تھیں انھیں اس زمانے میں کسی طرح جائز نہیں رکھا جاتا ہے۔

۵۔ لیکن اس تیز رفتار اور عظیم الشان ترقی سے کیا فوائد رونما ہوئے؟ اس میں شک نہیں کہ ریلوں کی توسیع و ترقی بہت سرعت کے ساتھ ہوئی۔ تخمینی تعمیر اور کاروبار کے تحت، امریکی باشندوں کو ریلوں سے استفادہ کا بہت جلد اور بہت زیادہ موقع ملا۔ قوم اس کی عام طور سے خواہاں تھی، اور اس کے لیے وہ خاصا معقول معاوضہ دینے کے لیے تیار تھی۔ امریکہ کی سیاسی و صنعتی حکمت عملی اس غیر محسوس خواہش کے تابع رہی ہے کہ سریع ترقی ہو، زمین اور اس کے ذرائع کا استحصال کیا جائے، اور آبادی اور دولت میں انتہائی اضافہ کیا جائے۔ ایک سنجیدہ ناظر یہ سوال کر سکتا ہے کہ آیا یہ سب چیزیں واقعی مفید ثابت ہوئی ہیں کہ نہیں۔ اگر ترقی کی رفتار کچھ دھیمی ہوتی اور ریلوں کا پھیلاو مقابلۃً کم ہوتا تو، اس سے زیادہ بہتر معاشری نظام رونما ہوتا۔ لیکن ہمارا نصب العین جو کچھ بھی تھا حاصل ہو گیا ہے۔

416

ترقی کی رفتار میں خود ریلوں کی بدولت کچھ کم اضافہ نہیں ہوا۔ اور گو یہ امر بظاہر چیستاں معلوم ہوگا، لیکن ترقی کی رفتار میں نہ صرف مسابقت کی وجہ سے بلکہ اتحاد کے ذریعے سے بھی سرعت پیدا ہوئی۔ ریلوں کی مسابقت کی شدت اور تلخی، منتظمین کے حق میں، اعلیٰ ترین کاروباری کارکردگی پیدا کرنے کے بارے میں مہمیز ثابت ہوئی۔ مسابقت کے تحت جو سبق حاصل ہوئے تھے ان کا اطلاق اتحاد کے متعاقب دور میں

باب ۱۲
ریلوں کے مسائل
(بسلسلۂ سابق)

نہایت نمایاں اثر کے ساتھ کیا گیا مصارف نقل وحمل کی کمی کے اسباب میں سے ایک سبب ریلوں کے جال کا استحکام اور بڑے بڑے نظامات کی ترقی تھا۔ جس چیز نے اس عمل میں سہولت پیدا کی وہ تمسک کے صرافے میں ریلوں کے انتظام کے متعلق الٹ پھیر اور تخمین کرنے کی آسانی تھی۔ بڑے بڑے نظام حیرت انگیز سرعت کے ساتھ قائم کیے گئے۔ ۱۸۶۹ء تا ۱۸۷۳ء میں ایک بہت بڑا قدم آگے بڑھایا گیا جبکہ عرفی شاہراہوں (ٹرنک لائینوں) کا انتظام عمل میں آیا؛ یعنی نیویارک سنٹرل، پنسلوانیا، اری، بالٹی مور اور اوہیو کی ریلیں قائم ہوئیں۔ ۱۸۷۳ء تا ۱۸۷۹ء کی کساد بازاری نے ٹھیک اس وقت جبکہ تجدید کا دور قریب تھا، جے گولڈ جیسے شاطر کے ہاتھوں عظیم الشان جنوبی مغربی نظام کے قیام ودوام کا ایک اور موقع بہم پہنچایا۔ ۱۸۹۳ء تا ۱۸۹۶ء کی عظیم الشان کساد بازاری کے زمانے میں اور اس کے بعد ایک اور موقع بھی بہم پہنچا جس نے چند سالوں میں شمال مغرب میں "ہل سسٹم" جنوب مغرب میں "یونین پیسی فک" یا "ہیری مین سسٹم" اور جنوب میں "مارگن سسٹم" کی راہیں کھولیں۔ یہ سب ان اتحادات کی مثالیں ہیں جنھوں نے ریلوں کی کارکردگی کو بہت بڑی حد تک ترقی دی۔ امریکی ریلوں کی سب سے بڑی کامیابی جس کی کوئی نظیر دنیا میں کسی جگہ نہیں ملتی طویل فاصلوں کے نقل وحمل کی ارزانی رہی ہے؛ اور اس ارزانی نے جغرافی تقسیم عمل پر نہ صرف ملک کے اندر بلکہ دیگر ممالک پر بھی ان کے مبادلات کی حد تک بہت گہرا اثر ڈالا ہے اور صنعتی پیداوار کی مجموعی مقدار میں اضافہ کر دیا ہے۔

تاریخی اعتبار سے ترقی کی رفتار بظاہر بخت و اتفاق کے تابع نظر آتی ہے۔ اگر سرکاری ملکیت اور انتظام کا عدم امکان موجود ہوا (اور امریکہ میں ریلوں کی ترقی کے ابتدائی زمانے میں سرکاری انتظام کا سوال ہی نہ تھا)؛ اگر ذرائع نقل وحمل کے لیے قوم میں پرجوش خواہش موجود ہوئی، اور وہ ہر طریقے سے ان کی تعمیر کے حوصلے بڑھانے کے لیے آمادہ ہوئی؛ اگر سرمایۂ مشترک کی انجمنوں کے قواعد نرم ہوئے، تخمینی جذبہ عام ہوا،

باب ۱۳
ریلوں کے مسائل (بسلسلۂ سابق)

کاروباری معیار ادنیٰ درجے کے ہوئے؛ اور اگر صنعت میں میعادی تغیرات ہوتے رہے، ریلوں میں معاشی خصوصیات پائی گئیں اور پیمانۂ کبیر پر کاروبار کرنے کے مواقع موجود ہوئے تو، دلیر اور قابل منتظم کو اپنی جولانگاہ تیار ملتی تھی۔ ریلوں کی سریع تعمیر، ریلوں کی سہولتوں کی عام طور سے ملک میں توسیع، اور مقابلے، اتحاد اور سرگرم انتظام کے جملہ فوائد غالباً کسی دوسرے طریقے سے حاصل ہو سکتے تھے، لیکن بعض گہرے اسباب کا سلسلہ اسی کا متقاضی تھا کہ یہ فوائد ٹھیک اس طریقے سے اور ٹھیک انھیں گوناگوں نتائج کے ساتھ حاصل ہوں۔

۶۔ انیسویں صدی کے اختتام کے ساتھ ریاستہائے متحدہ میں ریلوں کے متعلق صورت حالات تبدیل ہو گئی، اور ریلوں کے مسائل نے نئی شکل اختیار کی۔ تخمینی تعمیر و ترقی کا دور اختتام کو پہنچا۔ اتحاد و استحکام کا تدریجی عمل رونما ہوا، اگرچہ واحد ملکیت و انتظام کے تحت بڑے نظاموں کے آجانے کا کوئی مظاہرہ نہیں ہوا۔ مقابلے کا جلد قلع قمع ہو گیا۔ ریلوں کے مسائل نے نسبتاً بہت بڑی حد تک اور زیادہ آسان شکل میں اجارے کے مسئلے کی صورت اختیار کر لی۔

مقامی آمد و رفت اور نقل و حمل کی حد تک ریلوں کو ہمیشہ حقیقی معنوں میں اجارہ حاصل ہوتا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ اس کے بدل کے طور پر کسی دوسرے ذریعۂ نقل و حمل، مثلاً واگن گا امکان ہوتا ہے۔ لیکن ریلوں کے نقل و حمل کی ارزانی اس قدر زیادہ ہوتی ہے کہ وہ دوسرے وسائل آمد و رفت کو نیچا دکھا سکتی ہیں، اور پھر بھی ایسا کرایہ وصول کر سکتی ہیں جو معقول شرح سے اونچا ہوتا ہے۔ نیز یہ صلاحیت و قابلیت بھی کہ وہ ادنیٰ کرایوں پر آمد و رفت انجام دے سکتی ہے حریفوں اور مقابلہ کرنے والوں کا استیصال کر دیتی ہے، اور ایسی صورت حالات پیدا کرتی ہے جس میں خود اس کا کرایہ ناواجب طریقے سے بڑھ جا سکتا ہے۔

تاہم تقابلی نقل و حمل، خواہ وہ ریلوں کے حلقے کے چند ہی مقامات تک محدود کیوں نہ ہو، تمام نظام کو ایک حد تک متاثر کرتی ہے۔ مقامی شرحیں

باب ۱۳
ریلوں کے مسائل
(بسلسلۂ سابق)

دوسری شرحوں کے مقابلے میں بہت زیادہ مختلف نہیں رکھی جاسکتیں، کچھ تو رائے عامہ اور عوام کے کارروائی کرنے کے امکان کی وجہ سے اور کچھ اس وجہ سے کہ اگر غیر متناسب دباؤ ڈالا گیا تو، مقامی کار و بار بیٹھ جائے گا۔ جس وقت تک ریلوں کی مسابقت قائم ہے (اور ترقی کے ابتدائی دور میں اس کے باقی رہنے کا قرینہ ہوتا ہے)، یہ مسابقت شرحوں کی عام سطح پر کم و بیش اتفاقی پھر بھی ایک حد تک موثر روک کا کام کرتی ہے۔

لیکن جب ذرائع آمد و رفت قائم و مکمل ہو جاتے ہیں تو، مسابقت غائب ہو جاتی ہے۔ جتھے (Pool) قائم ہوتے ہیں اور شرحوں کے بارے میں معاہدات کئے جاتے ہیں؛ اور بالآخر کامل اتحاد رونما ہوتا ہے۔ ماسبق صفحات میں جتنے عامل بیان ہوئے، یعنی ریلوں کی مسابقت کی شدت، پیمانۂ کبیر کے کاروبار کے کفایات، ایک شخص کا اقتدار، یہ سب اس اتحاد کو پیدا کرنے میں حصہ لیتے ہیں۔ نقل و حمل میں مسابقت کی جگہ رقیب کمپنیوں کا اتحاد و انضمام رونما ہوتا ہے۔ مسابقانہ تعمیر کی بجائے علاقوں کی ارادی تقسیم پیدا ہوتی ہے۔ ریلوں کا جال سرعت کے ساتھ کھنچ کر معین شکل اختیار کرتا جارہا ہے؛ حقیقت یہ ہے کہ وہ اس حالت پر نہیں آرہا ہے جہاں تازہ شغل اصل کی ضرورت ہی نہ رہے، بلکہ اس حالت پر آرہا ہے جہاں کوئی بڑا نیا نظام قائم نہیں ہو رہا ہے، اور جہاں نقل و حمل ہمیشہ کے لئے موجود الوقت نظاموں میں منقسم ہو جاتی ہے۔

جب اجارے کی حالت نمودار ہوتی ہے تو، ریل کو یہ ترغیب ہوتی ہے کہ اجارے کے مفہوم میں نقل و حمل جتنا بار برداشت کرے اتنا کرایہ وصول کرے؛ لیکن گزشتہ باب میں جو مفہوم بیان ہوا اُس سے یہ مفہوم بالکل مختلف ہے۔ خانگی یا بالفاظ دیگر خالص زر کمانے والے کاروبار کی حیثیت سے اس میں وہی شرحیں عائد کی جائیں گی جن سے بیشتر بن نفع وصول ہو؛ لیکن یہ، ان تمام شرائط و مستثنیات کے تابع ہوگا جو انتہائی قیمت اجارہ پر عائد ہوتی ہیں اور جن کی جانب توجہ مبذول کرائی جاچکی ہے۔ نقل و حمل کی ہر خاص مد

باب ۶۳
ریلوں کے مسائل
(بسلسلۂ سابق)

یا قسم کے بارے میں وہی کرایہ وصول کیا جائے گا جو باعتبار طلب اس خاص قسم کی نقل و حمل کے لیے ممکن ہو سکے۔ لوگ ہمیشہ اصول مصارف مشترک کو اصول اجارہ سے خلط ملط کر دیتے ہیں۔ اول الذکر اصول کے تحت، نقل و حمل کی صلاحیت کے مطابق کرایہ وصول کرنا مفاد عامہ کے موافق ہوگا؛ اور موخر الذکر اصول کے تحت نقل و حمل کی قابلیت کے مطابق کرایہ وصول کرنا مفاد عامہ کے منافی ہوگا۔ جس حد تک اجارہ موثر ہو اس حد تک، ریلوں کی شرحیں سرکاری مداخلت و تنظیم کی بہت زیادہ طالب ہیں، اگرچہ اس مسئلے کا تصفیہ کرنا کہ کسی خاص صورت میں "معقول" شرح کیا ہو، لازمی طور سے دقت طلب ہی رہے گا۔

باب ۶۴

سرکاری ملکیت اور سرکاری انتظام

419

(۱) خدمات عامہ کی صنعتیں کیا ہیں؟ معاشی تصور کے مقابلے میں قانونی تصور کم اہم ہے؛ اساسی خصوصیت اجارہ ہے۔ (۲) صنعتوں کی اصلاح و ترقی کے لیے منافع کی شہ ضروری ہے؛ اسی وجہ سے خانگی ملکیت کا ابتدائی زمانہ ناگزیر ہے۔ (۳) جب سرکاری ملکیت خانگی ملکیت کی جگہ لے لیتی ہے تو حقوق قائمہ کا سوال پیدا ہوتا ہے۔ "اجازہ" ہمیشہ محدود شرائط کے ساتھ ہونا چاہیئے۔ بازاری قیمت پر خریداری۔ (۴) کیا کوئی ایسے معیار موجود ہیں جو بعض صنعتوں کو سرکاری انتظام کے لیے موزوں بناتے ہیں؟ جیونس کے مجوزہ معیار؛ سرکاری عہدہ داروں سے بدگمانی ان سب کی تہ میں مضمر ہے۔ (۵) معتبر اور قابل سرکاری عہدہ دار حاصل کرنا ایک حد تک سیاسی نظام کا جزو ہے۔ مزدوروں سے کام لینے اور ترقی قائم رکھنے کے بارے میں سرکاری انتظام کی بعض دقتیں۔ (۶) جمہوریت کا لازمہ خصائل اور ذہانت کی عام طور سے اعلیٰ سطح پیدا کرنا ہے۔ اجارے کی صنعتوں سے بد دیانتی کس طرح وابستہ ہے۔ (۷) جمہوریت کے مستقبل کا مدار اس کے ان صنعتوں سے کامیاب سلوک کرنے پر ہے۔ ملکیت کے تجربات خاصکر

باب ۲۶
سرکاری ملکیت
اور
انتظام

بلدیوں میں لائق خیر مقدم ہیں اِس بارے میں کاروباری طبقے کے تعصبات۔
(۸) سرکاری ملکیت کا واحد بدل سرکاری انتظام ہے۔ مجلسوں کو منظم کرنے کی دو صورتیں۔ اساسی مقصد قیمتوں اور منافع کی تحدید ہے۔ خانگی انتظام کے معیاروں کا اعلیٰ کیا جانا۔ (۹) قانون نقل وحمل سنہ ۱۹۲۰ء۔ تخمینۂ قیمت اور شرحوں کے بارے میں شرائط۔ سرکاری ملکیت اور خانگی ملکیت کی درمیانی حالت کی جانب قدم بڑھنے کا بالآخر قرینہ ہے۔

۱۔ سرکاری نگرانی کس حد تک انجام دی جائے گی؟ کیا ہمیشہ کے لیے ملکیت اور انتظام کی حد تک؟ یہ سوالات سب سے نمایاں طور سے ریلوں میں پیش ہوتے ہیں اور جوں جوں پیمانۂ کبیر کی پیدائش زیادہ وسیع ہوتی جاتی ہے اور اجارے کے حالات پھیلتے جاتے ہیں، یہ سوالات موجودہ دنیا میں زیادہ سے زیادہ اہمیت حاصل کرتے جاتے ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ ترقی یافتہ ملکوں میں بعض صنعتیں ایسی ہیں جو عام اتفاق کے ذریعے سے خانگی ہاتھوں میں نہیں ہیں۔ مثلاً شاہراہیں، پل اور ابتدائی تعلیم۔ جتنا جتنا بعض خدمات کی روزافزوں اہمیت کا احساس قوی تر ہوتا جاتا ہے، ان خدمات کے متعلق یہ خیال کیا جانے لگتا ہے کہ وہ کسی معاوضے یا صلے کی نیت سے چلانے کے قابل نہیں رہے؛ ایسی خدمات ہر فرد کے لیے مفت مہیا کی جاتی ہیں، اور ان کا انتظام کرنے کے وسائل محصول کے ذریعے سے فراہم کئے جاتے ہیں[۱]۔ اسطرح سب پر عام محصول عائد کر کے ان کا انتظام سرکاری نگرانی میں کیا جاتا ہے۔ مشتبہ سوالات ان خدمات کے بارے میں ہیں جو اب بھی اساسی طور سے معاوضے کے اصول پر انجام دئے جاتے ہیں؛ مثلاً ڈاکخانہ، جس میں ڈاک کا محصول لیا جاتا ہے؛ بلدیہ کا آبرسانی کا انتظام جس میں پانی پر محصول لیا جاتا ہے؛ اور سرکاری ریلیں جن میں مسافروں سے کرایہ اور باربرداری کا

420

[۱] ۔ دیکھو باب ۴۸ فصل (۱)۔

باب ۲۴

سرکاری ملکیت اور انتظام

معاوضہ لیا جاتا ہے۔ یہ ادارے خانگی ہاتھوں میں رہ سکتے ہیں، اور اگر سرکاری ہاتھوں میں رہیں تو وہ تعلیم اور معمولی شاہراہوں کے مسائل سے مختلف مسائل پیش کرتے ہیں۔ اور اس کا اعادہ نامناسب نہ ہوگا کہ یہ سوال رونما ہوتا ہے کہ ان میں سے کون کون سی چیزیں ایسی ہیں جو واجبی طور سے سرکاری انتظام کے تحت آ سکتی ہیں؟

مشتبہ صنعتیں وہ ہیں، جنھیں خاص کر اس ملک میں، عام طور سے "خدمات عامہ کی صنعتوں" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے، جیسے ریلیں، ٹیلی فون، ٹیلی گراف، آبرسانی، گیس برقی وغیرہ۔ "خدمات عامہ" کی اصطلاح تشریح طلب ہے، اس لیے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ سرکاری انتظام و نگرانی کے لیے موزوں کاروبار اور سرکاری انتظام و نگرانی کے لیے غیر موزوں کاروبار کے مابین خط فارق کھینچا جا سکتا ہے۔ وہ صنعتیں جن کا ابھی ذکر آ چکا ہے، دو مفہوموں کے لحاظ سے "عام" صنعتیں ہیں۔ ایک مفہوم تو قانونی ہے، اور اس کی تعریف "مقابلۃً" آسان ہے۔ دوسرا معاشی اور زیادہ اہم ہے لیکن اس کا صحیح اطلاق زیادہ مشکل ہے؛ اس کا انحصار صنعتوں کی اجارہ وی نوعیت پر ہے۔

ریل اس وقت تک نہیں بنائی جا سکتی جب تک راستے پر چلنے کا آئینی حق نہ حاصل ہو جائے۔ زمین کو کسی قیمت پر حاصل کرنے کے حق کے بغیر، یعنی حق ملکیت کے بغیر راستے بھر میں کوئی زمیندار بھی مزاحمت یا رکاوٹ پیدا کر سکتا ہے۔ اسی طرح گیس کمپنی کو بھی سڑکیں کھودنے کے حق کی ضرورت ہے اور برقی کمپنی سڑکوں کو عبور یا استعمال کرنے کے اسی طرح کے حقوق کی محتاج ہے۔ ٹریم کار یا موٹر کار اسی قسم کے واقعے کی بنا پر شاہراہوں کو استعمال کرتی ہے اس وجہ سے یہ سب خاص طور سے سرکاری اجازت کے محتاج ہیں، اور اس طرح ایک حد تک آسانی کے ساتھ سرکاری نگرانی کے تابع بنائے جا سکتے ہیں۔

لیکن محض اسی خصوصیت کی بنا پر یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ ان کا انتظام سرکاری طور سے ہونا چاہیے، یا انھیں کسی خاص طریقے پر سرکاری نگرانی کے تابع بنانا چاہیے۔ ان صنعتوں کو "خدمات عامہ" کی ذیل میں شمار کرنے کا اصلی سبب اس مفہوم میں کہ وہ سرکاری نگرانی چاہتی ہیں، معاشی ہے نہ کہ قانونی؛ اور اساسی معاشی سبب یہ ہے کہ وہ اجارے کی جانب مائل ہوتی ہیں۔ اگر ان میں

باب ۲۶
سرکاری ملکیت
اور
انتظام

مقابلہ موثر ہوتا، جیساکہ کفش، پارچہ اور آٹے کی رسد میں ہوتا ہے تو محض اس واقعہ سے کہ شاہراہوں کا استعمال ضروری تھا سرکاری تنظیم لازم نہ آتی؛ اس واقعہ کی بالکل وہی حقیقت ہے جیسی سڑکوں پر چلنے والے خوانچے والوں، اشیا فروشوں، گاڑیوں اور موٹروں کے متعلق یہ کہا جائے کہ وہ خدمات عامہ کی قسم میں آتے ہیں۔ اس کے برعکس، خواہ کسی خاص اجازت کی ضرورت نہ ہو، خاص اختیارات یا "اجازہ" منظور نہ کیا جائے، اور خواہ نگرانی کے کوئی بدیہی ذرائع نہ ہوں، پھر بھی ہر وہ صنعت جو کامل اجارے کی حالت پر پہنچ جائے نگرانی چاہتی ہے، اور کم از کم سرکاری ملکیت کے امکان کی جانب اشارہ کرتی ہے۔ اگر آٹا پیسنے یا روٹی بنانے کا کام مستحکم اتحاد کے ہاتھوں میں ہو تو، بہت جلد یہ بات سننے میں آئے گی کہ اس صنعت کو خدمات عامہ کا لقب مل گیا۔ وہ اس لحاظ سے کہ تمام عامۃ الناس کے لیے عظیم الشان اہمیت رکھتی ہے خدمات عامہ کی صنعت ہے۔ لیکن وہ اس وقت تک نگرانی اور تنظیم نہیں چاہتی جس وقت تک اس میں مسابقت موثر ہے۔ آب رسانی ہر لحاظ سے صنعت عامہ ہے؛ اس میں آئینی اجازت ناگزیر ہے، وہ نہایت اہم ہے، اور اجارے کی نوعیت رکھتی ہے۔

اگرچہ موجودہ صنعتوں کے بارے میں یہ طے نہیں کیا جاسکتا کہ ان میں اجارہ یا اتحاد کا کس حد تک عملدرآمد ہوگا، لیکن یہ واضح ہے کہ بہت دور تک ان کا عملدرآمد ہوگا۔ یہ امر کہ وہ صنعتیں جنھیں اب عام طور سے "عام افادے کی صنعتیں" کہا جاتا ہے اجارے کی قسم سے تعلق رکھتی ہیں، ابتداءً ریاستہائے متحدہ میں محسوس نہیں کیا گیا تھا۔ ابتدائی زمانے میں ان کی قیمتوں کو متعین کرنے کے لیے مقابلہ سے مدد لی جاتی تھی۔ رقیب ریلوں، ٹریموں اور گیس کمپنیوں کا خیر مقدم کیا جاتا تھا اور یہ عقیدہ قائم ہوگیا تھا کہ دوسری صنعتوں کے مثل ان میں بھی مقابلہ، قیمت کو معقول حدود میں رکھنے کے لیے کفایت کرے گا۔ کتنے کثیر التعداد امریکی شہروں میں مقابلہ کرنے والی ٹریموے، گیس کمپنیاں اور ٹیلی فون کمپنیاں رہی ہیں جن سے بہتر خدمات، اور کم کرایوں کی توقعات تھیں؛ لیکن بالآخر

باب ۲۴
سرکاری ملکیت اور انتظام

یہ سب رقیب، اتحاد کے مضبوط رشتے میں کس طرح بے گمان منسلک ہو گئے! اس قسم کے مکرر تجربات کے باوجود، مقابلے کی تاثیر کے بارے میں اکثر صورتوں میں اب بھی جھوٹی توقعات قائم کی جاتی ہیں۔ سیدھا اور بدیہی واقعہ یہ ہے کہ اجارہ ناگزیر طور پر رونما ہوتا ہے۔ آخری بات یہ ہے کہ اب مقابلے کے ذریعے کے علاوہ ترتیب و تنظیم کے کسی اور طریقے کی ضرورت کو تسلیم کر لینا چاہیے۔

422

ان میں نہیں تو ان میں سے اکثر صورتوں میں اجارے کی بنیاد خالص معاشی ہے؛ یعنی یہ کہ صنعتیں تکثیر حاصل کے حالات کے تحت چلائی جاتی ہیں۔[۱] یہی حال ریلوں کا ہے، اگرچہ غالباً ریلوں کے نظام کی توسیع کے ساتھ ساتھ شرح اضافہ کم ہوتی جاتی ہے۔ جب ٹریموے چلانے میں جانوروں کے بجائے قوت سے کام لیا جانے لگا تو یہی چیز اس کاروبار کے متعلق بھی صادق آنے لگی۔ برقی روشنی اور قوت، گیس اور پانی، ان سب کی بہم رسانی ارزاں نرخ پر اس صورت میں ہو سکتی ہے جبکہ واحد بڑے رقبے پر بڑا کارخانہ تنہا کام کرے۔ ایسی صورت کے بارے میں جان اسٹورٹ مل نے موجودہ صنعتی دور کے ابتدائی ایام میں جو پیش گوئی کی تھی وہ اب بھی اسی طرح صحیح ثابت ہو رہی ہے جس طرح کہ ساٹھ سال قبل ثابت ہوئی تھی۔ وہ کہتے ہیں کہ "جب کوئی ایسا کاروبار جو حقیقت میں عوام کے لیے اہمیت رکھتا ہو اس قدر بڑے پیمانے پر منفعت کے ساتھ صرف اسی صورت میں انجام دیا جا سکتا ہے کہ مقابلے کی آزادی تقریباً باطل ہو جائے تو، قوم کی اس ایک خدمت کو انجام دینے کی غرض سے متعدد بیش قیمت انتظامات باقی رکھنا گویا عوام کے مادی ذرائع کو غیر کفایت شعارانہ طریق پر صرف کرنا ہے۔ اس سے تو یہ زیادہ بہتر ہو گا کہ اس کو ہمیشہ کے لیے سرکاری کام قرار دے دیا جائے؛ اور اگر حکومت بھی اس کو فائدے کے ساتھ انجام نہ دے سکے تو اسے کلیتہً کمپنی یا جماعت کے سپرد کر دینا چاہیے جو اُسے عوام کے لیے

---

[۱] یعنی کفایات داخلی کے باعث تکثیر حاصل رونما ہوتا ہے۔ دیکھو باب ۱۲ فصل (۳)۔

باب ۱۳
سرکاری ملکیت اور انتظام

بہترین شرائط پر چلائے گی"۔[1]

ڈاکخانے، ٹیلی فون اور ٹیلی گراف کا انتظام بہترین طریق پر اجارے کے حالات کے تحت انجام پاتا ہے اور اس کے وجوہ ایک حد تک مختلف ہیں۔ اگر یہ کاروبار عام اور ہمہ گیر ہوں اور واحد انتظام کے تحت ہوں تو، عامۃ الناس کے لیے وہ بہت زیادہ مفید ثابت ہوتے ہیں۔ یہ خیال کرنا ممکن ہے کہ خطوط رسانی کا کام شہروں میں ایک کمپنی انجام دے سکتی ہے اور دیہات و اضلاع میں دوسری کمپنی۔ اگر شہری علاقوں میں انتظام علٰحدہ ہو تو یہاں شرحیں کم ہوسکتی ہیں اور غالباً کم ہوں گی؛ اور یہ سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ آیا موجودہ یکساں شرح، جس سے شہروں میں اعلیٰ منافعہ وصول ہوتا ہے، مصارف و قیمت کے باہمی مساویانہ تعلق کی بابت مروجہ روایات سے تطابق رکھتی ہے یا نہیں۔ لیکن سیدھی سادی مقررہ شرح پر ہر ایک مراسلت کرنے والے تک، ہمیشہ رسائی حاصل کرنے کی جو سہولت ہے وہ یکساں شرح کے مبنی بر انصاف ہونے کے بارے میں ہر ممکنہ شبہے کو زائل کر دیتی ہے۔[2] ڈاکخانے کی

---

[1] دیکھو جان اسٹوئرٹ مل کی کتاب موسوم بہ "اصول معاشیات" حصۂ اول باب ۹ فصل (۳)۔

(Principles of Political Economy)

[2] ڈاکخانے کے مصارف خطوط جوڑنے، الگ کرنے اور تقسیم کرنے کے انتظامات پر مشتمل ہیں۔ کسی مقررہ ضلع میں ہر خط کے لیے یہ مدیں مقررہ ہوتی ہیں۔ محض نقل و حمل سے مقابلۃً بہت کم مصارف عائد ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے بلا لحاظ فاصلہ یکساں شرح، مصارف سے اس قدر عدم تطابق نہیں رکھتی جس قدر ابتداءً بظاہر معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ رولینڈ ہل نے اپنی عظیم الشان اصلاح (ایک پنی کی ڈاک) کی تائید میں جو اہم دلائل پیش کیے تھے ان میں سے ایک دلیل یہی تھی اس طرح کسی مقابلۃً چھوٹے اور گنجان ملک میں ڈاکخانے کی یکساں شرح کا مدار نہ صرف معاشی بلکہ معاشرتی بنیاد پر بھی ہوتا ہے۔ ریاستہائے متحدہ جیسے وسیع ملک میں معاشی وجوہ کی قوت کم ہے جملہ مصارف فاصلہ اور نقل و حمل کے مصارف پر بڑی حد تک مشتمل ہوتے ہیں خاص کر ان مقامات پر جہاں نہ صرف خطوط بلکہ وزنی مطبوعہ اور متفرق چیزیں پہنچائی جاتی ہیں۔ شرح کی یکسانی قلیل التعداد آبادی کے دیہاتی اضلاع میں مفت خطوط رسانی کی توسیع کے مثل زیادہ تر وسیع معاشری بنیادوں پر حق بجانب ہوسکتی ہے۔

صورت میں اس فائدے کے علاوہ ہمہ گیر خدمت اور یکساں شرح کے تعلیمی اور سیاسی فوائد بھی لازمی طور سے حاصل ہو سکتے ہیں۔ ٹیلی فون کی صورت میں واحد انتظام کے تحت خدمت انجام دینے کے فوائد تمام انتظامات سے زیادہ نمایاں ہیں۔ موثر ٹیلی فون کی خدمت کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر رکن اور چندہ دہندہ سے گفتگو کی جا سکے۔ اگر ایک سے زائد رقیب ٹیلی فون کمپنیاں قائم ہوں اور ان میں سے ہر ایک کے چندہ دہندگان کی جداگانہ جماعت ہو تو یہ انتہائی مہملیت ہوگی۔ مسابقت کا انسداد نہ صرف ناگزیر بلکہ بلاشبہ بہت منفعت بخش ہوگا۔ جو واحد ممکنہ سوال پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ آیا اجارہ سرکاری ہو یا سرکاری نگرانی کے تحت خانگی۔

۲۔ تقریباً ان تمام صورتوں میں جہاں کہیں سرکاری ملکیت رہی ہے وہاں، اس سے قبل خانگی ملکیت کا رواج رہا ہے اور یہ اس وجہ سے کہ منافعہ کی شہ صنعتوں کی ترقی کے لیے ضروری ہے۔

یہاں سے مختلف فیہ مسائل کی حد شروع ہوتی ہے: خود غرضانہ محرکات کا کس حد تک تسلط ہے اور مادی ترقی کی رفتار کو تیز کرنے کے لیے ان کی اعانت کس حد تک ضروری ہے؟ انسانوں میں غیر معمولی طور سے عدم مساوات پائی جاتی ہے، اور اخوانی جذبات کی حد تک تو یہ عدم مساوات اور بھی زیادہ ہے۔ غیر معمولی طور سے ذہین انسانوں یعنی بڑے بڑے مصوروں، شاعروں، ماہران موسیقی اور سائنس دانوں میں کثیف تر جذبات بالعموم پوشیدہ یا حد سے زیادہ قابو میں ہوتے ہیں۔ ان میں جبلی جذبہ قوی ہوتا ہے۔ وہ ابتداً کسی صلے یا معاوضے کی تمنا میں محنت نہیں کرتے، بلکہ اس وجہ سے کرتے ہیں کہ وہ اپنے میلان طبع کو روک نہیں سکتے۔ یہی حال موجدوں کا ہے۔ لیکن یہ بہت ہی غیر معمولی طور سے مستثنیٰ اشخاص ہیں۔ اکثر اشخاص کے لیے رشوت پسندی کا استدلال صادق آتا ہے۔ انسانوں کو ان کی قابلیت سے انتہائی کام لینے کے لیے منفعت کی توقع بہت ضروری ہے۔ حتیٰ کہ اعلیٰ درجے کی ذہانت و قابلیت رکھنے والوں کے لیے بھی یہ چیز بڑی حد تک صادق آتی ہے۔ علیٰ ہذا جوں جوں ہم اس

باب ۲۶
سرکاری ملکیت اور انتظام
424

غیر معمولی قابلیت والی مختصر جماعت سے اوسط درجے کے قابل افراد کی جانب آتے ہیں یہ چیز زیادہ صادق آتی جاتی ہے۔ بجز چند غیر معمولی طور سے ذہین اشخاص کے سب کے لیے منفعت کی شہ نہ صرف قوی بلکہ ناگزیر بھی ہے۔ تقریباً سب موجد اور ارباب سائنس ذاتی محرکات کے تابع ہوتے ہیں اور یہی ان کے ماحول پر بہت گہرا اثر ڈالتے ہیں۔ متوقعہ صلے یا انعام کی مناسبت سے وہ بہت زیادہ موثر ہوتے اور زیادہ مشقت کے ساتھ کام کرتے ہیں۔ یہی اصول پیٹینٹ، حق تالیف و ایجاد، نشان تجارت کے نظام بلکہ تقابلی صنعت اور خانگی ملکیت کے کل نظام کی تہ میں مضمر ہے۔

اس کے علاوہ، صنعت کی توسیع و ترقی کے لیے نہ صرف منتظمین و موجدین کا وجود ضروری ہے بلکہ ایسے لوگ بھی لابد ہیں جو اپنے ذرایع کو نئے نئے راستوں کے کھولنے میں جو کھوں میں ڈالنا چاہتے ہوں۔ صنعتوں کی کل عظیم الشان ترقیوں، خاص کر عصر جدید کے عہد آفریں تغیرات کی تاریخ بتاتی ہے کہ کاروباری شخص اور دلیر اصلدار نے بہت ہی اہم اور اساسی کام انجام دیئے ہیں۔ ہمارے ذہن میں یہ خیال قائم ہونے کا احتمال ہے کہ کامیاب ایجادیں کسی ایک شخص نے کسی خاص تاریخ کو قطعی طور پر کردیں، لیکن واقعہ یہ ہے کہ تقریباً بلا استثنا متعدد اشخاص طویل مدت تک تجربے کرتے رہے ہیں، مختلف حریف مختلف تجویزیں پیش کرتے رہے ہیں۔ ایک راستے کو صحیح سمجھ کر چلے مگر غلط راستے پر نکل گئے، آزمایشوں میں ناکامی اٹھانی پڑی اور بتدریج آخر میں چل کر تجویز کامیاب ثابت ہوئی۔ دخانی انجن، صنعتی انقلاب کے زمانے کی پارچہ بافی کی ایجادیں، ریلیں، برقی قوت کا استعمال نقل وحمل میں، ہوا بازی کی کلیں، ان سب کے مکمل طور سے رونما ہونے سے قبل اس عدم تیقن کے دور کو طے کرنا پڑا۔ متضاد تجاویز میں سے بعض کو انتخاب کرنے، اور شغل اصل کے نئے راستے ہمت وجرأت سے کھولنے کے لیے کاروباری آدمی کا وجود اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ موجد کا۔ بعض اوقات مثلاً اسٹی فن سن اور سی منس کی صورت میں موجد اور کاروباری آدمی ایک ہی ذات میں جمع رہے ہیں۔ لیکن اکثر وبیشتر جیسا کہ بولٹن اور واٹ کی عام مثالوں سے

باب ۲۴
سرکاری ملکیت اور انتظام

معلوم ہوتا ہے، ان دونوں قسم کی قابلیتوں کا دو جداگانہ تقابل کرنے والی شخصیتوں میں موجود رہنا ضروری ہوتا ہے؛ موجد کو تنظیم کرنے والے اصلدار کی پشتی بانی اور رہبری کی ضرورت ہے۔

گذشتہ واقعات کی تاریخ منافعہ کی شہ کے اثر کے متعلق یہ ظاہر کرتی ہے کہ اس کا اثر ان تمام صنعتوں میں جن پر ہم اس وقت غور کر رہے ہیں قوی اور بظاہر ناگزیر ہے۔ خانگی تنظیم کا دور ناگزیر رہا ہے۔ سرکاری تنظیم، عبور و ترقی کے دور میں رونما ہوئی نہ کہ آزادانہ طور سے ابتدا ہی سے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب کوئی صنعت کسی ملک میں خانگی تنظیم کے تحت ترقی پائے تو وہ دوسرے ملک میں ابتدائی دور طے کیے بغیر منتقل و رائج کی جاسکتی ہے چنانچہ انگلستان میں جب طویل مدت کے تجربے کے بعد ریل موثر و باقاعدہ طریقے پر چلنے لگی تو اس کو براعظم میں سرکاری صنعت کے طور پر متعارف کرنا آسان تھا۔[1]

ایک نسل کے بعد انگلستان سے خانگی تنظیم کے اسلوب میں تربیت یافتہ آدمیوں کی درآمد کرکے آسٹریلیا کی نوآبادیات کے لیے ریلوں کا سرکاری طور سے انتظام کرنا آسان ہوگیا۔ جب ریاستہائے متحدہ میں خانگی انتظام کے تجربے سے یہ ثابت ہوگیا کہ کام کس طرح کیا جاسکتا ہے تو انگلستان میں برقی قوت کے ذریعے سے نقل و حمل کا کام سرکاری کاروبار کی حیثیت سے بہت آسانی کے ساتھ آغاز کردیا گیا۔ 425

اغلب یہ ہے کہ آیندہ بھی یہی نہج رہے گا۔ بحالت موجودہ آبی قوت کے ذریعے سے جو قوت برق پیدا کی جاتی ہے اس سے ایک سبق آموز مثال ملتی ہے۔ اس میں بڑے بڑے امکانات، نہیں بڑے بڑے یقینیات موجود ہیں۔

[1] پھر بھی براعظم میں اکثر ریلیں تعمیر کی گئیں، اور ابتداءً خانگی کمپنیوں کے انتظام کے تحت ہی رہیں۔ ابتدائی تعمیری کام بالعموم انگریز ٹھیکہ داروں نے انجام دیا جن میں آشی فن سنس اور براسی سب سے مشہور و ممتاز ہیں۔ ریاستہائے متحدہ میں ریلیں آزادانہ طور سے اور خانگی جد و جہد کے ذریعے سے ترقی پاتی رہیں۔

باب ۲۶
سرکاری ملکیت اور انتظام

حقیقت یہ ہے کہ بند تعمیر کرنے اور پانی کو روک کر اُسے احاطے میں رکھنے کا سادہ کام حکومت انجام دے سکتی ہے لیکن قو مائی (Hydraulic) اور برقی کلوں میں اور قوت کی ترسیل اور تقسیم میں بڑے خطرات شامل ہیں اور فنی ترقی کے قطع نظر کرتے ہوئے وہ ایسی جرأت وہمت اور سرگرمی چاہتی ہیں جس کی فراہمی کا سرکاری عہدہ داروں سے امکان نہیں ہے۔ چنانچہ برق کی شکل میں آبی قوت کا استعمال و استفادہ خانگی ہدایت اور تنظیم کا محتاج ہے۔ بدیہی طور سے اجارے کی صورت موجود ہے یا بہر نوع ممکن الوقوع ہے؛ قوت خاصی مقدار میں موجود ہے، جو کوئی اس کو اپنے قابو میں کرتا ہے وہی تمام صنعتی امکانات کو اپنے قابو میں کرلیتا ہے۔ عوام کو ایسا ہرگز نہ کرنا چاہیے کہ ان عظیم الشان ذرایع کی ملکیت سے دوامی طور سے دست بردار ہو جائیں۔ تاہم عوام صرف خانگی منافعہ کو کسی حد تک روا رکھ کر ہی غالباً اس کو موثر طریقے سے ترقی دے سکتے ہیں۔ مابعد دور میں جبکہ قوت کے استعمال و استفادے کے بہترین طریقے سمجھ میں آجائیں یہ ممکن ہے کہ سرکاری انتظام خانگی انتظام کی جگہ لے لے۔

۳۔ جب خانگی ملکیت و انتظام میں تغیر رونما ہوتا ہے تو حقوق قائمہ کا سوال پیدا ہوتا ہے۔ خریداری کے شرایط ایسے نہ ہونے چاہئیں جن سے کاروبار کے دوسرے پرخطر شغلوں میں اصل مصروف کرنے سے لوگ باز رہیں یا دست کش ہو جائیں۔ بلکہ اس کے برخلاف صرف اس قدر معاوضہ ادا کرنا چاہیے جو خانگی انتظام اور شغل اصل کے جذبے کو زندہ اور تازہ رکھنے کے لیے ضروری ہو۔ گویا جتنا معاوضہ کفایت کرسکتا ہو اس سے زاید نہ دینا چاہیے۔ یہ قدرتی امر ہے کہ بیچنے والا ہمیشہ زیادہ لینے کی کوشش کرتا ہے، یعنی ابتداءً تو غیر محدود اجازہ چاہتا ہے اور متعاقب زمانے میں اعلیٰ ترین قیمت پر فروخت کرنے کا متمنی ہوتا ہے۔ مالیاتی بازار اس کی آمدنیوں کے حساب سے اس کی آمدنی کی سربستہ مالیت طے کریں گے، خواہ وہ آمدنیاں کتنی ہی اعلیٰ ہوں اور وہ اسی مالیت کے لحاظ سے خریداری کا متوقع

باب ۲۴
سرکاری ملکیت
اور
انتظام
426

رہے گا۔

ان معاملات میں سب سے پہلا اور سادہ سرکاری اصول یہ ہونا چاہیے کہ غیر محدود اجازہ نہ دیا جائے۔ خواہ سوال ریلوں کا ہو یا ٹریم کا یا گیس رسانی کا یا ٹیلی فون کا یا آب رسانی کا، صنعت کو خانگی ہاتھوں میں چلانے اور قائم کرنے کا حق اور قانونی اجازت دونوں محدود مدت تک ہونے چاہئیں۔ نیز ایسے شرایط پر خریداری کا خاص حق محفوظ ہونا چاہیے جو کلوں اور کارخانے کے مصارف پر مبنی ہو، نہ کہ اس کی آمدنی کی سربستہ مالیت پر۔ تجربہ بتاتا ہے کہ تیس سال کی مدت بلکہ پچاس سال کی مدت یقیناً خاصی طویل مدت ہے، اور یہ کہ معقول شرایط پر خریداری کرنے کا حق خانگی شغل اصل میں مزاحم نہیں ہوتا۔

اس اعتبار سے امریکہ کے طبقے اپنے آیندہ اخلاف کی حد تک بہت بے پروا رہے ہیں۔ انھوں نے اپنے پیدائشی حق کو بالکل حقیر معاوضے پر فروخت کر دیا یا بالکل مفت دے دیا۔ اس کی تشریح و توجیہ بہت کافی بدیہی ہے۔ ابتدائی رہبری کے دور میں قدیم بسنے والوں کے اساسی مقاصد میں سے ایک مقصد یہ ہوتا ہے کہ ان ہی چیزوں کو اپنے قبضے میں لائیں جو مستقبل میں قابل قدر یا بیش قدر ہوں گی، مثلاً زمین، سکونتی خطے، معادن، جنگل، آبی قوت، "اجازے"۔ اس وقت کسی کو اخلاف کے حقوق محفوظ کرنے کا خیال نہیں ہوتا؛ تقریباً ہر شخص فوراً ان چیزوں کا استحصال کرنا چاہتا ہے جن کے لیے اخلاف اعلیٰ قیمت ادا کر سکیں گے۔ صرف اس صورت میں جبکہ شدید ممانعت کی جائے یا دستوری قانون نافذ کیا جائے (مثلاً علاقوں کے بارے میں کانگریس کی جانب سے) ہر طبقہ مستقبل کے امکانات کے اس قسم کے استحصال سے باز رہ سکے گا۔

جب اجارے کی صنعت کو غیر محدود خانگی ملکیت میں رہنے دینے کی غلطی کی گئی ہو، اور جہاں اس کی خرید و فروخت یکے بعد دیگرے متعدد اشخاص نے اس قسم کی ملکیت کی بنیاد پر کی ہو وہاں اسی صورت میں جبکہ

باب ۱۳
سرکاری ملکیت اور انتظام

خانگی ملکیت کو سرکاری ملکیت میں منقلب کرنے کی ٹھان لی گئی ہو بجز مالکوں سے صنعت کو بازاری قیمت پر خرید لینے کے اور کچھ نہیں کیا جا سکتا۔ اس صورت میں مصارف شغل اصل کی بنیاد پر نہیں بلکہ آمدنیوں کی سربستہ مالیت کی بنیاد پر خریداری مقرر ہونی چاہیے۔ یہ صورت زمین اور سکونتی خطوں کی صورت کے مماثل ہے۔ اگر قوم نے دوامی اجازہ کی بنیاد پر شغل اصل اور خریداری کو منظور کر لیا ہو تو اُسے خود موجودہ قدر و قیمت کی بنیاد پر خریداری کرنی چاہیے۔ زیادہ سے زیادہ وہ یہ کر سکتی ہے کہ اجارے یا خاص حق کی بنا پر مستقبل میں جو زائد ما حصل وصول ہو صرف اس کو اپنے لیے محفوظ رکھ لے۔ ٹھیک اسی طرح جس طرح وہ سکونتی خطوں کی مستقبل آمدنی غیر ملکتسب کو محصول کے ذریعے سے وصول کر سکتی ہے۔ تا وقتیکہ تمام خانگی املاک کا ہمیشہ کے لیے قلع قمع نہ کر دیا جائے اس خاص قسم کی ملک و جائداد کے قانونی اور جائز مالک خاص طور سے بید خلی کا نشانہ نہیں بنائے جا سکتے۔ مثلاً اسی وجہ سے جب پرشیا نے ۱۸۷۸ء میں سرکاری طور سے ریلوں کو خرید لینے کے لیے عہد آفریں قدم اٹھانے کا ارادہ کیا تو خریداری اسٹاکوں کی بازاری قیمت پر بہت آزادی اور سادگی کے ساتھ عمل میں آئی۔ جب برطانیہ اپنی ریلوں کو خریدے گا جیسا کہ کچھ زمانے بعد ممکن ہے تو اسے بھی یہی کرنا ہوگا۔ ریاستہائے متحدہ کو بھی یہی کرنا پڑے گا، اگر اس قسم کی دوررس تبدیلی کرنے کا وقت آ جائے۔ مستقبل کے امکانات کے لیے فرانس کی حیثیت مقابلۃً بہت موافق ہے، اس لیے کہ ابتدائی آئین کے شرایط کے تحت اس کی ریلیں سرکاری ملک اور قبضے میں بیسویں صدی کے وسط تک آ جائیں گی اور مستقل کلوں اور اصل قائم کے لیے کوئی معاوضہ ادا کرنا نہ پڑے گا۔

۴۔ سابقہ بحث اس امر کو ملحوظ رکھ کر کی گئی کہ گویا خانگی ملکیت سے سرکاری ملکیت کی صورت میں تغیر تمام اجارے کی صنعتوں کے بارے میں یقیناً رونما ہوگا اور یہ کہ گویا اس کا انحصار کلیۃً فنی اور صنعتی ترقی کی مفروضہ حالت کی تکمیل پر ہے۔ لیکن معاملہ اس قدر سیدھا سادا نہیں ہے۔

باب ۲
سرکاری ملکیت
اور
انتظام

سرکاری ملکیت ممکن ہے کہ رونما ہی نہ ہو، یا ممکن ہے کہ اس سے پیشتر طویل زمانے تک سرکاری نگرانی کے تحت خانگی ملکیت قائم رہے۔ جن حالات پر اصول عمل کے انتخاب کا مدار ہونا چاہیے وہ اس صورت میں محدود معنوں میں معاشی نہیں ہیں بلکہ زیادہ تر معاشری و سیاسی ہیں۔

یہ صحیح ہے کہ بعض ایسی معاشی خصوصیات مرتب کرنے کی کوششیں کی گئی ہیں جن کے ذریعے سے سرکاری اور خانگی صنعتوں کے مابین امتیاز کیا جا سکتا ہے۔ ابتدا میں مشہور و معروف کوشش جیونس نے کی تھی، چنانچہ انھوں نے ایسی صنعت کی خصوصیات جو سرکاری انتظام کی حد تک موزونیت رکھتی ہیں حسب ذیل بیان کی تھیں:— (۱) قلیل المقدار اصل، (۲) معمولی اور مقررہ کاروبار؛ (۳) متعدد خدمات کا اتحاد و اجتماع مثلاً ڈاک، ٹیلی فون اور ٹیلی گراف؛ (۴) واحد ہمہ گیر کارخانے بننے کی استعداد و قابلیت مثلاً گیس اور آب رسانی۔ یہ اصول اس وقت پیش کیا گیا تھا جبکہ انگلستان میں سرکار کے ملک اور قبضے میں ٹیلی گراف کو دے دینے کا مسئلہ زیر بحث تھا، لیکن بعد کی شدید عملی ضرورتوں پر صادق آنے سے وہ ناکام رہا۔ سب سے پہلا لزوم یعنی اصل کا قلیل مقدار میں موجود ہونا، ریلوں کی صورت میں پورا نہیں بیٹھتا؛ تاہم اس صورت میں سرکاری انتظام بڑے پیمانے پر کیا جاتا ہے۔ پھر بھی اصول اب تک توجہ کا مستحق ہے؛ اس لیے کہ وہ مسئلے کے بعض سیاسی مشکلات کی جانب اشارہ کرتا ہے۔

428

جیونس کے بیان کردہ لوازم کی تہ میں سرکاری عہدہ داروں کی طرف سے بدگمانی مضمر ہے۔ اسی سے قلیل المقدار اصل کی پہلی مد کی توجیہ و تشریح ہوتی ہے۔ جہاں اصل کی مد بڑی ہو وہاں، صنعت و کاروبار کے مالی و فنی نتیجے کو جانچنا مشکل ہوتا ہے۔ ممکن ہے کہ انتظام اچھا ہو، لیکن اس کے باوجود مرمت اور توسیع کے مصارف سالانہ حساب میں گھاٹا پیدا کر سکتے ہیں، اس کے برعکس کلوں کی مطلوبہ توسیع و اصلاح و درستی پر ہاتھ روک کر رقم صرف کی جائے تو اس طریقے پر ادنیٰ درجے کا منتظم بھی خاصا منافع دکھانے کے قابل ہو سکتا ہے۔

باب ۲۴
سرکاری ملکیت اور انتظام

جس کسی نے ریلوں یا لوہے کے کارخانوں یا بڑے صنعتی کارخانے کے حسابات پر نظر ڈالی ہو اس کو معلوم ہے کہ انتظام اچھا ہے یا برا اس کا تصفیہ کرنے سے پیشتر اعداد کا تجزیہ کرنا اور سب سے بڑھ کر اصل کی مد کی جانچ کرنا کس قدر ضروری ہے۔ جوں جوں کارخانہ زیادہ وسیع اور پیچیدہ ہوتا جاتا ہے سرکاری عہدہ داروں کی نگرانی کرنا اور یہ فیصلہ کرنا کہ آیا ان کا نظم ونسق عمدہ رہا ہے زیادہ دقت طلب ہوتا جاتا ہے۔ سرکاری عہدہ داروں کی ممکنہ کامیابی کے بارے میں عام شبہہ کرنے کا میلان کسی کے دل میں جتنا زیادہ ہوگا اتنا ہی ایسے کاروبار کو ان کے حوالے کرنے کے بارے میں اس کو زیادہ اختلاف ہوگا۔

کچھ اسی طرح کی چیز ایسے کاروبار پر صادق آتی ہے جن میں مقررہ ضابطے کے لحاظ سے کام کیا جاتا ہے۔ یہ بھی نگرانی کو آسان کر دیتی ہے۔ جہاں نظم ونسق مقررہ قواعد وضوابط میں تحلیل کر دیا جا سکتا ہو وہاں، یہ معلوم کرنا آسان ہوتا ہے کہ ان کی پابندی اور متابعت کی جا رہی ہے یا نہیں۔ اسی سبب سے بعض اوقات یہ کہا جاتا ہے، جیسا کہ جیونس نے کیا تھا، کہ اگر صنعتی کاروبار ہمیشہ ہر شخص کے پیش نظر رہے تو اس کے سرکار کے انتظام کے تحت انجام پانے کا زیادہ قرینہ ہوتا ہے۔ ڈاکخانہ ان سب لوازم کو پورا کرتا ہے، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اسی صورت نے بلاشبہہ معیار قائم کر دیا۔ اگر ہم اس مقدمے سے آغاز کریں کہ سرکاری عہدہ دار ناقابل اعتبار ہیں اور ان کی ہمیشہ نگرانی کرنی ضروری ہے تو ہم اس کو سرکاری انتظام کے ایسے تحدیدات وشرائط پر ختم کرتے ہیں جیسے کہ جیونس نے پیش کیے تھے۔

لیکن اس سوال کا انحصار کہ آیا سرکاری عہدہ داروں کی دائمی طور سے نگرانی کرنے کی ضرورت ہے یا نہیں، ان کے خصائل اور اوصاف پر ہے؛ اور پھر اس کا انحصار جمہوریت میں انجام کار انتخاب کرنے والی جماعت پر یا کسی ایسے دوسرے گروہ پر ہے جو ان کو منتخب کرتی ہے۔ اگر ہمیں عہدہ داروں کی دیانت وقابلیت کا یقین ہو تو ہم صنعتی کاروبار کا بہت بڑا حصہ انتظام کی غرض سے ان کے سپرد کر سکتے ہیں۔ ہمیں اس وجہ سے کہ اصل کی مد بڑی ہے یا

باب ۱۴
سرکاری ملکیت اور انتظام
429

اس وجہ سے کہ کاروبار بے قاعدہ اور پیچیدہ ہیں یا عوام کی نظر سے پوشیدہ ہیں پس وپیش کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہم ان تمام اجارے کی صنعتوں کا انتظام ان کے سپرد کر سکتے ہیں جو اپنی ترتیب کے ابتدائی اور تجربی دور سے گزر چکی ہیں اور جن میں فنی حالات خاصی حد تک جم چکے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ سرکاری انتظام کے تحت چلنے والی صنعتوں کی خالص معاشی خصوصیات پختگی اور اجارہ ہیں۔ لیکن سرکار کے معنی سرکاری عہدہ دار ہیں؛ اور یہ سوال کہ آیا وہ اس کام کو انجام دینے کی پوری صلاحیت رکھتے ہیں یا نہیں ایک بہت ہی دقت طلب سیاسی و معاشری مسئلہ ہے۔

۵۔ ایسے سرکاری ملازموں کو حاصل کرنے کے لیے جن کی کارکردگی اعلیٰ درجے کی ہو دو چیزیں ضروری ہیں۔ اول تو اعلیٰ درجے کے منظم سیاسی ادارے اور دوسرے قوم کے بڑے حصے میں اعلیٰ درجے کی ذہانت؛ اور یہ چیز جمہوریئے میں خاص طور سے ضروری ہے۔

روایات و عادات کا بھی کچھ کم دخل نہیں ہوتا۔ انتخابات میں کامیاب ہونے والی جماعت کے پیروؤں کا تقرر کرنے کا طریق بڑی حد تک مذموم عادت ہے۔ تاوقتیکہ اس کا استیصال نہ کر دیا جائے اعلیٰ درجے کے سرکاری انتظام کی کوئی توقع نہیں ہو سکتی۔ جرمنی کی استبدادیت قدیم روایات پر قائم رہی اور بہت زمانے سے بادشاہ پرستی کے تخیل سے وابستہ رہی ہے، لیکن سیاسی انتظام کی خواہ کچھ ہی شکل کیوں نہ ہو اس کے قائم و برقرار رہنے کا امکان ہوتا ہے۔ یہ حکومتی جدوجہد کی کامیاب توسیع کا نہایت بیش قدر آلۂ کار ثابت ہوئی ہے۔ برطانوی سیول سروس انیسویں صدی کے نصف آخر میں ترقی پذیر و رونما ہوئی، لیکن یہ بھی اس سے کچھ کم اعلیٰ درجے کا آلۂ کار ثابت نہیں ہوئی۔ جرمانی طریق کے مثل اس میں قلیل جماعت کی حکمرانی کا شائبہ پایا جاتا تھا، اور مہم سر کرنے اور خدمت انجام دینے کے ایسے جذبے سے کام لیا جاتا تھا جس کی پرورش منتخب اعلیٰ درجے کی تعلیم یافتہ جماعت میں ہوئی تھی۔ برطانیہ عظمیٰ میں بھی یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ سیاسی حالات کی تبدیلی کی

باب ۶۴
سرکاری ملکیت اور انتظام

صورت میں بھی جذبہ قائم رہے گا۔ لیکن امریکہ کے چیکوں، بنک کے کھاتوں، محدود اقتدارات اور منقسمہ ذمہ داریوں کے اصول، اعلیٰ درجے کے سرکاری انتظام کے منافی ہیں۔ یہاں کے روایات اس زمانے کا ترکہ ہیں جبکہ ہونے والا مطلقیت پسند، ریاست کا صدر ہوتا تھا، اور جب سرکاری عہدہ داروں پر آزادی کے مخالف ہونے کا گمان کیا جاتا تھا۔ ہم بتدریج اس خیال کو تسلیم کرتے جارہے ہیں کہ سرکار، معاشری اصلاح و بہبود کا بہت بڑا عامل بن سکتی ہے اور یہ کہ اس کے عہدہ داروں کو بہت زیادہ آزادئ عمل اور کم تحدید کی ضرورت ہے۔ بلدی حکومت میں، جہاں صورت حالات بدترین ہے مصلحین کا نصب العین ذمہ داری کی پیچیدہ لڑیوں کو توڑنا، ان میں مرکزیت پیدا کرنا، منتخبہ عہدہ داروں کی تعداد گھٹانا، ان کی میعاد بڑھانا، اور مقررہ ضابطے کا کام کرنے والے عملے اور تربیت یافتہ ماہروں کا مستقل حق ملازمت قائم کرنا ہے۔ ان سب اعتبارات سے خیالات و عادات میں بتدریج تبدیلی ہو رہی ہے اور کم از کم بہتر حالات کے امکانات کے لیے راستہ طیار کیا جارہا ہے۔ 430

سرکاری مزدوروں اور عملے سے جمہوریت میں کام لینے کا مسئلہ ہمیشہ سے دقت طلب اور پیچیدہ مسئلہ رہا ہے، زائد تنخواہ اور زائد حقوق پاکر وہ مصدر عنایات و نوازش جماعت بننے کی کوشش کرتے ہیں۔ جیسا کہ پہلے بیان ہوچکا ہے[1] دوسرے مزدور اس مبہم تصور کی بنا پر ان مساعی میں ان کی عام طور سے مساعدت کرتے ہیں کہ یہ عمل عام طور سے اجرتوں کو بڑھا دے گا اور خاص حقوق کو وسیع کرے گا۔ اس کے برخلاف منتخبہ عہدہ داروں میں یہ میلان ہوتا ہے کہ ان کے مطالبات کو منظور کرلیا جائے، اس لیے کہ رائے دہندوں کی اس متین و متحدہ جماعت کو اس معاملے میں مطمئن کرنا ضروری ہے۔ مزدوروں کی بڑی جماعتوں سے کام لینے کے معنی اس کی بدترین

[1] دیکھو باب ۵۴۔

باب ۶۴
سرکاری ملکیت اور انتظام

شکل میں بڑے سیاسی نظام اور سیاسی خرابی کچھ ہیں۔ اس کی بہترین شکل میں بھی یہ امکان ہے کہ آدمیوں کے لیے ناجائز طور سے جگہیں نکالی جائیں اور آسانی کے ساتھ قطع و برید کی جائے۔ اسی وجہ سے کارکردگی اچھی نہیں ہوتی اور مصارف زیادہ ہوتے ہیں۔

خانگی صنعت میں اس خرابی کی روک تھام خود بخود ہو جاتی ہے۔ منتظم کو منافع حاصل کرنے کی فکر ہوتی ہے، وہ اپنے مزدور کا اس سے زیادہ معاوضہ ادا نہ کرے گا جتنے میں وہ اس کو حاصل کر سکتا ہے؛ یعنی جتنا دوسرے مزدور حاصل کر سکتے ہیں اتنا ہی دے گا۔ برخلاف اس کے سرکاری عہدہ دار منافع کی آزمایش کا شدت کے ساتھ تابع نہیں ہوتا؛ وہ بظاہر بے پایاں خزانے میں غوطہ لگا سکتا ہے۔ سرکار کو مثالی آجر ہونا چاہیے اور معقول اجرتوں، مناسب اوقات کار، مستقل ملازمت اور ہمدردانہ ماحول کا اچھا نمونہ پیش کرنا چاہیے۔ لیکن سرکار کو اپنی دی ہوئی پورے دن کی تنخواہ کے معاوضے میں پورے دن کا کام کرنے کو لازم گردانے میں بھی مثال قائم کرنی چاہیے۔ کثیر التعداد اشخاص کا یہ خیال ہے کہ سرکار کو تنخواہ کے بارے میں کشادہ دل اور فیاض ہونا چاہیے اور کام کے بارے میں نرمی اختیار کرنی چاہیے۔ آسٹریلیا کی "سرکاری مزدوری"[1] کے محاورے میں بہت اہم مطالب جمع ہیں۔ جمہوریئے میں سرکاری عہدہ دار کو اخراج کے اقتدار سے کام لینے اور سب سے بڑھ کر ایسے طرز عمل کے روکنے میں جو خالص سستی اور غیر پیدا آوری کی جانب مائل ہو ہمیشہ دقت پیش آتی ہے۔

سرکاری انتظام کے تحت دوسری دقت صنعتوں کی ترقی کا برقرار رکھنا ہے۔ فنی پختگی تک کامل طور سے کبھی رسائی نہیں ہوتی؛ مزید ترقی ہمیشہ ممکن ہوتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ عدم تیقن و تجربے کے ابتدائی دور اور مقررہ طریقوں پر تدریجی اصلاح کے مابعدی دور کے مابین وسیع فرق

---

[1] Government Stroke

باب ۱۲
سرکاری ملکیت
اور
انتظام
431

ہوتا ہے۔ مثلاً ریلیں ابھی تک مکمل حالت کو نہیں پہنچی ہیں اور ان میں ترقی کامل جاری ہے۔ لیکن فنی و معاشی دستور العمل کے اہم خدوخال صاف طور سے نمایاں ہو چکے ہیں۔ اگرچہ ذرایع نقل وحمل میں برقی قوت کے کام میں لائے جانے کی وجہ سے ممکن ہے کہ ریل کے ذریعے سے بار برداری کرنے میں عظیم الشان تغیرات رونما ہوں، لیکن کوئی تغیرات اس قدر انقلاب انگیز نہ ہوں گے جتنے کہ وہ تغیرات جو ایجاد و ترقی کے ابتدائی دور میں رونما ہوں۔ پھر بھی دوسری صنعتوں کے مثل ریلوں میں، خواہ وہ مقابلتہً مقررہ حالت پر بھی کیوں نہ پہنچ گئی ہوں، سرکاری انتظام کے اطمینان بخش ثابت ہونے کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ صرف اس چیز کے بخوبی انجام دینے پر قناعت نہ کریں جس کا انجام دینا دُنیا معلوم کر چکی ہے۔ جو سلسلۂ ترقی اس کو قائم رکھنا چاہیے وہ شوق، سرگرمی، جوش وخروش کا اور پیشہ ور کاموں کو کامل انہماک کے ساتھ انجام دینے والے تربیت یافتہ ارباب انتظام اور ماہروں کا محتاج ہے۔ صرف نہایت ہی ہوشمند اور متین جمہوریہ یا نہایت ہی قابل استبدادی حکومت ایسے اشخاص کی خدمات حاصل کر سکتی اور بہترین نہج پر ان سے کام لے سکتی ہے۔ جرمانی سلطنت اور جرمانی ریاستوں نے اپنے ڈاکخانوں، ٹیلی فون اور ٹیلی گراف بلکہ غالباً اپنی ریلوں اور بلا شبہہ اپنے فوجی انتظامات میں بہت زمانے تک عالی حوصلگی اور مسابقت کا بہت ہی اعلیٰ معیار قائم رکھا۔ لیکن آسٹریلوی نوآبادیات کے بارے میں بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے محض کاہلانہ انتظام قائم رکھا؛ وہ یقیناً دیانت دار ہیں (اور اس کے لیے ریاستہائے متحدہ کے باشندوں کو ان کے سامنے بصد افسوس سر تعظیم خم کرنا چاہیے) لیکن سرگرمی، زندہ دلی اور جوش وخروش سے وہ بے بہرہ ہیں۔ بجز سوئٹزرلینڈ کے ایک امکانی استثنا کے کسی قوم نے اپنے مفاد عامہ کی صنعتوں میں سے کسی میں ترقی کا ایسا عمدہ جذبہ ظاہر نہیں کیا ہے جیسا کہ خانگی صنعت کے میدان میں ظاہر ہوا ہے۔

باب ۲۶
سرکاری ملکیت
اور
انتظام

۶ - آخر میں تنظیم اور کارکردگی کے یہ سب معاملات، جمہوریت میں کامیاب سرکاری انتظام کے اساسی لوازم یعنی قوم کی اخلاقی اور عقلی خوبی پر مبنی ہیں۔ دیانتدار اور وفادار آدمی حاصل کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ قوم کے خصائل روش اور اخلاق کا اوسط اچھا ہو؛ اس کے علاوہ ذہانت اور متانت کا اوسط بھی اچھا ہونا چاہیے، تاکہ تربیت یافتہ اور ترقی پذیر ماہروں کی جماعت کا انتخاب عمل میں لایا اور اس کو برقرار رکھا جاسکے۔ ان معاملات میں سے پہلی چیز کی تحصیل کافی مشکل ہے؛ اور دوسری چیز کی تحصیل بہت مشکل ہے۔

ریاستہائے متحدہ کے لوگوں کو ابھی یہ سیکھنا باقی ہے کہ عام طور سے دیانتدار اور وفادار آدمی کس طرح لیے جائیں جو ضابطے سے کام کرنا جانتے ہوں۔ قدیم اور فرسودہ سیاسی ادارے، منتخب عہدہ داروں کی زیادتی، ذمہ داری کی مرکزیت کا فقدان، یہ سب چیزیں بڑی حد تک خرابیوں کی توجیہ کرتی ہیں، اور سیاسی انتظام کے ان معاملات کی اصلاح آیندہ کی بڑی بڑی توقعات قائم کراتی ہے۔ لیکن آخرکار ہمیں لوگوں کی قسم اور نوع پر انحصار کرنا پڑتا ہے۔ اگر انتخاب کنندوں کا حلقہ اچھا ہو تو وہ دیانتدار اور قابل عہدہ داروں کا انتخاب کرے گا، اور بگڑا ہوا یا بے پروا حلقہ خودپرست قائدوں اور چوروں کو منتخب کرے گا۔ ریاستہائے متحدہ میں بلدی حکومت کے نقائص کو منتشر ذمہ داری کی جانب اور کمیٹی کے ذریعے سے نظم و نسق میں حصہ لینے کے طریق کی جانب بالعموم منسوب کیا جاتا رہا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اس کے اثرات مضر ہوئے ہیں۔ لیکن یہ امر حیرت انگیز ہے کہ برطانیہ میں اسی کا مماثل نظام، دیانتدارانہ اور اعلیٰ درجے کے انتظام کی راہ میں حائل نہیں ہوا[1]۔ بلدی حکومت کے نظام کی اصلاح سے

432

[1] دیکھو لوول کی کتاب موسوم بہ Government of England جلد دوم باب ۳۹ و باب ۴۰ خاصکر صفحہ ۱۷۹؛ اور منرو کی کتاب موسوم بہ The Government of European cities صفحہ ۲۸۲ و متعاقب صفحات خاصکر صفحہ ۳۰۰۔

باب ۶۴
سرکاری ملکیت اور انتظام

اس وقت تک کوئی فائدہ نہ ہوگا جب تک اس نظام پر عملدرآمد کرنے کے لیے مناسب اشخاص کا انتخاب نہ کیا جائے گا۔ اس اساسی لزوم سے مفر کی کوئی صورت نہیں۔

بالعموم یہ کہا جاتا ہے کہ ہمارے بلدی اور سرکاری معاملات کے بگاڑ اور نقائص کا باعث بڑے بڑے اجارے کے کاروبار کی خانگی ملکیت ہے، اور یہ کہ سرکاری ملکیت اس کا علاج ہے۔ اس طرح کا استدلال کرنا موقع کو غلطی سے علت سمجھنا ہے۔ موقع، منافع کی وہ عظیم مقدار ہے جو اجارے کے کاروبار سے وصول ہو سکتی ہے؛ سبب سیاسی بگاڑ ہے۔ اس کا نفس معاملہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا کہ آیا بگاڑ کی ابتدا اجارے کے کاروبار کے قائدوں نے کی ہے یا سرکاری عہدہ داروں نے، یعنی یہ کہ آیا پہلا قدم رشوت ہے یا استحصال بالجبر۔ ہر صورت میں زر کی طمع رکھنے والے قانون ساز اور ارباب نظم ونسق ہی بدخصلت اور خام سیرت اشخاص کو "خدمات عامہ کی صنعتوں" کے انتظام میں جگہ دینے کا باعث ہوتے ہیں۔ شریف اور عزت دار اشخاص بے سواد اور ناخوشگوار معاملات سے کنارہ کش ہو جاتے ہیں اور ان کی یا بجائی ان سے کم دیانت دار اشخاص سے کی جاتی ہے۔ ان تمام مشکلات کی جڑ یہ ہے کہ مذموم سیاسی صورت حال تخریب اخلاق پیدا کرتی ہے، نہ یہ کہ تخریب اخلاق سے سیاسی صورت حال بگڑتی ہے۔

دوسری جانب اس قدر تسلیم کرنا ضروری ہے کہ مجتمعہ قومی عمل میں ایک مشتعل کرنے والی قوت موجود ہے۔ قوم کے جذبے کو ان کاموں کے بخوبی انجام دینے کے لیے ابھارا جا سکتا ہے جن کو اس نے اپنے لیے مقرر کر لیا ہو۔ یہ کہنا سراسر مہمل ہے کہ حکومت کے ذمے بہ کثرت کام لگا دینے سے خود بخود حکومت کے کام کی خوبی پر مفید اثر پڑتا ہے یعنی محض کثیر المقدار کاروبار کی ذمہ داری سر پر لینے سے حکمران جماعت میں ان کو انجام دینے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن غرور اور حب وطن خاصکر

مقامی غرور اور حب وطن سے کام لیا جا سکتا ہے اور اس طرح بجھنے والی قوتوں کو ہمیشہ کے لیے مشتعل کیا جا سکتا ہے۔

۷۔ یہ کہنا ناواجب نہ ہوگا کہ جمہوریئے کے مستقبل کا انحصار اس کے سرکاری ملکیت و تنظیم کے مسائل کو کامیابی کے ساتھ حل کرنے پر ہے۔ بڑی بڑی اجارے کی صنعتوں کو سرکاری نگرانی کے بغیر خانگی ہاتھوں میں رہنے دینا سرکاری اقتدار کی عملداری میں دوسرے کو کامل اختیار دینا ہے، اور یہ دولتمندوں کی حکومت کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ ان کا انتظام سرکاری کاروبار کی حیثیت سے کرنے یا خانگی انتظام میں رکھ کر موثر طریقے پر ان کی نگرانی کرنے کے لیے ضبط و استقلال سے کام کرنے، جلسہ کے طریقے کو ترک کرنے، عمدہ قائدوں کو منتخب کرنے میں ذہانت سے کام لینے، اور ان کی اتباع و پیروی کرنے میں استقلال و استقامت دکھانے کی ضرورت ہے۔ یہ چیزیں ایک دن میں نہیں سیکھی جا سکتیں اور نہ اس کا کوئی یقین ہے کہ صنعتی انتظام میں سرکاری نگرانی کو بڑھا دینے سے ان کو سیکھا جا سکتا ہے۔ ممکن ہے کہ امریکہ کے لوگ بہت زمانے تک اس حالت تک نہ پہنچ سکیں جس میں کہ وہ سرکاری انتظام کی ذمہ داریوں پر قابو حاصل کرنے کے قابل ہوں۔ اس مسئلے کا بہترین حل یہ ہے کہ بڑی بڑی اجارہ کی صنعتیں بہترین قسم کے ترقی پذیر سرکاری انتظام کے تحت رکھی جائیں! لیکن وہ شخص جو یہ خیال کرتا ہے کہ ایسی معیاری اور بہترین صورت حالات آسانی کے ساتھ یا جلدی رونما ہوگی بہت زیادہ امیدیں قائم کرتا ہے۔

کام کو وقت طلب یا نتیجے کو غیر یقینی ماننے سے یہ کہنا لازم نہیں آتا کہ اس کام سے بالکل دست بردار ہو جانا چاہیئے۔ سرکاری انتظام اور کاروبار کے تجربے کی آزمائش کرنی چاہیئے اور اس کو کامیاب نتیجے پر پہنچانے کی ہر ممکنہ کوشش کرنی چاہیئے۔ سب سے زیادہ امید افزا میدان بظاہر اوسط درجے کا بلدیہ معلوم ہوتا ہے۔ بڑی بڑی صنعتوں کو فی الحال نیو یارک یا فی لاڈل فیا کی حکومتوں کے مثل شہری حکومتوں کی نگرانی میں دے دینا احتیاط کے خلاف ہوگا۔ لیکن اس سے چھوٹے درجے کے شہروں میں بہتر امکانات

باب ۲۴ سرکاری ملکیت اور انتظام

موجود ہیں۔ اگرچہ ان میں بھی سیاسی حالات کی بہت زیادہ مذموم صورت رہی ہے، پھر بھی صنعتوں کو بلدیوں کی نگرانی میں دے دینے کے طریق سے بہت کچھ بہتر توقعات وابستہ ہیں، اور اس کی آزمایش لایق پذیرائی ہے۔ اگر وہ ناکام ہو تو اس سے یہ معلوم ہو جائے گا کہ وہ لوگ غلطی پر ہیں جو جمہوریئے کی ذمہ داریوں میں اضافہ کرنے کے بارے میں عجلت کرتے ہیں۔ اگر وہ کامیاب ہو تو اس سے بہتر اور کیا بات ہو سکتی ہے۔

ایسے تجربوں میں کامیابی یا ناکامی کا اندازہ قلیل مدت میں نہیں ہو سکتا۔ اور نہ کوئی معقول فرق و امتیاز کیا جا سکتا ہے۔ ابتدائی زمانے میں غلطیاں اور مایوسیاں ناگزیر ہیں۔ یہ معلوم ہونے سے قبل کہ آیا ضروری سبق سیکھ لیا گیا یا نہیں بہت کچھ مدت کا گذرنا ضروری ہے۔ اور جہاں تک نتیجے کا تعلق ہے وہاں تک، یہ ذہن نشیں رکھنا ضروری ہے کہ مسئلہ ہمیشہ یہ رہے گا کہ منافع کا پلہ بھاری ہے یا نہیں۔ سرکاری تملیک کے مخالفین اس کے نقائص اور کمزور پہلوؤں پر ہمیشہ انگشت نمائی کرتے رہتے ہیں؛ یعنی یہ کہ اس میں اصلاح و ترقی کو بلا تامل قبول کر لینے کی بہت کم صلاحیت ہوتی ہے اور عامۃ الناس کو پڑ جانے کا موقع ہوتا ہے جن سے محض نمایش ہوتی ہے (یعنی مسافروں کے لیے ادنیٰ شرحیں رکھنا، ریلوں میں مسافروں کی نشست کا اچھا انتظام کرنا اور اس کے برخلاف اس سے جو اہم چیز یعنی سامان کی نقل و حمل ہے اس میں تغافل برتنا)، من ترا حاجی بگویم تو مرا ملا بگو کے اصول پر عمل کیا جاتا ہے، اور اجیروں کے ساتھ ناواجب عنایات مرعی رکھے جاتے ہیں۔ اصلی سوال یہ نہیں ہے کہ آیا یہ چیزیں بری ہیں یا نہیں بلکہ یہ کہ آیا وہ خانگی ملکیت کی خرابیوں سے بدتر ہیں یا نہیں؟ مثلاً ریاستہائے متحدہ اور آسٹریلیا کی ریلوں کا مقابلہ و موازنہ کرنے والا موخر الذکر ریلوں میں بعض شدید قسم کے اسقام پائے گا۔ لیکن اس کو ریاستہائے متحدہ میں محتاج توجہ نقائص ملیں گے۔ وہ ریاستہائے متحدہ میں اعلیٰ درجے کی کارکردگی پائے گا لیکن اسی کے ساتھ انتظام بھی تکلیف دہ ہوگا، اور دولت کی عظیم الشان عدم مساوات کے نحس و نامبارک عواقب دکھائی

434

باب ۲۴
سرکاری ملکیت
اور
انتظام

دیں گے؛ چنانچہ وہ آسٹریلیا کی سرکاری ریلوں کے خلاف بلا تامل فیصلہ صادر نہ کرے گا۔

سب ملکوں اور خاصکر انگریزی بولنے والے ملکوں کے کاروباری اور خوش حال طبقے اس موضوع پر بہت شاذ بے تعصبی اور کھلے دل سے غور کرتے ہیں۔ وہ ان تمام شہادتوں کی سماعت خاص مستعدی کے ساتھ کرتے ہیں جو سرکاری ملکیت کے خلاف ثبوت پیش کرتی اور اس کی آیندہ ترقی کی طرف سے بدظن ہیں۔ پُرمنفعت اجاروں کی اس وقت نگرانی کرنے والے اشخاص آزادی کے ساتھ ان طبقوں کو ہر قسم کے سطحی دلائل اور غیر صحیح اطلاعات بہم پہنچاتے ہیں۔ ان کے تعصبات ریاستہائے متحدہ میں دوسرے تمام ملکوں سے بڑھ کر مذموم قسم کے ہیں۔ اس حالت اور طرزِ عمل کے متعدد اسباب ہیں۔ ایک لحاظ سے وہ "می گزرد" اور "عدم مداخلت" کے قدیم سیاسی فلسفے کا ترکہ ہے۔ اور ایک حد تک اس کا باعث اس ملک میں حکومت کی بدنظمی کا افسوسناک تجربہ ہے۔ لیکن بہت بڑی حد تک وہ املاک سے محروم کر دیئے جانے کے پوشیدہ خوف کا نتیجہ ہے۔ سرکاری انتظام "اشتراکی" ہے اور یہ خوف کیا جاتا ہے کہ وہ آیندہ کامل ضبطی کا پیش خیمہ ہے۔

سرکاری ملکیت اور اشتراکیت کے مسائل کے باہمی تعلق پر کسی دوسری جگہ غور کیا جائے گا۔[1] لیکن سردست یہ کہا جا سکتا ہے کہ اگر خانگی ملک پر سرکاری نگرانی قائم کی جائے تو ایسی املاک کے برقرار رہنے کا زیادہ قرینہ ہے۔ اگر اس کے نقائص رفع کر دیئے جائیں اور نمایاں عدم مساوات کے قابلِ ارتفاع اسباب دور کر دیئے جائیں تو وہ زیادہ محفوظ ہو جائے گا۔ اجارے کی صنعتوں کی سرکاری ملکیت یا اس کے بدل یعنی خانگی ملکیت کی سرکاری نگرانی کو اس لحاظ سے قدامت پسندانہ کہا جا سکتا ہے کہ انقلاب انگیز تغیرات کو رفع کرنے کا امکان پایا جاتا ہے۔

435

[1] دیکھو باب ۲۶، فصل (۵)۔

باب ۲۷
سرکاری ملکیت
اور
انتظام

۸۔ اس طرح سرکاری انتظام کا واضح اور واحد بدل سرکاری نگرانی ہے۔ اصولی لحاظ سے نگرانی زیادہ اچھی نہیں ہے، لیکن عملی اعتبار سے وہ بدرجہا اچھی ہو سکتی ہے۔ سرکاری انتظام میں معقول کامیابی حاصل کرنے کے مقابلے میں سرکاری نگرانی میں معقول کامیابی حاصل کرنا بہت زیادہ آسان ہے۔

سیاسی نظام کے بعض معاملات اس صورت میں توجہ کے اسی طرح محتاج ہیں جس طرح براہ راست انتظام کی صورت میں۔ کامیاب نگرانی کا انحصار ان افراد کے اوصاف اور خصائل کی خوبی پر ہے جو ایسی نگرانی کرتے ہیں۔ انھیں مستقل ملازمت کے حقوق اور معقول مشاہرے ملنے چاہئیں۔ ان کا انتخاب عوام کی رایوں کے ذریعے سے نہ ہونا چاہیئے، بلکہ انتظامی جماعت کی جانب سے تقرر عمل میں آنا چاہیئے۔ یہ بہت ہی سادہ لوازم ہیں، جنھیں ریاستہائے متحدہ میں بہت زیادہ عام طور سے نظرانداز کیا جاتا ہے لیکن عمدہ اور قابل افراد تلاش کر کے نگرانی کی کمیٹیوں اور مجلسوں میں مقرر کرنے کا مسئلہ عمدہ انتظام کی صلاحیت رکھنے والے اشخاص کے تلاش کرنے اور مقرر کرنے کے مسئلے سے بدرجہا زیادہ آسان ہے۔

مجلس یا کمیٹی کی دو ممتاز اور جداگانہ قسمیں امریکن تجربے میں رونما ہوئی ہیں۔ ایک تو وہ مجلس یا کمیشن جو تحقیقات و سفارشات کرنے کے لیے مقرر ہو اور اشتہار و اشاعت پر اکتفا کرے۔ اور دوسرے وہ جس کو حکمرانی کا اقتدار حاصل ہو۔ قسم اول کی قدیم ترین، مشہور و معروف اور بہترین مثال مساچوسٹس ریل روڈ کمیشن[۱] تھی جس کی امریکہ کے سنجیدہ اور معتدل مزاج مبصر بہت زمانے تک تعریف کرتے رہے۔ تاہم دوسری قسم بھی بتدریج رونما ہوئی۔ تحقیقات اور اشتہار و اشاعت سے مقصد بے شک بہت بڑی حد تک حاصل ہو سکتا ہے، لیکن تمام و کمال لازمی طور سے حاصل نہیں ہوتا۔ معتدل صورت میں نگرانی فطری طور سے ابتدائی قدم تھا، جبکہ لوگ

[۱]۔ Massa cahusetts Railroad Commission

باب ۲۶
سرکاری ملکیت اور انتظام

سرکاری مداخلت کو خوف کی نظر سے دیکھتے تھے۔ لیکن جوں جوں لوگ اس کے خوگر ہوتے گئے اور جتنی جتنی اجارے کی ترقی زیادہ نمایاں طور سے تنظیم کی طالب ہوتی گئی دوسری قسم کی زیادہ سخت گیر مجلسیں عام طور سے قائم ہوتی گئیں۔ خود متحدہ اسٹیٹس ہی میں ریلوے کمیشن کا اقتدار تحقیق وسفارش کی حد سے بتدریج آگے بڑھتا گیا اور اس ریاست میں بعد میں جو دوسرا کمیشن مقرر ہوا اس کی عملداری میں نہ صرف تمام "خدمات عامہ" کی صنعتیں شامل کی گئیں، بلکہ اس دقت طلب مسئلے کے بارے میں بھی کہ کیا قیمتیں وصول کرنی چاہئیں اس کو وسیع اقتدارات دیئے گئے۔

انتظام کی سب شکلوں یعنی نگرانی، اشتہار یا غیر مشروط ہدایت کا مقصد یکساں ومقررہ ہے، یعنی قیمتوں اور منافعے کو قابو میں رکھنا۔ جلد یا بدیر ایسی تحدید وتنظیم کا براہ راست یا بالواسطہ عمل میں لایا جانا ممکن ہے۔ قدامت پسند لوگوں کو اس میں ضبطی اور بے دخلی کی بو آتی ہے، تاہم تحقیق و اشتہار کے ان تمام ابتدائی مراحل میں جس کو وہ عام طور سے بہ نظر پسندیدگی دیکھتے ہیں ضبطی مضمر ہوتی ہے۔ اس قسم کی اصلاحیں رائے عامہ کی تدریجی ترقی کے ساتھ ساتھ عمل میں آتی ہیں اور ان کا مفہوم اور اغلب نتیجہ ابتداءً مبہم فقروں اور معتدل تدابیر میں پوشیدہ ہوتا ہے۔

براہ راست نگرانی، قیمتوں یا منافعے کی، یا دونوں کی ہوسکتی ہے۔ تاصیل کی نگرانی کے مثل یہ نگرانی ایسی ہونی چاہیے جس میں شغل اصل کرنے والوں اور منتظموں کے معاوضوں کا کشادہ دلی کے ساتھ لحاظ رکھا جائے، اور ان نتائج پر قناعت کرنی چاہیے جو بحیثیت مجموعی اطمینان بخش ہوں۔ منافعے کے مقابلے میں قیمتوں کو قابو میں رکھنا بظاہر آسان معلوم ہوتا ہے۔ منافعہ یعنی مقسوم کی تحدید سے پہلوتہی تنخواہوں اور انعاموں کے اضافے کے ذریعے سے کی جاسکتی ہے۔ اگر اس طرح پہلوتہی نہ بھی ہو تو بھی تحدیداً اعلیٰ کارکردگی اور ترقی کے مہمیز کو ہٹا دیتی ہے۔ یہ صحیح ہے کہ قیمتوں کا تعین مناسب سطح پر اس قدر آسانی کے ساتھ ممکن نہیں جس قدر کہ اصل پر شرح مقسوم کا تعین ممکن ہے۔ مصارف پیدائش اور فنی تفصیلات کی کچھ معلومات ضروری ہے۔ نقل وحمل

باب ۶۴
سرکاری ملکیت
اور
انتظام

بذریعۂ ریل کی سی صنعتوں میں خاص خاص مشکلات ہیں جن کا ذکر آچکا ہے۔[1] مستقل سرکاری عہدہ داروں کی ضرورت ظاہر ہے۔ لیکن یہ واقعہ کہ ان کا کام مشکل ہے اس امر کی دلیل نہیں ہو سکتا کہ کیوں اس کام کو انجام ہی نہ دیا جائے۔ معاشیات کے جملہ حقائق محض قریبی اندازے ہوتے ہیں اور اس کے تمام مثالی تصورات کی تکمیل پوری طور سے نہیں بلکہ محض اندازاً ہی ممکن ہے۔

سرکار کو اپنی نگرانی کے ذریعے سے جس چیز کی سب سے بڑھ کر انجام دینے کی ضرورت ہے وہ خانگی انتظام کے معیاروں کو بلند کرنا ہے۔ تخمینی کاروبار کو فروغ دینے والا، تمسک کا جابر اور بے اصول و بددیانت آدمی، ان سب کو ہٹا دینا چاہیئے؛ اور ان کی جگہ بہتر قسم کا کاروباری قائد مقرر کرنا چاہیئے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے میں اشتہار سے بہت کچھ کام لیا جا سکتا ہے؛ اور دباؤ ڈالنے سے بھی بہت کچھ کام نکل سکتا ہے۔ دیانتدار اور دوراندیش منتظم مقرر کر کے منافعہ حاصل کرنے کے اصول کو رائج کرنا چاہیئے، تاکہ وہ معتدل مگر مسلسل منافعہ حاصل کرنے پر قانع ہوں، اور عامتہ الناس سے معاملہ کرنے میں ایمانداری سے کام کریں۔ ایسے قابل کاروباری اشخاص بہ کثرت ہیں جو اس قسم کے انتظام کو دل سے پسند کرتے ہیں۔ مخلوط جذبات رکھنے میں کوئی نقصان نہیں ہے۔ قومی جذبے اور ذاتی مفاد کی ایک حد تک آمیزش ایسا علاج ہے جو لائق آزمائش ہے۔ آجکل جو یقین قائم ہو گیا ہے کہ ایسی صنعتیں خالص خانگی نوعیت نہیں رکھتیں، اور یہ کہ جو لوگ ان کے نگران اور ذمہ دار ہیں وہ نہ صرف قوم بلکہ شغل اصل کرنے والوں کے سامنے بھی ذمہ دار ہیں، ایک نسل پیشتر کے میلان اور طرز عمل سے مختلف طرز عمل کی جانب اشارہ کرتا ہے۔ سرکار اب مطعون نہیں رہی۔ اگر اشتہار اور آئین سازی کی دھمکی یا اسناد اور پروانوں کی ضبطی کے ذریعے سے دباؤ ڈالا جائے، اور راست سرکاری ملکیت اور زعماء کے حملوں کو روکنے کی تدابیر اختیار کی جائیں تو یہ سب بہتر میلان طبع

437

[1] ۔ دیکھو باب ۶۲ فصل (۳) و (۵)۔

اور طرز عمل کو تقویت دیں گے۔ اس کی کوشش کرنی چاہیئے کہ عوام اس کو پسند کریں۔

۹۔ آخر میں ہم پھر ریاستہائے متحدہ میں ریلوں کی صورت حال کی جانب رجوع ہوتے ہیں۔ ریلوں کے بارے میں جو اصول عمل اختیار کیا گیا ہے ممکن ہے کہ ان تمام صنعتوں کے بارے میں اس کی پیروی کی جائے جو سرکاری انتظام کے مسئلے کو پیش کرتی ہیں۔

۱۸۸۷ء کا قانون موسوم بہ بین ریاستی تجارتی قانون[1]، ریلوں اور ریلوے شرحوں کی موثر نگرانی اور تحدید کی جانب پہلا قدم تھا۔ اس قانون کے اور دوسرے سلسلہ وار قوانین کے تفصیلات جو اس کے بعد جاری اور اضافہ کیے گئے ان پر غور کرنا موجودہ کتاب کی وسعت سے باہر ہے۔ ہمیں صرف عام مسئلے پر اثر ڈالنے والی اساسی خصوصیات کے بیان پر اکتفا کرنا چاہیئے۔

۱۸۸۷ء کے قانون کے تحت جو بین ریاستی تجارتی کمیشن مقرر ہوا اس نے ایک واقعے کے باعث توقع سے بہت زیادہ موثر اور فی الحقیقت بہت ہی شدید نگرانی قائم کی؛ یہ واقعہ قیمتوں کا چڑھاؤ تھا جو بیسویں صدی کے پہلے عشرے میں ظاہر ہوا۔ گو کمیشن کو یہ اختیار حاصل تھا کہ اگر وہ شرحیں حد سے زیادہ اعلیٰ تصور کرے تو، ان میں کمی کر دے، اور جب کافی اعلیٰ خیال کرے تو انھیں غیر متبدلہ حالت میں رکھے، لیکن در اصل موخر الذکر عمل ہی بہت بڑی حد تک موثر ثابت ہوا۔ خاص خاص صورتوں کی تفصیلی تحقیق اور اس کے بعد نیم عدالتی کارروائی اختیار کیے بغیر شرحوں میں کمی کا حکم نہیں دیا جا سکتا تھا۔ ان نازک اور پیچیدہ معاملات کا تصفیہ کرنے میں تاخیر واقع ہونا ناگزیر تھا؛ اکثر شرحوں کو ہاتھ لگائے بغیر چھوڑ دیا گیا جو اگر تحقیق کی جاتی، تو حد سے زیادہ ثابت ہوتیں۔ صرف چند متفرق صورتوں میں تخفیف ممکن تھی۔ لیکن بہت بڑی حد تک شرحوں کو ان کی حالت پر رکھنے یعنی اضافے کو مسترد کرنے کے اقتدار کو کام میں لانا ایک حد تک آسان تھا۔ ان حالتوں میں جو

[1] Interstate commerce Act.

باب ۲۴ سرکاری ملکیت اور انتظام

438

ناگزیر تاخیر واقع ہوتی تھی وہ ریلوں پر نہ کہ کمیشن پر روک کا کام کرتی تھی۔ بعینہ یہی چیز اضافۂ قیمت کے زمانے کی خاص خصوصیت ثابت ہوئی۔ ریلوں کو اشیائے خام اور اجرت کے مصارف زیادہ سے زیادہ ادا کرنے پڑتے تھے، لیکن کمیشن کی منظوری کے بغیر وہ ان شرحوں میں اضافہ نہ کرسکتی تھیں۔

قیمتوں اور شرحوں کی حد تک یہ تبدیلی نہ صرف غیر متوقعہ تھی بلکہ اس کے عواقب کو بھی، جو ریلوں پر دباؤ کی تائید کرنے والوں کے لیے خوش آیند تھے، توقع یا مقصد سے زیادہ بے روک ٹوک پھیلنے کا موقع دیا گیا۔ ریلوں کے مصارف اور آمدنی کا فرق بتدریج مائل بہ کمی ہوتا گیا۔ رفتہ رفتہ ایسی صورت حالات رونما ہوئی جس میں ملک کو نہ تو خانگی انتظام کے فوائد حاصل رہے اور نہ سرکاری انتظام کے۔ خانگی انتظام کا گلا تقریباً گھٹ گیا۔ ریلوں کی توسیع رک گئی، آرام و آسائش کا سامان اقل ترین حد پر رکھا گیا، اور مستقبل کی کوئی فکر نہ کی گئی۔ تاہم عام شرحوں کا نظام اور انتظام کے عام اصول اس صنعت کے نظام اور اصول کے مثل رہے جو اساسی طور سے منافعہ حاصل کرنے کے لیے چلائی جائے۔

ملک کے جنگ عظیم میں شرکت کرنے سے بیشتر ہی تعطل اور جمود کی سی حالت طاری ہوگئی تھی۔ جب ملک کو سنہ ۱۹۱۷ء میں جنگ میں شریک ہونا پڑا، جب قیمتوں اور اجرتوں کے اضافے میں دفعتاً مزید زیادتی ہوگئی، اور اس کے ساتھ جب جنگی اغراض کے لیے نقل و حمل کی ضرورتوں میں شدت رونما ہوئی تو اس کے سوا کوئی اور چارۂ کار نہ رہا کہ حکومت خود ریلوں کا انتظام اپنے ہاتھ میں لے۔ اس فوری عملی تدبیر کے بغیر ریلوں کا دِوالہ نکل جاتا؛ اور اس کے بغیر وہ فوج کی عملی ضرورتوں کو پورا نہ کرسکتی تھیں۔ سنہ ۱۹۱۷ء کے ختم سے سنہ ۱۹۲۰ء کے اوائل تک دو سال سے کچھ زیادہ مدت میں وفاقی حکومت نے ریلوں کا انتظام کیا۔

جنگ کے طول پکڑنے کی صورت میں جو نتائج رونما ہوئے ان کی بابتہ کوئی خیال ظاہر کرنا ایسا ہی مشکل ہے جیسا کہ اس زمانے کے دوسرے غیر معمولی واقعات یعنی زر کی توسیع، محصول کے تغیرات، اور صنعت کی تنظیم وغیرہ

باب ۶۴
سرکاری ملکیت
اور
انتظام

439

کے متعلق کچھ کہنا۔ جب جنگ ۱۹۱۸ء کے خزاں میں ختم ہوئی تو متعدد فوری عملی تدابیر سے رجعت ناگزیر تھی۔ عام اتفاق و رضامندی سے ریلیں حکومت نے ان کے مالکوں کو واپس کردیں۔ لیکن واپسی ایسے حالات کے تحت ہوئی جو سابقہ دور کے حالات سے بہت مختلف تھے؛ اور جو نتیجہ برآمد ہوا اس کی صورت زمانۂ ماقبل جنگ کی صورت سے بالکل مختلف نوعیت رکھتی تھی۔ ایک طرف تو حکومت نے ریلوں کے نظام کی نگرانی پہلے سے بہت زیادہ وسیع حد تک اپنے ہاتھ میں لے لی اور دوسری جانب خانگی مالکوں کے تحفظ کی پہلے سے زیادہ حامی بھرلی۔

۱۹۲۰ء کے قانون موسوم بہ قانون نقل و حمل[1] نے بین ریاستی تجارتی کمیشن کے اقتدارات میں بہت کچھ اضافہ کردیا۔ کمیشن کو شرحوں کے بارے میں جو اقتدار حاصل تھا نہ صرف وہ برقرار رکھا گیا بلکہ انتظام و نگرانی کے بارے میں بھی بہت کچھ اختیارات دیے گئے۔ موخرالذکر اختیارات کے منجملہ سب سے اہم اختیار یہ تھا کہ ریلوں کے اتحادات کو مجبور کیا جائے کہ وہ بڑے بڑے مسابقت کرنے والے نظامات خود کمیشن کے ہدایات کے مطابق ترتیب دیں۔ دوسری جانب کمیشن کو شرحوں کی عام سطح اس طرح مقرر کرنے کی ہدایت کی گئی کہ ریلوں کو "واجبی" آمدنی وصول ہونا یقینی ہو۔ اور واجبی آمدنی کی تعریف یہ کی گئی کہ وہ املاک کی مشخصہ قدر و قیمت کا پانچ فی صد ہو۔ لیکن کانگریس نے اس کا یقین نہیں کیا کہ کس اصول پر اس قدر و قیمت کی تشخیص ہونی چاہیئے۔ ۱۹۱۳ء کے ایک ابتدائی قانون نے کمیشن کو ریلوں کی قدر و قیمت معلوم کرنے کی ہدایت کی تھی، اور اس کی تہ میں اس وقت یہ مقصد مضمر تھا کہ یہ دریافت کیا جائے کہ اصل کی ضرورت سے زائد فراہمی کس حد تک ہوئی تھی۔ لیکن فراہمی اصل یا قدر و قیمت کے بارے میں کوئی معیار یا اصول مقرر نہیں کیے گئے تھے؛ چند مبہم فقروں کے

[1] Transportation Act.

باب ۲۴
سرکاری ملکیت اور انتظام

سوا اور کچھ نہیں تھا۔ اگرچہ سنہ ۱۹۲۰ء کے قانون نے اس عدد کا بہت وسیع حد تک استعمال کیا تھا جس کے متعلق یہ خیال کیا گیا تھا کہ وہ واجبی قدر وقیمت کی نمایندگی کرتا ہے، پھر بھی اس قانون نے اُس اصول کو جس پر قدر وقیمت کا تصفیہ منحصر تھا پہلے کی طرح مبہم ہی رکھا۔ اس قسم کی تشنگی و خامی ہمارے آئین و قوانین میں اُس درجہ افسوسناک طریقے پر عام ہے کہ ہوشمندی عاجز آکر منہ موڑ لیتی ہے۔ مثلاً سنہ ۱۸۸۶ء کے ابتدائی تنظیمی قانون کی رو سے یہ قرار دیا گیا تھا کہ شرحیں "معقول و مناسب" ہوں، لیکن اس "معقولیت" کے متعلق کسی قاعدے یا اصول کو ظاہر نہیں کیا گیا تھا۔ سنہ ۱۹۱۳ء اور سنہ ۱۹۲۰ء کے قوانین میں یہ قرار دیا گیا تھا کہ ریلوں کی ملکیت کی قدر وقیمت کی تشخیص کرنی چاہیئے، لیکن اس میں نہ صرف قدر وقیمت کی تعریف نہیں کی گئی تھی بلکہ یہ بتایا گیا تھا کہ کئی متخالف و متضاد اصول کی پابندی اس تشخیص میں کرنی چاہیئے۔ تاہم مقصد کا بیشتر حصہ کافی حد تک واضح تھا؛ یعنی یہ کہ ریلیں خانگی ہاتھوں میں رہیں؛ جدید ترتیب یافتہ نظاموں کے مابین اس طرح مقابلہ ہو کہ صنعتی رقابت کے جو عمدہ نتائج ہوں وہ حاصل ہو سکیں؛ مالکوں کو اصل کی اس مقدار پر معتدل منافع ملتا رہے جس کی قدر وقیمت کا تعین کبھی اصولی طریق پر اور کبھی بے اصولی کے ساتھ ہو لیکن جو کسی نہ کسی طرح ٹھیک بیٹھ جائے۔ خلاصہ یہ کہ نیا اصول انتظام کی تفویض کے طریق پر مبنی تھا؛ یعنی یہ کہ انتظام کو مختلف جصوں میں تقسیم کر کے ان سب کی کامل نگرانی کی جائے اور ریلوں سے بحیثیت مجموعی واجبی آمدنی ملنے کی ضمانت و کفالت کی جائے؛ اور معقول شرحیں اُس مفہوم میں مقرر کی جائیں کہ ان سے محض واجبی آمدنی وصول ہو سکے اور اس سے زیادہ نہ مل سکے۔

440

اس قسم کا نظام کب تک قائم رہ سکتا ہے؟ اس سوال کے جواب پر نہ صرف بحیثیت مجموعی ریلوں کی حد تک بلکہ دوسری صنعتوں کے بیشتر حصے کی حد تک بھی سرکاری پالسی کے میلان کا انحصار ہے۔ سنہ ۱۹۲۰ء میں اس امر کو آزادی کے ساتھ تسلیم کیا جاتا تھا کہ جو تجویز اُس وقت اختیار کی گئی تھی

باب ۶۴
سرکاری ملکیت اور انتظام

وہ ریاستہائے متحدہ میں خانگی ملکیت و انتظام کی آخری آزمائش تھی۔ اگر وہ کامیاب ثابت نہ ہو تو دوسرا قدم ہمیشہ کے لیے سرکاری انتظام ہونا چاہیئے۔ خود مصنف کا فیصلہ یہ ہے کہ آخر الامر یہی تدبیر اختیار کی جائے گی اور واقعاً کرنی بھی چاہیئے۔ سرکاری انتظام کی جانب قدم اٹھانے کی رفتار ممکن ہے کہ حقیقت میں سست ہو۔ ان دونوں کے بین بین تجویز، جیسی کہ ۱۹۲۰ء میں رائج کی گئی تھی بہت طویل زمانے تک قائم رہ سکتی ہے۔ لیکن کامل تغیر آخر میں چلکر ہی پیدا ہو گا۔ جس طرح کمیشن کے ذریعے سے نگرانی اور انتظام معتدل طریقے پر شروع ہوا، یعنی ابتداءً محض عام نگرانی اور اشتہار اور اس کے بعد اس نگرانی کی روز افزوں توسیع، اور آخر میں نہ صرف باریک تفصیلات و فروعات بلکہ اصل کی عام شرح سود کے بارے میں بھی سرکاری قواعد وضوابط کی تنظیم؛ اسی طرح کامل تفویض انتظام کی تجویز کے بارے میں جو ایک قسم کی مشارکت ہے، ملکیت و انتظام کا کامل طور سے جائزہ لینے کے لیے اختیار کیا جائے گا۔ جمہوری حکومت کو چاہیئے کہ اس عظیم الشان مہم کو جلدی یا دیر سے سر کرے۔ اس کے خطرات کے متعلق گزشتہ صفحات میں کافی بحث کی جا چکی ہے؛ اور یہ بھی ممکن نہیں کہ کوئی صاف دل شخص، خواہ وہ نوع انسانی کی اصلاح و بہبود کے لیے کتنا ہی سرگرم اور انجام کار فائدے کے بارے میں کتنا ہی پُر امید کیوں نہ ہو، کبھی خوش دلی کے ساتھ اس کی رفتار کو دیکھے۔ جن مشکلات کا مقابلہ کرنا پڑے گا وہ جمہوری حکومت اور سیاسی و معاشری ترقی کے تمام مسائل سے وابستہ ہیں۔ لیکن اس کام کو انجام دینے کے لیے ہمیں کمر بستہ ہو جانا چاہیئے۔

باب ۶۵

اتحادات اور ٹرسٹ

441
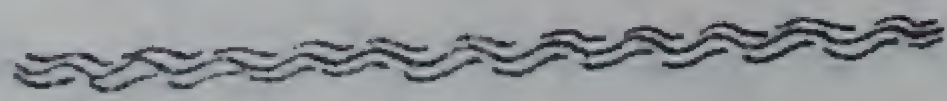
(۱) تجارت پر بندش قائم کرنے والے اتحادات، اور عام دستوری قانون کی رو سے ان کا عدم جواز۔ اس قاعدے کی عجیب و غریب تاثیر۔ (۲) ریاستہائے متحدہ میں اتحاد کی جدید شکلیں، ٹرسٹ یعنی کاروباری جتھے، تمسکات جاری کرنے والی کمپنی، واحد انجمن تجارت، جرمنی کے کارٹل (کاروباری جتھے)۔ اہم چیز اجارے کا واقعہ ہے نہ کہ اتحاد کی شکل۔ (۳) اتحاد کے ثبات و قرار پر ان چیزوں کا اثر پڑتا ہے: (ا) انتظام بر پیمانۂ کبیر کے کفایات، (ب) ناواجبی مقابلے کی تجاویز، یعنی ریلوں میں خاص مراعات و عنایات، قیمتوں میں امتیاز و فرق، عاملین کے متعلق معاہدات، اشتہار و اعلانات۔ ناواجبی مقابلے کے خلاف مدافعت، آئین و قوانین کے ذریعے سے اس قدر موثر نہیں ہوتی جس قدر بڑے پیمانے کے مقابلے سے ہوتی ہے۔ (۴) کیا بڑے پیمانے کا مقابلہ قائم رہے گا؟ تازہ اصل کے دائمی طور سے جمع ہونے کا دباؤ۔ امکانی مقابلہ، اور قومی ذمہ داری کے احساس سے مملو دوراندیشانہ انتظام کے

باب ۶۵
اتحادات
اور
ٹرسٹ

رونما ہونے کا امکان۔ (۵) اتحاد کے ممکنہ قومی فوائد صنعتی تغیرات کی کمی میں مضمر ہیں۔ مقابلے کے مفروضہ تباہ کن اثر کو اس نقطۂ نظر سے جانچنا چاہیئے۔ (۶) آئینی مسائل۔ اشتہار، فراہمی اصل، اور انجام کار غالباً منافعہ اور قیمتوں کے بارے میں وفاق کی جانب سے تنظیم کی ضرورت۔ (۷) اجارے کی خصوصیات، اس کی وسعت، منافعہ، امتیازی قیمتیں۔ (۸) ریاستہائے متحدہ کے آئین و قوانین؛ ۱۸۹۰ء کا قانون اور اس کا نفاذ۔ ۱۹۱۴ء کے قوانین۔ فڈرل ٹریڈ کمیشن (وفاقی تجارتی کمیشن)۔ (۹) معاشی مسائل کا حل سیاسی ناخن تدبیر کے بس کا نہیں رہا۔

۱۔ اتحاد اور اجارے کی کوششیں اتنی ہی قدیم ہیں جتنی کہ خود صنعت۔ یورپ کے ملکوں میں، ان کی معاشی ترقی کے ابتدائی دور میں، ایسی کوششیں قانونی بندش کے تابع اور قابل تعزیر سمجھی جاتی تھیں۔ موجودہ دور میں ابھی حال کے زمانے تک یہ رجحان رہا ہے کہ انھیں ان کی حالت پر چھوڑ دیا جائے، اور قیمتوں کو واجبی یا معمولی سطح پر رکھنے کے لیے مقابلہ کافی تصور کیا جاتا تھا۔ انگریزی بولنے والے ملکوں میں، بہت زمانے تک محض اس چیز کو کافی خیال کیا جاتا تھا کہ اتحاد کے معاہدات کے نفاذ کو روکا جائے۔ ہمارے معمولی دستوری قانون کے تحت تجارت پر بندش قائم کرنے والے معاہدات جائز نہیں ہیں۔ وہ قابل تعزیر تو نہیں ہیں؛ لیکن عدالتوں میں ان کا نفاذ ممکن نہیں۔ تجارت کی تحدید کا معاہدہ جس چیز پر مشتمل ہے اس کے بارے میں قانونی باریکیاں نکالی گئی ہیں بعض معاہدات، جو مقابلے کی تحدید کرتے ہیں، قانونی طور سے "معقول و مناسب" خیال کیے جاتے ہیں؛ اور معاہدہ کرنے والے فریق اپنے معاہدات کے پابند سمجھے جاتے ہیں۔ دوسرے معاہدات غیر معقول و نامناسب خیال کیے جاتے ہیں، اور ان کو قانوناً تسلیم نہیں کیا جاتا۔ ان دونوں کے درمیان اصولی لحاظ سے بہت واضح خط فارق ہے۔ وہ معاہدات مذموم ہیں جو قیمتوں کو اس سطح سے

باب ۶۵
اتحادات اور ٹرسٹ

بلند کر دیتے ہیں جو آزاد مقابلے کے تحت رائج ہو۔

یہ امر حیرت انگیز ہے کہ بے اعتنائی کا یہ سادہ اصول کس قدر موثر رہا ہے۔ صناعوں اور تاجروں کے اتحادات، جتھا بندیاں، اور قیمتوں کے بارے میں معاہدات، جدید صنعت کے سبب سے عام مظاہر میں سے رہے ہیں۔ تاوقتیکہ کوئی آزاد سبب جو اجارے کی نگرانی کے لیے مفید ہو ان کی تائید نہ کرے وہ آپ اپنی تباہی کا سبب بنتے رہے ہیں۔ ان کے قائم کرنے والے اشخاص نہ صرف تنگ نظر بلکہ طامع اشخاص رہے ہیں۔ بالعموم یہ صورت رہی ہے کہ اگر سب اپنے تحدیدی معاہدات پر جمے رہتے تو، ان سب کو زیادہ منافعہ وصول ہوتا۔ لیکن ان میں سے ہر ایک خاص اپنے منافعہ کو بڑھانے کا خواہاں رہا اور ہر ایک اپنے ساتھیوں کو بدگمانی کی نظر سے دیکھتا رہا۔ اس کا عام نتیجہ یہ رہا ہے کہ قیمتوں کے بارے میں جو اتحاد قائم ہوئے وہ قائم ہوتے ہی ٹوٹ بھی گئے اور یہ افسوس باقی رہ گیا کہ ان حضرات میں عزت کا پاس اس قدر کم ہے۔ اس صورت میں بھی جبکہ ہونے والے اجارہ داروں نے کچھ مدت تک اتحاد قائم رکھا، بیرونی مقابلے نے ان کے اتحاد کا بہت جلد خاتمہ کر دیا۔ بیرونی مقابلہ کرنے والے بھی طامع اور تنگ نظر اور یہ دریافت کرنے سے قاصر رہے ہیں کہ میدان میں خود ان کا داخلہ اس منافعہ کو گھٹانے کا موجب بنا جس میں شرکت کرنے کی وہ کوشش کر رہے تھے۔ واقعہ یہ ہے کہ کاروبار میں یا جدوجہد کے دوسرے میدانوں میں بہت کم لوگ ایسے ہیں جو موجودہ اور قریبی مستقبل سے آگے نظر ڈال سکتے ہیں۔ اگر وہ آخری نتائج پر زیادہ دیرپا اور دانشمندانہ نظر ڈالتے تو، لوگوں کو اجارے کی آزمایش کرنے کی اجازت دینا، لیکن ان کے اجارہ دارانہ معاہدات کو قانونی جواز دینے سے انکار کرنے کا اصول بدرجہا کم موثر ثابت ہوتا۔ خود عصر حاضر میں کم از کم اکثر شعبوں میں صورت حالات بہت تیزی سے بدل رہی ہے۔ دوررس تدابیر اور انجام کا خیال اب صنعت میں زیادہ سے زیادہ حصہ لے رہا ہے۔ اس سے بھی زیادہ اہم یہ واقعہ ہے کہ جتنی جتنی پیدایش پیمانۂ کبیر میں توسیع ہوتی جا رہی ہے، انفرادی کارخانوں کی

تعداد میں کمی ہو رہی ہے، اور نئے رقیبوں کا داخلہ روز بروز زیادہ دقت طلب ہوتا جارہا ہے۔ اتحاد قائم کرنے کی کوششیں زیادہ دیرپا اور دانشمندانہ ہوتی ہیں اور اصول عدم مداخلت کی تاثیر زیادہ غیر یقینی ہوتی ہے۔

۲۔ ریاستہائے متحدہ میں جدید مساعی کے منجملہ پہلی سعی جو قانونی حیثیت سے ناقابل نفاذ معاہدات کی شکست کو روکنے کے بارے میں کی گئی تھی ٹرسٹ (لفظی معنی بھروسا) کی تجویز تھی، جس نے لفظ میں وہ مفہوم داخل کردیا جو آجکل عرفی اصطلاح میں مضمر ہے۔ چونکہ بڑے پیمانے کے کاروبار بالعموم مشترکہ انتظام کے تحت انجام دیے جاتے تھے، لہذا یہ اہتمام کیا گیا کہ کئی کمپنیوں کے متحد ہونے والے مالکان تمسک اپنے اپنے حصص چند اشخاص کو بطور امناء منتخب کرکے ان کے سپرد کردیں؛ اور اس طرح یہ امناء حصص کے قابض رہیں، اور انھیں رائے دہی اور نگرانی کا اسی طرح حق حاصل ہو جس طرح متعارف حصے داروں کو حاصل ہے، لیکن وہ اپنے متامنوں کے فائدے کے لیے املاک کا انتظام کرنے اور منافعہ و مقسوم اُن کے حوالے کردینے کے ذمہ دار قرار دیے جائیں۔ اس طرح منتشر مالک اور ان کے کارخانے ناقابل تنسیخ اتحاد میں مربوط ہو جائیں اور امناء، متعارف تمسک داروں کی حیثیت سے اپنے امانت میں لیے ہوئے تمام مقبوضات کی نگرانی اور دیکھ بھال کریں؛ اور دوسری جانب اسی کے ساتھ ساتھ امناء پر عدالت ہائے انصاف کے ذریعے سے سرسری نگرانی قائم کی گئی، تاکہ وہ متامنوں پر امناء کی دست درازی کو روکیں۔ یہ جدید طرز کی نہایت ہنرمندانہ تجویز تھی؛ لیکن، جیساکہ ثابت ہوا، ایسی تجویز تھی جس کو عدالتوں نے متوقعہ قانونی پختگی و جواز دینے سے انکار کردیا۔ ایک آزمائشی مقدمے میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ ایسی تجویز پر عملدرآمد کرنے کے لیے کوئی قانونی کارروائی نہ کی جائے گی جو اجارے پر مبنی ہو؛ اور یہ بھی قرار دیا گیا کہ جو تجارتی انجمن اپنے آپ کو ایسے طریقے پر آزادی سے محروم کرلے وہ توڑ دینے کے قابل تھی۔ چنانچہ محکم اتحاد قائم کرنے کا یہ خاص طریقہ ان صنعتوں میں

باب ۶۵ اتحادات اور ٹرسٹ

ترک کردیا گیا جن میں اس کی آزمائش کی گئی تھی۔ اس کا محض ایک واحد مستقل نتیجہ یہ ہوا کہ لفظ "ٹرسٹ" کا اطلاق عام بول چال میں ہر قسم کے اتحاد اور فی الواقع ہر قسم کے بڑے پیمانے کے کاروبار کے بارے میں کیا جانے لگا۔[1]

تمسک دار کمپنی کا قیام دوسرا دور تھا اور واقعہ یہ ہے کہ ریاستہائے متحدۂ امریکہ میں اب بھی اسی کا دور دورہ ہے۔ ایک مشترکہ انجمن مرتب کی جاتی ہے جو متعدد اتحاد کرنے والے کارخانوں کے تمسکات حاصل کرلیتی ہے، یعنی یا تو سب یا اتنے کافی حصص حاصل کرلیتی ہے جن سے اس کو قابو حاصل ہو جائے۔ اس طرح اس کے نظماہی عملی طور سے منتظم کاروبار بن جاتے ہیں اسی طرح جس طرح کہ ٹرسٹ کی تجویز کے تحت امنا کو منتظم بنانا مقصود تھا۔ ابتدائی انجمنیں اپنا وجود قائم رکھتی ہیں اور حسب سابق کاروبار کرنے کا سلسلہ جاری رکھتی ہیں، لیکن تمام انتظام ایک متحدہ مجلس کے تفویض ہو جاتا ہے۔ اس تجویز میں جو آج کل اس قدر مشہور و معروف ہے ہونے والے اجبارہ داروں کے لیے یہ فائدہ ہے کہ وہ اپنا مقصد حاصل کرسکتے ہیں اور اسی کے ساتھ اس کو پوشیدہ بھی رکھ سکتے ہیں۔ آسانی کے ساتھ یہ ظاہر داری کی جاسکتی ہے کہ کوئی اتحاد قائم ہی نہیں ہوا ہے۔ اس میں دوسرے فریبانہ فوائد بھی ہیں؛ دائرے کے اندر دائرے قائم کئے جاتے ہیں اور ابتدائی تمسک دار تجارتی کمپنیوں کی طرح کی تمسک دار تجارتی کمپنیاں ہوتی ہیں، اور اس طرح نہ صرف مزید پوشیدگی عمل میں آتی ہے بلکہ اندرونی کارروائی کرنے والی مختصر جماعت کے لیے چابکدستی سے

[1] ۔ ٹرسٹ کی تجویز پر سب سے پہلے اسٹانڈرڈ آئل کامبی نیشن نے عمل کیا۔ شگر رفائنرز نے اس کی متعاقب آزمائش کی۔ چنانچہ ان ہی کے مقدمے میں عدالتوں نے اس تجویز کو مرتب کرنے والے جید وکلا کی توقع کے خلاف قانون کا اطلاق کرنے سے انکار کردیا۔ یہ اور دوسرے وہ سب کاریگر تھے جنھوں نے اس کی آزمائش کی، اتحاد کی دوسری شکلوں کی جانب متوجہ ہوگئے۔

کام لینے کا سہل امکان ہوتا ہے۔ یہی مقررہ نتائج قومی نقطۂ نظر سے بڑی حد تک غیر منفعت بخش ہیں؛ وہ اخفا و ابہام پیدا کرتے، دروغ بیانی، تمسک کی ناجائز خرید و فروخت کی حوصلہ افزائی کرتے اور تخریب اخلاق کے خطرے کو بڑھاتے ہیں۔ تمسک دار کمپنی پر روک قائم کرنے کی جانب قوی میلان پایا جاتا ہے، اگر ایک تجارتی انجمن کو دوسری تجارتی انجمن کا حصہ دار بننے کی ممانعت کردی جائے تو ایسی روک بہت آسانی کے ساتھ قائم کی جاسکتی ہے [1]

آخری مرحلہ اور وہ مرحلہ جس کی جانب دوسرے مراحل رہبری کرتے ہیں محض یہ تجویز ہے کہ عظیم الشان تجارتی انجمن قائم کی جائے، جس میں تمام سابقہ رقیب کارخانے باقاعدہ اور کامل طور سے ضم کردیئے جائیں۔ تمسک دار تجارتی انجمن کا میلان اس حالت پر ترقی کر جانے کی سمت ہوتا ہے، اور اس کے ترکیبی یا ذیلی اجزا سے ان کی ظاہری آزادی سلب کرلی جاتی ہے اور ان کے حصہ دار واحد کمپنی کے براہ راست حصہ دار بن جاتے ہیں۔ کچھ مدت تک آثار یہ بتاتے تھے کہ قانوناً اتحادات کو توڑنے کی جو کوششیں کی جارہی ہیں شاید انھی کی وجہ سے اتحاد کی اس آخری منزل تک پہنچنا آسان تر ہو جائے گا۔ ۱۸۹۰ء کے امتناعی قانون جسے عرف عام میں

---

[1] انگریزی اور امریکن قانون کے تحت کسی کمپنی کو دوسری تجارتی کمپنی کے حصص خریدنے کا اختیار حاصل نہیں ہے، تاوقتیکہ اس کا منشور عطا ہوتے وقت اس کو شاہی اقتدار سے واضح شرائط کے ساتھ یہ اختیار نہ دیا جائے۔ واضح منظوری کی عدم موجودگی میں ایسی تمسک داری خلاف قانون حرکت ہے جس کا ارتکاب کوئی قانونی سند نہیں رکھتا۔ تجارتی کمپنیوں کے بارے میں اپنے قوانین نافذ کرنے میں امریکہ کی ریاستیں اس قدر خلق و مروت کے ساتھ فیاض رہی ہیں اور انھوں نے یہ اقتدار اس قدر عام طور سے عطا کیا ہے کہ اکثر لوگوں کو اس کی خبر ہی نہیں ہے کہ وہ کسی خاص قانونی اجازت پر مبنی ہے، اور وہ نہیں جانتے کہ اتحاد کی اس شکل کو روکنا ایک دفعہ ارادہ کرلینے کے بعد کس قدر آسان ہے۔

باب ۶۵
اتحادات
اور
ٹرسٹ
445

قانون شرمن کہا جاتا ہے اس کے تحت تمسک دار کمپنی محض اس بنیاد پر خلاف قانون ہوسکتی تھی اور توڑ دی جاسکتی تھی کہ وہ اتحاد کے ذریعے سے شریک ہونے والی ذیلی تجارتی کمپنیوں کے مابین بدیہی طور سے مقابلے کا قلع قمع کر دیتی تھی۔ آیا کامل طور سے متحدہ تجارتی انجمن جو دوسری ایسی کمپنیوں کی مرکب ہو جو اپنی تجارتی انجمنوں کی حیثیت بالکل کھو دیتی ہیں، مقابلے کا انسداد کرتی ہے یا نہیں اور اس لحاظ سے دستوری بندشوں کے تابع ہوتی ہے یا نہیں یہ ایسا سوال ہے جس کا حل کرنا بدرجہا کم آسان ہے؛ اس لیے کہ اس میں یہ تحقیق شامل ہو جاتی ہے کہ متحدہ کمپنی اور اس کے "بیرونی" رقیبوں میں کیا تعلق ہے جیساکہ اس باب میں ظاہر ہوگا، یہ دریافت کرنا بالعموم مشکل ہوتا ہے کہ آیا ایسی انجمن اجارہ حاصل کرنے کی کوشش کے باوجود اجارہ حاصل کرلیتی ہے یا نہیں؛ اور یہ فیصلہ کرنا اور بھی زیادہ مشکل ہے کہ بحالت موجودہ اجارہ رکھنے والی یا آئندہ حاصل کرنے والی انجمن سے سلوک کرنے کا دانشمندانہ اصول کیا ہو۔ تاہم کوئی دن جاتا ہے کہ ان مسائل کا سامنا نہ صرف ججوں کو بلکہ آئین سازوں کو بھی کرنا پڑے گا؛ اس لیے کہ اس کا قرینہ ہے کہ تمسک دار کمپنی کے کامل اتحاد کی کوئی ایسی شکل ہو جو موجودہ قانون کے نزدیک کمتر قابل اعتراض ہو۔

جرمنی میں اور عام طور سے براعظم یورپ میں قانون کی شکل مختلف ہے، چنانچہ اس کی بنا پر وہاں مختلف قسم کے اتحاد رونما ہوئے ہیں۔ وہاں تجارتی تحدید کے معاہدات ناجائز نہیں ہیں؛ ان کا اجراد و فریقوں کے معاملے کی حیثیت سے عمل میں آتا ہے۔ لیکن اگر عدالتیں ان کو سرزنش کے قابل یا مفاد عامہ کے متناقض تصور کریں تو ان کے بارے میں تعزیر کا امکان ہے۔ وضع قوانین میں ان عام اصول کی تعبیر و تفسیر، اسی قسم کی نزاکت و پیچیدگی کا موضوع رہی ہے جیساکہ انگلستان کا عام قانونی اصول تجارتی تحدید کے بارے میں رہا ہے۔ لیکن پھر بھی وسعت نظر سے کام لیا جائے تو ان کا نتیجہ واضح رہا ہے۔ گروہ بندی اور تعین قیمت وغیرہ کے متعلق معمولی معاہدات انگریزی قانون کی

باب ۶۵
اتحادات اور ٹرسٹ

عملداری میں ناقابل اجرا ہیں، مگر براعظم میں ان کا قانونی اجرا ممکن ہے[1]۔ فریقوں کا ایک مرتبہ معاہدہ کر لینے کے بعد اس کی پابندی کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ اس وجہ سے ان کو مضبوط اتحاد کی ان تجاویز کے اختیار کرنے کی ترغیب نہیں ہوتی جو امریکہ کی تحریک میں اس قدر اہم حصہ رکھتی ہیں۔ جرمنی کا کارٹل (Kartell) عام طور سے مہتم بالشان اور باقاعدہ قومی نظام ہوتا ہے جو قیمتوں کا تعین کرتا اور ارکان کو آپس میں ایک دوسرے کے مقابلے سے باز رکھتا ہے۔ کارٹل میں اس کی عام شکل میں ایک مرکزی فروخت کی ایجنسی بھی شامل ہوتی ہے جو فرمائشات وصول کرتی، مال بیچتی اور قیمتوں کا تعین کرتی ہے؛ اور یہ امر بھی کچھ کم اہم نہیں کہ وہ پیداوار کی تحدید و تقسیم کا بھی انتظام کرتی ہے، اور ہر رکن پر یہ لازم گردانتی ہے کہ وہ اپنی مقررہ مقدار یا مجموعی مقدار کے ایک خاص حصے کی تیاری تک اپنی پیداوار کو محدود رکھے۔ کارٹل اپنے انفرادی ارکان کو امریکہ کے اتحادات کی تمام شکلوں یعنی ٹرسٹ یا تمسک دار انجمن، یا واحد بڑی تجارتی کمپنی سے بدرجہا زیادہ آزادی دیتا ہے؛ اس لیے کہ اس میں ہر رکن اپنے کارخانے کا انتظام اپنے حسب صوابدید کرتا ہے۔ یہ امر بحث طلب ہے کہ آیا جرمن طریقہ امریکی طریقے سے زیادہ فنی ترقی و اصلاح کی جانب رہبری کرتا ہے یا نہیں؛ یعنی آیا ہر جرمانی صناع کو ارزاں پیدائش کی صورت میں اب بھی جو ترغیب ہوتی ہے وہ امریکی تجویز یعنی متحدہ انتظام کو بڑے پیمانے پر انجام دینے کے مقابلے میں تفوق رکھتی ہے یا نہیں۔ یہ بھی واضح نہیں ہے کہ آیا جرمن کارٹل محض عبوری حالت ہے یا نہیں جس کے بعد مرور زمانہ کے ساتھ کامل اتحاد صورت پذیر ہونے کا امکان ہے۔ ہمہ گیر عظیم الشان اجارہ

446

[1] ۔ دیکھو ڈاکٹر ریف واکر کا معرکۃ الآرا مضمون موسوم بہ The Law Concerning monopolistic Combinations in Central Europe.
رسالۂ پولیٹیکل سائنس کوارٹرلی جلد بستم صفحہ (۱۳) مورخہ مارچ ۱۹۰۵ء میں۔

باب ۶۵
اتحادات اور ٹرسٹ

ترتیب دینے کی جانب جرمانی قانون کی طرف سے اس قسم کا کوئی دباؤ نہیں ہے؛ اور معاشی ترقی کی رفتار بہت دھیمی اور زیادہ تر آزمائشی رہی ہے۔

اشکال اتحاد خود اتحاد کے واقعے کے مقابلے میں بدیہی طور سے کم اہم ہیں۔ اساسی سوال یہ ہے کہ آیا مقابلے کے حالات کی بجائے موثر طریقے سے اجارے کے حالات سے ہوتی ہے یا نہیں۔ اتحاد کے معنی لازمی طور سے اجارے کے نہیں ہیں؛ اس کے معنی صرف مقابلے کی ترمیم یا تنظیم کے ہوسکتے ہیں۔ لیکن جو لوگ اس کی تجویز مرتب کرتے ہیں ان کا مقصد کسی حد تک مقابلے کا قلع قمع ہوتا ہے، اور مقابلے کے تحت جتنا منافعہ مل سکتا ہے اس سے زیادہ منافعہ حاصل کرنا ہوتا ہے۔ ریاستہائے متحدہ میں کاروباری اولوالعزمی کا نیا نصب العین انیسویں صدی کے آخری حصے میں رونما ہوا (خاصکر ۱۸۸۰ء تا ۱۸۹۰ء کے عشرے میں)؛ کاروباری قائدوں نے نہ صرف متحدہ کارخانے والی صنعتوں میں بلکہ معمولی مصنوعات تیار کرنے والی حرفتوں میں بھی کامل اجارے کی تجاویز پر غور کرنا شروع کیا۔ اسٹانڈرڈ آئل کمپنی اس کی سب سے نمایاں مثال تھی؛ شگر رفائینگ کمپنی دوسری مثال تھی۔ دونوں کمپنیاں مالی لحاظ سے بہت حیرت انگیز طریقے پر کامیاب ثابت ہوئیں۔ صدی کے اختتام پر صنعتوں کے بہت بڑے حصے میں اسی کے مماثل اتحاد قائم کرنے کی جانب پُرزور یورش ہوئی۔ اسی زمانے میں جرمنی میں کوئلے کی کانوں کا کارٹل ثبات پذیر ثابت ہوا، کانوں کے مالکوں کو زیادہ منافعہ وصول ہوا، اور اس کے باعث کمپنیوں کے حصص کی قیمتیں بھی بہت بڑھ گئیں۔ اس میں بھی ایک نمایاں کامیاب مثال نے اتحاد کی سریع توسیع کی جانب رہبری کی۔ دفعتاً ٹرسٹ کا سوال پورے زور و شور سے رونما ہوگیا۔

447

۳۔ اس موقع پر دو مختلف سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ ایک کا تعلق اتحاد یا ٹرسٹ کے ثبات و استقلال سے ہے کہ آیا پیدائش کے طریقوں کے لحاظ سے اس سے ایسے فوائد حاصل ہوں گے یا نہیں جو اس کے قیام و دوام میں ممد ثابت ہوں گے اور اس کے منتظمین کو زیادہ منافعہ ملنے کا باعث ہوں گے۔

دوسرے کا تعلق اس کے ان اثرات سے ہے جو عامۃ الناس پر پڑیں گے، یعنی آیا اس سے تنظیم صنعت کے لیے بہبود عامہ کی شکل میں فوائد رونما ہوں گے۔ ان دونوں قسم کے ممکنہ فوائد پر یہاں علی الترتیب غور کیا جاسکتا ہے۔

اتحاد کا ثبات و استقلال یا کاروباری شخص کے مفہوم کے لحاظ سے اس کی کامیابی کا مدار ایک طرف تو ان مادی کفایات پر ہے جو اس سے ممکن ہیں، اور دوسری جانب بعض مصلحت آمیز فوائد پر ہے جنھیں عرف عام میں "غیر واجبی یا ناجائز" فوائد کہا جاتا ہے۔

اتحاد کے حقیقی مادی کفایات زیادہ تر وہی ہیں جو پیدائش بر پیمانۂ کبیر سے حاصل ہوتے ہیں، اور جن کا ذکر پہلے آچکا ہے[۱] وہ مختلف صنعتوں میں مختلف ہوتے ہیں، اور کسی مقررہ صنعت میں ایجاد کی ترقی کے ساتھ ساتھ ان میں بھی وقتاً فوقتاً تغیر ہوتا رہتا ہے۔ ان کے بارے میں کوئی عام قاعدہ نہیں مقرر کیا جاسکتا۔ صرف مقابلے اور تجربے کی کسوٹی یہ فیصلہ کرسکتی ہے کہ آیا جوں جوں کارخانہ زیادہ وسیع ہوتا جارہا ہے اس میں پیداوار ارزاں تیار ہورہی ہے یا نہیں۔ اس بارے میں جو خاص سوال ٹرسٹ کی تحریک کے ذریعے سے پیش ہوا وہ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آیا کارخانوں کا اتحاد، جن میں سے ہر ایک اتنا کافی بڑا ہو کہ انتہائی میکانیکی کارکردگی حاصل کرسکے، اب بھی اس طرح منظم کیا جاسکتا ہے کہ اس سے آزاد انفرادی کارخانوں کے مقابلے میں پیداوار زیادہ ارزاں تیار ہو؛ دوسرے الفاظ میں آیا پیدائش بر پیمانۂ کبیر کے منافع میں اس کے محدود معنی میں تنظیم بر پیمانۂ کبیر کچھ اور اضافہ کردیتی ہے یا نہیں۔ اس میں بھی بادی النظر میں یہ معلوم ہوگا کہ معاملے کو خود اپنے حال پر چھوڑا جاسکتا ہے۔ انھیں آپس میں لڑکر اس کا فیصلہ کرلینا چاہیے، اور تنظیم کی اسی شکل کو باقی رہنے

[۱] دیکھو باب ۲۴ فصل (۴) جلد پنجم۔

باب ۶۵

اتحادات اور ٹرسٹ

دینا چاہیئے جس میں سب سے زیادہ ارزاں پیداوار تیار ہو۔

لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا کسی مہتم بالشان اتحاد کے "ناواجب" فوائداس کواس قابل نہ کردیں گے کہ وہ اپنے حریفوں پر غالب آسکے، خواہ یہ رقیب اسی کے مثل ارزاں پیداوار کیوں نہ تیار کریں اور اسی کے مثل عامتہ الناس کی خدمت کیوں نہ انجام دیں۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ بڑے پیمانے پر کام کرنے والا صناع محض اپنے کارخانے کی عظمت ووسعت کی بنا پر اور سرمایے کی زیادتی، اثرورسوخ، دھمکی اور کارستانیوں کے ذریعے سے ایسے فوائد حاصل کرلے جن کی بنا پر وہ اپنے سے چھوٹے مگر مساوی طور سے کارآمد رقیب کو تباہ کردے،؟

448 ایک فائدہ جس کی جانب اس موضوع کی بحث میں اکثر اشارہ کیا گیا ہے، ایک چال یا ترکیب سے رونما ہوا ہے جو ترجیحی شرحوں پر مبنی ہے؛ مثلاً امریکہ کی ریلوں میں شرحوں کی مہنائی کی مراعات وغیرہ اسٹانڈرڈ آئیل کمپنی نے جو خاص شرحیں حاصل کی تھیں اور جن سے بہت بدنامی ہوئی ان کی بدولت متحدہ کمپنی اس قابل ہوئی کہ خاصکر اپنے ابتدائی دور میں اپنے رقیبوں کا قلع قمع کرے یا ان کو اپنے اندر جذب کرلے۔ دوسرے بڑے اتحادات بھی اسی قسم کے موافق حالات سے متمتع ہوتے رہے، اور اسٹانڈرڈ آئیل کمپنی کے مثل ریلوں کے واحد مالک بننے کی دھمکی دے رہے تھے۔ قدیم زمانے میں اس خرابی کی جانب رہبری کرنے والا بڑا سبب یہ تھا کہ اپنے رقیبوں سے مقابلہ کرنے کے زمانے میں ریل پر بہت سخت دباؤ پڑتا تھا، لیکن یہ خود ریلوں میں روز افزوں مضبوط اتحاد کے قائم ہونے سے کمزور پڑتا گیا۔ تاہم اسی کے مماثل ایک اور خطرہ ٹرسٹ کے موئیدین کے روزافزوں تسلط کی وجہ سے رونما ہوگیا ہے۔ صنعتی کاروبار، بنک کاری اور نقل وحمل کے کارخانوں میں انتظام کی مرکزیت نے صنعتی میدان کے بہت بڑے حصے میں سرمایہ داروں کی قلیل جماعت کی حکمرانی اور اغراض کے اتحاد کی دھمکی دے دی ہے۔

باب ۶۵
اتحادات
اور
ٹرسٹ

پھر بھی ٹرسٹ کو ترقی دینے اور برقرار رکھنے میں اس عامل کا جو اثر ہے اس کو غالباً مبالغے سے بیان کیا گیا ہے۔ خاص شرحوں کا نفاذ، ابتدائی زمانے کی ریلوں کی شرحوں کی عام بدنظمی کا جزو تھا۔ یہ خاص شرحیں، بیمانۂ کبیر کے کاروبار کا نتیجہ تھیں اور دوسری جانب اپنے طور پر پیمانۂ کبیر کے کاروبار کو ترقی دیتی تھیں؛ اور یہی عام ترقی، جو جدید حالات میں مضمر تھی، صنعتی اتحاد کی عام تحریک کی جانب رہبر ہوئی۔ لیکن ۱۸۸۷ء کے بین ریاستی تجارتی قانون کی رو سے جو تعزیرات عائد کی گئی ہیں ان کی بنا پر نیز متعاقب زمانے کے اسی قسم کے دوسرے قوانین و قواعد کی بنا پر، ریلوں کے جال کے ایک شیرازے میں منسلک ہو جانے کی وجہ سے اور ریلوں کے انتظام میں قومی ذمہ داری کے احساس کے بڑھ جانے کے باعث ریلوں کی ترجیحات و مراعات کی خرابی بڑی حد تک کم یا تقریباً رفع ہو گئی ہے۔ تاہم صنعتی اتحادات باقی رہ گئے ہیں، اگرچہ خود ریلوں کے مماثل وہ اس سے کم سازشی اور کم بے قاعدہ طریق انتظام کی جانب مائل ہیں۔ اور بظاہر یہ یقینی معلوم ہوتا ہے کہ سرکاری انتظام کی دھیمی اور سست رفتار کے باوجود اور ریلوں کی بظاہر مساوی شرحوں کی تہ میں فائدے کو پوشیدہ رکھنے کے متعدد طریقوں کے باوجود ان نادری اتحادات کے فائدے کا یہ سبب مستقبل میں اہمیت سے معرا ہو جائے گا۔

رقیبوں کو راستے سے ہٹانے کی غرض سے اتحاد قائم کرنے کی دوسری تجاویز زیادہ راست قسم کی ہیں۔ ان میں سادہ ترین گلوتراش مقابلہ ہے، یعنی ایسی ادنیٰ قیمتوں پر اشیا فروخت کرنا جو تباہ کن ہوں۔ ان کا مقصد رقیب کا دوالہ نکالنے یا اس کو ضم ہو جانے پر مجبور کرنا ہے۔ اگر محض کثیر سرمایہ موجود ہو اور کارکردگی کا حقیقی فائدہ مفقود ہو تو بھی، اس قسم کی جنگ و جدل میں فتح ہاتھ آسکتی ہے۔ رقیب کو کچلنے کا اسی کے مماثل طریقہ، جو زیادہ موثر اور زیادہ عیارانہ ہے، یہ ہے کہ

باب ۶۵
اتحادات
اور
ٹرسٹ

قیمتوں میں جزوی تخفیف کی جائے تاکہ رقیب کو اس کے مخصوص میدان سے مار بھگایا جائے۔ اس طرح متحد کارخانہ، جو مختلف قسم کے مصنوعات تیار کرتا ہو اس مقصد سے کسی ایک شے کی قیمت میں تخفیف کر سکتا ہے کہ اسی شے کو تیار کرنے والا رقیب دیوالیہ ہو جائے؛ لیکن اپنی دوسری اشیا کی قیمتیں بر قرار رکھتا ہے اور اس طرح متنازعہ فیہ شے میں جو نقصان آئے اس کو جزوی یا کلی طور سے زائل کر سکتا ہے یہی نتیجہ اس صورت میں بھی برآمد ہو سکتا ہے جبکہ اتحاد ایک ہی مقررہ قسم کی شے کی مختلف قیمتیں مقرر کرے، یعنی مقابلے کی صورت میں قیمت کم رکھے اور جہاں مقابلہ نہ ہو وہاں زیادہ قیمت وصول کرلے۔

اسٹانڈرڈ آئیل کمپنی کی تاریخ میں، جو، صنعتی، ٹرسٹ کی سب سے اہم اور نمایاں مثال ہے، اس قسم کی چالبازیوں کی بہ کثرت مثالیں ملتی ہیں۔ اس کی سب سے اہم پیداوار مٹی کا تیل تھا جس کی فروخت میں اس نے نہایت ہنر مندی کے ساتھ یہ طریقہ اختیار کر رکھا تھا کہ تیل اپنی صرف خوردہ فروشوں کے ہاتھ بیچتی تھی۔ گویا تجارتی طبقے کی اصطلاح میں وہ خود اپنی جابر تھی۔ دوسری تیل صاف کرنے والی کمپنیوں سے جہاں مقابلہ ہوتا تھا وہاں، وہ قیمتوں میں بے انتہا کمی کر دیا کرتی تھی۔ لیکن ان علاقوں میں جہاں کوئی رقیب نہ ہوتا تھا وہ اپنی معمولی قیمت پر فروخت کرتی تھی اور اپنے منافعے کو برقرار رکھتی تھی۔ اگر وہ اپنا تیل جابر تھوک فروشوں کے ہاتھ فروخت کرتی تو اس اصول پر عمل پیرا ہونے میں اس کو دقت پیش آتی، اس لیے کہ تھوک فروش نہ صرف وسیع رقبے کے بازاروں میں آپس میں ایک دوسرے سے مقابلہ کرتے ہیں بلکہ ایک دوسرے کے کاروبار سے واقف ہوتا ہے، اور یہ سب آپس میں خرید و فروخت بھی کرتے ہیں۔ اس کے برخلاف ہر خوردہ فروش کا حلقہ بہت ہی محدود ہوتا ہے؛ وہ فاصلے پر رہنے والے خوردہ فروشوں سے مقابلہ نہیں کرتا، یا وہ

باب ۶۵ اتحادات اور ٹرسٹ

جس قیمت پر خرید و فروخت کرتے ہوں اس سے اس کو کوئی سروکار نہیں ہوتا۔ بدیہی طور سے اس کے اس تجویز پر کامیابی کے ساتھ عمل پیرا ہونے کے لیے خوردہ فروش کے رقیبوں کی کچھ جغرافی تحدید بھی ضروری تھی؛ یہ بھی ضروری تھا کہ رقیبوں کو خوردہ فروشی کے بازار تک رسائی حاصل کرنے سے تمام نقاط پر روکا جائے، خواہ اسٹانڈرڈ کے لیے نقل و حمل کی جو شرحیں منظور کی گئی تھیں ان کو بڑھا کر ایسا کیا جائے یا ان کے تیل صاف کرنے کے کارخانوں کو الگ الگ قائم کر کے کیا جائے۔

اس کے علاوہ ایک اور تجویز بھی ہے جسے عاملین کا معاہدہ کہا جاتا ہے، یعنی خوردہ فروش یا تھوک فروش سے معاہدہ، جس کی رو سے وہ صرف ایسی اشیا فروخت کرنے پر رضامند ہو جائے جو اتحادی دائرے میں تیار ہوں۔ اگر اتحاد کے پاس ایسی متعدد اشیا ہوں جو قوم کی نظروں میں ہر دلعزیزی حاصل کر چکی ہوں تو، تاجر یہ محسوس کرتا ہے کہ انھیں کسی طرح حاصل کرنا ضروری ہے۔ اگر اکثر تاجروں کو محض ان اشیا کے خریدنے پر مجبور یا راغب ہونا پڑے تو، رقیب صناع جو پیمانۂ صغیر پر کاروبار کر رہا ہو اپنی زیادہ محدود قسم کی اشیا کے فروخت کرنے میں بہت دقت محسوس کرتا ہے۔

450

اسی قسم کا ممکنہ اثر اشتہار میں ظاہر ہوتا ہے۔ اپنی اشیا کے بارے میں مبالغے سے کام لینے میں ڈھٹائی دکھانا، جدید تجارت کا بہت ہی اہم عنصر ہے۔ اشتہار کا مسئلہ عجیب و غریب مسئلہ ہے۔ یہ کہنا آسان نہیں ہے کہ اشتہار سے مفید نتیجہ کس حد تک حاصل ہوتا ہے اور کس حد تک اس میں روپیہ ضائع جاتا ہے۔ بلاشبہ وہ نت نئی ترکیبوں کو رائج کرتا ہے، پیدائش اور صرف میں تنوع کو ترقی دیتا ہے اور بالعموم کارآمد مقابلے کا آلہ ثابت ہوتا ہے لیکن بعض اوقات، وہ مہلک مقابلے کا آلہ بھی ثابت ہوتا ہے۔ ان

اشیا میں جو مساوی طور سے اچھی ہوں، اُس شے کے بہت جلد فروخت ہونے کا امکان ہوتا ہے جس کا باقاعدہ اشتہار اور نمائش کی جاتی ہے۔ اسی لیے لوگ زید کے سامان پر بکر کے مال کو ترجیح دیتے ہیں۔ یہ فرض کیا جا سکتا ہے کہ اگر زید کا سامان مساوی طور سے عمدہ ہو اور کمتر قیمت پر فروخت کیا جائے (جو اشتہار کے مصارف کو بچا لینے سے ممکن ہو) تو وہ بکر کے ادعا اور جھوٹے اشتہار کے باوجود اپنی بکری بڑھا لے گا۔ لیکن حقیقت میں ترجیح بکر ہی کے سامان کو دی جائے گی؛ مسلسل ادعا کی وجہ سے تفوق و برتری کا کچھ مبہم تصور قائم ہی ہو جاتا ہے۔ کثیر المقدار زر نقد کی موجودگی، موثر اشتہار بازی کی ناگزیر شرط ہے۔ بڑے صناع یا ہونے والے اجارہ دار کو یہاں بھی چال سے فائدہ ہوتا ہے۔

یہی بات تجارتی اشیا کی ہر دلعزیزی بڑھانے کے دوسرے ذرائع پر بھی صادق آتی ہے؛ یعنی انعامات، بڑھوتری، تحائف، تصاویر وغیرہ دینا۔ یہ بھی خریدار کو دھوکہ دے کر اس کے ذہن میں یہ خیال قائم کراتے ہیں کہ اس کو کوئی شے بلا معاوضہ دستیاب ہو رہی ہے۔ جھوٹی اشتہار بازی کے مثل ان کا انحصار بھی نوع انسان کے دھوکا کھانے کی صلاحیت پر ہے، اور جتنے بڑے پیمانے پر ان سے کام لیا جائے گا اُس کے تناسب سے وہ موثر ثابت ہوتے ہیں۔ ریاستہائے متحدہ کے تمباکو کے اتحاد نے اشتہار اور بڑھوتری دینے کے طریقوں پر باقاعدگی اور کامیابی کے ساتھ عمل کیا ہے، اور کامیابی کا مدار محض اس واقعے پر تھا کہ اس کی پیداوار کے لیے نیک نامی اور نشان تجارت خاص طور سے اہمیت رکھتے ہیں۔

یہ تجویز کی گئی ہے کہ ان چالوں اور ترکیبوں میں سے بعض کا مقابلہ وضع آئین کے ذریعے سے کیا جائے۔ گلو تراش مقابلہ جو اڑا دیا کیا جائے یعنی خالص اس نیت سے قیمتیں گھٹائی جائیں کہ رقیب کو

باب ۶۵
اتحادات اور ٹرسٹ
451

ہٹا دیا جائے، ناجائز قرار دیئے جانے کے قابل ہے۔ ایسا قانون بنانا چاہیئے کہ اس کی رو سے جس رقیب پر زد پڑے وہ ہرجانہ کا دیوانی دعویٰ دائر کرسکے یا فوجداری مقدمہ قائم کرسکے یا دونوں طریقے اختیار کرسکے۔ قیمتوں کے فرق و امتیاز کو بھی غیر قانونی قرار دینا چاہیئے۔ دیوانی یا فوجداری قانون کی تعزیر کے دباؤ کے تحت صناع کو مجبور کرنا چاہیئے کہ وہ اپنی اشیا سب خریداروں کو اور سب بازاروں میں مقررہ قیمتوں پر فروخت کرے۔ اس کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرنا چاہیئے جیسا کہ قانون اُن عام حمالوں سے بحالت موجودہ کرتا ہے جو ہر شخص سے مقررہ شرائط پر کاروبار کرنے کے پابند ہیں۔ بحالت موجودہ انگریزی بولنے والے ملکوں میں نہ تو گلوتراش مقابلے پر کوئی قانونی بندش قائم ہے اور نہ قیمتوں میں امتیاز و فرق کرنے کے طریق پر۔ معمولی قانون یا دستور العمل کی نظر میں وہ تعزیری جرم نہیں ہیں اور نہ ضابطۂ دیوانی کے تحت آتے ہیں۔ قانون کی اس حالت کی تہ میں یہ خیال و عقیدہ مضمر ہے کہ غیر محدود مقابلہ بہت کارآمد و مفید ہے۔ عام خیال یہ ہے کہ مفاد عامہ اس پر مبنی ہے کہ ہر مقابلہ کرنے والے کو اپنے حسب دلخواہ اپنے ہر مقابل کو دبانے اور کچلنے کا موقع دیا جائے۔ یہ سوال بہت موزونیت کے ساتھ پیدا ہوتا ہے کہ آیا ہمیں یہ بات تسلیم نہ کرنی چاہیئے کہ اس صورت میں دوسری صورتوں کے مثل مقابلہ، ان حدود کے اندر اور اس میدان میں جو اب تک روایتی رہا ہے، اپنے آپ کو مفاد و بہبود عامہ کے لیے کارآمد ثابت کرنے سے قاصر ہے۔

ایسی قانونی تبدیلیوں کے لیے صورت بہت مناسب ہے۔ تاوقتیکہ کوئی پکا اشتراکی نہ ہو اور یہ خیال نہ کرے کہ اجارے کی جانب قدم بڑھانے کے معنی محض یہ ہیں کہ خوش اسلوبی کے ساتھ انجام کار تمام صنعتی انتظام کو سرکار اپنے ہاتھ میں لے لے، ہر وہ تدبیر جو واجبی یا معمولی مقابلے کو برقرار رکھنے میں ممد ہو اچھی ہے۔ ممکن ہے کہ صورت حال مایوس کن ہو، اور یہ کہ صنعتوں کے ایک وسیع اور روزافزوں وسیع ہونے والے حصے میں کوئی تنفے

باب ۸
اتحادات اور ٹرسٹ

اتحاد و اجارے کی یورش کو روک نہ سکے۔ لیکن کم از کم وہ سب کچھ کرنا چاہیئے جو اس منحوس میلان کو روکنے کے لیے کیا جاسکتا ہو۔

لیکن اس قسم کی آئین سازی سے بہت زیادہ توقع نہ رکھنی چاہیئے۔ ایسے لوگ بھی ہیں جو یہ خیال کرتے ہیں کہ تاوقتیکہ اجارے کی جانب رہبری کرنے والے دوسرے اسباب نہ ہوں، مقابلے کے بارے میں جو قوانین نافذ ہیں ان میں تبدیلیاں کرنا صنعت کے اس انتظام اور انجام کار قیمتوں کے اس اضافے کو روکنے کے لیے کافی ہے جو گلو تراش مقابلے کا مقصد ہے۔ لیکن تاوقتیکہ معتدل مقابلے کو معاشی قوتوں سے، یعنی ایسے صنعتی حالات سے جو آزاد صناع کو اپنی حیثیت برقرار رکھنے کے قابل بناتے ہیں، تقویت نہ پہنچے اجارے کی ترقی کو روکنے کے اس طریقے سے کسی فائدے کے رونما ہونے کا امکان نہیں ہے۔

ایسا قانون خود اپنی خصوصیت کے اعتبار سے نافذ ہونا مشکل ہے۔ گلو تراش مقابلہ کیا ہے؟ محض قیمتوں کی تخفیف ہی مقابلے کا واحد مفید نتیجہ ہے۔ رقیب کو ہلاک کرنے کی نیت ہی وہ شے ہے جس کو قانون، مقدمے کا سبب بنا سکتا ہے لیکن اس کا ثابت کرنا مشکل ہے۔ مصارف پیدائش، واجبی قیمت، بازاری قیمتوں کے تغیرات، ان سب امور کا تصفیہ ویسی صحت کے ساتھ نہیں کیا جاسکتا جیسا کہ قانونی کارروائی میں ضروری ہے۔ وہ لازمی طور سے کچھ مبہم سے تصورات ہیں۔ پھر اگر کسی عامل کے معاہدہ کرنے پر کوئی بندش قائم کی جائے تو، اس سے آسانی کے ساتھ بچا جاسکتا ہے۔ جو کچھ کرنے کی ضرورت ہے وہ صرف اس قدر ہے کہ خاموشی کے ساتھ ایسے تاجر سے معاملت ترک کر دی جائے جو ہونے والے اجارہ داروں کے رقیبوں سے معاملہ کرنے پر تلا ہوا ہو۔ قانونی چارہ جوئی جو مناسب و معتدل مقابلے کے بارے میں از سر نو مرتب کردہ قانون پر مبنی ہو، اجارہ دار کے جارحانہ طرز عمل کے خلاف بہت ہی غیر یقینی آلۂ مدافعت ہوگا۔

452

باب ۶۵
اتحادات
اور
ٹرسٹ

موثر مدافعت صرف اس وقت ممکن ہے جبکہ ترکی بہ ترکی والا معاملہ ہو، یعنی جبکہ بڑے اجارہ دار کا مقابلہ بڑے رقیب سے ہو جائے۔ ناواجبی یا نامناسب مقابلے کی سب تدبیریں محض بڑے صناع اور بڑے سرمایہ دار کے بس کی باتیں ہیں۔ وہ شخص جس کا کیسۂ زر اتنا ہی بڑا ہے جتنا کہ بڑے اجارہ دار کا، گلو تراش مقابلے کو اسی عمدگی کے ساتھ سہہ سکے گا، قیمتوں کے فرق و امتیاز کے مقابلے میں اپنی قیمتوں کے بارے میں بھی ایسا ہی طرز عمل اختیار کرے گا اور عاملین کے بارے میں اپنے ہی طور پر معاہدات کرے گا۔ بڑے صناع، خواہ مقابلے کا قانون غیر متبدلہ حالت ہی میں باقی رہے، مقابلہ کرنے کے قابل رہیں گے۔ اصلی سوال یہ ہے کہ آیا بڑے صناعوں میں مقابلہ مستقل طور سے قائم رہے گا کہ نہیں۔

۴۔ جہاں تک بڑے پیمانے پر کاروبار کرنے والے صناعوں کے باہمی مقابلے کے مستقل و دیرپا ہونے کا تعلق ہے وہاں تک، دو متضاد قوتوں یا میلانات کا مقابلہ ہوتا ہے؛ اور اس کا پہلے سے اندازہ قائم کرنا آسان نہیں ہے کہ ان دونوں میں سے کون غالب رہے گا۔ دوسری جانب یہ ممکن ہے کہ رقیب جنگ ترک کر دیں اور متحد ہو جائیں۔ پیدائش بر پیمانۂ کبیر کی ترقی جہاں انفرادی کارخانوں کی تعداد کو گھٹا کر درجن بھر یا اس کے لگ بھگ کر دے وہاں، اس کا تقریباً یقین ہوتا ہے کہ وہ سب جلدی یا دیر سے متحد ہو جائیں گے۔ اس کے برخلاف شغل اصل کے لیے پس اندازیوں کا سریع اضافہ ہوتا ہے تو نئے منفعت بخش راستے کھولنے کی تلاش بھی مسلسل جاری رہتی ہے۔ اسی کے ساتھ تنظیمی قابلیت کی رسد میں قابل کاروباری اشخاص کی تازہ نسلوں کے رونما ہونے کے ساتھ ساتھ اضافہ اور تنوع عمل میں آتا ہے۔ نئے اصل اور نئی قابلیت کی کھپت ہر اس صنعت میں ہوتی جائے گی جس میں زیادہ منافعہ ملنے کا

موقع ہو؛ اور جس وقت تک ایسی صورت حالات ہو اس وقت تک اجارہ کا منافعہ ہمہ گیر نہ ہوگا بلکہ مقابلتہً محدود دائرے کے اندر رہے گا۔

بڑے پیمانے کے صناعوں کے مابین کسی قسم کے معاہدے کے امکان بلکہ ظنیت کا بھی کوئی سوال نہیں ہو سکتا۔ ان چیزوں کا تعلق زیادہ تر عادات و روایات سے ہے، اور سابقہ زمانے کے انفرادی روایات خود اصلداروں اور عمرانی فلسفیوں میں آکر ٹوٹ جاتے ہیں۔ مقابلہ ترک کرنے اور اتحاد میں شریک ہوجانے کا تصور عام طور سے رائج ہوتا جارہا ہے، اور آزادانہ تنظیم کے قدیم افتخار کو رواج سے ہٹاتا جارہا ہے۔ یہ حیرت انگیز ہے کہ اتحاد کے بارے میں کتنے زیادہ تجربات کئے گئے ہیں؛ نہ صرف ان صنعتوں میں جن میں صرف چند بڑے کارخانے یعنی درجن بھر میدان میں باقی رہ گئے ہیں، بلکہ ان صنعتوں کے لیے بھی جہاں تعداد تیس، پچاس، یا سو ہے۔ یہ صحیح ہے کہ تعداد جتنی زیادہ ہوگی اتنا ہی موثر قسم کا ٹرسٹ قائم کرنا زیادہ مشکل ہوگا، اور اتنا ہی یہ زیادہ اغلب ہوگا کہ مقابلہ کرنے والے قائم رہیں گے یا از سر نو رونما ہوں گے۔ یہ کہنا مشکل ہے کہ اس تحریک کی تحدید خود فنی حالات کس درجہ کرتے ہیں۔

بڑے اتحادات کا مقابلہ کرنے کے لیے بڑے پیمانے پر اصل فراہم کرکے لگانے کی راہ میں ایک خاص دقت یہ ہے کہ بنک کاری بھی متحد ہوگئی ہے اور بنکوں اور ٹرسٹوں کے درمیان سمجھوتا ہوچکا ہے۔ بنکوں سے مالی مدد حاصل کیے بغیر نئے میدانوں میں شغل اصل کرنا بہت دشوار ہے۔ کوٹھی والوں کے قاعدوں میں بالعموم یہ واضح سمجھوتہ ہوتا ہے کہ وہ ایک دوسرے کی راہ میں حائل نہ ہوں گے۔ جرمنی میں جنگ سے پہلے بنک کاری کا اتحاد دوسرے ممالک کے مقابلے میں بہت زیادہ ترقی کر گیا تھا، بنک کاری کے بڑے اداروں میں سے

ہر ایک کے زیر نگرانی صنعتی کاروبار کا ایک شعبہ ہوا کرتا تھا۔ ہر نو وارد کے لیے بنک کار یا ساہو کی سرپرستی حاصل کرنے میں دشواری محسوس ہوتی ہے۔ کچھ اسی قسم کی چیز ریاستہائے متحدہ میں بھی صادق آتی ہے۔ لیکن یہ ممکن نہیں ہے کہ نئے مقابلہ کرنے والوں کی راہ میں یہ مزاحمت مستقل ہو۔ دوامی طور سے جمع ہونے والے اندوختوں کے لیے کسی نہ کسی جگہ کھپنے کی صورت نکلنا ضروری ہے، اور کوئی اتحاد بنک کاری کے ایسے نئے اداروں کو رونما ہونے سے نہیں باز رکھ سکتا جن کے مالی اور صنعتی قائد بھی نئے ہوں جو نہایت محفوظ و مستحکم میدانوں میں گھس جانے کی کوشش کریں۔

ان قوتوں میں جن کے متعلق یہ قرینہ ہے کہ وہ مقابلے کے حق میں تازہ ہیج کا کام دیں گی، ہمیں نہ صرف فراہمیٔ اصل کے لامتناہی سلسلے اور نئے کاروباری اشخاص کی اولوالعزمی کو شمار کرنا چاہیئے، بلکہ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ خود اتحاد کی تنظیم میں بھی انحطاط کا امکان ہوتا ہے۔ کامیاب اتحاد بالعموم اس صورت میں رونما ہوتا ہے جبکہ کسی مقررہ صنعت میں سب سے بڑے اور اعلیٰ درجے کے منظم کارخانے ایک انتظام کے تحت متحد ہو جائیں؛ اور چھوٹے کارخانے خرید لیے جائیں یا میدان سے ہٹا دیئے جائیں۔ ابتدائی کامیابی کا باعث قائدوں کی قابلیت و نیک نامی ہوتی ہے۔ مرور زمانہ کے ساتھ نئے قائدوں کی تلاش ضروری ہے۔ لیکن قدیم قائم شدہ کارخانوں میں قابلیت کی قدردانی کے بجائے "کنبہ پروری" کا بہت امکان ہے۔ ابتدائی منتظموں کو پیش پیش لانے والا مقابلہ ہی تھا، مگر وہ خود اتحاد میں بقائے اصلح کے لیے اب کارگر ثابت نہیں ہوتا۔ یہ صحیح ہے کہ نیک نامی اور وجاہت کا بہت بڑا اثر ہوتا ہے اور حکومت کے عہدے کو برقرار رکھنا اس کو حاصل کرنے کے مقابلے میں بہت آسان ہوتا ہے۔ لیکن تنظیم پیمانۂ کبیر کے کفایات اور ناجائز

454

باب ۱۵
اتحادات
اور
ٹرسٹ

مقابلے کے ہتکنڈوں کو دوسرے سیکھ سکتے ہیں؛ بلند حوصلگی کا مہیج ان لوگوں میں سب سے قوی ہوتا ہے جو کثیر المقدار منفعت حاصل کرنا چاہتے ہیں اور کسی قائم شدہ کارخانے کے لیے خواہ وہ ٹرسٹ ہو بنک ہو یا اخبار، غیر متوقعہ طور سے بگڑ جانے اور تباہ ہو جانے کا خطرہ ہوتا ہے۔

خواہ اتحاد اور جتھے ان متخاصم قوتوں کا نتیجہ ہوں یا نہ ہوں، وہ اپنے آپ کو مستقل طور سے قائم رکھیں گے، بظاہر یہ یقینی معلوم ہوتا ہے کہ بڑے پیمانے پر کاروبار کرنے والی صنعتوں میں بھی بجز مخدوش قسم کے اور محدود اجارے کے اور کچھ رونمانہ ہوگی۔ ٹرسٹ یا کاروباری جتھے کو ہمیشہ اپنی انتہائی کوشش صرف کرنی پڑتی ہے اور بے جا مداخلت کرنے والوں کی طرف سے ہمیشہ چوکس رہنا پڑتا ہے۔ ان دخل درمعقولات کرنے والوں کی یا تو سرزنش کی جاسکتی ہے یا انھیں خرید لیا جاسکتا ہے؛ لیکن پھر بھی نئی نئی کمپنیاں ہمیشہ قائم ہوتی رہیں گی بشرطیکہ منافعہ بہت اعلیٰ ملے۔ ٹرسٹ تنظیم کی غالب شکل بن سکتا ہے اور عمدہ انتظام کے ذریعے سے، خالص اجارے کی قیمتوں یا غیر معمولی منافعہ کا باعث بنے بغیر، اپنے آپ کو مستقل طور سے قائم رکھ سکتا ہے۔

پس اس کا امکان ہے اور قریبی مستقبل کے لیے غالباً بہت امید افزا امکان ہے کہ دوراندیشانہ انتظام کے تحت اور عوام الناس کے روبرو ذمہ داری کے کچھ احساس کے ساتھ معتدل قسم کا اتحاد رونما ہو۔ رہبری کرنے والے اشخاص دانشمندی کے ساتھ یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ رقیبوں کا مقابلہ کرنا ضروری ہے اور یہ کہ منافعے کو مناسب حدود کے اندر رکھنا اچھا اصول ہے، تاکہ نو واردوں کو ترغیب و تحریص نہ ہو۔ "بالقوہ مقابلہ" سے ایسے ہی نتیجے کی توقع ہوتی ہے؛ یعنی متحدہ انتظام اور صنعت کی ثبات پذیر رفتار، لیکن منافعہ اور قیمتیں اس سے بہت زیادہ مختلف نہ رہیں

باب ۶۵
اتحادات
اور
ٹرسٹ

455

جتنی کہ مقابلے کے تحت رہتیں۔ بہت ممکن ہے کہ جو انجمن مسلط ہو اس کا منافعہ معقول ہو، لیکن ہر حیثیت سے یہ منافعہ زیادہ تر مستقل عمدہ انتظام کے تابع ہوگا۔

اتحاد کی تحریک میں اس قسم کی اصلاح سرکاری تنظیم کے ذریعے سے ممکن ہے، چنانچہ اس کے متعلق مفصل بحث ابھی کی جائے گی۔ بہت کچھ انحصار کاروباری اشخاص اور خوش حال مالکان جائداد کی دماغی حالت پر بھی ہوگا۔ اگرچہ یہ لوگ اب بھی زیادہ منافعہ حاصل کرنے والے کی پرستش کرتے ہیں، لیکن مشترکہ اغراض کو ترقی دینے کی ہمہ گیر تحریک، جس نے معاشری آئین و قوانین کی وضع اور معاشی خیال پر اس قدر گہرا اثر کیا ہے، ان لوگوں کے مقاصد اور ان کی حوصلہ مندیوں پر بھی اثر انداز ہونے لگی ہے۔ چنانچہ معتدل منافعہ، واجبی قیمتوں، جائز طریق عمل، ایماندارانہ منفعت، اور عامۃ الناس کے پاس و لحاظ کا زیادہ چرچا سنائی دیتا ہے! اگرچہ یہ سب اصطلاحیں مبہم اور تشریح طلب طریقے سے استعمال کی جاتی ہیں، پھر بھی وہ بدلے ہوئے معتدل طرز عمل کو پُر معنی طریقے پر ظاہر کرتی ہیں۔ اجارہ دار ہر دلعزیز شخص نہیں ہوتا۔ خواہ وہ اُن لوگوں میں پناہ کیوں نہ لے جن کے لیے امتیاز مراتب کا واحد معیار زر ہوتا ہے، وہ عام ناراضی کی خلش محسوس کیے بغیر نہیں رہتا۔ عامۃ الناس کے خیالات کی یہ تبدیلی اُس قسم کے انتظام کی موافقت میں اثر انداز ہوتی ہے جو نہ صرف معتدل ہو بلکہ دور اندیشانہ بھی ہو اور غالباً عملی ضرورتوں میں فوراً ذکاوت طبع اور بلند حوصلگی سے کام لینے پر مبنی ہو، اور مفاد عامہ کو فروغ دے۔

۵۔ لیکن قوم کو ایسے اتحادوں سے کیا فوائد حاصل ہوتے ہیں جو اس قدر بڑے اور ہمہ گیر ہوں کہ ان کے اجارے کی شکل اختیار کر لینے کا خطرہ ہو؟

باب ۶۵ اتحادات اور ٹرسٹ

ان فوائد میں سے صرف ایک فائدہ جو سنجیدہ غور و خوض کا مستحق ہے صنعت کے تغیرات کو کم کرنا یا ان سے بچنا ہے۔ موجودہ نظام کے دوسرے تاریک پہلوؤں کے منجملہ پیدائش و کارکردگی کی بے قاعدگیاں بھی ہیں۔ غیر منظم مقابلے کے استیصال سے غالباً ان کو رفع کرنے میں ایک حد تک کامیابی ہو سکتی ہے۔ یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ جس طرح بڑا جہاز موج و باد کی پروا کیے بغیر اپنے راستے پر قائم رہ سکتا ہے اسی طرح بڑا اتحاد مالی خلل اور پریشانیوں کی پروا نہ کرکے اپنے کاروبار کو مسلسل انجام دے سکتا ہے۔

امکان موجود ہے، لیکن بہت کچھ انحصار اس پر ہے کہ خود اتحاد کی تحریک کیا رُخ اختیار کرتی ہے۔ یہ خیال کرنا بالکل ممکن ہے کہ وہ تغیرات میں کمی کرنے کے بجائے ان میں اور زیادہ شدت پیدا کر دے۔ موجودہ زمانے میں روزمرہ جو افسوسناک واقعات مشاہدے میں آتے ہیں یہ ہیں کہ سٹے کو فروغ دینے والا بھرتی کا اتحاد قائم کر لیتا ہے؛ قیمتوں اور منافع کو بڑھانے کی کوشش کی جاتی ہے؛ تخمین اور چابکدستی سے کام لیکر اور اثاثہ میں اضافہ کیئے بغیر تمسکات کی مقداریں اضافہ کیا جاتا ہے؛ مقابلہ کرنے والوں میں اضافہ ہوتا ہے؛ کھوکلا اور جھوٹا کاروبار ذرا سی چھیڑ سے بیٹھ جاتا ہے؛ اور تمسک کا بازار سرد پڑ جاتا ہے، جس کے نتیجے کے طور پر عدم تیقن اور تنظیم جدید کا دور رونما ہوتا ہے۔ ان واقعات سے معاشی ثبات پذیری رونما نہیں ہوتی۔ غالباً وہ محض عارضی طور سے ظاہر ہوتے ہیں اور جب شغل اصل اور کاروبار کرنے والے عوام اتحاد کے حدود کا بہتر طریقے سے اندازہ قائم کر لیں گے تو وہ غائب ہو جائیں گے۔ ممکن ہے کہ دور اندیشانہ تنظیم اور ثبات پذیر اتحاد ترقی کرے اور اس کے باعث تخمین اور صنعت کی بے قاعدگی میں کمی ہو جائے۔ چنانچہ ریاستہائے متحدہ کے

456

باب ۶۵ اتحادات اور ٹرسٹ

اسٹیل کارپوریشن[1] نے ایک ایسی صنعت میں تغیرات کو اعتدال پر لانے کی کوشش کی جس میں حیرت انگیز طریقے پر تغیرات ہوا کرتے تھے، اور یہ تسلیم کرنا ضروری ہے کہ اس کوشش کے کچھ امید افزا نتائج بھی رونما ہوئے۔ یہ بھی صحیح ہے کہ ریلوں میں اتحاد و انضمام کے تدریجی عمل نے سابقہ "شورا شوری" اور "بے نمکی" دونوں حالتوں کا سدباب کیا۔ قوم کو حقیقی منفعت اسی صورت میں حاصل ہو سکتی ہے جبکہ صنعتی ترقی کو زیادہ باقاعدگی اور تسلسل کے ساتھ رونما ہونے کا موقع دیا جائے۔

اتحادوں سے ایک اور مفروضہ فائدہ حاصل ہوتا ہے جو مذکورۂ بالا فائدے سے ایک حد تک وابستہ ہے اور وہ یہ ہے کہ مسابقت کے مفروضہ تباہ کن نتائج کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ جدید حالات کے تحت مقابلہ آخری مورچے تک باقی رکھا جاتا ہے۔ جب کوئی بڑا کارخانہ ایک دفعہ قائم ہو جاتا ہے تو، اس کو اس وقت تک چلایا جائے گا جب تک مصارف پیدائش سے زائد کچھ وصول ہوتا رہے۔ اس انتہائی صورت کی بہترین مثال ریلوں کے مقابلے سے بہم پہنچتی ہے، اگرچہ ریلوں کے ذریعے سے نقل و حمل کے خاص حالات کی وجہ سے اس مقابلے میں اور زیادہ شدت ہو جاتی ہے۔ چنانچہ یہ حالت ہر اُس صنعت کی ہو گی جس کا اصل قائم کثیر المقدار ہو۔ ان تمام امور سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے کہ غیر محدود مقابلہ ناگزیر طریقے پر عام تباہی کے نقطے پر پہنچا کر دم لے گا، اور یہ کہ اتحاد ہی اس سے نجات حاصل کرنے کا واحد ذریعہ ہے۔

یہ استدلال ایک حد تک صداقت پر مبنی ہے، لیکن وسیع الاطلاق نہیں ہے۔ اس میں شک نہیں کہ بڑے کارخانے کو چلانے والے سرمایہ دار صناع اور غیر منظم مزدور کے مابین مماثلت پائی جاتی ہے۔ دونوں کو اس میلان کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے کہ معیاری قیمتیں مقابلے کے باعث

[1] Steel Corporation

باب ۶
اتحادات اور ٹرسٹ

کم ہو جائیں گی اور دونوں کو انتظار اور صبر کی صورت میں نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے۔ جس طرح مزدور کے اپنی محنت کی قوت وصلاحیت سے کام نہ لینے کی صورت میں اس کی محنت ضائع اور اکارت جاتی ہے، اسی طرح اگر اصلدار کا کارخانہ اور بالائی انتظام بے کار پڑا رہے تو، اس سے خاص نقصان رونما ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے تھوک فروش تاجر یا بیوپاری، صناعوں کا ایک دوسرے سے مقابلہ کرا کے واجبی قیمتوں پر بہ آسانی معاملہ طے کر سکتا ہے۔ نیز اسی وجہ سے معاملات کے معمولی شرائط پر مقابلے کا انتشار انگیز اثر پڑتا ہے۔ بٹے کی شرحوں میں الٹ پھیر کر کے، مصارف نقل وحمل وترسیل سامان میں رعایتیں کر کے اور سامان کو تلف شدہ مال کی تعریف میں داخل کر کے پوشیدہ طور سے قیمتوں میں قطع وبرید کی جاتی ہے۔ معیاری شرح میں اسی قسم کی پوشیدہ قطع وبرید اس وقت عمل میں آتی ہے جبکہ مزدوروں سے مثلاً کان کنوں سے آلات اور سامان کے معاوضے میں کچھ زائد رقم وصول کی جاتی ہے، یا ان سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ وہ زائد اجرت کے بغیر مقررہ وقت سے زیادہ کام کریں یا مزدکاری کی شرحوں کے الٹ پھیر کو تسلیم کر لیں۔ 457

اس تمثیل کو بہت دور تک آگے نہ لے جانا چاہیئے۔ اصلداروں کے شدید نقصان اٹھانے کا قرینہ اس قدر نہیں ہے جس قدر کہ مزدوروں کا، اور معیاری تشخصات کے فقدان کی وجہ سے اصلداروں کے معاملات کو اس قدر صدمہ بھی نہیں پہنچتا۔ پھر بھی کچھ مماثلت ضرور موجود ہے۔ دونوں صورتوں میں خریدار کے لیے یہ موقع ہے کہ وہ ایک سوداگر کو دوسرے سے بھڑا دے اور دونوں میں ایسے اسباب موجود ہیں جو متحدہ عمل کے لیے مستقل تنظیم کو حق بجانب قرار دیتے ہیں۔

لیکن اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ سوداگروں کو خواہ وہ اصلدار ہوں یا مزدور محفوظ رکھنے کی غرض سے محکم وکامل اتحاد ضروری ہے۔ مقابلے کو معیاری بنانے کا انتظام مقابلے کا خاتمہ کرنے کے انتظام سے

بہت مختلف شے ہے۔ پھر بھی کاروباری جماعت کے اکثر اشخاص بحالت موجودہ اس طرح گفتگو کرتے ہیں کہ گویا مقابلہ لازمی طور سے صناعوں کے لیے مہلک ہے، اور بجز ٹرسٹ یا کارٹل مرتب کرنے کے تباہی سے بچاؤ نہیں ہو سکتا۔ مقابلے کا سلسلہ از خود یا بلا لحاظ نتیجہ آخری قائم نہیں رہتا۔ انتہا سے زیادہ مقابلے سے اصلداروں کو جو مصائب اٹھانے پڑیں گے خود انھیں سے امتداد زمانہ کے ساتھ ان کا علاج رونما ہوگا۔ لوگ غیر معین طریقے پر ایسی صنعتوں میں شغل اصل کرنے کا سلسلہ جاری نہ رکھیں گے جن میں گلو تراش مسابقت کی وجہ سے منافعہ نہ ملے۔ اصلداروں کی اصلی دقت جسے وہ لوگ پوری طرح نہیں دیکھتے جو یہ کہتے ہیں کہ جدید مقابلہ لازمی طور سے تباہی پیدا کرتا ہے، مشغول کرنے کے لیے نئے فراہم شدہ اصل کا دوامی دباؤ اور معلومہ اور قائم شدہ صنعتوں میں تقلیل منافعہ کا دائمی رجحان ہے۔ اس دباؤ سے کاروبار اور شغل اصل کرنے والے عامۃ الناس ہمیشہ بچنے کی کوشش کرتے ہیں، کچھ تو اصلاح و ایجاد کے مفید تدریجی عمل کے ذریعے سے اور نئے نئے شعبے کھول کر اور کچھ اتحاد اور اجارے کے مذموم طریقے سے[1]

تباہ کن مقابلے سے جو حقیقی خرابیاں ہیئت سیاسیہ میں پیدا ہوتی ہیں اور اتحاد کے باعث جو فوائد حاصل ہوتے ہیں وہ اسی قسم کے ہیں جن کا ذکر کچھ دیر پیشتر آچکا ہے، یعنی وہ صنعت کی ثبات پذیری پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ مقابلے سے یہ میلان رونما ہوتا ہے کہ کبھی تو وہ انتہائی گرم بازاری کا باعث ہوتا ہے اور کبھی سرد بازاری کا۔ بظاہر ممکن ہے کہ اتحاد، تغیرات کو رفع کر دے۔ اگر ایسا ہوا اور مطلق العنان اجارے کے رونما

[1] باب ۱۲ میں اس موضوع پر مفرط پیدائش اور مفرط شغل اصل کے بارے میں جو کچھ کہا گیا ہے اس سے اس کا مقابلہ کرو۔

ہوئے بغیر ہو، یعنی اگر امن و امان مستبد جماعت کا قائم کردہ نہ ہو، تو اس سے بہت ہی اہم معاشری فائدہ حاصل ہوگا۔ ہم پھر اس امر کا اعادہ کرتے ہیں کہ ایسے مناسب و پسندیدہ نتیجہ کا رونما ہونا کسی طرح یقینی نہیں ہے؛ اور بہرصورت وہ قومی اعتبارات سے اُس تحفظ منافعہ سے بہت مختلف شے ہے جو مقابلے کا خاتمہ کر کے کیا جائے اور جس کی پذیرائی کے لیے کاروبار اور شغل اصل کرنے والی جماعتیں تیار ہوتی ہیں۔

۶۔ مسئلے کے بعض اساسی عناصر، یعنی تنظیم بر پیمانۂ کبیر کی وجہ سے کارکردگی کے فائدے، ناواجب مقابلے کی قوت اور دوری تغیرات کی روک تھام وغیرہ کے متعلق عدم تیقن کی اس حالت میں ناگزیر طور سے مناسب و موزوں قسم کے آئین وضع کرنے کے بارے میں کوئی اتفاق رائے نہیں ہے۔ ان سب کی تہ میں جو سوال مضمر ہے وہ متنازعہ فیہ ہے، یعنی یہ کہ آیا تنظیم اور قابل قبول قوانین (یا اُن کی توقع) جرمنی کی طرح ہوں گے یا ریاستہائے متحدہ کی طرح شدید دباؤ سے کام لیا جائے گا؟ اگر موخر الذکر اصول عمل کو بھی مقررہ تسلیم کر لیا جائے تو بھی، اس کا اطلاق کرنے کے طریق کے متعلق اور ان رواجات کے متعلق جنھیں جائز رکھا جائے یا جن کی تنظیم کی جائے پریشان کن سوالات رونما ہوتے ہیں۔ سردست محض محتاط اور دوراندیشانہ اصول کے مثل ہی کوئی شے قابل عمل ہو سکتی ہے۔

پھر بھی ایسے آئینی اصول عمل کو ترقی دینے میں جس کی ریاستہائے متحدہ پابند ہیں، یعنی اجارے کا انسداد اور مقابلے کا بجبر نفاذ و قیام، بعض چیزیں بخوبی واضح ہیں۔ ابتداءً وضع آئین بعض مقررہ طریقوں سے کی جا سکتی ہے، اور آگے قدم بڑھانے سے پیشتر سابقہ نتائج پر تامل و غور کیا جا سکتا ہے۔

سب سے بدیہی چیز جسے حاصل کرنے کی ضرورت ہے وہ موجودہ سے زیادہ اشاعت معلومات ہے جو باقاعدہ کیفیتوں کے ذریعے سے اور سرکاری محاسبوں کے زیر نگرانی بہی کھاتوں اور حسابات کی جانچ کرکے کی جائے۔ گو اشاعت معلومات بڑی حد تک ایک ایسا معاملہ ہے جو ایک طرف شغل اصل کرنے والوں اور دوسری جانب منتظمین اور مہتمموں سے تعلق رکھتا ہے، اور اس حد تک عامۃ الناس سے اس کا راست تعلق نہیں ہے، پھر بھی وہ عوام کے لیے بہت خاصی اہمیت رکھتا ہے؛ اس لیے کہ آئین کی وضع کی بنیاد قائم کرنے کے لیے معلومات اور اطلاعات کی ضرورت ہے۔ ہمیں اس کا بہت ہی کم علم ہے کہ اتحاد نے اجارے کے حالات کس حد تک پیدا کیے۔ اور اس کا علم تو بدرجہا کم ہے کہ اس سے آئندہ ایسے حالات پیدا ہونے کا کس حد تک امکان ہے۔

اشتہار و اشاعت اس بہتر قسم کے انتظام کو فروغ دے گی جس کا ابھی ذکر کیا گیا، یعنی ایسا انتظام جو شغل اصل کرنے والوں کے حق میں زیادہ دیانتدارانہ ہو، مسابقت کے بارے میں زیادہ دور اندیشانہ ہو، اور قیمتوں اور منافعے کی حد تک زیادہ اعتدال پسندانہ ہو۔ یہ دیکھنا باقی رہ جاتا ہے کہ ان معاملات میں تبدیلی ہوکر بہتر صورت کس حد تک پیدا ہو گی اور خانگی صنعت میں قومی ذمہ داری کے کچھ احساس کی آمیزش کس حد تک ہو گی۔ موثر اشاعت و اشتہار اس اصلاح و ترقی کی رفتار کو بہتر رخ میں پھیر دینے میں ممد ہو گا۔

انتظام و نگرانی کا دوسرا مقصد اصل کی فراہمی ہونا چاہیے۔ اس میں بھی عامۃ الناس کے اغراض براہ راست تعلق نہیں رکھتے؛ فراہمی اصل کا معاملہ براہ راست شغل اصل کرنے والوں اور منتظمین کاروبار سے تعلق رکھتا ہے۔ جہاں تک عوام کا تعلق ہے

باب ۶۵
اتحادات اور ٹرسٹ

وہاں تک، زائد از ضرورت اصل کی فراہمی، اجارے کے منافعہ کا منبع نہیں ہے، بلکہ محض اس کو چھپانے کی ایک ترکیب ہے۔ اس لحاظ سے اس کی تنظیم کا مدار بھی اساسی لحاظ سے ان ہی بنیادوں پر ہے جو اشتہار و اشاعت کو ضروری بناتی ہیں۔ اس کی موثر طریقے سے نگرانی غالباً صرف وفاقی قانون کے تحت اس کو شامل کرکے کی جا سکتی ہے۔ جس وقت تک معاملہ تقریباً پچاس مجالس وضع آئین و قوانین کے سپرد رہے گا اُس وقت تک ناگزیر طور سے کچھ نیک یا بے پروا ریاستیں ایسی بھی ہوں گی جو عملاً اکثریت کے اختیار کردہ نگران اور تحدیدی دستور العمل کو کالعدم کر دیں گی۔ وفاق کی شرکت اکثر لوگوں کو بظاہر بہت ہی سخت تدبیر معلوم ہوگی۔ خواہ اس قسم کا مرکزی انتظام کسی قدر ناپسندیدہ ہی کیوں نہ ہو، اس کو مستقبل کے امکانات میں شمار کرنا چاہیئے۔

اتحاد کی نگرانی کا ایک قریبی اور اہم پہلو "تمسک دار کمپنی" ہے۔ کسی تجارتی انجمن کو دوسری تجارتی انجمن کے حصص لینے سے فوراً روک دینا ممکن ہے کہ بہت زیادتی ہو۔ کم از کم ان باہمی تعلق رکھنے والی کمپنیوں کے بارے میں پوری اطلاع رکھنی چاہیئے۔ اندرونی کارروائیاں محض حقیقی صورت حالات کو چھپانے کی یا چند اندرونی اشخاص کو باری باری سے نگرانی دینے کی ترکیبیں ہیں۔ اگر تمام صورت حالات عوام کے سامنے تحریر میں لائی جائے تو، اصلی اشاعت واشتہار کا مقصد پورا ہوگا اور موثر تنظیم ممکن ہوگی۔

"ناواجب" مقابلے کی مختلف شکلیں توجہ کی محتاج ہیں، یعنی بعض کی صرف تعریف و تحدید، بعض میں نظم و ترتیب، اور غالباً بعض کا سختی سے انسداد کرنا ہوگا۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے یہ مسئلہ خاردار ہے۔ ممکن ہے کہ نامناسب مقابلے کے بارے میں

جو عام قانون ہے اس پر نظر ثانی کرنے کی ضرورت ہو؛ پھر بھی قانونی صورت حالات کا یہ جزو خود بظاہر بے ثباتی اور عدم تیقن کی حالت میں معلوم ہوتا ہے۔ یہ واضح نہیں ہے کہ آئین و قوانین میں اصلاح و ترمیم کی ضرورت ہے، اور یہ چیز اس سے بھی کم واضح ہے کہ نیا قانون، اگر اس کی ضرورت ہو، کیا شکل اختیار کرے۔

منافعہ اور قیمتوں کی نگرانی زیادہ سخت قسم کی تدبیر ہے اور ایسی تدبیر ہے جو بالعموم پیش نہیں کی جاتی۔ یہ بدیہی ہے کہ انجام کار مقصد یہی ہے۔ خدمات عامہ کی صنعتوں کی صورت کے مثل اساسی شئے تقسیم دولت پر اثر ہے۔ اشتہار، فراہمئ اصل کی نگرانی، مقابلے کی تنظیم ان سب کا اصلی مقصد یہی ہے۔ غالباً ایک حد تک معتدل قسم کی تدابیر "نامناسب" منافعہ اور "ناواجب" قیمتوں کو روکنے کے لیے کافی ہوں گی۔ لیکن اگر محض صریح اتحادوں کا انسداد مطلوبہ مقصد حاصل کرنے میں ناکام رہے تو، منافعہ اور قیمتوں کی نگرانی کی جانب لازمی طور سے رجوع ہونا چاہیئے۔ ممکن ہے کہ یہ نگرانی شرحوں کی راست تنظیم کی شکل میں ویسی ہی ہو جیسی کہ بین ریاستی تجارتی کمیشن کی ریلوں کی حد تک ہے۔ وہ زائد منافعہ پر محصول عائد کرکے منافعہ کی تنظیم کی شکل اختیار کر سکتی ہے۔ بہر صورت یہ کام کافی مشکل ہوگا اور اس کے سلسلے میں حسابات کی بہت سختی کے ساتھ جانچ کرنی پڑے گی۔ صنعتی تبدیلیوں کو وسیع النظری سے دیکھنے والے مبصر کو ایسی نگرانی کا سامنا ممکنہ تدبیر کی حیثیت سے کرنا ضروری ہے۔

۷۔ باقاعدہ قانون وضع کرنے کی کوشش کے آغاز ہی میں ایک دقت طلب مسئلہ پیش ہوگا؛ اور وہ یہ کہ اس شئے کی تعریف کیا کی جائے جس کا انتظام کرنا ہے؟ قانون کی نظر میں کونسی شئے اجارہ یا اتحاد یا ٹرسٹ قرار دی جائے گی؟

باب ۶۵
اتحادات اور ٹرسٹ

قانون ایسے مبہم اور موہوم نتائج یا بیانات استعمال نہیں کر سکتا جیسے کہ عالم معاشیات کے لیے عام طور سے کفایت کرتے ہیں۔ اس کو صحیح اور واقعی حالات کی تعریف کرنی ضروری ہے۔ اجارہ دارانہ اتحاد کی خصوصیات متمائز کیا ہیں؟

محض کاروبار کا پیمانہ نتیجہ خیز نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ کارخانہ اصل اور پیداوار کے لحاظ سے وسیع پیمانے پر کام کر رہا ہو، اور پھر بھی پیداوار پر اس کا قابو اس طریق پر نہ ہو جس سے اس کو اجارے کا منافعہ ملے۔ علاوہ ازیں پورے میدان پر قابض و محیط ہونا بھی کوئی نتیجہ خیز علامت نہیں ہے۔ موجود الوقت مباحث میں بعض اوقات یہ خیال کیا جاتا ہے کہ جب ٹرسٹ کسی مقررہ صنعت میں پیداوار کا ۵۰، ۶۰ یا ۷۰ فی صد جزو تیار کرے تو، وہ حقیقتاً پورے میدان پر قابض ہوتا ہے۔ لیکن یہ نتیجہ لازمی طور سے نہیں نکلتا۔ ممکن ہے کہ ٹرسٹ کے رقیب بہت سرگرم ہوں یا ممکن ہے کہ ایسے رقیبوں کا خاتمہ کرنے کے خیال سے ٹرسٹ کے منتظمین دور اندیشانہ اور قدامت پسندانہ تنظیم کے تحت کام کر رہے ہوں۔

461

اس سے زیادہ کارگر معیار بظاہر کثیر المقدار منافعہ میں ملتا ہے، یعنی اتنے پیمانے پر منافعہ جس کی مقابلے کے حالات کے تحت توقع نہ کی جا سکتی ہو۔ پھر بھی یہاں احتیاط کی ضرورت ہے۔ کبھی کبھی بازار کے حالات کے موافق تبدیلی کے زیر اثر اور بالعموم اعلیٰ درجے کی تنظیمی قابلیت کی وجہ سے اصل پر ۲۰ اور ۳۰ فی صد اور اس سے زیادہ کا منافعہ ایسی صنعتوں میں بالعموم حاصل ہوتا ہے جو غیر محدود مقابلے کے تابع ہوں۔ پھر بھی ایسے منافعہ کے بارے میں جو طویل مدت تک بڑے پیمانے پر اور کثیر المقدار اصل پر مسلسل ملتا رہے بدگمانی پیدا ہو سکتی ہے۔ اگر ایک لاکھ ڈالر اصل پر ۳۰ فی صد وصول ہو تو ممکن ہے کہ قابل آدمی کے لیے یہ کوئی غیر معمولی منافعہ

نہ ہو۔ لیکن دس لاکھ کے اصل پر اتنا ہی منافعہ یا ایک کروڑ یا ایک ارب کے اصل پر اس سے بھی زیادہ منافعہ، مقابلے کے حالات کے تحت، استقلال کے ساتھ حاصل نہیں کیا جا سکتا۔

پھر قیمتوں کا فرق و امتیاز، جیساکہ بیان کیا جا چکا ہے، اجارے کی علامت ہے؛ تاہم یہاں بھی صرف اُس صورت میں جبکہ اس کا سلسلہ طویل مدت تک اور بڑے پیمانے پر جاری رہے۔[1] مسابقت اور بازار کی کشمکش سے، زائد رسد کے عواقب کو رفع کرنے کی کوشش سے اور قدیم بازار میں مروجہ قیمت کو بگاڑے بغیر نئے بازار میں اشیا کو متعارف کرانے کی خواہش سے قدرتی طور سے کچھ امتیازات رونما ہوتے ہیں۔ اجارے کی بو صرف اس صورت میں آتی ہے جبکہ خریداروں کی ایک جماعت سے دوسری جماعت کے مقابلے میں مسلسل طریقے پر خاصی زیادہ قیمتیں وصول کی جاتی ہیں۔

لیکن خالص معاشی حالات کا اطلاق آسانی کے ساتھ آئین و قوانین کی وضع میں نہیں کیا جاتا۔ مصنف کا یہ گمان ہے کہ یقیناً ابتدا میں قانون کو محض ٹرسٹ کے پیمانے کو معیار قرار دینا چاہیئے۔ سب بڑے بڑے کارخانوں کو، خواہ وہ اصل کے لحاظ سے بڑے ہوں یا پیداوار کے اعتبار سے مجبور کیا جا سکتا ہے کہ وہ کم از کم اصل، پیداوار اور منافعہ جیسے سادہ ترین واقعات کے متعلق اطلاع دینے کے لزوم کی مطابقت کریں۔ اگر ایسی اطلاع کا انتظام مسلسل کئی سال تک کیا جائے تو، وہ مزید تحقیق بلکہ غالباً مزید قوانین وضع کرنے کی بنیاد کا کام انجام دے گی۔

۸۔ امریکہ کا سخت گیری کا اصول بہت زمانے تک کامل طور سے ناکام رہا۔ ۱۸۹۰ء کے قانون شرمان کے نفاذ کے غالباً

---

[1] دیکھو باب ۵ فصل ۴ تا ۵۔

باب ۶۵ اتحادات اور ٹرسٹ

462

پندرہ سال بعد تک ہر قسم کی بندشوں اور تعزیروں کا اثر کچھ بھی نہ ہوا۔ نہ صرف یہ کہ قدیم اتحادات کسی رکاوٹ اور خلل کے بغیر کام کرتے رہے، بلکہ انیسویں صدی کے آخری سالوں میں غیر معمولی طریق پر اور اچانک طور سے وہ نئے اتحاد رونما ہوئے جن کی جانب اشارہ کیا جاچکا ہے۔ بڑے اتحادوں کو کسی قسم کے اخفاء کی ضرورت نہیں ہوئی۔ کاروباری دنیا نے اپنے تجربات اور اپنی نزاعیں ملک کے قانون کے لحاظ کے بغیر جاری رکھیں۔

لیکن یہ امر حیرت افزا ہے کہ نہایت قلیل سی مدت میں صورت حالات تبدیل ہوگئی۔ ٹرسٹ کی زیادہ ستانی کا خیال ایک حد تک حقیقت پر مبنی تھا، اور بالعموم اس کے بارے میں مبالغہ کیا جاتا تھا؛ بہرحال اسی زیادہ ستانی کے خلاف اور اس سے بھی زیادہ بیش قرار منافعہ کے بہت نمایاں طور سے وصول ہونے کے خلاف، جو کسی مسلمہ معاشی قوانین کے تحت حق بجانب قرار نہ پاتا تھا، قطعی رائے عامہ کے اثر سے روس ولٹ، ٹیفٹ اور ولسن کے یکے بعد دیگرے آنے والے حکومت کے دوروں نے قانون کا زیادہ سے زیادہ شدید طریقے پر اطلاق کرنے میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کی۔ کثیر التعداد اتحاد اور ان میں بھی تیل اور تمباکو کے اتحاد خاص طور سے عدالت میں کشاں کشاں لائے گئے اور ٹوٹنے پر مجبور ہوئے۔ دوسروں نے نالش کا مقابلہ کرنے کے عوض یہی راستہ اختیار کیا۔ اجارے کو کالعدم کرنے کی کوشش کو بہت پر زور اور مصمم ارادے سے عمل میں لایا گیا۔

تاہم چند سمجھدار اشخاص کا یہ خیال تھا کہ اگر اسی اصول عمل کو مستقل قرار دے دیا جائے تو کافی تھا۔ نہ صرف وہ لوگ جو کسی نہ کسی شکل میں اور کچھ بندشوں کے تحت اتحاد کو صنعت کی زیادہ منفعت بخش تنظیم سمجھتے تھے بلکہ وہ لوگ بھی جو سختی کے ساتھ انسداد کرنے پر تلے

ہوئے تھے کسی ایسے مزید آئین و قانون کی وضع کے متوقع تھے جو ۱۸۹۰ء
کے قانون سے مقابلتہً کم مبہم ہو، اور یہ چاہتے تھے کہ اس قانون کے
شرائط کے نفاذ کے لیے بہتر نظم و نسق کے وسائل دستیاب ہوں چنانچہ
۱۹۱۴ء میں دو اہم قوانین منظور ہوئے۔ ایک تو وہ جسے عرفِ عام میں
انٹی ٹرسٹ ایکٹ[1] کہتے ہیں جس میں ۱۸۹۰ء کے قانون کے امتناعات
دھرائے گئے اور ایسے مزید شرائط بڑھائے گئے جن کا مقصد تمسک دار
کمپنیوں، ناظموں کے نام نہاد اندرونی اتحاد و اتفاق اور پوشیدہ
اتحاد کی دوسری ترکیبوں کو روکنا تھا۔ دوسرا قانون زیادہ ندرت آمیز
اور زیادہ اہم تھا، چنانچہ اس کی رو سے وفاقی تجارتی کمیشن قائم ہوا
جس کو تحقیق و نگرانی کے بہت وسیع اختیارات دیئے گئے۔ لیکن کمیشن کو بہت کچھ
اختیار تمیزی بھی دیا گیا تھا۔ مثلاً وہ کسی اصول پر اپنے حسب صوابدید رپورٹ
طلب کر سکتا تھا، یعنی جن کارخانوں کی نگرانی منظور تھی ان کو اپنی حراست میں
لے سکتا تھا۔ نامناسب مسابقت کے پیچیدہ مسئلے کے بارے میں بھی
اس کو وسیع اختیار دیا گیا تھا۔ "نامناسب طریقہ" کی تعریف کرنے کی
کوئی کوشش نہیں کی گئی؛ کمیشن کو محض نیم عدالتی تحقیق کرنے اور احکام
صادر کرنے کا اختیار دیا گیا اور احکام معرضِ بحث میں آنے کی صورت میں
عدالتوں میں مرافعہ پیش کرنے کا حق دیا گیا۔ جس طرح ریلوں میں ہوا اسی طرح
اس صورت میں بھی کمیشن کے قیام سے ایک نئے عہد کا آغاز ہوا؛ یعنی
نگرانی کا اصول تو تسلیم کر لیا گیا، لیکن یہ نگرانی ٹھیک کن طریقوں سے عمل میں
لائی جائے اس کے متعلق کوئی صاف اور صریح قرار داد نہ ہوئی۔

۹۔ سرکاری پالیسی یا سرکاری تنظیم کا کوئی مسئلہ خالص معاشی نوعیت
نہیں رکھتا۔ بحیثیت مجموعی از ابتدا تا انتہا سیاسی اور معاشی دونوں پہلوؤں پر
غور کرنا پڑتا ہے۔ دوسرے مسائل کی مثل ٹرسٹ کے مسئلے سے نہ صرف

[1] Anti-Trust Act قانون مخالف اتحاد۔

باب ۶۵
اتحادات
اور
ٹرسٹ

نگرانی، تنظیم، قیمتوں کے تقرر اور منافعہ کی تخفیف کے سوالات پیدا ہوتے ہیں بلکہ مطلوبہ سیاسی وانتظامی کل کا خاکہ مرتب کرنے اور اس پر عمل کرنے کے سوالات بھی رونما ہوتے ہیں۔ نہ صرف موزوں آدمیوں کا حاصل کرنا اور ان کو مستقل حق ملازمت اور معقول مشاہرہ دینا ضروری ہے، بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ وہ کامل غور کے بعد مرتب کئے ہوئے اصول پر عامتہ الناس کی بے صبری اور طرفداروں کی لعن طعن سے متاثر ہوئے بغیر عمل کرنے کے قابل ہوں۔ اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں کہ امریکہ کے جمہوریوں میں سیاسی انتظام کی ترقی کی رفتار کس قدر سست رہی ہے، اور نہ اس کا دوبارہ ذکر کرنے کی ضرورت ہے کہ اوسط ذہانت اور اعلیٰ خصائل ہی جن سے قوم بنتی ہے وہ اساس ہیں جن پر تمام سیاسی ومعاشری اصلاح وبہبود کا مدار ہونا چاہیئے۔

یہ تسلیم کرنا ضروری ہے کہ تمام سمتوں میں معاشی مسائل اس قدر پھیل اور بڑھ گئے ہیں کہ اُن کا سنبھالنا حکومت کی صلاحیت سے باہر ہوگیا ہے۔ چنانچہ ٹرسٹ کے مسئلے کا بھی یہی حال ہے۔ جدید صنعت ترقی کرکے عظیم الشان اتحادوں کی شکل اختیار کرچکی ہے اور اس کے قائدوں نے ایسا تمول واقتدار حاصل کرلیا ہے جو جمہوریت اور مساوات کے نصب العین سے تناقص رکھتا ہے۔ ان قوی اشخاص کا مقابلہ کرنے کا اہل سیاسی ایجنسیوں نے اپنے آپ کو ثابت نہیں کیا۔ سرکاری نگرانی لازمی ہے؛ اکثر صورتوں میں سرکاری ملکیت اور تنظیم خاص طور سے ناگزیر معلوم ہوتی ہے۔ لیکن پارلیمانی حکومت، نمائندہ ادارے، منتخبہ عہدہ دار، مرکزی اور مقامی حکومتوں کی تقسیم، قانون سازوں اور ارباب نظم ونسق کے اختیارات کی تحدید وتفریق، یہ سب چیزیں مقابلہ کرنے کی مناسبت وموزونیت نہیں رکھتیں۔ ہمارے ادارے زیادہ تر اُس زمانے کا ترکہ ہیں جبکہ صنعت اور معاشرہ بہت سادہ تھے اور جبکہ سرکاری عہدہ داروں کے ہاتھ میں اقتدار دینے سے لوگ ڈرتے تھے اور حکومت کا نگرانی کو اپنے ہاتھ میں لینا

خطرناک خیال کیا جاتا تھا۔ سیاسی روایات کا سلسلہ مطلق العنان حکمرانوں کے زمانے سے چلا آتا ہے؛ اور معاشی تصورات کا آغاز اس زمانے سے ہوا تھا جبکہ چھکڑے اور بادبانی جہاز چلتے تھے اور کارخانے پیمانۂ صغیر پر کام کر رہے تھے۔ مستقبل کی اصلاح کے ہر لائحۂ عمل کا لازمی جزو یہ ہے کہ حکومت کے اصول اور طریقوں کی از سرِ نو تنظیم عمل میں لائی جائے۔

باب ٦٦

اشتراکیت

464
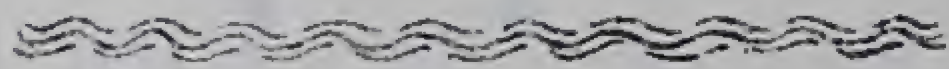
(۱) بیمانۂ کبیر کی اشتراکیت کی تجاویز علیحدہ اجتماعیت کی تجاویز پر غالب رہی ہیں۔ اشتراکیت کا لبّ لباب معاشی کایا پلٹ ہے؛ مذہب، خاندان اور سیاسی اداروں کا تغیّر اس کے نظام العمل کے لیے لازمی نہیں ہے، اور نہ کوئی شدید انقلاب ضروری ہے۔ (۲) زمین و اصل کا قوم کے قبضے میں رہنا؛ ان کا ہر صورت میں سرکاری ملک ہونا ضروری نہیں ہے۔ زرعی زمین کا خاص مسئلہ۔ آمدنی کی واحد شکل اجرت ہو۔ اشتراکی سلطنت میں مبادلے اور زر کی حالت۔ (۳) جتھوں کی اشتراکیت، صنعت بر بیمانۂ کبیر کے تحت بھی وہ معاملات کو اساسی طور سے اسی طرح رکھتی ہے۔ (۴) تقسیم دولت کے تین اصول جو تصور میں آسکتے ہیں: احتیاج، ایثار اور کارکردگی۔ (۵) موجودہ معاشرے میں اختیار کردہ سرکاری ملکیت کس حد تک اشتراکی ہے؛ مزدوروں کے متعلق آئین و قوانین وغیرہ کس حد تک اشتراکی ہیں۔ (٦) اشتراکیت پر بحالت موجودہ جو اعتراضات کئے جاتے ہیں وہ بہت کم اہمیت رکھتے ہیں، مثلاً

باب ۲۶
اشتراکیت

یہ کہ عظیم الشان انتظام ناقابل عمل ہے، اشیا کی قیمت معین نہیں کی جا سکتی، اور اصل فراہم نہیں کیا جا سکتا۔ کیا آزادی غائب ہو جائے گی؟

ا۔ پچھلے بابوں کے نتائج اشتراکیین کو غیر یقینی ہی نہیں، بلکہ طفلانہ طریق پر غیر یقینی معلوم ہوں گے؛ اور ان بابوں میں جس قسم کے آئین و قوانین کو بیان کیا گیا ہے وہ ایک کہنہ مرض کا سرسری علاج نظر آئیں گے۔ اشتراکیین یہ کہتے ہیں کہ سب سے نمایاں واقعہ تقابلی صنعت کی شکست و ریخت ہے۔ اتحاد و اجارہ کلوں کے تدریجی رواج اور پیدائش بر پیمانۂ کبیر کا ناگزیر نتیجہ ہے۔ آئین و قوانین کے ذریعے سے اجارے کو نہیں روکا جا سکتا، اور نہ اجارے کے نتیجے، یعنی روز افزوں بڑھنے والی عدم مساوات کو قوانین روک سکتے ہیں متوسط طبقے کا معاشیات دان جب مسابقت اور اتحاد کے فوائد و نقائص ایک دوسرے کے مقابلے میں جانچتا ہے تو، معاملات میں اپنا وقت ضائع کرتا ہے۔ متوسط طبقے کا قانون ساز خواہ وہ اتحاد کو منظم کرنے کی کوشش کرے یا دبانے کی، ایسی قوت سے مقابلے میں وقت ضائع کرتا ہے جس کی مقاومت ناممکن ہے صنعت کے ارتقا سے لازمی طور سے کامل اجارے کی حالت رونما ہوتی ہے۔ آخری نتیجہ ظاہر ہے، یعنی سلطنت اجارہ داروں کو بے دخل کر دے گی اور بیمانۂ کبیر کی کل صنعت کا انتظام خود کرنے لگے گی۔ اشتراکیت ہی واحد مشرب اور واحد منزل مقصود ہے؛ وہی مناسب اور ناگزیر نتیجہ اور مقصد ہے۔

اشتراکیت کا مقصد خانگی ملکیت کے نظام کا خاتمہ کر دینا ہے، خاص کر جس حد تک وہ عدم مساوات کی جانب رہبری کرتا ہے۔ اس کی تجویز یہ ہے کہ آرام طلب طبقے کو اور سود اور لگان کی آمدنی کو معدوم کر دے؛ اور

باب ۶۶
اشتراکیت

صرف محنت کے ذریعے سے حاصل ہونے والی آمدنی یعنی اجرت کو روا رکھے۔

انیسویں صدی کے ابتدائی نصف حصے میں پیمانۂ صغیر پر اشتراکیت قائم کرنے کی تجاویز بہت عام طور سے پیش کی جاتی تھیں۔ ان کا مقصد ایسی منتخب جماعتیں قائم کرنا تھا جو مقابلے کے صحرائے لق و دق میں نخلستان کا کام دیں۔ تجویز یہ تھی کہ یہاں لوگ انفرادی اور خودغرضانہ زندگی ترک کرکے کشمکش و نزاعات، فتوح اور حقوق کے بغیر مشترکہ طور سے معاملات میں حصہ لیں۔ چنانچہ ایسی جماعتیں اکثر ملکوں میں قائم ہوگئی ہیں، اور ریاستہائے متحدہ میں خاص طور سے ایسا ہوا ہے، جہاں آزادی و عدم مداخلت کے جذبے نے اگر انفرادیت کی انتہائی حالت کی جانب رہبری کی ہے تو کم از کم لوگوں کو آزادی کے ساتھ اجتماعیت کے بارے میں تجربات کرنے کی بھی اجازت دے رکھی ہے۔ ان تجربوں کو عمل میں لانے والی مجلسیں یا انجمنیں محدود معنوں میں بالعموم اجتماعی رہی ہیں؛ یعنی سب معاملات میں مشترکہ طور سے حصہ لیا گیا ہے، اور سب ارکان کی حیثیت آمدنی کے اعتبار سے ایک سطح پر رہی ہے۔ لیکن ایسی کامل مساوات کوئی لازمی خصوصیت نہیں ہے۔ اس کا تصور کرنا بالکل ممکن ہے اور مقاصد انجمن کے خلاف بھی نہیں ہے کہ قائدین کو نہ صرف قیادت کی حیثیت کی بنا پر امتیاز حاصل ہو بلکہ ایک حد تک ان کی آمدنی کے اعتبار سے بھی۔ نیز عام طور سے انجمنوں کی بنیاد مذہبی رہی ہے۔ یہ بھی کوئی اساسی خصوصیت نہیں ہے؛ بعض انجمنیں آزادانہ طور سے غیر مذہبی رہی ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ جو انجمنیں مذہبی جذبے سے متاثر رہی ہیں وہی سب سے زیادہ مدت تک قائم رہی ہیں، اور نہ صرف دنیوی بلکہ روحانی لحاظ سے بھی سب سے زیادہ کامیاب رہی ہیں۔ بالعموم تجربات، ایک حد تک قلیل سی مدت کی آزمائش کے بعد ناکام رہے؛ پھر بھی

ان میں سے چند انجمنیں ممتاز شخصیت اور پرجوش مذہبی جذبہ رکھنے والے قائدین کے تحت طویل مدت تک برقرار رہیں۔ ریاستہائے متحدہ کی جماعتوں کی چند معروف مثالیں ہارمونی، دی شیکرس، دی اوینڈا کمیونٹی اور امانا سوسائٹی ہیں[1]۔

لیکن موجودہ اشتراکی تحریک میں چھوٹی قوموں کی سرگزشت بہت کم قابل لحاظ ہے۔ موجودہ زمانے کی اکثر چیزوں کے مثل اشتراکیت پیمانۂ کبیر کے کاروبار پر نظر امید رکھتی ہے، نہ کہ چھوٹے اور معمولی تجربات پر۔ وہ تمام معاشرے کی قلب ماہیت چاہتی ہے۔ اس کی تجویز یہ ہے کہ کلیں، بڑے صنعتی کارخانے، تفصیلی تقسیم محنت، بڑی کلوں کے استعمال اور بڑے پیمانے پر مبادلے اور نقل وحمل کو بدستور رہنے دیا جائے، لیکن سب کے سب انتظام عامہ کے تحت رہیں۔ اس کے نظام العمل میں یہ چیز داخل ہے کہ معاشرے کا کوئی گوشہ انقلاب و تغیر کے عمل سے خالی نہ رہے۔

یہ عمل تبدل صرف معاشی میدان تک محدود رکھا گیا ہے؛ یا کم از کم اس کے ساتھ ساتھ دوسری تبدیلیاں صرف اس حد تک عمل میں لائی جاسکتی ہیں جس حد تک کہ وہ معاشی قسم کی تبدیلیوں سے ناگزیر طریقے پر رونما ہوں۔ یہ صحیح ہے کہ اکثر اشتراکیین دوسرے بڑے معاشری اداروں میں بھی تغیر و تبدل کرنے کی تائید کرتے ہیں؛ یعنی مذہب میں، خاندان میں اور سیاسی نظام میں؛ اور ان میں سے بعض کو اس قسم کی تبدیلیاں خالص معاشی معاملات کے تغیرات کے مثل بظاہر ضروری معلوم ہوتی ہیں۔ تاہم ان معاملات کے بارے میں اختلاف رائے ہے؛ اور اشتراکی نصب العین ان سے متعلق کسی اصول کی جانب لازمی طور سے

[1] Hormony, The Shakers, The Ovenda Community,The Amana Society.

رہبری نہیں کرتا۔ یہ خیال ممکن ہے کہ اشتراکی سلطنت مذہب سے کوئی سروکار ہی نہ رکھے، جس طرح امریکہ کے معاشرے میں سلطنت حتی الامکان کم مداخلت کرتی ہے۔ مختلف مذہبی فرقوں کی تائید بھی جیسی کہ جرمنی کی ریاستوں نے دی، اشتراکیت کے مقاصد سے متناقض نہیں ہے۔ اغلب یہ ہے کہ غیر مشروطا اشتراکیین کی اکثریت علانیہ لامذہب ہے؛ لیکن بعض ایسے اشخاص جن پر مذہب کا گہرا رنگ چڑھا ہوا ہے اور جو موجود الوقت کلیساؤں سے پوری عقیدت کے ساتھ وابستہ ہیں، واضح طور سے اشتراکی ہیں۔ فی الجملہ ہر قسم کی عبادت اور عقیدت کی روا داری، تغیر یافتہ معاشرے میں بظاہر غیر مشتبہ معلوم ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں خاندان میں اور بیاہ کے رواج میں کوئی بڑی بیرونی تبدیلی بظاہر لازمی طور سے مضمر نہیں معلوم ہوتی۔ بعض اشتراکیین بیاہ کو عمر بھر نباہنے کے مقابلے میں زناشوئی تعلقات کو آزاد تر بنانے پر زیادہ زور دیتے ہیں؛ لیکن اس کی کوئی وجہ نہیں کہ ان کے معاشرے میں موجودہ رشتے کو کیوں برقرار نہ رکھا جائے۔ یہ صحیح ہے کہ بچوں کے بارے میں والدین کی ذمہ داریاں حالت موجودہ کے مقابلے میں ناگزیر طریقے پر مختلف ہوں گی، چنانچہ اس کے متعلق اس کے بعد کے باب میں زیادہ مفصل بحث کی جائے گی۔ پھر بھی بیاہ، خاندان اور خانہ داری کے متعلق یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ زمانۂ موجودہ کے مثل ہی کم و بیش قائم رہیں گے۔ سیاسی انتظام کی کوئی خاص شکل بھی ضروری نہیں ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اس بارے میں دوسرے معاملات کے بالمقابل اشتراکیین میں بہت زیادہ اتفاق ہے۔ ان میں سے اکثروں کو ان کا معاشی نظام العمل جمہوریت کا بظاہر جائز اور ناگزیر نتیجہ معلوم ہوتا ہے۔ پھر بھی سرگرم اشتراکیین میں سے ایک اشتراکی رودبرٹس دستوری بادشاہی کی شکل میں مستقل حکومت قائم کرنے کا خواہاں تھا؛ اور عظیم ترین فلسفیوں میں سے ایک فلسفی

کو نت، جس نے خالص اشتراکی نوعیت کے اعلیٰ درجے کے نظام کا خاکا پیش کیا تھا، یہ خیال کرتا تھا کہ حکومت کا سرکردہ اور صدر استبدادی ہونا چاہیے۔

467

آخر میں، اشتراکیت کا مفہوم لازمی طور سے انقلاب یا تشدد نہیں ہے۔ خوش حال اور نیم تعلیم یافتہ قسم کے اکثر لوگ اس تحریک کا تصور سرخ جھنڈے اور دور سلب و نہب کے ساتھ کرتے ہیں؛ ٹھیک اسی طرح جس طرح ان میں سے اکثر اشخاص کے لیے کسی شخص کو "اشتراکی" کہہ دینا گویا اسے بدترین گالی دینا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ عصر جدید کا سب سے زیادہ بااثر اشتراکی مفکر مارکس واضح طور سے انقلاب پسند شخص تھا۔ چنانچہ وہ یہ خیال کرتا تھا کہ موجود الوقت نظام کا اعدام تشدد کے بغیر ناممکن ہے، اور اس کی موعظت و تلقین اشتعال انگیز ہوتی تھی۔ دوسرے اشتراکی مفکرین جو کچھ کم سرگرم نہیں ہیں، پُرامن تبدیلی کے خواہاں ہیں؛ ان میں سے بعض گو پُرامن طریق پر تبدیلی کرنا چاہتے ہیں لیکن اس کی رفتار کو سریع کرنے کے خواہشمند ہیں؛ بعضے سست رفتار ارتقا کے قائل ہیں جو تدریجی اور منظم منازل کے ذریعے سے معاشرے کی قلب ماہیت کرے۔ گو خود مارکس کے متبعین اس کی عام موعظت و تعلیم کے شیدائی و فدائی ہیں، لیکن بحالت موجودہ وہ خود مارکس کے مقابلے میں بہت کم تشدد پسند ہیں۔ اشتراکیین میں جو سب سے زیادہ پُرفکر اور رحم دل ہیں، (اور واقعہ بھی یہی ہے کہ نفرت و حسد کے بجائے برادرانہ محبت ہی اس تحریک کی اساس ہے) وہ موجودہ صاحب جائداد طبقوں سے بہ سرعت املاک چھین لینے کو بھی پسند نہیں کرتے۔ ان کی دانست میں کسی نہ کسی شکل میں ان کے لیے وظیفہ مقرر کیا جا سکتا ہے یعنی موجودہ آمدنی کے بارے میں انھیں یقین دلایا جا سکتا ہے، یا کم از کم ان کی اور ان کے بچوں کی

باب ۲۶
اشتراکیت

زندگی بھر کے لیے معقول اور آرام دہ وظیفہ مقرر کیا جا سکتا ہے۔ ایسے اشخاص کی جماعت کا غیر معین مدت تک مسلسل قائم رہنا جو اشتراکی نقطۂ نظر سے کاہل محض ہوں، حقیقت میں اشتراکی اصول سے تناقض رکھتا ہے؛ لیکن ان کو خدمتوں سے علیحدہ کرنے کا عمل تدریجی اور پُرامن ہو سکتا ہے جس سے کسی فرد کو کوئی شدید تکلیف نہ ہوگی۔

۲۔ اشتراکیت جس اساسی مقصد کو حاصل کرنا چاہتی ہے وہ تقسیم دولت میں تغیر ہے۔ اس کو حاصل کرنے کے سلسلے میں اور زیادہ تر اس کو حاصل کرنے کی غرض سے پیدائش کے نظام کی (سلطنت کو) تفویض ضروری ہے۔ اگر اس کو زیادہ صحت کے ساتھ بیان کیا جائے تو، پیدائش کے نظام کو دوسروں کے ہاتھوں میں منتقل کرنا پڑے گا؛ یعنی موجودہ مالکوں سے لیکر اس کو حکومت کی ملکیت و تنظیم میں منتقل کرنا پڑے گا۔ تمام زمینیں، تمام کارخانے، فیکٹریاں، ریلیں اور پیدائش کے آلات کو سرکاری ملک قرار دینا پڑے گا۔ ان چیزوں سے جتنے فوائد صنعت کی پیداوار اور محنت کی پیداآوری کے اضافے کی شکل میں رونما ہوتے ہیں انھیں من حیث المجموع قوم کے حوالے کرنا پڑے گا۔ آج کل کی طرح فوائد کا کوئی جزو بھی خانگی مالکوں کو نہ ملے گا۔

اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ جائدادوں کی کل ملکیت غائب ہو جائے گی۔ بعض اوقات یہ کہا جاتا ہے کہ اشتراکیت کی ناکامی اس لیے لازمی ہے کہ وہ تملیک اور جائداد کی دیرینہ جبلت کے خلاف ہے، جس کا ثبوت بچوں کے اپنے کھلونوں کو مضبوط گرفت میں رکھنے کی جبلت سے لیکر معمر اشخاص کی حرص و آز کے جذبے تک بہم پہنچتا ہے۔ اشتراکیین یہ جواب دیتے ہیں کہ خواہ ایسا کوئی ناقابل انفکاک جذبہ یا جبلت ہو یا نہ ہو، ملکیت غائب نہیں ہونے پائے گی۔ ممکن ہے کہ ہر شخص اپنے کپڑوں، فرنیچر، کتابوں، اور اسباب خانہ داری کا مالک خود ہی ہو،

468

اپنے زر کی پس اندازی و حفاظت خود ہی کرے، اور غالباً اس کے رہنے کا مکان بھی اس کی ملک میں ہو۔ صرف دولتِ صارف کی ایسی شکلیں جن سے آمدنی "غیر مکتسب" رونما ہو خانگی تصرف میں جانے سے روکی جائیں گی۔ ایسے مکانوں کی ملکیت جنھیں کوئی شخص دوسروں کو کرائے پر دے سکے جائز نہ ہوگی، کیونکہ اس کے معنی عدم مساوات اور ممکنہ حقوق قائمہ رکھنے والی جماعت کے وجود میں آنے کے ہوں گے۔ لیکن یہ مسئلہ بحث سے خارج نہ ہوگا کہ کسی شخص کی ملک میں ایسا مکان ہو جس کو خود اس نے اپنے پس اندازکردہ زر سے خریدا ہو! مثلاً کوئی شخص گھوڑے یا پیانو کا مالک ہو۔ یہ چیزیں توریث کے ذریعے سے بھی بچوں تک پہنچ سکتی ہیں۔ صرف ہر قسم کے شغل اصل کی ملکیت اور ایسی اشیا کا معاملہ جن سے بطور شغل اصل آمدنی وصول ہو، بظاہر لازمی طور سے ممنوع رہے گا؛ یعنی کسی قسم کے پٹے اور اجارے کے ٹھیکوں کی اجازت نہ ہوگی یا لگان یا سود جائز نہ رہیں گے۔ عبقری معاشرے کے تفصیلات ایسے متعدد اشخاص کے لیے جاذبیت رکھتے ہیں جو تفریح طبع کے لیے یہ اندازے قائم کرتے رہیں کہ ٹھیک کس قدر مکانات خانگی ملک اور انتظام میں رہیں گے، اگر ان کا قابض تبدیلی کرنا چاہے تو انھیں کس قیمت پر حکومت کے ہاتھ فروخت کیا جاسکتا ہے، اور پھر حکومت انھیں ہمہ گیر مالک و زمیں دار کی طرح کس طرح کرائے پر دے گی۔ اس طرح ایک شخص اس بارے میں تخمین کرسکتا ہے کہ دوسری دیر پا اشیائے صارف مثلاً فرنیچر یا پیانو کو کس حد تک فروخت کیا جاسکتا یا کرائے پر دیا جاسکتا ہے۔ اشتراکی مملکت میں جائداد کی ملکیت کی اساسی خصوصیات یہ ہیں کہ جس حد تک وہ خانگی ہاتھوں میں ہے اس حد تک وہ وسیع پیمانے پر تقسیم ہونے کی صلاحیت رکھتی ہے، املاکی آمدنی کی صورت میں کسی شے کو پیدا نہ کرے گی اور نہ اس سے ملکیت میں اضافہ رونما ہوگا۔

زمین کے بارے میں اکثر اشتراکیین کے طرز عمل میں حال میں حیرت انگیز تغیر واقع ہوا ہے۔ سنگدل اشتراکی جو زمین کو بدیہی طور سے آلۂ پیدائش خیال کرتا ہے، تمام زمینوں کو قوم کے ہاتھوں میں رکھنا چاہتا ہے اور اس سے جو کچھ منافعہ حاصل ہو اس کو قوم کے لیے محفوظ رکھنا چاہتا ہے۔ زمانۂ حال میں اس انتہا پسندانہ تخیل سے کسی قدر رجعت کی کچھ علامتیں ظاہر ہوئی ہیں۔ تغیر کا باعث خاصکر جرمنی میں یہ امر ہے کہ لاکھوں چھوٹے زمین داروں میں اشتراکی اصول پر استقامت کا تو کیا ذکر اس سے دلچسپی پیدا کرنا بھی غیر ممکن ہے۔ ہر مالک اپنی چند ایکر زمین سے چمٹا رہتا ہے؛ اور اشتراکیین نے یہ غور کرنا شروع کر دیا ہے کہ آیا اس کی کوئی وجہ ہے کہ کیوں اس کو ایسا نہ کرنے دیا جائے۔ زرعی زمین کی خانگی ملکیت جہاں کہیں خود کاشت کرنے والوں ہی کے ہاتھوں میں ہے وہاں، اس سے کوئی بڑی عدم مساوات اور قابل لحاظ غیر مکتسب منافعہ رونما نہیں ہوتا۔ دوسری جانب حکومت کے ہاتھوں میں نہ صرف ملکیت بلکہ تنظیم کے اجتماع سے ایسے مسائل سامنے آتے ہیں جو بڑے پیمانے کی کاشتکاری کی مشکلات کے مقابلے میں نسبتہً دشوار تر ہیں۔ چھوٹے اور متوسط درجے کے کاشتکاروں، یعنی "خود کاشت زمین داروں" کو ان کی موجودہ حالت میں ہی کیوں نہ رہنے دیا جائے؟ اس کے معنی یہ ہوں گے کہ کمی حیثیت سے خالص اشتراکی اصول میں بہت بڑا رخنہ پڑ جائے، لیکن کیفی اعتبار سے کوئی ایسی چیز نہ ہوگی جو قابل افسوس ہو۔ کاشتکاروں کے قبضہ و دخل کی نوعیت طویل المدت پٹہ داروں کی سی ہو سکتی ہے جس میں ان کو معین لگان ادا کرنا پڑے گا؛ اور حکومت کو یقیناً یہ حق حاصل رہے گا کہ اگر کاشتکاروں کے مقبوضہ خطے کی قیمت غیر معمولی طور سے بڑھ جائے مثلاً کوئی کان نکل آئے تو حکومت اس خطے کو اپنے قبضے میں لے لے۔ شہری سکونتی زمین،

469

معدنیات، کارخانوں کی زمینیں کبھی قوم کی ملکیت سے باہر ہو کر کرائے پر نہ دی جائیں گی۔ جہاں زرعی کاروبار بڑے پیمانے پر ضروری ثابت ہو وہاں، اس کو کسی قسم کے اتحاد باہمی کے طریق پر انجام دیا جا سکتا ہے۔ اس صورت میں بھی ممکنہ فروع و تفصیلات پر تخمین کرنے اور اپنے حسب دلخواہ عبقریہ مرتب کرنے کی ترغیب ہوتی ہے۔ زرعی زمین موجود الوقت معاشرے میں اپنے مخصوص مسائل پیش کرتی ہے، اور ہر اشتراکی نظام میں پیش کر سکتی ہے۔ پھر بھی یہ امر مشتبہ ہے کہ آیا اس صورت میں خانگی ملکیت و تنظیم کی اساسی خصوصیات کو قائم رکھنا ممکن ہوگا، خاصکر جبکہ دوسرے معاشروں میں یہ خصوصیات معدوم ہو چکی ہوں۔

اشتراکی حکومت میں تقسیم دولت ایک لحاظ سے بہت سادہ ہوگی۔ آمدنی کی واحد شکل اجرت ہوگی۔ لگان اور سود غائب ہو جائیں گے۔ بلا شبہ، وظیفہ یابوں اور مفلسوں کی تعداد بڑھ جائے گی، لیکن کوئی آرام طلب طبقہ نہ ہوگا، یعنی صحت ور اور تندرست اشخاص کی کوئی ایسی جماعت نہ ہوگی جو کاہلی میں مگر خوش حالی سے بسر کرتی ہو۔ کاروباری منافعہ کا وجود بالکل محدود شکل میں رہے گا، مثلاً محض اجرت تنظیم کی صورت میں۔ بدبیں نقاد یہ کہہ سکتا ہے کہ زمین کے لگان کو دراصل کالعدم نہیں کیا جا سکتا، اس لیے کہ وہ لازمی طور سے قدرتی قوتوں کے پوشیدہ فرق و اختلافات کا نتیجہ ہے۔ اشتراکیین کو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ اس مفہوم کے لحاظ سے لگان، یعنی محنت و کوشش کے کسی نہ کسی قسم کے 'ماحصل' کا باقی رہنا ضروری ہے۔ لیکن لگان کا خانگی استحصال رک جائے گا۔ اعلیٰ درجے کے خطوں سے جو ماحصل زائد وصول ہوگا وہ کسی نہ کسی شکل میں قوم کو مل جائے گا۔

اشتراکی مملکت میں مبادلے کا عمل تقریباً اسی طرح جاری رہے گا جس طرح آج کل جاری ہے۔ مبادلہ، پیدائش کے نظام کا

جزو ہے اور اس میں خلل واقع نہ ہونا چاہیے۔ اشیا کے ذخائر، گودام اور دوکانیں لازمی ہوں گی، اشیا کا کارخانوں سے نکل کر دوکانداروں کی میز تک جانا اور صارفوں کا روزمرہ اشیا کا خریدنا ضروری ہوگا۔ تمام دوکاندار اور تمام درمیانی تاجر (غالباً چند پھیری والوں کو مستثنیٰ کر کے) ایسے کاروباری اشخاص ہوں گے جو سرکاری ملازم ہوں گے اور اجرت پائیں گے۔ زر بھی موجود رہے گا؛ بلکہ فلزی زر بھی؛ اس لیے کہ یہ پاک صاف اور دیرپا چیز ہے۔ عبقریے بنانے والوں کے ذہن دوسری ہی ترکیبیں قائم کرتے رہے ہیں: یعنی محنت کے ٹکٹ جو روایتی زر سے بالکل مختلف شے ہوں گے۔ دوکان میں جو اشیا بغرض فروخت رکھی جائیں ان پر ایک چٹھی اس امر پر مشتمل چسپاں کی جا سکتی ہے کہ ان کی پیدائش میں اتنی محنت صرف ہوئی؛ خواہ وہ محنت بعیدگی ہو یا نزدیک کی یا بلاواسطہ ہو یا بالواسطہ۔ ہر صناع کو اس کی انجام دادہ محنت کی مقدار کے تناسب سے ٹکٹ دیے جائیں گے، اور وہ ان ٹکٹوں کو زر کے طور پر استعمال کرے گا۔ اس طرح ہر شخص ٹھیک اتنی ہی محنت کی پیداوار خریدے گا جتنی خود اس نے انجام دی۔ ایسے انتظام میں خالص محنت یا ایثار کی بنیاد پر اجرت کی بٹائی فرض کی گئی ہے۔ صورت حال کے اس پہلو کے بارے میں عنقریب مفصل بحث کی جائے گی؛ اس میں شک نہیں کہ اشیا کی قیمتوں کا تعین لازمی طور سے اجرت پانے والے مزدوروں میں تقسیم کے اصول پر مبنی ہوگا۔ لیکن محنت کے ٹکٹ اور ان کے مثل دوسری خیالی تجویزیں نتیجہ خیز نہیں ہیں۔ اساسی چیز قیمتوں اور آمدنی بہ شکل زر کو ثبات پذیر رکھنا ہے؛ یعنی زر کی قدر میں اضافہ اور تخفیف نہ ہونے دینا، قدر زر کی زیادتی و کمی کو روکنا آفتوں کو دور رکھنا اور آلۂ مبادلہ کو بدنظمی سے بچانا ہے۔ خرید و فروخت کردہ اشیا کی مقداروں کے لحاظ سے اور ان کی قیمتوں کے مقررہ پیمانے کے لحاظ سے زر رواں کی

مقدار کو منظم کرنا ہوگا، اسی طرح جس طرح بحالت موجودہ ذیلی سکوں کی مقدار ان کے استعمال اور ضرورت کے لحاظ سے منظم کی جاتی ہے۔ اُس وقت اشیا کی قیمتیں اپنے آپ کو زر رواں کی مقدار کے لحاظ سے اس طرح منظم نہ کریں گی جس طرح اب کرتی ہیں۔ اس ذریعۂ مبادلہ کو ہم چمکدار اور صاف سونا چاندی اور تانبا یا ان میں سے کوئی ایک فرض کر سکتے ہیں۔ لیکن ان دھاتوں کو کان سے برآمد کرنا اور ان کے سکے بنانا یہ سب سرکاری کاروبار ہوگا۔

۳۔ اشتراکی تجاویز سے قدرے مختلف تجویز جو بیسویں صدی کے ابتدائی سالوں میں انگلستان میں رائج ہوئی، اہل حرفہ کی اشتراکیت[1] کی تجویز ہے جو گویا اس تجویز کی کہ سلطنت کو صنعت پر کامل قابو حاصل ہو جائے ترمیم ہے، کاموں اور اقتدارات کی تقسیم کی خواہاں ہے، اور ایسی تجویز میں کچھ لچکداری پیدا کرنے کی خواہشمند ہے جس پر بہت زیادہ سخت ہونے کا الزام عائد کیا گیا ہے۔ اس کی رو سے صنعت کا انتظام اور نگرانی قوم یا اس کے نمایندوں کے ہاتھوں میں نہیں رہے گی بلکہ منظم مزدوروں کے ہاتھ میں۔ ریلوں کے مزدور من حیث الجماعۃ ریلیں چلائیں گے، کانوں کے مزدور کانوں کا انتظام کریں گے، سوتی کارخانوں کے کاریگر پارچہ بافی کی گرنیوں کا اہتمام کریں گے وقس علیٰ ہذا۔ ہر جماعت میں نہ صرف دستی مزدور، بلکہ محرر، مہتمم اور منتظم بھی شامل ہوں گے۔ مالک، مالکوں کی حیثیت سے، اپنی املاک سے محروم کر دیے جائیں گے اور جائدادوں کی آمدنی غائب ہو جائے گی۔ جائدادوں کی ملکیت، جس وقت تک اس کا کچھ رواج موجود ہے اہل حرفہ کے لیے وقف رہے گی۔ چنانچہ اسی قسم کے انتظام پر لفظ اہل حرفہ کا اطلاق کیا جاتا ہے، اس لیے کہ اس کو وسطی دور کے اہل حرفہ کے مشابہ خیال کیا جاتا ہے۔

471

[1] Guild Socialism

باب ۲۶
اشتراکیت

اشتراکیت کی اس قسم میں دور وسطی کے روایات کے ساتھ جو انتساب مضمر ہے وہ اتنا اہم نہیں ہے جتنا کہ آج کل کی تحریک مزدوران کا جنگجویانہ پہلو۔ مزدور سبھا کے اندر زیادہ قدامت پسند اور زیادہ انقلاب پسند جماعتوں کے مابین نیم پوشیدہ نزاع موجود ہے۔ قدامت پسند جماعت، انجمن کو موجودالوقت نظام میں مزدوروں کی حیثیت کو سیاسی طور پر تقویت پہنچانے کا ذریعہ خیال کرتی ہے۔ ممکن ہے کہ وہ تمہیداً اور اصول کے اعلانات میں اشتراکی فقروں کو تسلیم کرلے، لیکن دل سے ان معاملات کی قائل نہیں ہوتی۔ انقلاب پسند اور بالعموم نوخیز قائدین ٹھیک ان ہی معاملات کے بارے میں سرگرم ہوتے ہیں۔ ان کے نزدیک معاملات چکانے والی انجمن کل اصلداری کے نظام پر حملہ کرنے کا محض ابتدائی مرحلہ اور پہلا قدم ہے۔ براعظم کے مزدوروں کے نظامات اور خاصکر جرمنی و فرانس کے نظامات میں اساسی تنظیم جدید کی جانب یہ میلان ابتدا ہی سے ارادی اور دیدہ دانستہ تھا۔ برطانیہ عظمیٰ میں اصول عمل کی لگام بہت زمانے تک کم دانشمند، زیادہ قدامت پسند اور زیادہ سنجیدہ اشخاص کے ہاتھوں میں رہی اور ریاستہائے متحدہ میں بھی یہی ہوا؛ تاہم ان میں یہ غور و تامل کرنے کا بھی روز افزوں میلان پایا جاتا تھا کہ آخری نتیجہ کیا ہوسکتا ہے۔ ایک ممکنہ مقصد، جو موجودالوقت (انجمنوں میں مزدوروں کے نظامات سے فوراً ظاہر ہوتا ہے) انجمنوں کے ذریعے سے متعدد صنعتوں کی کامل نگرانی و تنظیم ہے۔ رومانی و جمالیاتی خیال آرائی اور اہل حرفہ اشتراکیین کی اخلاقی تصوریت، انقلاب پسند سبھائیوں کے نزدیک کوئی وقعت نہیں رکھتی۔ لیکن وہ اصلداروں کو زیر کرنے، ان کو املاک سے محروم کرنے اور مزدوروں کے موجودالوقت اداروں کو ترقی دے کر ایسی خود مختار جماعتوں میں مبدل کرنے میں، جن میں سے ہر ایک صنعتی نظام میں اپنے ایک خاص شعبے کی مالک و منتظم ہوگی، اہل حرفہ اشتراکیین کے ساتھ ایکا کرنے اور ان کا ہاتھ بٹانے کے لیے بالکل تیار ہیں۔

472

ظاہر ہے کہ انفرادی اجتماعیت کے اس عام تصور کو بڑھانے اور وسیع کرنے کی ضرورت ہے۔ مختلف شعبوں کو ایک دوسرے کے ساتھ مربوط و منسلک کرنا ہوگا۔ کسی جماعت کو اس کا مجاز نہیں گردانا جاسکتا کہ وہ استجازت یا مزاحمت کے بغیر اپنی مرضی کے مطابق کام کرے۔ کچھ نہ کچھ تعامل واتحاد باہمی ترتیب دینا ضروری ہوگا؛ اور کسی نہ کسی قسم کی عام نگرانی کرنے والی حکمران جماعت کی نگرانی ضروری ہوگی۔ اس معیاری تصور کے مجوز اس ضرورت کا مقابلہ کرنے میں کوتاہی نہیں کرتے۔ وہ ایسی عام مجلسوں اور اغراض قومی کی ایسی ہی دوسری نمایندہ انجمنوں کے لیے تجاویز پیش کرتے ہیں جو مخصوص جتھوں اور اتحادی انجمنوں کے خود غرضانہ اصول کو دبائیں گی اور اس کی نگرانی رکھیں گی کہ سب مشترکہ مفاد کے لیے کارگزار ہیں۔ ایسی تجاویز کی تفصیلات سے ہمیں سروکار نہ ہونا چاہیے؛ ان میں ویسی ہی جاذبیت اور ویسی ہی مضرت ہے جیسی کہ دوسرے عبقریوں میں۔ موجودہ کتاب کے حدود کے مدنظر صرف چند نمایاں پہلوؤں پر غور کرنا ہی ممکن اور مفید ہے۔

سب سے پہلے یہ امر قابل ذکر ہے کہ یہ معاملات صناعوں کی امداد باہمی کے معاملے سے بالکلیہ مختلف ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ بعض اوقات جتھوں نے معتدل آغاز کا تخیل قایم کیا، اور ابتداءً صنعتی شعبے کے ایک گوشے پر پُرامن طریقے پر تصرف پانے پر اکتفا کی۔ امداد باہمی کی بنیاد پر اپنے ذاتی کارخانے منظم کرنے کی کوشش اس قسم کی مساعی کی مثال ہے۔ لیکن امداد باہمی سے چلنے والے کارخانوں کے لیے یہ لازمی ہے کہ وہ کاروباری دنیا کے موجود الوقت کارخانوں کے ساتھ نہ صرف ابتداءً مقابلہ کریں بلکہ اس کو برقرار رکھیں۔ انھیں اپنے طور پر رقم پس انداز کرکے اپنا اصل فراہم کرنا ضروری ہے۔ انھیں آزمایش کے دور کے سامنے سر جھکانا لازم ہے اور افسوس کہ اس نوعیت کے عام تجربے پر نظر کرتے ہوئے انھیں طویل المدت یا قلیل المدت

باب ۲۶
اشتراکیت

آزمائش کے بعد اس آزمائش کے سامنے ہتھیار ڈال دینا پڑے گا۔ یہی نہیں؛ بلکہ اگر اصلدار آجروں کو کامیابی کے ساتھ ان کی حیثیتوں سے ہٹانا مقصود ہے تو، اس سے کہیں بڑا اہتمام کرنا اور زیادہ حوصلہ مندی دکھانی پڑے گی جو غیر مساوی مقابلے کے وار کو سہ سکے۔ کسی صنعت کے اندر اتفاقی طور سے کسی واحد کارخانے کو نہیں بلکہ ہر صنعت کو بحیثیت مجموعی تنظیم کی اکائی بنانا پڑے گا۔ چنانچہ جملہ موجودہ کارخانوں کو ایک ہی ہلے میں قابو میں لے لینا ہوگا، اور ان کے سازوسامان اور اشیائے خام کو، جس حالت میں موجود ہوں، استعمال کرنا پڑے گا؛ ہاتھ پاؤں مارنے والے امدادیوں کی طرح اپنی مدد آپ کرنے کی تلقین سے کوئی واسطہ نہ رکھنا ہوگا۔ ہر واحد بڑے حرفتی جتھے کا اجارے کا میدان ایک ہوگا۔ کسی قسم کا مقابلہ باقی نہ رہے گا۔ اگرچہ یہ ایک لحاظ سے صناعوں کی امداد باہمی ہوگی، پھر بھی وہ ان آزمائشوں اور امتحان سے مستثنیٰ ہوگی جو سابقہ تجربے میں اس قسم کے نظام کے لیے ناقابل حل ثابت ہوئے۔

478

دوسرے الفاظ میں، صنعت کا بڑے پیمانے پر انتظام کسی دوسرے نظام العمل کے مقابلے میں اس اشتراکی نظام العمل کا کچھ کم جبلی جزو نہیں ہے۔ حرفتی جتھا ایک بڑا ٹرسٹ ہے، جو کسی اصلدار ٹرسٹ کے مقابلے میں بہت زیادہ مکمل طریقے پر اپنی صنعت پر پورا قابو رکھتا ہے۔ کاروبار کا پیمانہ ایک سعی کو جو اس تحریک میں اہم حصہ رکھتی ہے باطل کر دیتا ہے؛ اور وہ کامل اشتراکیت کے تحت نگرانی کی مرکزیت، نظم ونسق کی پیچیدہ کل اور استبدادی سخت گیری سے بچنے کی سعی ہے۔ لیکن اہل حرفہ کی اشتراکیت ان مشکلات سے بچاؤ کی کوئی صورت نہیں پیش کرتی۔ جدید فن اور بڑے پیمانے کے کاروبار کے دباؤ کے تحت اس اشتراکیت کے مسائل سرکاری یا قومی انتظام کے کسی خاکے کے مسائل سے نسبتہً زیادہ آسان نہیں بنائے جا سکتے۔

بڑے پیمانے کے کاروبار کے ساتھ دو اساسی کام لازم ہیں:

ایک تو اجرت کے طریقے کا قیام اور دوسرے قائدوں کا انتخاب۔ اجرت کا طریقہ اس معنی میں ہونا ضروری ہے کہ ان لوگوں کے لیے جو ایسی اشیا تیار کریں جن کو وہ خود صرف نہیں کرتے مشاہرے کا ایک مقررہ نظام ہونا چاہیئے۔ اس مفہوم کے لحاظ سے ان کو اجرت دے کر کام لینا ضروری ہے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ منافعے کے جویا اصلداران کو اجرت پر حاصل کر کے کام لیں؛ قلیل مدت اور میعادی معاہدات کی بنیاد پر اجرت دینی لازمی نہیں ہے۔ کسی نہ کسی طرح کی تنخواہ یا مشاہرہ کا انتظام بھی قابل تصور ہے۔ بریں ہم جس وقت مزدور پیچیدہ اور نازک تقسیم عمل کے گوناگوں مراحل میں کام کر رہے ہوں انھیں زندگی بسر کرنے کے لیے فوراً کچھ نہ کچھ مل جانا چاہیئے۔ یہ سوال کہ انھیں کس پیمانے پر اجرت ادا کی جائے گی خود بخود حل نہیں ہو سکتا۔ کسی نہ کسی مقتدر جماعت کو، خواہ وہ شہر کی مجلسوں کے مماثل کیوں نہ ہو ایسے شرایط کا طے کرنا ضروری ہے جن کی بنا پر ہر ایک کو قابل صرف اشیا و خدمات میں سے اپنا حصہ ملے گا۔ بجز اجرت کے کسی اور قسم کا معاوضہ نہ ملے گا؟ پھر بھی یہ سوال باقی ہی رہتا ہے کہ کس اصول پر مختلف افراد اور کام کرنے والے مختلف مزدوروں کو اجرت دی جائے گی۔

اور قیادت کی موجودگی بہرحال ضروری ہے۔ اتنی وسیع اور عظیم کل ازخود نہیں چل سکتی؛ کوئی نہ کوئی جماعت یا کوئی شخص سرکردہ یا سرگروہ ضرور ہونا چاہیئے۔ ضبط، نظم و ترتیب اور بالادستوں کے احکام کی متابعت ضروری ہے۔ سوال یہ ہے کہ قائدوں کا انتخاب کون کرے اور اس کی کیا توقع اور ضمانت ہے کہ قیادت کی قابلیت رکھنے والوں ہی کا انتخاب کیا جائے گا؟

ان لوازم و شرایط سے کوئی مفر نہیں ہو سکتا۔ کوئی ازخود منظم ہونے اور کام کرنے والا انتظام ممکن تصور نہیں کیا جا سکتا۔

باب ۶۶
اشتراکیت

اٹھارویں صدی کے رجائیوں کا خیال تھا کہ انسانوں میں نیکی پوشیدہ ہے اور مصنوعی معاشرے کے پُر پیچ دام سے رہائی پاتے ہی یہ نیکی ہر انسان کی رہبری اس جانب کرے گی کہ وہ اپنی مخصوص حیثیت پر عود کر آئے اور اپنا مخصوص کام انجام دے؛ لیکن اس قسم کے خیالات درخور مباحثہ بھی نہیں ہیں۔ قیادت، نگرانی اور تنظیم، یعنی کسی نہ کسی قسم کی استبدادیت ضروری ہے، خواہ وہ خانگی ملکیت و تنظیم کے تحت ہو یا ملکیت و تنظیم عامہ کے تحت، اجتماعیت کے تحت ہو یا سرکاری اشتراکیت یا حرفتی اشتراکیت کے تحت۔ اور اس کا اعادہ ناموزوں نہ ہو گا کہ مشاہرہ کا کچھ نہ کچھ اصول قائم کرنا ہو گا، آمدنی کی تقسیم کا انتظام ضروری ہے۔ ہم یہ کس طرح تصور کر سکتے ہیں کہ یہ لوازم پورے کیے جائیں گے؟

۴۔ اس طرح تقسیم دولت کا نہایت ادق مسئلہ اور فی الحقیقت اشتراکی سلطنت میں تقسیم کا واحد مسئلہ مسئلہ اجرت ہے۔ مختلف قسموں کے مزدوروں کا مشاہرہ کس بنیاد پہ مقرر کیا جائے؟ اس حصہ بندی کے تین ممکنہ اصول ہیں؛ یعنی احتیاج، ایثار اور کارکردگی۔

احتیاج کے مطابق تقسیم سادہ ترین ہو گی؛ اس لیے کہ اس کے معنی یہ ہوں گے کہ سب کو مساوی حصہ ملے گا۔ یہ صحیح ہے کہ تمتع کی صلاحیتیں مزدوروں میں مختلف ہوتی ہیں، اور اسی اعتبار سے ان کی احتیاجات بھی مختلف ہوتی ہیں۔ بعض بالطبع ذکی الحس ہوتے ہیں، ایسے آدمیوں کے لیے سیدھی سادی غذا اور بے رونق ماحول اوسط درجے کے آدمی کے مقابلے میں ہمیشہ زیادہ تکلیف دہ ہو گا اور زیادہ وسیع ذرایع ان کی زیادہ خوشی و خوش حالی کا باعث بنیں گے۔ اور ذکاوت حس کے فرقوں کے قطع نظر جو کوئی دماغی کام کرتا ہے اس کو دستی کام کرنے والے مزدور کے مقابلے میں، بہترین کارکردگی کے لیے بہتر ماحول اور پیشے میں زیادہ

تنوع کی ضرورت ہے۔ لیکن اس قسم کے ملحوظات سے اس عام نتیجہ پر کوئی سنجیدہ اثر نہیں پڑتا کہ احتیاج کے مطابق تقسیم حقیقی مساوات کی جانب رہبری کرتی ہے۔ خواہش کی شدت اور تمتع پذیری کے بدیہی اختلافات کا باعث زیادہ تر عادت ہے جن لوگوں نے آرام و راحت سے پرورش پائی ہے وہ اس لیے حساس ہوتے ہیں کہ انھیں ایسا ہی بنا یا گیا ہے۔ اشتراکی سلطنت اس قسم کے فرقوں کی جانب کوئی توجہ نہیں کر سکتی۔ گو وہ منطقی لحاظ سے دوسرے ایسے اختلافات کی جانب توجہ کر سکتی ہے جن کا باعث دور افتادہ و جداگانہ معاشری طبقوں کی مقررہ عادات نہ ہوں؛ یعنی کمزور اور قوی، حساس اور غیر مہذب اشخاص کے مابین جو اختلافات ہیں ان کی جانب متوجہ ہو سکتی ہے؛ لیکن مساوات کے قاعدے سے انحراف و تجاوز کچھ بہت زیادہ قابل لحاظ نہ ہوگا پھر عامۃ الناس کو اس سے بھی کم مجبور کیا جا سکتا ہے کہ وہ انھیں قبول کر لیں۔ اس امر کی پیمائش کی کوئی صورت نہیں کہ مسرتوں کی صلاحیت کے فرق کس حد تک حقیقی ہیں اور کس حد تک محض خیالی۔ واقعہ یہ ہے کہ احتیاج کی بنیاد پر تقسیم کرنے کے معنی یہ ہوں گے کہ سب کو مساوی حصہ ملے۔

یہی غالباً بلند ترین نصب العین ہے؛ وہ اخوانیت کے اعلیٰ ترین نقطے سے تطابق رکھتا ہے۔ اس کو ایسے اجتماعی معاشروں میں عام طور سے تسلیم کر لیا گیا ہے جو قوی مذہبی اثر کے تحت رہے ہیں۔ یہی کم و بیش محسوس طریقے پر ان لوگوں کا نصب العین ہے جنھیں حضرت عیسیٰؑ کے تعلیمات میں بھی اشتراکیت نظر آتی ہے لیکن اکثر اشتراکیین کم از کم صریح طریقے پر اس کی تحریک نہیں کرتے۔ اکثر اشخاص یہ خیال کرتے ہیں کہ سب کو ایک سطح پر لانا اشتراکیت کا اساسی جزو ہے۔ موجودہ عدم مساوات کو بڑی حد تک

باب ۶۶
اشتراکیت

کم کرنے کے بارے ہی میں اشتراکئین کا عام مطالبہ ہے؛ اور کامل مساوات کی جانب پوشیدہ میلان معمولی پروپیگنڈے میں مضمر پایا جاتا ہے۔ پھر بھی تقریباً سب اشتراکئین اپنے ذہن میں، گو مبہم طریقے پر سہی انفرادی آمدنیوں میں کچھ فرق و اختلاف ضرور قائم کرتے ہیں۔

دوسرے اصول یعنی "اشیاء" کے معنی یہ ہیں کہ مزدوروں کو ان کی محنت کی شدت یا تکلیف کے تناسب سے اجرت دینی چاہیئے۔ اگر تمام قسموں کی محنتیں مساوی طور سے سخت اور مساوی طور سے ناخوشگوار ہوں، تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ مزدوروں کو ان کی محنت کے اوقات یا ساعتوں اور ایام کے لحاظ سے اجرت دینی پڑے گی۔ اس لیے کہ بحیثیت مجموعی ایک دن کی محنت یا ایک گھنٹے کی محنت سب مزدوروں کے لیے برابر ہوگی۔ ایثار کا اصول جس کی پیمایش محنت کی مدت سے ہوتی ہے اشیا کی ضروری یا ذاتی قدر و قیمت کے تصور میں مضمر ہے جو اشیا میں محنت کو شامل کرنے کا نتیجہ ہے۔ مارکس کا بھی اسی قسم کا اصول تھا۔ قدر و قیمت کے متعلق یہ کہا جاتا تھا کہ وہ مجسم محنت یا ایک طرح سے مشقت کا مرکب ہے؛ قدر کو محض مبادلے کی ذات سے متعلق اتفاقی واقعہ نہیں خیال کیا جاتا تھا، بلکہ معاشی اشیا میں مضمر کوئی شے خیال کیا جاتا تھا۔ محنت کی مقدار یعنی ایسی مقدار جو عام طور سے اور معقول طریقے پر ضروری ہو، اس جبلی قدر کو متعین کرنے والا عامل خیال کیا جاتا تھا۔ اس نقطے کے پیش نظر حقیقت میں یہ اصول ہے کہ اشیا کا مبادلہ اس محنت کے تناسب سے عمل میں آنا چاہیئے جو ان کو طیار کرنے کے لیے ضروری ہو؛ اور پھر اس کے معنی یہ بھی ہوتے ہیں کہ ہر قسم کی محنت کا معاوضہ بھی ایک ہی مقررہ سطح پر ادا ہو؛ اسی وجہ سے محنت کی مدت اور ناخوشگواری ہی اس کے معاوضے کے اختلافات کا

476

واحد باعث ہونا چاہیئے۔ مبادلے کے ایسے نظام میں جس کا ذکر سابقہ فصل میں کیا گیا (یعنی محنت کے ٹکٹوں کا استعمال)، اشیا کی قیمت کا اندازہ اس معاشری حیثیت سے ضروری "محنت کی مقدار کے مطابق کیا جائیگا جو ان کی پیدائش میں لگے گی اور اسی بنیاد پر وہ فروخت کی جائیں گی۔

معیاری قسم کے معاشرے کے ایک خاکے میں جس پر چند سال قبل بہت کچھ بحث کی گئی تھی یہ تجویز کی گئی تھی کہ مزدوروں کو مقررہ شرح سے اجرت ادا کرنی چاہیئے؛ لیکن یہ کہ مختلف پیشوں میں اوقات کار کی تنظیم ایسے طریقے سے عمل میں لانی چاہیئے کہ سب کو مساوی اور مقررہ ایثار کرنا اور زحمت اٹھانی پڑے۔ خوشگوار قسم کی محنت کے اوقات طویل کیوں نہ رکھے جائیں مثلاً نگرانی، انتظام اور حکومت کے اوقات؛ اس لیے کہ سرگرمی بظاہر ہمیشہ پسندیدہ ہوتی ہے۔ مشکل اور گندہ محنت مثلاً کان کنی اور خندق کھودنے کے اوقات قلیل ہونے چاہئیں۔ اگر مختلف پیشوں میں درخواستوں کی کثرت یا قلت سے یہ ظاہر ہو کہ اوقات کار کی طوالت سے جو سقم پیدا ہو گیا ہے وہ مناسب نہیں ہے تو اس کو ازسر نو منظم کیا جا سکتا ہے۔ اس تجویز کو عبقریوں کے خاکوں کی کسی دوسری فرع کا جس قدر اساسی جزو خیال کیا جا سکتا ہے اس سے زیادہ اشتراکیت کا جزو نہیں خیال کیا جا سکتا لیکن وہ واضح طور سے مساوات ایثار کے اصول کو پیش و نمایاں کرتی ہے؛ یعنی یہ کہ سب کو ایک ہی مقررہ شرح سے اجرت نہ دی جائے، بلکہ ایسی شرحوں سے دی جائے جن سے سب کو مقررہ ایثار کرنا پڑے۔

ایثار کی مساوات کا مدار آزادی کے تصور پر ہے۔ ایثار،

لہ۔ دیکھو Bellamy کی کتاب موسوم بہ Looking Backward شائع شدہ ۱۸۸۸ء۔

باب ۲۶
اشتراکیت

مصائب اور زحمت یہ سب ذہنی احساسات ہیں۔ ان کی پیمائش صرف اس طرح کی جا سکتی ہے کہ آدمیوں کو جو کام وہ کر سکتے ہوں اس کا انتخاب کرنے کا موقع دیا جائے، اور اس انتخاب کے مطابق ان کے احساسات کو جانچا جائے۔ بدیہی طور سے مفروضہ یہ ہے کہ انسان کی حیثیتوں اور صلاحیتوں میں مساوات موجود ہے، اور یہ کہ مختلف قسم کی محنت کی جانب سب لوگ اپنی مرضی سے متوجہ ہو سکتے ہیں، یا کم از کم اشخاص کی اتنی کافی تعداد ہر ایک قسم کی محنت کا پورا معاوضہ حاصل کرنے کو مکمل طور سے قابل عمل بنانے کی غرض سے آزادی کے ساتھ متوجہ ہو سکتی ہے۔ اگر ہم مان لیں کہ سب انسانوں میں یکساں اور مقررہ جبلی قابلیتیں موجود ہیں اور یہ کہ رسم و رواج، مصارف تیاری یا معاشری ماحول کی شکل میں کسی قسم کی مزاحمتیں پیشوں کے آزادانہ انتخاب میں نہیں ہیں تب تو ٹھیک اسی قسم کی تنظیم اجرت انفرادی معاشرے میں رونما ہو گی۔ اختلافات اور فرق صرف وہی ہوں گے جن سے محنت کی مختلف قسموں کی ناخوشگواری کی تلافی ہو سکتی ہو۔[1]

477

لیکن تیسرا اصول، یعنی کارکردگی کے لحاظ سے اجرت دینے کا اصول بہت مختلف ہے۔ اس کی رو سے ہر آدمی کو اس لحاظ سے صلہ ملتا ہے کہ اس نے قومی آمدنی بڑھانے میں کتنا حصہ لیا۔ قابل، طاقتور اور چست و مستعد اشخاص کو زیادہ اور سست اور کمزور اشخاص کو کم معاوضہ ملے گا۔ نتیجہ اکثر صورتوں میں اصول احتیاج کے نتیجے سے مختلف ہو گا جس کے تحت طاقتوروں کو کم اور کمزوروں کو زیادہ ملنے کا قرینہ ہے۔

اکثر افراد کو کارکردگی کے مطابق صلہ دینا بظاہر مناسب اور حق بجانب معلوم ہوتا ہے۔ ہم اس کو مناسب خیال کرتے ہیں کہ جو کوئی زیادہ کام انجام دے اس کو زیادہ صلہ دیا جائے، یعنی یہ کہ زیادہ

[1] مقابلے کے لیے دیکھو باب ۲۴ اجرتوں کے فرق کے بارے میں۔

کارگزار آدمی کو کم کارگزار آدمی کے مقابلے، اعلیٰ شرح سے اجرت دی جائے۔ اس اصول میں یہ بھی فرض کیا گیا ہے (اگرچہ یہ مفروضہ عام طور سے وہ لوگ نہیں قائم کرتے جو اس کو استدلال کی بنیاد قرار دیتے ہیں) کہ سب کی کارکردگی یکساں اور مقررہ نہیں ہوتی، بعضوں میں دوسروں کے مقابلے میں زیادہ قابلیت ہوتی ہے۔ ایثار کے مطابق جو معاوضہ دیا جاتا ہے اس میں صریحاً انتخاب کی کامل آزادی کو فرض کیا جاتا ہے؛ کارکردگی کے مطابق معاوضہ دینے میں صریحاً یہ فرض کیا جاتا ہے کہ سب آدمی سب کاموں کو مساوی طور سے انجام نہیں دے سکتے، اور یہ کہ سب مساوی طور سے ذہین اور مستعد نہیں ہوتے۔

معاوضے کی مناسب بنیاد کے طور پر کارکردگی کو فوراً تسلیم کرلینا اس بات کا نتیجہ ہے کہ آج کل بھی واقعاً اسی بنیاد پر اجرت کی تنظیم عمل میں آتی ہے۔ موجودالوقت معاشرے میں آدمیوں کو محنت کے لحاظ سے، یعنی بحیثیت مجموعی اسی چیز کے لحاظ سے جو وہ معاشرے کو دیتے ہیں، معاوضہ دیا جاتا ہے؛ یا اس سے زیادہ صحت کے ساتھ یوں کہا جا سکتا ہے کہ ان کی مخصوص محنت کی مختتم پیداوار کے مطابق معاوضہ ادا کیا جاتا ہے۔ اس معاملے میں، دوسرے معاملات کے مثل، لوگ اسی چیز کو واجبی اور مناسب تسلیم کرتے ہیں جس کے وہ خوگر ہیں۔ اصل بنیاد، جس پر کارکردگی کے مطابق اجرت دینے کا طریق حق بجانب قرار پا سکتا ہے، افادی بنیاد ہے؛ وہ ہر شخص کو انتہائی کوشش کرنے پر ابھارتی ہے۔ اس کی وہی حالت ہے جو رشوت کی۔ سب سے زیادہ اخوانی اخلاقی معیار کے لحاظ سے، اس کی کوئی وجہ نہیں ہے کہ طاقتور آدمی کو کیوں کمزور آدمی سے زیادہ ملے؛ نہیں، بلکہ اس کی معقول بنیاد ہے کہ وہ کمزور کے ساتھ آزادی کے ساتھ شریک ہو۔ وہ کمزور کے مقابلے میں کیوں زیادہ پائے، اس کا سبب یہ ہے کہ تاوقتیکہ اس کو اس طرح صلہ نہ ملے

باب ۶۲
اشتراکیت

اس کا قرینہ نہیں ہے کہ وہ اپنی طاقت کو صرف کرے۔ آخر کار (اور یہی استدلال کا خلاصہ ہے) سب انسانوں کی حالت اس وقت بہتر ہو گی جبکہ ہر ایک کو قومی آمدنی بڑھانے کے لیے اپنی انتہائی کوشش صرف کرنے کی ترغیب ہو گی۔ اگر حقیقت میں سب انسان مساوی قابلیتوں کے ساتھ پیدا ہوں اور سب کو مساوی موقع اور سہولتیں حاصل ہوں تو، آخری نتیجہ وہی ہو گا جو دوسرے اصول کے تحت رونما ہو گا؛ یعنی سب کو ایثار کے تناسب سے صلہ ملے گا۔ ہر شخص کو اس بات کی ترغیب ہو گی کہ وہ اپنی محنت کو ایسے پیشوں میں صرف کرے جن میں سب سے زیادہ صلہ ملتا ہے؛ جب ایسے پیشوں میں تعداد بڑھ جائے گی تو صلہ کم ہو جائے گا؛ آخر کار صرف وہی اختلافات باقی رہ جائیں گے جو زحمت اور ناخوشگواری کے اختلافات کے بالمقابل ہوں گے۔ لیکن اگر قابلیت میں جبلی اختلافات موجود ہوں تو، بعضوں کو دوسروں سے ہمیشہ زیادہ ملے گا، خواہ مواقع اور سہولتیں سب کے لیے یکساں ہی کیوں نہ ہوں۔ اس کے نتیجے کے طور پر جو عدم مساواتیں رونما ہوں گی ان کے متعلق یہ ماننا پڑے گا کہ وہ ضروری ہیں، تاکہ ہر شخص کو یہ ترغیب ہو کہ وہ اپنے قویٰ سے کام لے اور تربیت واکتساب اور تندہی سے وہ اوصاف حاصل کر سکے جن سے اعلیٰ کردگی پیدا ہوتی اور اعلیٰ صلہ ملتا ہے۔

478

اس اساسی سوال کے بارے میں کہ محنت کے صلے کی واجبی یا معیاری تقسیم کیا ہے اشتراکیت کے بہت کم مویدین نے واضح طور سے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ بالعموم وہ موہوم طریقے پر خیالات ظاہر کرتے رہیں اور امکانات میں فرق و امتیاز قائم کرنے سے قاصر رہتے ہیں۔ بحیثیت مجموعی ان کا رجحان دوسرے اصول کی جانب ہے؛ یعنی یہ کہ ایثار کے مطابق صلہ دیا جائے۔ گو عدم مساوات کے خلاف پوشیدہ طور سے بہت ہی شد و مد کے ساتھ احتجاج کیا جاتا ہے، لیکن بہت کم

لوگ ایسے ہیں جو سیدھے سادے اور غیر مشروط طریقے پر پہلے اصول کو، یعنی مساوات کے اصول کو تسلیم کر لیں گے۔ پھر ایسے لوگ بھی بہت کم ہیں جو تیسرے اصول کے سب عواقب کو تسلیم کرنے کے خواہاں ہوں۔ وہ بالعموم انسانوں کے جبلی اختلافات کو یہ خیال کر کے نظرانداز کرتے ہیں کہ انسانوں میں مکمل بننے کی صلاحیت موجود ہے، اور بہرصورت وہ عظیم اختلافات جو کارکردگی کے مطابق صلہ دینے سے رونما ہوتے ہیں ان کی حصول مساوات کی مساعی کے خلاف ہیں۔ اشتراکئین کا میلان کسی نہ کسی قسم کی مصالحت کی تجویز کرنے یا اس کو تعبیر کرنے کی جانب ہے، اگرچہ اس کا احساس بہت کم ہے کہ وہ ایسا کر رہے ہیں۔ وہ کچھ عدم مساوات روا رکھنا چاہتے ہیں، لیکن بہت زیادہ روا نہیں رکھ سکتے؛ وہ چاہتے ہیں کہ کارکردگی کے مطابق کچھ صلہ دیا جائے، لیکن یہ بھی چاہتے ہیں کہ اس اصول پر اس حد تک عمل نہ کیا جائے جو نمایاں عدم مساوات کی جانب رہبری کرے۔ اس مسئلے سے جو مشکلات اور سوالات لازمی طور سے رونما ہوتے ہیں ان کے متعلق اگلے باب میں زیادہ مفصل بحث کی جائے گی۔

۵۔ اشتراکیت کے مفہوم اور امکانات پر مزید غور کرنے سے پیشتر یہ بتایا جا سکتا ہے کہ سرکاری ملکیت کے طریق سے اور ہمدردانہ آئین و قوانین کی وضع سے، جس کو بالعموم "اشتراکی وضع قوانین" کہا جاتا ہے، اشتراکیت کہاں اختلاف رکھتی ہے۔

سرکاری ملکیت کے معنی تقسیم کی حد تک یا اساسی حیثیت سے اشتراکیت کے نہیں ہیں۔ سلطنت ریلوں کی ملکیت حاصل کرنے اور ان کو چلانے میں بہت بڑی حد تک اسی طریقے پر عمل پیرا ہوتی ہے جیسے کہ خانگی کمپنی۔ وہ نگران کار منتظمین کو اعلیٰ مشاہرے اور عہدہ داران ماتحت کو کم تنخواہیں دیتی ہے، اور میکانیکوں اور غیر ماہر مزدوروں کو معمولی اجرت ادا کرتی ہے، اور تمام تر اسی پیمانے پر جو

باب ۲۶
اشتراکیت

بیرونی دنیا میں رائج ہوتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ موجود الوقت عدم مساواتوں کو کم کرنے کا میلان ہوتا ہے۔ اعلیٰ عہدہ داروں کو اسی قسم کی قابلیت رکھنے والے مگر خانگی کمپنیوں میں کام کرنے والے اشخاص کے مقابلے میں بالعموم کم معاوضہ ملتا ہے۔ اگرچہ اس کا نتیجہ بھی بالعموم یہ ہوتا ہے کہ حقیقت میں یہ عہدہ دار خانگی ملازموں کی سی قابلیت نہیں رکھتے، جیسا کہ ان کے متعلق فرض کیا جاتا ہے کہ وہ رکھتے ہیں یا انھیں رکھنا چاہیئے۔ جمہوری ممالک میں میکانیکوں اور غیر ماہر مزدوروں کو بالعموم اس سے زیادہ اجرت دی جاتی ہے جتنی خانگی آجروں سے مل سکتی ہے۔ لیکن یہ اختلافات مدارج کے اختلافات سے زیادہ نہیں ہیں، اور ان کا انحصار واضح طور سے کسی پہلے سے قائم کردہ یا خیال کردہ اصول پر نہیں ہوتا۔ اجرتوں کے موجود الوقت اختلافات بالعموم سرکاری یا قومی کاروبار کی تنظیم میں تسلیم کیے جاتے ہیں۔

پھر سرکاری ملکیت سے آرام طلب طبقے کا استیصال لازم نہیں آتا۔ جب حکومت ریلوں کی ملکیت و تنظیم کی جانب متوجہ ہوتی ہے تو وہ ان خانگی خریداروں سے ریلیں خرید لیتی ہے جو آیندہ دوسری صورتوں سے شغل اصل کرکے آمدنی حاصل کرتے ہیں۔ ایسی خریداری کا نتیجہ بالعموم محض یہ ہوتا ہے کہ مشترکہ تمسکات کا مبادلہ سرکاری تمسکات سے ہو جاتا ہے یہی نتیجہ اس وقت رونما ہوتا ہے جبکہ حکومت شروع ہی سے بڑے بڑے کاموں کو اپنی ملکیت میں لینے کی جانب مائل ہوتی ہے، جیسا کہ آسٹریلیائی نوآبادیات نے اپنی ریلوں کی تعمیر میں کیا۔ پھر وہ رقوم بطور قرض حاصل کرتی ہے، اور لین داروں کو سود ادا کرتی ہے۔ آرام طلب طبقے کو پھر بھی اپنی آمدنی وصول ہو جاتی ہے۔

اس میں شک نہیں کہ یہ صحیح ہے کہ سرکاری ملکیت کے معنی تقسیم دولت کی عدم مساوات کو رفع کرنے کی کوشش کے ہیں۔ اجاروں کی آمدنی کا خاتمہ ہو جائے گا، یا دوسرے الفاظ میں اس کی مالک قوم بن جائے گی۔ یہ کسی حال بڑے بڑے صنعتی کاروبار کی خانگی تنظیم سے متناقص نہیں رکھتی جس میں

آمدنیوں، اندوختوں، سرمایوں، اور شغل اصل کی عدم مساوات ہوئی ہے، آرام طلب طبقہ موجود ہوتا ہے اور معاشرے میں طبقہ بندیاں ہوتی ہیں۔ موجودہ عدم مساواتوں کے رفع کرنے اور موجود الوقت نظام کی خصوصیت متمائز یعنی عدم مساوات پیدا کرنے والے اسباب کو دور کرنے میں بڑا فرق ہے۔

علیٰ ہٰذا معاشری اصلاحات، کا پورا سلسلہ، پیمانۂ کبیر کی صنعتوں سے لیکر کارخانوں کے قانون کی وضع اور کبر سنی کے وظیفوں تک محدود میدان رکھتا ہے۔ عدم مساواتوں اور ان کے نتائج کو رفع کرنا اس کا مقصد ہے۔ 480 یہ سب تدابیر اس معیار کو متعین کرنے کا کام دیتی ہیں جس پر مقابلہ تقابلی لین دین یا تقابلی ماحصل کا خاتمہ کیے بغیر جاری رہے گا۔ مثلاً قوانین کارخانہ جات، کارخانوں کا بیمہ اور اقل اجرت، یہ سب ان حدود کا تعین کرتے ہیں جن کے اندر معاملات منظم ہوں گے، لیکن وہ معاملات کو طے کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ اگر حکومت حقیقت میں اجرت کا تعین کرنے کی حد تک اقدام کرے، مثلاً جبری ثالثی کے طریقے پر عمل پیرا ہو تو صورت حالات مختلف ہوگی۔ اس عمل میں، جیساکہ پہلے بیان ہو چکا ہے، ایسا اصول شامل ہے جو محنت کے قوانین کی دوسری شکلوں کے مقابلے میں زیادہ دور رس ہے؛ اس لیے کہ اگر اس کے منطقیانہ نتیجے تک عمل کیا جائے تو، وہ حکومت سے اس بات کا طالب ہوتا ہے کہ اجرت کا مستقل طور سے تعین کرکے نہ صرف تقسیم دولت کے دوسرے عناصر کا، بلکہ اجرت کا بھی تصفیہ کردے[1]۔

لیکن یہ بلاشبہ کہا جا سکتا ہے سرکاری ملکیت، صنعت کی تنظیم اور محنت کے بارے میں قانون سازی، ان سب معاملات کا انحصار ان ہی اصول اور تصورات پر ہے جو اشتراکیت کے ہیں، نیز یہ کہ ان کا رجحان اسی سمت میں ہے اور انجام کار وہ اشتراکی حکومت میں منتج ہوں گے۔

[1] ۔ دیکھو باب ۵۹، فصل (۶)۔

باب ٦٦
اشتراکیت

ان کا انحصار ان ہی یا اسی قسم کے محرکات یا جذبات یعنی زیادہ وسیع اخوانیت پر اور بڑی عدم مساواتوں کے بارے میں روز افزوں بے صبری پر ہے۔ اس حد تک ان کا رجحان ایک ہی سمت میں ہے۔ ان کا آخری نتیجہ کسی طرح لازمی طور سے یکساں اور مقررہ نہیں ہے۔ یہ نتیجہ ممکن ہے کہ صاف پاک اور بہتر معاشرہ ہو، جو پھر بھی املاک اور آزادانہ بیوپار کی بنیاد پر منظم ہو۔ یہ امر کافی طور سے حیرت افزا ہے کہ اشتراکیت کے مویدا ور اس کے انتہائی مخالف دونوں یکساں طور سے اس تحریک کا مبہم تصور رکھتے اور اسے ہر چیز پر حاوی سمجھتے ہیں؛ یعنی اوّل الذکر اصلاح کی ہر تحریک کا خیر مقدم اشتراکی سمجھ کر کرتے ہیں، اور موخر الذکر ہر اس تدبیر کو جس کی وہ مخالفت کرتے ہیں اسی مقررہ نام سے بدنام کرتے ہیں۔ اس قسم کی بحث سے ان مسائل کی تفہیم کی حد تک کوئی فائدہ نہیں ہوتا جو معاشرے کی کامل تنظیم جدید کی تجویز سے تعلق رکھتے ہیں۔

٦۔ موجودہ زمانے میں اشتراکیت پر جو اعتراضات کیے جاتے ہیں ان میں سے بعض کا بہت آسانی کے ساتھ جواب دیا جا سکتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ منصوبہ بہت بڑا ہے، تنظیم کی دقت ناقابل حل ہے، اور عملی کارروائی ناکامی ہونا یقینی ہے، اس لئے کہ صنعتی مسائل نہایت وسیع اور پیچیدہ ہیں۔ موجودہ زمانے کے بڑے پیمانے کے کاروبار اس اعتراض کو رفع کرنے میں بڑی حد تک مدد دیتے ہیں۔ تنظیم کے امکانات عظیم الشان ثابت ہو چکے ہیں۔ جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ واحد انتظام کے تحت ریلیں اور صنعتی کاروبار کامیابی کے ساتھ بڑے پیمانے پر چلائے جاتے ہیں تو، ہم نہیں کہہ سکتے کہ محض اہتمام و تنظیم کاروبار کی مشکلات ہی اشتراکیت کے تحت ناقابل حل ہوں گی۔ حقیقت یہ ہے کہ اشتراکیت کے تحت پیدائش، مبادلہ اور نقل و حمل کے مسائل بہت سادہ ہو جائیں گے۔ عدم تیقن اور تغیرات بڑی حد تک غائب ہو جائیں گے۔ صرف موسموں کی ناگزیر بے قاعدگیوں کا مقابلہ کرنا ہو گا۔ کسی ایک شے کی زائد از ضرورت پیدائش بآسانی منتظم کی جا سکتی ہے، اور محض انتظار کے ذریعے سے، یہاں تک کہ موجودہ

481

ذخیرہ کی نکاسی ہو جائے۔ مجنون حریفوں کی تباہ کن مسابقت کا خاتمہ ہو جائے گا اور یہ صورت باقی نہ رہ سکے گی کہ ہر شخص اس خوف سے بازار تنگ تنگ دو کرے کہ دوسرا اس سے کم قیمت پر مال فروخت کر دے گا۔ یہ سچ ہے کہ نظام، ترتیب اور باقاعدگی کے متعلق اشتراکئین یہ دعویٰ بخوبی کر سکتے ہیں کہ یہ خصوصیات ان کے معاشرے سے مخصوص ہیں، لیکن ان کے معنی جمود کے بھی ہو سکتے ہیں، یعنی یہ کہ نہ صرف تغیرات کا انسداد ہو جائے بلکہ ترقی کا بھی سدباب ہو جائے۔ لیکن اس کے معنی یہ نہ ہونگے کہ تنظیم و نظم و نسق ناممکن العمل ہے، بلکہ یہ کہ تنظیم اور نظم و نسق اس قدر ترقی پذیر نہ رہے گا جس قدر وہ ہو سکتا ہے۔

علاوہ ازیں اشتراکی مملکت میں اشیا کی قیمتوں کا تخمینہ قائم کرنے کی صورت میں بظاہر کوئی ناقابل حل مشکلات باقی نہ رہیں گے۔ واقعہ یہ ہے کہ اشیاء فروخت کی قیمتوں کا تخمینہ کرنے میں نہ صرف حساب داقی یعنی مصارف کا حساب کتاب رکھنے کی ضرورت ہو گی، بلکہ پیدائش کے مختلف شعبوں میں جو مزدور کام کر رہے ہوں ان کی اجرت کا تعین بھی کرنا ہو گا۔ دوسرے الفاظ میں، اشتراکیت کے نظام میں مزدوروں میں تقسیم دولت کی تجویز کو پہلے سے مان لینا پڑے گا۔ یہ، جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور جیسا کہ عنقریب پھر مزید تفصیل سے بیان کیا جائے گا، بہت ہی خار دار اور پیچیدہ معاملہ ہے۔ لیکن اس اصول یا معیار کو فیصل خیال کرنے کے بعد مختلف قسم کی محنت یا محنت کے مختلف اتحادوں کی تیار کردہ اشیا کی قیمت معین کرنے کی دوسری تدبیر اس سے زیادہ تکلیف دہ یا دقت طلب نہیں ہے جس قدر کہ اب موجودہ زمانے میں بڑے صنعتی کارخانے کے لیے ہے۔ موجودالوقت صنعتی نظام میں اکثر و بیشتر مصارف اور قیمت کے اعداد صرف قریب قریب صحت کے ساتھ نکالے جا سکتے ہیں اور یہ معقول قریبی صحت کافی ہے۔

"فراہمی اصل" کا معاملہ بھی بہت زیادہ پیچیدہ اور دقت طلب

نہ رہے گا۔ اُس پر موجودہ معاشرے کے طریق سے بالکل مختلف طریق پر عمل ہوگا؛ یعنی افراد رقوم پس انداز کرکے شغل اصل نہ کریں گے، بلکہ قوم کے مالی ذرایع کو تعمیر نو کے لیے ارادۃً الگ رکھ دیا جائے گا۔ جیساکہ بحالت موجودہ ہوتا ہے، اس کا انحصار پس انداز کی ہوئی رقم پر ہوگا، یعنی موجودہ ضروریات کو پورا کرنے کے بعد بچی ہوئی رقم پر ہوگا۔ اس لحاظ سے اشتراکی سلطنت میں رقم کے صرف سے پرہیز اور زر پس انداز کیا جائے گا۔ لیکن یہ پرہیز یا اجتناب اشخاص کی مقابلتہً کم تعداد نہ کرے گی، بلکہ سب کریں گے۔ ہر کس و ناکس کی موجودہ آمدنی میں کچھ نہ کچھ قطع و برید کی جائے گی تاکہ قوم کے ساز و سامان میں اضافہ کرنے کا موقع بہم پہنچایا جائے۔ اس کا موقع بہم پہنچانے کی کامیابی کا انحصار کافی طور سے اعلیٰ آمدنی کی ملکیت یا قبضے پر، یعنی محنت کی موجودالوقت اعلیٰ پیدآوری پر ہوگا۔ اگر بحالت موجودہ کافی آمدنی دی جائے تو قوم کے اصل میں اضافہ کرنے کے لیے کچھ نہ کچھ پس انداز کرنے میں کوئی دقت نہ ہوگی۔ قابل غور مسئلہ یہ ہوگا کہ آیا ترقی و ایجاد کا سلسلہ جاری رہے گا کہ نہیں، نہ کہ یہ کہ آیا موجدوں کی تدابیر پر عملدرآمد کرنے کے لیے ذرایع موجود ہوں گے کہ نہیں۔

اکثر یہ کہا جاتا ہے کہ اشتراکیت آزادی کے حق میں مہلک ثابت ہوگی، پھر بھی نوع انسان کی بڑی اکثریت کے لیے خود آزادی اس سے کم بلا ثابت نہیں ہوسکتی جتنی اب ہے۔ اکثر اشخاص بحالت موجودہ اپنے پیشوں کی نوعیت کو اپنے لیے معین پاتے ہیں۔ ان کو اپنا دھندا ذاتی ارادہ اور انتخاب کے بغیر کرنا ہوتا ہے۔ ایک پیشے سے دوسرے مماثل درجے کے پیشے میں تبدیلی کا انتظام موجودہ حالت کے مقابلے میں اشتراکی حکومت میں بظاہر کچھ زیادہ دقت طلب نہ ہوگا۔ اگر اشتراکئین کے خوابوں کی تعبیر صحیح نکلے تو، شبھوں کے لیے اوقات کار میں کمی ہوجائے گی، اور آرام کا زیادہ وقت ملے گا۔ لیکن ان معنوں میں

زیادہ آزادی تو موجودہ معاشرے میں بھی ناقابل حصول نہیں ہے۔ اگر غیر اشتراکئین کے خواب صحیح ثابت ہوں تو، محنت میں ہمہ تن جاذبیت بہت کم ہوگی، اور آزادی و فرصت کا وقت بافراط ملے گا۔ انسانوں کی عام اور کثیر جماعت کے بارے میں یہ واضح نہیں ہے کہ آزادی کی حدتک ان دونوں میں سے کس نظام کے تحت نفع کا غلبہ ہوگا۔

یہ کہنا بھی آسان نہیں ہے کہ غیر معمولی قابلیت رکھنے والے اشخاص کو زیادہ آزادی حاصل ہوگی۔ تا وقتیکہ ان کے لیے حقیقی آزادی جس سے ترقی کا اصل موقع بہم پہنچے گا حاصل نہ کی جائے، اشتراکئین کے کوئی خواب صحیح ثابت نہیں ہو سکتے۔ شدید اور مستبدانہ اشتراکیت (اور اس کا خطرہ ہے کہ بھونڈی قسم کی استبدادیت رونما ہوگی) انفرادیت کا خاتمہ کردے گی۔ یہ بلند حوصلگی اور مسابقت کے جذبات کو ابھارنے، فائدوں کا انتخاب کرنے، ترقی کو برقرار رکھنے کا معاملہ ہے؛ اور یہ سب، جیسا کہ عنقریب معلوم ہوگا، نہایت پیچیدہ قسم کی مشکلات ہیں۔

بدیہی طور سے ایسے اکثر لوگوں کی آزادی کو ضرر پہنچے گا جو اب خاص حقوق رکھتے ہیں۔ خوش حال طبقے کے معمولی اشخاص کے لیے جن کا انحصار کسی پر نہیں ہے پیشے کے انتخاب اور تجربے کا کم موقع رہے گا، اور زندگی بسر کرنے کے طریق کے متعلق کم آزادی رہے گی۔ حقوق کے نظام کی تنسیخ لازمی طور سے حقوق قائمہ رکھنے والے لوگوں کی کچھ سہولتوں کا خاتمہ کردے گی۔ ایسی شایستہ قسم کی آزادی جس سے اب بڑی آمدنیوں کے مالک متمتع ہوتے ہیں بالکلیہ مفقود ہو جائے گی۔

ہم موجودہ معاشرے کے طریقوں اور روایات کے اس قدر خوگر ہو گئے ہیں کہ آسانی کے ساتھ اس کا تصور ہی نہیں کر سکتے کہ اس سے بالکلیہ مختلف معاشرے کے طریقے اور روایات کیا ہوں گے۔ ایسی کسی شئے کا وجود ہی نہیں ہے جس کو غیر محدود آزادی کہا جائے۔ آج کل لوگ ان حدود کے اندر زندگی بسر کرتے ہیں جو نہ صرف ان کے کسب معاش کی

باب ۶۲
اشتراکیت

ضرورت کے لحاظ سے مقرر کئے گئے ہیں، بلکہ قانون رسم ورواج اور ماحول کے مطابق مقرر ہوئے ہیں۔ اشتراکی حکومت میں لازمی طور سے بندشیں اور تحدیدات بھی ہوں گے، جو بعض اعتبارات سے موجودہ حالت کے مشابہ اور بعض اعتبارات سے اس کے خلاف ہوں گے۔ مستبدانہ اور نیم فوجی اشتراکیت کا تصور بھی ممکن ہے جو انفرادیت کو کچل دے گی۔ خانگی ملکیت کے منتظم و شایستہ نظام کا تصور بھی ممکن ہے جس میں مواقع سے فائدہ حاصل کرنے کے غیر محدود امکانات اور آزادی ایسی کامل موجود ہو کہ اشتراکی حکومت میں بھی اس کا حصول ممکن نہ ہو۔ اگر ہم آخری نتیجے کے طور پر سب سے بڑا فائدہ شخصیت کی کامل ترقی تصور کریں تو، ہمیں یہ کہنے سے پیشتر غور و تامل کر لینا چاہیئے کہ معاشری تنظیم کی کون سی قسم بہترین خوش حالی کی امید دلاتی ہے۔

باب ۶۷

اشتراکیت (بہ سلسلۂ سابق)

484

(۱) اشتراکیت کے تحت خاندان اور آبادی کا مسئلہ۔ مالتھس کی محسوس کی ہوئی دقت اصلی دقت ہے۔ (۲) معمولی مزدوروں میں تندہی اور کارکردگی۔ برطرفی کے اختیار کی عدم موجودگی۔ محنت کی تکلیف و ناگواری۔ (۳) قیادت اور اس کو حاصل کرنے کے طریقے۔ امتیاز کی خواہش اور جاہ طلبی، کیا ان جذبات کی تشفی کامیابی حاصل ہونے کے بعد ہو سکتی ہے؟ حب جاہ میں اعلیٰ اور ادنیٰ پہلوؤں کی آمیزش۔ اخوانیت کی ممکنہ ترقی۔ (۴) اشتراکی حکومت میں قائدوں کا انتخاب۔ اعلیٰ ذہانت اور اصلیت کے کند ہو جانے کا امکان ہے۔ (۵) اصل کی اصلاح و ترقی کے ذریعے سے مادی ترقی کے رک جانے کا قرینہ۔ کیا بحالت موجودہ محض تقسیم دولت میں

باب ۶۷
اشتراکیت
(بہ سلسلۂ سابق)

تبدیلی کی ضرورت ہے؟ کیا پیدائش کی ترقی کو نظر انداز کیا جا سکتا ہے؟۔ (۶) یہ مسئلہ لازمی طور سے جذبات اور خصائل کے متعلق ہے۔ انسانی فطرت، بلند حوصلگی، مسابقت اور امتیاز کے تصورات تغیر کے تابع ہیں۔ اشتراکیت کا اور اصلاح کے مروجہ تحریکات کا انحصار ایک ہی قوت پر ہے۔ مدارج کا فرق بہت وسیع ہے۔ (۷) کیا معاشری انقلاب کا آخری نتیجہ اشتراکیت ہونے والا ہے؟ تاریخ کی مادی تعبیر اور اس کی پیش گوئیاں۔ اس کا یقین ہے کہ تغیر رفتہ رفتہ واقع ہوگا اور نہیں کہا جا سکتا کہ یہ تغیر آخر میں کہاں جا کر رُکے گا۔
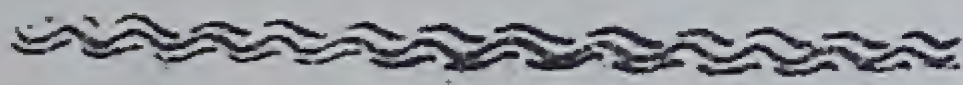
۱۔ ہمیں اب بعض ان سنگین مشکلات پر غور کرنا چاہیے جو اشتراکی تنظیم کی راہ میں رونما ہوں گی۔

اگرچہ اشتراکیت گھر یا خاندان کو نہیں مٹائے گی، لیکن موجودہ حالت سے بہت مختلف تعلقات خانہ داری پیدا کرے گی۔ اشتراکین دار الاطفال اور بالک گھروں (مثلاً یہ بڑی بڑی پرورش گاہیں ہوں گی جہاں نو مولود بچوں کی پرورش و نگہداشت والدین کی محبت و نگرانی کے بغیر کی جائے گی) کے ہونے کا مذاق اڑانے میں حق بجانب ہیں۔ پھر بھی ناگزیر طور سے خاندان کا ماحول موجودہ حالت سے بہت مختلف ہوگا، اس کا اثر بہت کچھ گھٹ جائے گا، والدین اور بچوں کے تعلقات میں بہت کچھ ترمیم اور رد و بدل ہو جائے گا اور آبادی کا مسئلہ زیادہ پُر خطر ہو جائے گا۔

بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تعلیم و تربیت کا انتظام کاملاً سلطنت کے ہاتھ میں رکھنا ضروری ہوگا۔ نوجوانوں کی تربیت اور ان کی آیندہ زندگی کے لیے طیاری، والدین کے صوابدید پر نہیں چھوڑی جا سکتی۔ کم از کم وہ گہری سرکاری نگرانی کے تابع رہے گی۔ اور دوسری جانب والدین کے

باب ۶۷
اشتراکیت
(بہ سلسلۂ سابق)

سرپران کے بچوں کے مستقبل کے بارے میں کوئی ذمہ داری باقی نہ رہے گی۔ ہر بچے کو نہ صرف اساسی اور اہم معاملات میں تعلیم دی جائے گی، بلکہ اس کی غذا کا مناسب خیال رکھا جائے گا اور اس کی نگرانی کی جائے گی۔ اس کی تعلیم کا سلسلہ اس وقت تک قائم رکھا جائے گا جب تک کہ ذمہ دار افسر اس کو ضروری اور مناسب خیال کریں۔ چنانچہ اس کا ضروری نتیجہ بظاہر یہ ہونا معلوم ہوتا ہے کہ ہر بچے کے برسر کار ہونے کا یقین رہے گا اور دوسرے ویسے ہی ہونہار بچے کی طرح کسب معاش کرنے کا مساوی موقع حاصل رہے گا۔

مالتھس کے عقاید کو ایک نسل بیشتر کے معاشئین نے ہر اجتماعی تجویز کی راہ میں ایک ناقابل حل دشواری قرار دیا تھا۔ لیکن اشتراکیین نے اس کو عام طور سے کبھی وقعت کی نگاہ سے نہیں دیکھا۔ پھر بھی مالتھسی عقیدہ اصلیت وحقیقت رکھتا ہے۔ شرح ولادت کی کمی اور آبادی کے دباؤ کی تخفیف، جو اعلیٰ درجے کے تہذیب یافتہ ملکوں میں رونما ہوتی ہے یہ سب انفرادیت اور خانگی ملک کے نظام کے عواقب ہیں[1]۔ یہ رجحانات بحیثیت مجموعی مفید تو ہیں مگر کسی دوسری قوت پر مبنی ہونے کے بجائے معاشری بلند حوصلگی کے ابھار پر منحصر ہیں۔ ان کا باعث خاندان کی موجودہ حیثیت، اپنی اولاد کے مستقبل کے متعلق بہتر امیدیں قائم کرنے اور معاشری رتبے کو بڑھانے کی خواہش ہے۔ یہ قول[2] نہایت برجستہ ہے کہ قدرتی انسان صرف دو اساسی خواہشات رکھتا ہے، ایک کسب معاش کی خواہش دوسرے تولید کی خواہش۔ بحالت موجودہ تولید کی خواہش کو کسب معاش کی خواہش روکتی ہے۔ اگر یہ ہٹادی جائے تو تعداد اولاد میں

---

[1] - دیکھو باب ۵۴۔
[2] - دیکھو ڈاکٹر ردسلر کی کتاب موسوم بہ Science and Immortality صفحہ (۱۰)۔

باب ۷
اشتراکیت
(بسلسلۂ سابق)

کیا چیز مزاحم ہو گی؟
یہ ایک خاردار موضوع ہے جس کو ٹھنڈے دل سے اور صاف طور پر نہ تو اشتراکئین ہاتھ لگاتے ہیں نہ اُن کے مخالفین۔ انسان جو ایک حیوان ہے، دوسرے حیوانات کے مثل تعدد کی جانب مائل ہے؛ اور جب وہ ایسا کرتا ہے تو اس کو بھی اساسی حیثیت سے دوسرے حیوانات کے مثل مزاحمتیں پیش آتی ہیں۔ اضافۂ تعداد کے رجحان کو روکنا اور اس کی تحدید کرنا لابدی ہے، پھر بھی اس میں عضویاتی، اخلاقی اور معاشرتی خطرات ہیں۔ یہ خطرات و نقائص موجودہ معاشرے کے لیے فال بد ہیں۔ اجتماعی نظام، اساسی حیثیت سے اس قدر مختلف ہو گا کہ اس امر کی صحیح صحیح پیشین گوئی کرنا کہ کن خطرات سے بچاؤ ممکن ہے اور کون سے خطرات ناگزیر ہیں، جلد بازی اور جسارت ہو گی۔ مصنف یہ اندیشہ ظاہر کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ معاشرتی تعلقات کی کسی نہ کسی بھدی اور میکانیکی تنظیم و تحدید کی جانب آخر الامر رجوع ہونا پڑے گا۔ البتہ یک زوجی طریق کو اور خاندانی فرائض و واجبات کو اُن لزوم کے بغیر جواب قومی اور خانگی خوش حالی کے لیے خاندان کا تحفظ کرتے ہیں باقی رکھنا پڑے گا۔ زن و مرد کے تعلقات نہ صرف عقد نکاح اور ایک بیوی کرنے کے جواز کی بنا پر، بلکہ اہل و عیال کی ذمہ داری سر پر لینے اور ان کی نگرانی کرنے کی بنا پر، خوشگوار اور شیریں بنتے ہیں اور معاشرے کی حفاظت کے لیے مناسب و ضروری ہیں۔ اس ذمہ داری اور اس کے لوازم، یعنی حوصلہ مندی اور محبت کے بغیر جنسی جذبہ اپنے اندر بڑے بڑے خطرات رکھتا ہے۔ اس جذبے یا تحریک کی بنا پر جو خانہ داری کے تعلقات رونما ہوتے ہیں وہ خاندان کے محدود دائرے کے اندر تو سراسر مبنی بر ایثار ہوتے ہیں، لیکن ما بقی دنیا کے لیے انتہائی طور سے خود غرضانہ ہوتے ہیں۔ وہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے انفرادی ہیں؛ اور ان کی یہی انفرادیت اور خود غرضی ان سے معاشری فائدے کے لیے

486

باب ۶۷
اشتراکیت
(بہ سلسلۂ سابق)

کام کرانے کا باعث ہوتی ہے۔ یہ خیال بھی نہیں کیا جا سکتا کہ انفرادی خاندانی آزادی، موقع اور مستقبل کی امید کے تحت جو بندشیں اور جائز حدود اور محنت و کفایت شعاری کے محرکات اپنے اردگرد قائم کر لیتا ہے، ان کی پابجائی رائے عامہ کی کسی نئی ترقی، حکومت کی کسی نئی تنظیم اور ایک بے اولاد بیوی پر قانع رہنے کے قانون کے ذریعے سے کی جانی چاہیئے۔

۲۔ قوت، کارکردگی اور ترقی کا قیام و انتظام نہ صرف عوام بلکہ قائدوں کے بارے میں بھی اس سے کچھ کم پیچیدہ اور دقت طلب مسائل پیش نہیں کرتا۔

عوام کی حد تک، موجودہ نظام حالات کی بعض مشکلات فی الحقیقت رفع ہو جائیں گی۔ کام کی تلاش یا اصلاح و ترقی کی مخالفت کی کوئی ترغیب باقی نہ رہے گی۔ بے کاری کا خوف، جو اس قسم کی تحدید کے طرز عمل کو اختیار کرنے کے میلان کا بڑا سبب ہے[1] اشتراکی حکومت میں اثر انداز نہیں ہو سکتا۔ جن مزدوروں کی کسی پیشے یا علاقے میں ضرورت ہی باقی نہ رہے وہ دوسرے مقام یا پیشے میں منتقل کر دیے جائیں گے؛ اور اگر ان سے فوری استفادہ کرنا ناقابل عمل ثابت ہو تو، عبوری دور میں ان کو نقصان یا زحمت میں ڈالے بغیر منتقل کیا جائے گا۔ کسی کام کو دیر تک قائم رکھنے کی کوئی ترغیب نہ ہوگی۔

اس کے برعکس برطرفی کا بھی کوئی حق باقی نہ رہے گا؛ اور کم از کم جمہوری قوم میں تو ایسا حق یقیناً باقی نہ رہے گا جس کو موثر طریقے سے استعمال کیا جا سکے۔ جرائم پیشہ، کاہل الوجود، اور لاابالی اشخاص سے نبٹنا مقابلتہً آسان ہو جائے گا۔ ان کو نظر بند کیا جا سکتا ہے، نسل بڑھانے سے روکا جا سکتا ہے، اور اگر وہ ناقابل اصلاح ثابت

[1] دیکھو باب ۵۲، فصل (۳)۔

باب ۲۶
اشتراکیت
(بہ سلسلہ سابق)

ہوں تو، انھیں چپکے سے بلا تکلیف ختم کر دیا جا سکتا ہے۔ لیکن معمولی درجے کے ایسے اشخاص کے بارے میں بہت دقت طلب مسائل رونما ہوں گے جو نہ تو بہت زیادہ بد ہوں، اور نہ قسری طور پر نیک معمولی کاہلی، بے پروائی اور سست کاری کی صورت میں کیا تدارک کیا جائے؟ برطرفی کی کوئی دھمکی تو کارگر نہیں ہو سکتی؛ اس لیے کہ بے کاری اور کام کی تلاش کی کوئی گنجایش ہی باقی نہ رکھی جائے گی۔ مزدوروں سے ہمیشہ کے لیے یا تو کام کرنے والوں کی حیثیت سے سلوک کرنا پڑے گا یا کام چوروں کی حیثیت سے۔

اگر فی الحقیقت محنت عام طور سے تکلیف دہ نہ ہو، اور اگر کام ہمیشہ خوش دلی کے ساتھ اور بطیب خاطر انجام دیا جائے تو، مشکلات رونما ہی نہ ہوں گی۔ یہاں ہم پھر اُن چند مسائل کی جانب رجوع ہوتے ہیں جن سے ہم نے ابتدا کی تھی[1]۔ بے کاری کی زندگی کا مخرب اخلاق اور ناخوشگوار ہونا تو ایسی بات ہے جو ممکن ہے کبھی اور نہیں بھی ہے، لیکن اس کے مصیبتناک ہونے میں تو کوئی شبہ کی گنجایش نہیں۔ پھر بھی یکساں اور غیر دلچسپ کاموں میں ثبات و استقامت کے ساتھ جو محنت کی جاتی ہے، جیسی کہ صنعت کی پید آوری کے لیے ضروری ہے، اس سے تقریباً سب آدمی بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اعلیٰ درجے کی معیاری حکومت میں ہماری خواہش عمدہ کام، عمدہ تنخواہ اور معقول وقفۂ فرصت حاصل کرنے کی ہونی چاہیئے! لیکن اگر بہر صورت لوگوں کو معقول تنخواہ اور وقفے کا یقین ہو جائے تو کیا وہ عمدہ کام کریں گے؟ بڑے پیمانے پر جو کاروبار کیا جاتا ہے اس میں از خود اور شوق سے محنت کرنا بعید سا معلوم ہوتا ہے۔ از خود اور شوق سے صرف اس وقت محنت کی جاتی ہے جبکہ لوگ اپنے طور پر

[1] دیکھو باب (۱)، فصل (۴تا۶)۔

باب ۶۷
اشتراکیت
(بہ سلسلۂ سابق)

کام کرتے ہیں یا ایسی جماعتوں میں کام کرتے ہیں جہاں ہر شخص کو تمام اشخاص کی نگرانی میں اور تمام اشخاص کے لیے کام کرنا پڑتا ہے۔ جماعت جتنی بڑی ہوگی اور ہر فرد کی محنت اور مجموعی پیداوار کا باہمی تعلق جتنا بعید ہوگا، اتنا ہی اس بات کا کم قرینہ ہوگا کہ لوگ سخت گیری، نگرانی اور تعزیر کے کسی نہ کسی نظام کے بغیر دیانتداری و ایمان داری کے ساتھ کام کریں۔ یہ مسئلہ بالکل ویسا ہی مسئلہ ہے جو اس وقت رونما ہوتا ہے جب سرکاری مصارف کو پورا کرنے کے لیے محصول عائد کرنے کا طریق اختیار کیا جاتا ہے[1]۔ چونکہ محصول وصول کرکے سب کی خدمات آزادی کے ساتھ انجام دی جاتی ہیں؛ اور اس کا تعین نہیں ہوتا کہ جو کوئی اتنا محصول دے اس کی اتنی خدمت انجام دی جائے گی؛ اس لیے سب لوگ ٹکس ادا کرنے سے ناخوش ہوتے ہیں جس کا ادا کرنا حکومت کو خدمات انجام دینے کے قابل بنانے کی غرض سے ضروری ہے۔ ٹکس وصول کرنے والے کے طرز عمل کی درشتی کی یہی وجہ ہے۔ کسی اشتراکی حکومت میں ایسے سب لوگوں کو جن کا کام بدیہی ہوتا ہے ہمیشہ کے لیے اس کا تیقن ہو جائے گا کہ انھیں اجتماعی جد و جہد کے نتائج سے ان کا حصہ مل جائے گا، خواہ وہ کسی اصول پر مقرر ہو؛ اور اسی وجہ سے کچھ نہ کچھ دباؤ ڈالنا پڑے گا تاکہ کام سرگرم اور موثر طریقے پر انجام پائے۔ کیا اشتراکی نگران کار کو ہمارے موجودہ ٹکس وصول کرنے والے کی طرح سخت گیر نہ ہونا چاہیئے؟ اور وہ کن تعزیرات کو استعمال کرے گا؟

حقیقت یہ ہے کہ ہم یہ تصور کر سکتے ہیں کہ اشتراکی حکومت تقسیم کو کارکردگی کی بنیاد پر منظم کرنے کا ذمہ لے گی، اور اس طرح تنخواہ میں ایسا فرق رکھ کر جو قابلیت اور سرگرمی کے متناسب ہو، پرجوش جد و جہد کے لیے محرک فراہم کرے گی، اور اس لحاظ سے ان وسیع اختلافات کو بھی

488

[1] مقابلہ کرو باب ۶۸، فصل ۱۱ سے۔

باب ۶۷
اشتراکیت
(بسلسلۂ سابق)

صاف صاف تسلیم کرلے گی جو اس اصول سے لازمی طور سے رونما ہوں گے۔ اس میں شک نہیں کہ اس صورت میں اوسط یا معمولی شرح سے یقیناً عظیم ترین انحرافات رونما ہوں گے؛ مقابلتہً قلیل التعداد اشخاص کو جو غیر معمولی قابلیت رکھتے ہوں، یعنی بڑے قائدوں، ارباب نظم ونسق سائنس دانوں، موجدوں اور اسی طرح یقیناً شاعروں اور اہل فن کو معقول صلہ ملے گا۔ لیکن اسی قسم کے فرق واختلافات معمولی اشخاص کے طبقوں میں بھی رونما ہوں گے، اگرچہ مدارج کے لحاظ سے وہ بہت کم ہوں گے۔ بحالت موجودہ ہر خانگی آجر کے اغراض اسی بنیاد پر فرق و امتیاز قائم کرنے کے متقاضی ہوتے ہیں۔ وہ بڑی بڑی تنخواہوں کی جگہوں پر مستقلاً کارگزار، مستعد اور ذہین اشخاص کا انتخاب کرتا ہے؛ اور سست اور بے پروائی سے کام کرنے والوں کے لیے ایسے کام مخصوص کردیتا ہے جن کی پیمائش میکانی طریقے سے کی جاسکتی ہو؛ یا ان کو وہ ہمیشہ کے لیے برطرف کردیتا ہے۔ کیا یہ فرض کیا جاسکتا ہے کہ سرکاری عہدہ دار جو اپنی کسی ذاتی غرض کی بنا پر کوئی محرک نہ رکھتے ہوں، اس طریقے پر فرق و امتیاز قایم کریں گے جس سے مستعد اور ذہین اشخاص کی حوصلہ افزائی ہو اور سست و ناکارہ اشخاص کو سزا ملے؛ فی الجملہ کیا جمہوری قوم کے سرکاری عہدہ دار ایسا کریں گے؟

اس امر کا انحصار کہ آیا مزدور، قوم کی عام پیداوار کو بڑھانے میں زیادہ یا کم حصہ لے گا اکثر صورتوں میں خود اسی کے جذبات پر، یعنی اس کی خواہش اور مرضی پر موقوف ہوتا ہے۔ نمایاں قابلیت اور اس قابلیت سے کام لینے کا میلان ایک خاص مسئلہ پیش کرتے ہیں؛ اور وہ یہ کہ قابلیت کس طرح معلوم کی جائے اور اس کو کس طرح فروغ دیا اور بڑھایا جائے۔ کثیر التعداد اشخاص کی حد تک اعلیٰ کارکردگی کا انحصار جد وجہد، مشقت اور اختیار کردہ عادات پر ہوتا ہے۔ لوگوں کو جس وقت تک کام کرنے پر مجبور نہ کیا جائے اس وقت تک وہ

باب ۷
اشتراکیت
(بہ سلسلۂ سابق)

یہ نہیں معلوم کر سکتے کہ وہ کتنا کام کر سکتے ہیں۔ مقابلہ، خود غرضی اور خود اعتمادی کے طریقے کی خوبی یہ ہے کہ وہ لوگوں کو سخت محنت کرنے کی جانب مائل کرتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ وہ بالعموم ناکام بھی ہوتا ہے۔ ادنیٰ ترین طبقے میں وہ سعی اور جد وجہد میں مزاحمت پیدا کرتا ہے؛ اور اس طبقے میں پوشیدہ وخلقی قوتوں کو ترقی دینے کے موقع کا فقدان ہوتا ہے۔ اس کے برعکس انتہائی حالت یہ ہے کہ اکثر ایسے اشخاص جو امیر پیدا ہوتے ہیں اپنی قیمتی قوتوں کو ضائع کر دیتے ہیں۔ اکثر اشخاص جو اپنی ذات پہ بھروسہ کرتے ہیں اور اپنی پیداآور جد وجہد کے تناسب سے مرفہ الحال ہوتے ہیں، خود بخود اپنی انتہائی کوشش صرف کرنے کی جانب مائل ہوتے ہیں۔ ایسی عظیم الشان اور بظاہر ناگزیر محرک قوت کوئی اشتراکی تجویز موثر طریقے سے وجود میں نہیں لاسکتی۔

۳۔ اسی کے مماثل سوالات قیادت کے بارے میں بھی رونما ہوتے ہیں۔ ہر قسم کی مادی اور غیر مادی ترقی کا انحصار مناسب قائدوں کے انتخاب پر اور ان کو اپنے قوٰی اور استعداد سے بہترین طریقے پر کام لینے کے لیے ابھارنے پر ہے۔ اشتراکیت کے تحت موثر قیادت کے بارے میں کیا توقعات ہیں؟

489

مصنف کو یہ امکانات بظاہر اس سے زیادہ معلوم ہوتے ہیں جتنے کہ نقاد تسلیم کرتے ہیں۔ اشتراکئین کہتے ہیں کہ موثر شے یہ ہے کہ اولوالعزمی کو ابھارنے اور حب جاہ اور امتیاز کی خواہش کی تسکین پذیری کے نئے اور بہتر طریقے معلوم کئے جائیں۔ سب انسان اور خاصکر قائدین جس چیز کے حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں وہ شہرت، نیک نامی، مراتب اور اقتدار ہے۔ پھر ان کے حق میں اپنے قوٰی سے کام لینے کا فطری جذبہ بھی مہیج کا کام دیتا ہے۔ صرف شاعر، مصور اور موسیقی داں ہی نہیں بلکہ اہل علم اور

باب ۶۷
اشتراکیت
(بسلسلۂ سابق)

مدبر سلطنت میں بھی کچھ نہ کچھ کار نمایاں کرنے کا جذبہ جبلی طور پر ہوتا ہے۔ اگر اس میں بلند حوصلگی، الوالعزمی، ہر دلعزیزی اور نمایش و امتیاز کے مہیج کا اضافہ کیا جائے تو، موجودہ معاشرے کے مبتذل صلوں سے چھٹکارا حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اعلیٰ ذہانت اور قوت کو عمل کی آزادی دو تو کپڑے کی ایک دھجی اور پھولوں کا ایک ہار ہی صلہ یا انعام کے لیے کافی ہوتا ہے۔

اس سلسلۂ استدلال کی تہ میں جو نفسیات مضمر ہے وہ یقیناً اس قدیم نفسیات سے زیادہ بہتر ہے جس میں یہ فرض کیا گیا تھا کہ سب انسانوں کو محض دولت کی خواہش ہے۔ فن دال اور ماہر سائنس کے لیے تمول اور دنیوی کامیابی کے بجائے دوسری چیزیں جاذبیت رکھتی ہیں۔ کاروباری قائد بھی دوسرے اعلیٰ تصورات کو پیش نظر رکھتا ہے۔ سرکاری عہدے اب بھی اتنی دلکشی رکھتے ہیں کہ ان کا پلہ خانگی کاروبار کے بیش قرار صلوں کے مقابلے میں بھاری ہوتا ہے۔ قائدین صنعت اور کثیر المقدار منافعہ حاصل کرنے والے تاجروں کا محرک بہت ہی مختلف جذبات ہوتے ہیں۔ وہ اولوالعزمی کے روایتی طریقوں کی اتباع کرتے ہیں، لیکن خود انھیں اس بات کا کم احساس ہوتا ہے کہ جس دولت کے پیچھے وہ جا رہے ہیں وہ بجز کامیابی اور کامرانی کی علامت کے اور کچھ نہیں۔ ان کے حق میں جو چیز سب سے بڑی مہمیز کا کام کرتی ہے وہ جاہ طلبی اور حب مراتب ہے۔ اس لیے اشتراکیین یہ کہتے ہیں کہ اساسی شے بڑائی یا رفعت کی کوئی علامت ہے جو اس کے مالک و حامل کو معمولی اشخاص کے مقابلے میں اسی طرح نمایاں حیثیت دے جس طرح دولتمندی بحالت موجودہ دیتی ہے۔

یہ تسلیم کرنا ضروری ہے کہ دوسرے اشخاص کے مثل قائدین صنعت کے اعمال و افعال کی تہ میں رشک و رقابت اور تقلید مضمر ہوتی ہے؛

باب ۵
اشتراکیت
(بہ سلسلہ سابق)

490

لیکن اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ مخصوص قسم کی شہرت و عزت سے جو ہمارے نظام املاک اور عدم مساوات کی خصوصیت ہے چھٹکارا ہو سکتا ہے۔ بھدے قسم کے اشخاص کو بھدے قسم کے مہیج کی ضرورت ہوتی ہے۔ کاروباری قابلیت رکھنے والا معمولی شخص دوسرے ترغیبات و محرکات سے کس حد تک متاثر ہوگا؟ عقلی، ذہنی و روحانی میلان رکھنے والے اشخاص پر بھی مختلف محرکات اثر انداز ہوتے ہیں۔ عمدہ غذا، لباس اور مکان وغیرہ، رتبے اور اقتدار کا فخر، دوسروں پر حکومت کرنے کی خواہش کو شاعر اور فلسفی بھی کلیتہً نفرت کی نگاہ سے نہیں دیکھتے۔ چونکہ بہت کم لوگ کلیتہً خود غرض ہوتے ہیں اور بہت کم اخوانیت کے جذبے سے کلیتہً معمور ہوتے ہیں، اس لیے بہت کم اشخاص حب جاہ یا امتیاز کی خواہش کی اعلیٰ یا ادنیٰ شکلوں کے کلیتہً زیر اثر ہوتے ہیں۔ بالعموم ایسا نہیں ہوتا کہ محض پھولوں کا ایک ہار ہی امنگ کی تسکین کے لیے کافی ہو۔

بہت کچھ انحصار اخوانیت کی ترقی پر ہے، اور اس اخوانیت کا انحصار مروجہ قومی جذبات پر ہے۔ افراد میں وسیع النظری اور شریفانہ جذبات کی پرورش یا ان کا اعدام ماحول کے ذریعے سے ممکن ہے۔ جمہوریت کی بہتر ترقی، توسیع و اشاعت تعلیم، خصائل کی رفعت اور معاشی و معاشری مسائل کی بہتر تفہیم کے ساتھ ساتھ ہم یہ توقع کر سکتے ہیں کہ خدمت میں مسابقت کرنے کے لیے ماحول زیادہ موافق ہوتا جائے گا۔ مشترکہ اغراض کا احساس عام طور سے جتنا قوی ہوگا صلے دینے اور امتیازات قائم کرنے کا زیادہ سادہ طریقہ اتنا ہی موثر ثابت ہوگا۔ لیکن یہ تدریجی ارتقائی چیز ہے۔ یہ خیال نہ کرنا چاہیے کہ محض آئین و رواجات میں تبدیلی کر دینے سے دیرینہ خود غرضانہ جذبات میں فوراً انقلاب واقع ہوگا یا ان کے طریق عمل میں ترمیم ہو جائے گی۔

باب ۶
اشتراکیت
(بسلسلۂ سابق)

۴۔ انتخاب کا مسئلہ دوسرا مسئلہ ہے۔ اگر یہ مان لیا جائے کہ اشتراکی حکومت میں قیادت کی موزونیت رکھنے والے اشخاص کو تحریص و ترغیب و صلہ دینے کے طریقے معلوم کیے جاسکتے ہیں تو، سوال یہ ہے کہ ان کا انتخاب کس طرح کیا جائے؟

قابلیت، جبلی استعداد اور ذہانت کے مدارج و فروق کا علم ابتدا ہی سے نہیں ہوتا اور نہ ان کی آسانی کے ساتھ پیمائش کی جاسکتی ہے۔ جو لوگ ہونہار ثابت ہوں ان کا آزمایش و تجربے کے مرحلے سے گزرنا ضروری ہے۔ اعلیٰ درجے کی ذہنی قابلیت، جسمانی مہارت و ہنرمندی کے برعکس، سن بلوغ پر پہنچنے کے بہت دیر بعد رونما ہوتی ہے۔ شعراء، ماہران موسیقی، مصور اور ادیب اپنے ابتدائی نوجوانی کے زمانے کے کارناموں پر حیرت و دلچسپی سے نظر ڈالتے ہیں۔ اکثر ایسے اشخاص کو جن کے متعاقب زندگی کے کارنامے بہت کامیاب ثابت ہوتے ہیں ان کے زمانہ شباب کے حریفوں سے متاثر نہیں کیا جاسکتا۔ خاصکر کاروباری اشخاص کی تربیت، تجربے کے سخت مدرسے میں ہوتی ہے۔ جو لوگ زیادہ ہونہار ہوتے ہیں وہ حقیقت میں بہت آسانی کے ساتھ معمولی درجے کے اشخاص میں سے منتخب کر لیے جاتے ہیں۔ لیکن یہ امر ابتدائی زمانے میں واضح نہیں ہوتا کہ وہ کس حد تک ہونہار ہیں، اور آخر کار وہ کس درجے تک ترقی کریں گے۔

491

کسی قوم میں بڑے بڑے شعرا، بت تراش اور ماہران موسیقی متعدد امیدواروں میں سے جذبۂ رشک و رقابت ہی کی کار فرمائی سے پیدا ہوتے ہیں۔ کوشش تو کثیر التعداد اشخاص کرتے ہیں، مگر کامیابی بہت کم ہوتی ہے۔ یہی حال ارباب سائنس، موجدین اور کاروباری قائدوں کا ہے۔ بسا اوقات یہ ہوتا ہے کہ ہر شعبۂ کامرانی میں جو لوگ سب سے زیادہ پیش پیش ہوتے ہیں وہی آگے قدم بڑھانے اور راستہ طے کرنے میں سب سے زیادہ دقت محسوس کرتے ہیں؛ اس لیے کہ وہ اپنے زمانے سے بہت آگے ہوتے ہیں۔ وہی لوگ بلند مدارج اور شہرت و عزت حاصل کرتے ہیں جو اعلیٰ درجے کی قابلیت رکھتے ہیں؛ لیکن وہ لوگ جو محض ذہانت اور

باب ۶
اشتراکیت
(بسلسلۂ سابق)

اُپج کے مالک ہیں، یعنی شعرا و مصور، جو وہی کام کرتے ہیں جس کی عام مذاق کے مطابق تربیت ہو چکی ہے، اور قائدین سائنس وصنعت جو مقررہ اصول کا اطلاق کرتے ہیں ان کو عزت و شہرت جلد حاصل نہیں ہوتی۔ اس کے برخلاف ایسے اشخاص کی تعداد بھی کثیر ہوتی ہے جو نئے نئے راستوں پر گامزن ہونے کی سعی کرتے ہیں لیکن ثابت یہ ہوتا ہے کہ ان میں اس کا مادہ نہیں ہے۔ دنیا ہونے والے افراد نابغہ اور منصوبہ بندوں سے بھری پڑی ہے۔ ایسے اشخاص جن سے بحالت موجودہ شغل اصل کے تدریجی عمل میں نئی تجاویز اختراع کرنے کا مطالبہ کیا جاتا ہے، جیسے بنک کار اور ساہوان کے لیے ایک دن بھی ایسا بمشکل گزرتا ہے جس میں انھیں تجاویز مجبوراً اختراع نہ کرنی پڑتی ہوں ان میں سے بعض تجاویز بدیہی طور سے مہمل، بعض مشتبہ اور چند امیدافزا ہوتی ہیں۔ نئے پُرخطر کاروبار کو کامیابی کی امید سے شروع کرنے سے پیشتر صائب رائے اور فیصلے سے کام لینا ضروری ہوتا ہے؛ اور اس کے بعد نتیجے کی آزمائش کرنے کے لیے تجربے کے دور کا گزرنا ضروری ہے۔ انتظامی عہدہ داروں، منظموں اور بڑے بڑے پُرخطر کاروبار کے صدروں کے انتخاب کا جہاں تک تعلق ہے، یہی بات صادق آتی ہے۔ پہلے سے یہ بات ظاہر نہیں ہوتی کہ کس شخص میں وہ مخصوص اوصاف موجود ہیں جن کی بنا پر وہ موثر قائد بن سکتا ہے؛ یا کم از کم یہ معلوم نہیں ہوتا کہ کس شخص میں ایسے خواص موجود ہیں جن کی بنا پر وہ جدت طراز قائد بن سکتا ہے۔

جب بحالت موجودہ معاشرے میں "طبیعی" انتخاب کے مماثل کوئی شے نہیں ہے تو یہ انتخاب کس کے ذریعے سے عمل میں لایا جا سکتا ہے؟ اسی طرح درماندہ اور راندہ اشخاص کو اپنی تجاویز کی پشت پناہی و تائید کرنے والا کوئی شخص تلاش کرنے کا موقع ہی نہ رہے گا۔ انھیں ہمیشہ کے لیے عہدہ داران متعلقہ کے فیصلے کے آگے سر تسلیم خم کرنا پڑے گا۔ حکومتیں بحالت موجودہ کاموں کو ایسے طریقوں سے انجام دیتی ہیں جو تجربے کی سند رکھتے ہیں اور اپنے کام کے لیے ایسے اشخاص کو منتخب کرتے ہیں جن کی قیادت کے اوصاف خانگی صنعت میں

باب ۶۷
اشتراکیت
(بسلسلۂ سابق)

آزمائے جا چکے ہیں کافی دقتیں محسوس کرتی ہیں۔ اگر انتخاب اور ترقی کی ذمہ داری کلیتہً عہدہ داروں کے ہاتھ میں رہے تو کیا ہوگا؟ ممکن ہے کہ ایسا سرکاری کاروبار بھی جس میں اب انتظام بہت اعلیٰ درجے کا ہے اوسط درجے کے اشخاص کا ملجا و ماویٰ بن جائے، یا کم از کم اسی میں مقررہ طریقوں پر باسانی استقلال کے ساتھ عمل ہونے لگے۔ جو اشخاص نئے نئے خیالات اور دوررس تجاویز پیش کرتے ہیں ان کی شنوائی نہیں ہوتی۔ جو اسباب اس نتیجے پر پہنچاتے ہیں کہ موجودالوقت معاشرے میں، حکومت فائدے کے ساتھ صرف ان صنعتوں کو اپنی نگرانی میں لے سکتی ہے جو حالت تکمیل کو پہنچ چکے ہوں ان ہی اسباب کی بنا پر اور بھی زیادہ قوت کے ساتھ یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ حکومت کو سب صنعتوں کی نگرانی اپنے ہاتھ میں نہ لینی چاہیئے۔ ممکن ہے کہ حکومت متدین اور کارگزار قائدوں کا انتخاب کرے، لیکن یہ امر بھی تجربے کے ثبوت کا محتاج ہے۔ یہ تقریباً ناممکن ہے کہ کوئی حکومتی نظام، خواہ وہ جمہوری ہو یا استبدادی، جدت طرازی کی قابلیت رکھنے والے اشخاص کا انتخاب کر سکے گا۔ اگر اجتماعی نظام وسیع ہو تو، وہ ہر قسم کی اعلیٰ ذہانت کے حق میں سم قاتل ثابت ہوگا۔ کیا اس کی جانب سے قائدوں کا انتخاب کیا جانا کم از کم اس بات کو تسلیم کرنا نہ ہوگا کہ جو کام عمدگی سے انجام دیا جا رہا ہے اس کو قابلیت و عمدگی سے انجام دیا جائے؟

492

۵۔ اسی کے مماثل قسم کے ملحوظات کا اطلاق اصل کی ترقی پر ہوتا ہے۔ اشتراکی مملکت میں محض اصل کی فراہمی یعنی فاضل آمدنی کی پس اندازی قابل عمل ہے، جیسا کہ گزشتہ باب[1] میں بیان کیا گیا۔ لیکن یہ اس تدریجی عمل میں پہلا قدم ہے جس کے ذریعے سے حقیقی اصل میں اضافہ ہوتا ہے۔ آلات اور اوزار یعنی اشیائے اصل پس انداز نہیں کی جاتیں؛ بلکہ تیار کی جاتی ہیں۔ صرف اس صورت میں وہ بمقدار کثیر اور اعلیٰ قسموں میں تیار کی جا سکتی ہیں

---

[1] ۔ دیکھو باب ۶۴، فصل (۲)۔

باب ۶ک اشتراکیت (بسلسلۂ سابق)

جبکہ صنعتوں میں ترقی ہو۔ قوم کے اصل میں صرف اصلاح و ترقی و ایجاد کے ذریعے سے موثر طریقے سے اضافہ عمل میں آسکتا ہے۔

عبقریوں کے خاکوں میں عام طور سے اُس عظیم الشان میکانی اصلاح و ترقی کی جانب اشارہ ہوتا ہے جو اعلیٰ درجے کے معاشرے میں پائی جاسکتی ہے؛ یعنی پیمانۂ کبیر پر کاروبار کرنے والے باقاعدہ کارخانے، خود کار آلات، اور کاہل دستی محنت کی بجائی باکمال کلوں کے ذریعے سے۔ تجاویز پیش کرنے والے اس طرح گفتگو کرتے ہیں جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ گویا یہ چیزیں خود بخود رونما ہوگئیں۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ بڑی بڑی ترقیاں محض اس وجہ سے رونما ہوئیں کہ گذشتہ زمانے میں یکے بعد دیگرے متعدد مرحلے طے کیے گئے، تجربے عمل میں لائے گئے اور ناکامیاں برداشت کرنی پڑیں، ان کا انحصار فاضل رقم یعنی اصل کی فراہمی پر تھا، لیکن فراہمیٔ اصل ان کا باعث نہ تھی۔ اگرچہ مستقبل میں اس کا امکان ہے کہ آلات موجودہ حالت سے بہت زیادہ مکمل ہو جائیں لیکن اس قسم کی سب کلیں زمانۂ ماسبق کے مثل آیندہ بھی آزمائش، انتخاب اور ارتقا کے ذریعے سے وجود میں آئیں گی۔ نیا اصل مرتب و حاصل کرنے کے لیے نہ صرف ان کی تحصیل کے ذرایع بلکہ منتظموں اور موجدوں کی بھی ضرورت ہے۔ محض موجود الوقت آلات اور کلوں کی تعداد میں اضافہ کرنے کا عمل آسان ہے۔ آبی قوت سے چلنے والا انجن اور خود کار کرگھا ایک مرتبہ مکمل طور سے طیار ہو جانے کے بعد اُس کی تقلید کر کے تقریباً ہر شخص اس قسم کی متعدد کلیں بنا سکتا ہے۔ کرگھے یا انجن میں مزید اصلاح کرنے کے لیے بہت ہی مختلف قسم کے طریق عمل اور بہت ہی مختلف آدمی کی ضرورت ہے۔

498

اس طرح اصل کی اصلاح و ترقی، قابل قائدوں کے انتخاب سے بہت قریبی طور سے وابستہ ہے مسلسل ترقی کے لیے دونوں ضروری ہیں اور دونوں کو موجود الوقت معاشرہ معمول کا لقمۂ تر پیش کرتا ہے۔ اگر قوم اعلیٰ درجے کی تکمیل یافتہ ہوا ور اس میں اعلیٰ درجے کے قائد از خود منتخب کیے جائیں تو فی الحقیقت سب چیزوں کے امکانات ہیں۔ لیکن ایسے نظام نہیں جو

باب ۶
اشتراکیت
(بسلسلۂ سابق)

غیر مسابقتی ہو، بلکہ ایسی قوم میں بھی جو ذہانت اور خصائل میں بہت ترقی یافتہ ہو، مستقل مادی ترقی کی بظاہر بہت ہی کم توقع معلوم ہوتی ہے۔

لیکن یہ امر بلا شبہ کہا جا سکتا ہے کہ پیدائش کی ترقی کسی طرح اہم ترین معاملہ نہیں ہے۔ تقسیم دولت کی اصلاح کو اساسی ضرورت خیال کیا جا سکتا ہے اگر مہذب قوموں میں مجموعی آمدنی بحالت موجودہ مساوی طور سے تقسیم کی جائے تو، کیا سب کو کافی حصہ نہیں ملے گا؟ ممکن ہے کہ ملے، سوال صرف یہ رہے گا کہ کتنی مقدار ہر شخص کو کافی ہو گی۔ اگر ریاستہائے متحدہ امریکہ میں جو دنیا کا سب سے زیادہ خوش حال ملک ہے ہر خاندان کی اوسط آمدنی ایک ہزار ڈالر سالانہ کہی جائے تو، یہ بہت ہی فیاضانہ تخمینہ ہو گا۔ اگر ہم اس پر غور کریں کہ اس کے معنی غذا، مکان، لباس، تعلیم و تفریح کی حد تک کیا ہوں گے تو ہم اس تخمینے کو مادی ترقی کے آخری زینے کے طور پر قائم رکھنے کے لیے بمشکل قانع ہوں گے۔ یقیناً یہ محض اس چیز کا آغاز ہے جس کے دیکھنے کی ہم آیندہ صدیوں میں توقع کر سکتے ہیں۔ جو لوگ اشتراکی حکومت میں عظیم الشان کمالات، مکمل خودکار کلوں اور وافر پیداوار کے خواب دیکھ کر خوش ہوتے ہیں وہ اس امر کا اقبال کرتے ہیں کہ پیدا آوری کے موجودہ مرحلے کو طے کر کے بہت آگے جانا ضروری ہو گا۔ اور زیادہ باقاعدہ اور علمی قسم کے اشتراکئین بھی جب پیدائش بپیمانۂ کبیر کی ناگزیر فتح و کامیابی کا اور ادنیٰ درجے کے صناع اور متوسط طبقے کے غائب ہو جانے کا ذکر کرتے ہیں تو، وہ اس سے یہ مطلب لیتے ہیں کہ اب بھی ان صنعتی ترقیات کا موقع باقی ہے جن پر پیدائش بپیمانۂ کبیر کا انحصار ہے۔ اس کا اعادہ کرنا ناموزوں نہ ہو گا کہ اس قسم کی ترقیاں خود بخود کسی تدریجی عمل کے بغیر اور غیر اختیاری طور سے رونما نہیں ہوتیں۔

لہ۔ یہ تخمینہ ۱۹۱۴ء تا ۱۹۱۸ء کی جنگ سے پیشتر کی متعارفہ آمدنیوں اور قیمتوں کی بنیاد پر قائم کیا گیا ہے۔ ناظرین کو یہ یاد دلانے کی چنداں ضرورت نہیں ہے کہ اس قسم کے تمثیلی اعداد و شمار کے استعمال میں ان تغیرات کا بھی لحاظ کرنا چاہیے جو بعد کے حالات میں متعاقب واقع ہوئے

باب ۶
اشتراکیت
(بسلسلۂ سابق)
494

۶- اس طرح خانگی ملکیت اور اشتراکیت کے متعلق سوالات انسانوں کے خصائل، محرکات اور تصورات کے متعلق سوالات کی صورت میں تحلیل ہو جاتے ہیں۔ اس حد تک یہ نفسیات کے سوالات ہیں؛ بلکہ زیادہ عام فہم زبان میں فطرت انسانی کے متعلق سوالات ہیں۔ یہ سادہ نہیں ہیں، بلکہ نہایت پیچیدہ ہیں؛ اس لیے کہ فطرت انسانی خود بہت پیچیدہ ہے۔

جس چیز کو بعض اوقات خالص معاشی استدلال کہا جاتا ہے اس کا انحصار اس طریق عمل کے ارادی اور دانشمندانہ انتخاب پر ہے جو افراد کے لیے سب سے زیادہ نفع آور ہوتا ہے۔ وہ لذتیت کو اس کی سادہ ترین شکل میں فرض کرتا ہے۔ خود غرضانہ محرکات کے علاوہ جو محرکات ہیں ان کے متعلق یہ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ صرف ان معاملات میں ظاہر ہوتے ہیں جو معاشی دائرے سے باہر ہوتے ہیں؛ یعنی خاندانی تعلقات، مذہب، خیرات اور غالباً سیاسی حکمت عملی میں۔ انسانی فطرت اس قدر سادہ نہیں ہے، اور نہ وہ مختلف اجزا میں اتنے خوشنما طریق پر تقسیم ہے۔ انسان کلیتہً خود غرض یا کلیتہً اس کے برعکس نہیں ہوتے۔ یہ سچ ہے کہ اجنبیوں یا غیر رشتہ داروں سے ان کے کاروبار کا جہاں تک تعلق ہے وہاں تک، وہ اکثر اپنے ہی فائدے کو ملحوظ رکھ کر کام کرتے ہیں، اور یہی وہ واقعہ ہے جو "خالص معاشی" اصول کو صحت و تقویت بخشتا ہے۔ لیکن وہ بے دردی کے ساتھ اپنے فوائد کو پیش نظر رکھ کر کام نہیں کرتے۔ مستقبل میں ممکن ہے کہ وہ اس سے کم بے دردی کے ساتھ اپنے فائدے کو ملحوظ رکھیں جتنا کہ اب رکھتے ہیں۔ ان کی تحدید و بندش نہ صرف قانون بلکہ اعلیٰ اخلاقی احساس کے ذریعے سے بھی ہو سکتی ہے۔ فطرت انسانی اس حد تک مختلف زمانوں میں مختلف ہوتی ہے، اور خود ایک ہی شخص کے لیے اس کی عمر کے تغیر کے ساتھ ساتھ بالعموم مختلف ہوتی ہے۔ ممکن ہے کہ اس میں آئندہ چلکر اس قدر ترقی ہو کہ معاشرے کی تنظیم جدید کی وہ تدابیر جو اب بظاہر بالکل عبقریانہ معلوم ہوتی ہیں ممکن العمل ہو جائیں۔

باب ۶۷
اشتراکیت
(بسلسلۂ سابق)

حصول امتیاز اور رقابت کے جذبات کا بھی یہی حال ہے۔ سابق میں ان کا رجحان عام طور سے تسلط و تفوق کی کسی نہ کسی شکل کی جانب کشمکش، ملک گیری اور فتح مندی کے اُس جبلی جذبے کے مطابق رہا ہے جو ہمیں ہمارے وحشی آبا و اجداد سے وراثتہً ملا ہے۔ دوسروں پر حکومت و اقتدار حاصل کرنا ہی سیاسی و معاشی تاریخ کا لب لباب ہے۔ یہی چیز جاگیری نظام کی تہ میں مضمر تھی۔ موجودہ معاشرے میں، جس کی رقابت کے طریقے اب بھی بڑی حد تک جاگیری روایات کے زیر اثر ہیں، یہ جذبہ دولت حاصل کرنے کی کشمکش پر بہت بڑا اثر ڈالتا ہے، اگرچہ یہ اثر ایک حد تک غیر شعوری طریقے پر پڑتا ہے۔ حب جاہ و امتیاز اس قدر عام اور مستحکم طور سے جاگزیں ہو گئی ہے کہ اُس کا استیصال ناممکن ہے۔ لیکن اُس کا رُخ بظاہر ایسی سمتوں میں پھیر دیا جا سکتا ہے جو اس ناقابل استیصال جذبے کو پورا کرنے کے باوجود خوش حالی کے عناصر کی عظیم تر توسیع کا راستہ دکھائے گی۔ تسلط و تفوق حاصل کرنے کے جذبے کی جگہ خدمت انجام دینے کا جذبہ لے سکتا ہے اور ترقی کے لیے جو رشک و رقابت ہو گی وہ مشترکہ مفاد کو نہ کہ منفردہ مفاد کو عظیم ترین فروغ و ترقی دینے کی جانب ہو گی۔

موجودہ انسان، اپنے وحشی آبا و اجداد کے مقابلے میں بدرجہا بہتر ہیں؛ ان میں بحیثیت مجموعی نہ صرف اخوانیت زیادہ پائی جاتی ہے، بلکہ اُن کی ذہانت بھی بڑھی ہوئی ہے۔ گزشتہ صدی میں اس عام اصلاح و ترقی کی متعدد مثالیں ملتی ہیں۔ موجودہ زمانے میں تکالیف و مصائب اس طریقے سے برداشت نہیں کرنے پڑتے جس طریقے سے کہ گزشتہ زمانے میں برداشت کرنے پڑتے تھے؛ محض ان کے بیان یا انشا کرنے کے معنی ہی یہ ہیں کہ ان کو روکنے کے لیے کچھ نہ کچھ تدابیر اختیار کی جائیں گی۔ بے رحمانہ تعزیرات کی تنسیخ کا واقعہ عظیم الشان اہمیت رکھتا ہے۔ وضع آئین و قوانین معاشری کی مستقل و تدریجی ترقی اور خیراتی و تعلیمی اوقاف کا اضافہ، یہ سب مشترکہ مفاد کے احساس اور

495

باب ۶۷
اشتراکیت
(بسلسلۂ سابق)

جذبۂ اخوانیت کی روزافزوں ترقی کے دوسرے آثار و نتائج ہیں۔

اس نقطۂ نظر سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ عصر جدید کی کل بڑی معاشری تحریکات کا انحصار اسی مقررہ بنیاد پر ہے، اور یہ کہ سب کا میلان انفرادیت سے ہٹنے اور اشتراکیت کی سمت جانے کی جانب ہے۔ اگرچہ مکمل اشتراکیت اور منتخب صنعتوں کی منجانب سرکار تنظیم عمل میں لائے جانے کے طریق کے مابین، جیساکہ ابھی بیان کیا جا چکا ہے[1]، اہم فرق و امتیازات موجود ہیں؛ پھر بھی یہ کہا جا سکتا ہے کہ سرکاری تنظیم و نگرانی کی تحریک کا مدار جذبۂ اخوانیت کی زیادہ وسیع ترقی پر ہے۔ اور خانگی تنظیم کی بجائے سرکاری تنظیم کے ذریعے سے کرنے کی تحریک و ترغیب نہ صرف اس اعلیٰ معاشری جذبے کی بنا پر ہوتی ہے، بلکہ اس کا انحصار اس کی آخری کامیابی کی حد تک اعلیٰ خصائل اور اعلیٰ ذہانت پر بھی ہے۔ محنت کے متعلق آئین و قوانین کی وضع کے بارے میں بھی یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس پر نہ صرف اس کا اثر پڑتا ہے کہ قوم میں بحیثیت مجموعی اعلیٰ درجے کے خیالات کی توسیع و اشاعت ہونی ضروری ہے بلکہ آخر میں چلکر سودمند ثابت ہونے کے لیے خود مزدوروں کے خصائل کی اصلاح و ترقی پر بھی منحصر ہے۔ اس طرح اشتراکیت اور دوسری اصلاحی تجاویز کے مابین جذبات، طریق عمل اور تحدیدات اور بندشوں کے اختلافات کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ محض مدارج کا فرق رکھتے ہیں۔

لیکن مدارج کے فرق و اختلافات پھر بھی وسیع رہتے ہیں؛ اور انسانی فطرت اور انسانی آئین و رواجات کے ایسے عظیم اور کامل انقلابات جن کی اشتراکیین توقع رکھتے ہیں، ابھی کسی ایسے زمانے کے اندر صورت پذیر نہیں ہو سکتے جس کا تعلق موجودہ نسل سے ہے۔ اس امر کا پیشگی تخمینہ کرنا کہ انسانی محرکات و تصورات میں اور اس طرح

[1] ۔ دیکھو باب ۶۶، فصل (۵)۔

باب ۱۲
اشتراکیت
(بسلسلۂ سابق)

ان کے مشترکہ اور خانگی تعلقات میں کس حد تک تغیرات واقع ہوں گے خلاف دور اندیشی ہوگا۔ لیکن یہ یقینی ہے کہ ان میں بہت ہی آہستہ اور تدریجی طور سے تغیرات ہوں گے۔ مدت دراز تک انسان ویسے ہی رہیں گے جیسے کہ اب ہیں؛ یعنی گو ایک حد تک اعلیٰ اور وسیع جذبات کے تابع رہیں گے، پھر بھی اپنے اکثر باہمی معاملات اور کاروبار میں ادنیٰ اور محدود قسم کے محرکات کے زیر اثر کام کریں گے۔ ان میں جوش وخروش پیدا کرنے اور ان کے قویٰ سے پورا کام لینے کے لیے خود انھیں کی احتیاجوں اور گھربار کی محبت کی خود غرضانہ اخوانیت کی مہمیز کی ضرورت ہوگی جس وقت تک یہ حالت رہے گی اس وقت تک، اپنے ذاتی مساعی اور جدوجہد پر اعتماد و انحصار کرنے اور افراد کے مابین معاملات کے طے پانے کا طریق اور خانگی اصلداری اور خانگی ملکیت کا نظام بدستور قائم رہے گا۔

496

یہ گمان کیا جا سکتا ہے کہ اشتراکیت کے امکانات و معیارات کے بارے میں جو اختلاف آرا ہے اس کا مدار بالعموم مختلف خصائل اور مزاج رکھنے والے اشخاص کے باہمی اختلاف پر ہوگا۔ اعلیٰ درجے کی اخوانی خصلت رکھنے والے اشخاص بآسانی یہ خیال کر لیتے ہیں کہ دوسرے بھی ان ہی محرکات کے تابع ہوں گے جن کے خود وہ زیر اثر ہیں۔ پھر وہ لوگ جو کارآمد و مفید محنت کی انجام دہی میں سب سے زیادہ مسرور رہتے ہیں، خواہ وہ کام ٹھس اور دقت طلب کیوں نہ ہو، یہ خیال کرتے ہیں کہ دوسرے بھی ان ہی کی طرح شرح معاوضہ کا کوئی لحاظ کیے بغیر خوش دلی کے ساتھ کام کریں گے۔ علیٰ ہذا یہی حال زندگی کے معیارات اور مسرت کے آخری ذرائع کا ہے۔ اشتراکیت کے بعض مخالفین کے نزدیک اشتراکیت کا نظام العمل اس لیے غیر دلچسپ ہوتا ہے کہ وہ کسی خرخشہ اور نزاع کے بغیر سب کچھ دے دیتا ہے، اور پانے والے کو کوئی خطرہ یا زحمت پیش نہیں آتی۔ ان کے نزدیک پرامن رشک و رقابت اور مشترکہ فائدہ حاصل کرنے کے لیے مسابقت بالکل ازکار رفتہ اور فرسودہ شے ہے۔

باب ۲۷
اشتراکیت
(بسلسلۂ سابق)

وہ فتح وظفر کی توقع اور اس طرح ناکامی کے امکان کے بغیر زندگی میں کوئی رونق ہی نہیں پاتے۔ اور یہی حال زندگی کو یکساں بنانے کے معاملے کا ہے جو بظاہر ایک حد تک کم از کم اشتراکی حکومت میں ناگزیر معلوم ہوتا ہے۔ انفرادیت کے مؤید یہ کہتے ہیں کہ اگر لوگ اپنے آپ کو اور اپنے اعزہ و اقربا کو برباد کرنا چاہتے ہوں تو، انھیں برباد ہونے دینا چاہیے؛ تا وقتیکہ انھیں اپنی زندگی کو انجام تک خوشگوار یا تلخ بنانے کے انتخاب کا موقع نہ ہو کیا وہ معراج کمال و خوش حالی پر پہنچ سکتے ہیں اور اپنی شخصیت کو پورا نشو و نما دے سکتے ہیں؟ اس کے برخلاف خاموش و پُرامن طبیعت کے اشخاص کو امن و امان، باہمی امداد اور یقینی راحت و آرام سے دلچسپی ہوتی ہے؛ ان کی دنیا میں نہ تو بہت زیادہ درخشاں انعامات ہوتے ہیں اور نہ بہت ہی ذلیل قسم کی ناکامیاں۔ آزادی کے معنی مختلف اشخاص کے لیے مختلف ہوتے ہیں۔ بعضوں کو، تا وقتیکہ مسابقت کرنے، فتح حاصل کرنے اور اپنی کامرانی کے ثمرات سے مستفید ہونے کا موقع نہ ہو، آزادی میں کوئی توقع نظر نہیں آتی۔ بعضوں کے لیے آزادی کے معنی تکلیف سے نجات، اعلیٰ درجے کے رقیبوں کے مقابلے میں اپنی حیثیت کو برقرار رکھنے کی ضرورت سے بے نیازی اور شکست و ناکامی کا منھ دیکھنے سے نجات کے ہیں۔ طبیعتوں کے اس قسم کے اختلافات کو کسی استدلال کے ذریعے سے رفع نہیں کیا جا سکتا۔ اسی وجہ سے خانگی ملکیت اور اشتراکیت کی خوبیوں اور دلکشیوں کے بارے میں غیر معین مدت تک بحث مباحثے کے جاری رہنے کی توقع کی جا سکتی ہے۔

۷۔ گزشتہ صفحات میں مستقبل پر کوئی وسیع نظر ڈالنے کی کوشش ہی نہیں کی گئی۔ صرف آئندہ چند نسلوں کے لیے ہم کچھ پیش گوئی کی جرأت کر سکتے ہیں۔ سرکاری ملکیت، وسعت تو حاصل کرے گی؛ لیکن یقین کے ساتھ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ کس قدر وسعت حاصل کرے گی۔ مقابلے کا معیار بلند ہو جائے گا، اور ملکیت و توریث کے آئین و رواجات کی وسعت محدود ہو جائے گی۔ ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ مستقبل قریب کے لیے چند اصلاحات کی ضرورت ہے؛

باب ۶۷
اشتراکیت
(بسلسلۂ سابق)

اور چند اصلاحات محتاج تحقیق و آزمائش ہیں۔ لیکن آخری نتیجہ کیا ہوگا؟ کیا معاشرے کا ارتقا انجام کار اشتراکی حکومت کی صورت اختیار کرلے گا؟

مارکس نے تاریخ کی جو نام نہاد مادیت پرستانہ تعبیر پیش کی ہے اور جس کو کم و بیش اشتراکی میلان رکھنے والے دوسرے اشخاص نے اختیار کیا ہے اس میں، ان سوالوں کا نہایت واضح جواب دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ مستقبل میں آلات پیدائش کی خانگی ملکیت ناگزیر طور پر غائب ہو جائے گی، اور صاحب جائداد اور آمدنی پانے والی جماعت معدوم ہو جائے گی۔ غیر اساسی امور کے قطع نظر پیش گوئی کافی سادہ ہو جاتی ہے۔ پیدائش پیمانۂ کبیر کے طریق میں روز افزوں وسعت پیدا ہوتی جائے گی؛ چھوٹے اور معتدل پیمانے پر کاروبار کرنے والے صناع غائب ہو جائیں گے؛ صرف چند بڑے بڑے اصلدار اور بے جائداد مزدوری پیشہ طبقے باقی رہ جائیں گے؛ عامۃ الناس زیادہ ذہین ہو جائیں گے اور اپنے قوت و اقتدار کو زیادہ محسوس کرنے لگیں گے؛ اس طرح اصلداروں کے قبضے سے املاک اور جائدادیں نکل جائیں گی اور یہ غالباً خونریزی اور انقلاب کے ذریعے سے ہوگا لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ ایسا ہی ہو؛ اور پوری طرح منظم اشتراکی حکومت رونما ہوگی۔

ایک چیز بڑی حد تک یقینی ہے، یعنی انقلاب اور کایا پلٹ قریب الوقوع نہیں ہے۔ ۱۸۴۸ء کے انقلاب کے زمانے میں مارکس نے یہ خیال ظاہر کیا کہ اس صنعتی ارتقا کا آخری مرحلہ شروع ہو رہا تھا۔ پہلے مرحلے میں جو بہت وسیع تھا غلامی اور سرفیت کے ذریعے سے مزدور کا براہ راست استحصال کیا جاتا تھا۔ دوسرے مرحلے میں، جو اٹھارویں صدی میں صنعتی انقلاب سے شروع ہو کر انیسویں صدی کے وسط تک قائم تھا، صاحب جائداد طبقہ آزاد مزدور کا استحصال کرتا رہا۔ تیسرا اور آخری دور اصلداروں کے قبضے سے املاک و مقبوضات کے چھن جانے کا اور مزدور کی آزادی کا دور تھا، جس کے متعلق یہ خیال کیا جاتا تھا کہ وہ ۱۸۴۸ء کے انقلاب سے شروع ہوگا۔

باب ۴۷
اشتراکیت
(بسلسلۂ سابق)

498

لیکن یہ پیش گوئی اتنی ہی کم پوری ہوئی جتنی کہ یہ پُر اعتماد توقع، جو دوسرے اشخاص اس وقت قائم کر رہے تھے، کہ ہمہ گیر اور عام جمہوری حکومت کا آغاز ہوگا۔ ۱۸۴۸ء کا طوفان سیاسی یا معاشری نظام میں چند تبدیلیاں کرنے کے بعد رفع ہوگیا۔ اس کے دیرپا نتائج دوسرے تحریکات کے نتائج کے ساتھ دھیمے اور تدریجی تغیرات کے ذریعے سے رونما ہوئے۔ گزشتہ ۵۰ سالوں میں معاشرے میں بہت کچھ رد و بدل ہوگیا ہے، لیکن اس میں کامل انقلاب واقع نہیں ہوا۔

اشتراکیئین خود تدریجی تغیر کے ناگزیر ہونے کو تسلیم کرنے کی جانب مائل ہو رہے ہیں۔ جرمنی میں اشتراکیئین کی جماعت میں دو گروہوں کے مابین عجیب و غریب بحث مباحثہ جاری ہے، ایک گروہ تو وہ ہے جو مارکس کے سخت اصول یعنی انقلاب کے قریب الوقوع ہونے اور اضلداروں سے بہت جلد املاک و مقبوضات چھن جانے کے اصول پر جما ہوا ہے، اور دوسرا وہ جو یہ کہتا ہے کہ تبدیلی بہت تدریجی ہوگی اور اس لحاظ سے موقع جوئی کی تائید کرتا ہے۔ مارکس کی کتاب موسوم بہ (Capital) "اصل" جرمنی کے اشتراکیئین کے گروہ کے نزدیک نص صریح کا درجہ رکھتی ہے۔ اگرچہ اس کتاب میں غیر معمولی ذہانت و قابلیت کا ثبوت موجود ہے، لیکن اسی کے ساتھ ساتھ بہت سی غیر ممکن الثبوت چیزیں بھی ہیں اور اس کے باوجود وفادار اشتراکیئین اس کی تعلیمات میں سے کسی کو بھی ترک کرنے کے لیے آمادہ نہیں ہیں۔ تاہم ایسے اشتراکیئین جو اپنے قائد سے کچھ کم اعتقاد و ایقان نہیں رکھتے یہ ثبوت بہم پہنچاتے ہیں کہ معاشی ارتقا کے بارے میں اس کی پیش گوئیاں غلط ہیں۔ متوسط طبقہ غائب نہیں ہو رہا ہے۔ متمول اشخاص کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ لیکن معتدل طریقے پر خوش حال طبقے کی تعداد بھی بڑھ رہی ہے۔ بڑے بڑے کارخانوں میں اضافہ ہوا ہے، لیکن پیدائش بپیمانۂ کبیر کا رواج پورے صنعتی میدان پر حاوی نہیں ہوا ہے، اور اب تک اس کی کوئی علامت نہیں پائی

باب ۶ اشتراکیت (بسلسلۂ سابق)

جاتی کہ آئندہ ایسا ہوگا[1]۔ جمہوریت وسیع ہو رہی ہے اور مزدور سبھا کی تحریک پھیلتی جا رہی ہے۔ لیکن اس کی کوئی علامت نہیں ہے کہ عنقریب فرقہ وارانہ جنگ شروع ہوگی یا یہ کہ منظم مزدور اشتراکی اصول کو مصمم یا ارادی طریقے پر اختیار کریں گے۔

یہ صحیح ہے کہ زمانۂ سابق کے مقابلے میں مستقبل میں تغیرات کے بہت جلد وقوع پذیر ہونے کا امکان ہے۔ تعلیم کی توسیع، آمد و رفت اور رسل و رسائل کی سہولت، اور ارزاں طباعت کے ذریعے سے اشتہار و اشاعت میں عظیم الشان سہولت، یہ سب چیزیں رائے عامہ کو زیادہ نقل پذیر بناتی ہیں۔ مقررہ عادات کا جمود دگمگ ہو رہا ہے۔ علاوہ ازیں گزشتہ پچاس سال کی مدت میں نہ صرف صنعتی نظام میں بلکہ میکانی صنعتوں میں بھی عجیب و غریب تغیرات رونما ہوئے ہیں؛ آئندہ پچاس سال میں ممکن ہے کہ اتنے ہی عظیم الشان تغیرات رونما ہوں۔ صنعت کے استحکام و انتظام میں غالباً اور زیادہ ترقی ہوگی، اور سرکاری ملکیت تقریباً یقینی طور سے پھیل جائے گی۔ ممکن ہے کہ بیسویں صدی کے اختتام سے پیشتر ایسی ترقیاں رونما ہوں جو ہمارے زمانے کے سنجیدہ امریکی کاروباری اشخاص کو بظاہر ناقابل تصور معلوم ہوتی ہوں۔ 499

پھر بھی اساسی معاشری رسم و رواجات میں بہت سرعت کے ساتھ انقلاب نہ ہوگا۔ ایسی کایا پلٹ کے مقابلے میں جو ضدی اشتراکیین پیدا کرنا چاہتے ہیں، وہ سب کامل تغیرات جن کی اب توقع کی جا رہی ہے معاشرے کی حالت کو بدستور اسی طرح قائم رکھیں گے۔ آسٹریلیا کی

---

[1] باب ۵، فصل (۱ تا ۳) اور باب ۶، فصل (۱ تا ۳) جو اعداد پیش کیے جا چکے ہیں ان سے مقابلہ کرو۔ نیز دیکھو برن سٹائن کی کتاب موسوم بہ Evolutionary Socialism کا انگریزی ترجمہ ص ۵۷۔ برن سٹائن جرمنی کے مشہور و معروف غیر متعصب اشتراکیین میں سے ایک نہایت قابل اور عالی دماغ مصنف ہے۔

باب ۶۷
اشتراکیت
(بسلسلۂ سابق)

نوآبادیات کی ریلیں اور دوسرے بڑے بڑے کاروبار بحالت موجودہ سرکاری ملکیت میں ہیں؛ ان میں جبری ثالثی اور اقل ترین اجرت کا طریق رائج ہے؛ اور محصول بھی بطریق متزائد عائد کیے جاتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود ان میں مسابقت و زراندوزی، طبقہ بندیاں اور متمول بننے کی آرزو، املاک اور آمدنی میں نمایاں عدم مساواتیں، آرام طلب دولتمند طبقہ اور جان توڑ محنت کرنے والے مزدور، سبھی کچھ موجود ہیں۔ جو مسافر وہاں کی سیاحت کرتا ہے اس کو ایسی صورت حالات ملتی ہے جو ریاستہائے متحدہ کی صورت حالات سے اساسی طور سے مختلف نہیں ہے، چنانچہ موخرالذکر ملک میں انفرادی روایات بہت زیادہ مضبوطی کے ساتھ اپنا قبضہ جمائے ہوئے ہیں۔ معاشرہ، اشتراکی نصب العین تک رسائی حاصل کیے بغیر موجودہ آئین و رواجات کی اصلاح کرنے میں بہت مدد دے سکتا ہے۔

معاشری ارتقا کا عمل کیوں تدریجی ہے؟ اس کا سبب یہ ہے کہ انسان میں خود بہت آہستہ اور تدریجی طور سے تغیر ہوتا ہے۔ نہ صرف انسانی فطرت و انسانی محرکات بلکہ خیر و شر کے مروجہ معیارات، صحیح طریق حکمرانی، اشیا کی واجبی ملکیت، انسانوں، مردوں اور عورتوں کے مابین مناسب تعلقات کے بارے میں خیالات، یہ سب معاشرے کی بنیادیں ہیں اور غیر معمولی طور سے ثبات پذیر ہیں۔ اگر انقلاب فرانس کی سی کوئی عظیم الشان کایا پلٹ انھیں متزلزل کر دے تو بھی، قلیل سی مدت میں یہ ثابت ہو جائے گا کہ اِن بنیادوں میں کوئی خلل واقع نہیں ہو سکتا۔ وہ نسلاً بعد نسل تمثیل و تقلید کے خفیہ مگر ہمہ گیر اثر کے تحت قائم و برقرار رہتی ہیں۔ اگر تعلیم کے نتائج بڑے پیمانے پر بہت آہستگی سے رونما ہوتے ہیں تو اس سے محض یہ ثابت ہوتا ہے کہ عام انسانوں کے خیال و عمل کے عادات کو متغیر ہونے میں بہت دِقت اور وقت لگتا ہے۔ اعلیٰ اور بہتر تعلیم واجبی طور سے معاشرے کی سب سے بہتر مصلح خیال کی جاتی ہے، لیکن ان لاکھوں نفوس پر اس کا حقیقی اثر

باب۵
اشتراکیت
(بسلسلۂ سابق)

ڈالنا بہت دشوار ہے جن کو اس کے زیر اثر لانا مقصود ہے۔ تعلیمی قائد یہ کہتے ہیں کہ تعلیم کا مقصد و نصب العین واضح تخیل و تفکر اور صحیح مشاہدے کی عادت ڈالنا، قوتِ سے آزادانہ کام لینے کی مشق و مہارت حاصل کرنا، ضمیر کے مطابق کام کرنا اور اعلیٰ خصائل پیدا کرنا ہے۔ پھر بھی تعلیم میں جو عظیم ترین ترقی ہوئی ہے وہ ان سیمیائی مقاصد کو حاصل کرنے کی جانب بہت کم رہنمائی کرتی ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ طریقہائے تعلیم کی اصلاح و ترقی کی رفتار کس قدر سست ہے اور افراد کی روزمرہ کی زندگی اور خصائل پر ان کا کس قدر مدھم اور مبہم اثر پڑ رہا ہے۔

500

یہ سوال پھر بھی باقی رہتا ہے کہ آیا معاشرے کی ترقی کے لیے کوئی نصب العین نہیں ہے۔ اگرچہ ہر شخص کو یہ اطمینان ہو سکتا ہے کہ مکمل اشتراکی حکومت مستقبل قریب میں رونما نہ ہوگی، لیکن کیا وہ انجام کار رونما ہو سکتی ہے؟ مصنف خود نہیں سمجھ سکتا ہے کہ اس کا قبل از قبل اندازہ قائم کرنا کہ مستقبل بعید میں کیا صورت رونما ہوگی کس حد تک ممکن ہے۔ غور کرو کہ مہذب معاشرے کی حالت چار سو سال قبل نشاۃ ثانیہ کے ختم پر اور پروٹسٹانٹی اصلاح کے ابتدائی مرحلوں میں کیا تھی۔ اس وقت کون یہ تصور کر سکتا تھا کہ آنے والی صدیوں میں کیا ترقی رونما ہوگی اور کیا سیاسی، معاشری، عقلی، اور صنعتی تغیرات واقع ہوں گے؟ یہ تصور کرنا بھی ہمارے لیے اس سے کم ناممکن نہیں ہے کہ مستقبل زمانے میں کیا تغیرات رونما ہوں گے۔ اگر خانگی ملکیت کا نظام اپنے آپ کو برقرار رکھے تو، حقیقت میں ممکن ہے کہ وہ موجودہ حالت سے بہت مختلف ہو؛ لیکن آیا وہ اساسی لحاظ سے غیر متبدل رہے گا یا اس کی ایسی اکثر خصوصیات بتدریج زائل ہو جائیں گی جو اب ضروری خیال کی جاتی ہیں یا وہ انجام کار اشتراکی حکومت کے مثل کسی شے سے بدل جائے گا؛ ان چیزوں کے لیے ہم قبل از قبل کچھ نہیں کہہ سکتے۔

باب ۶۷
اشتراکیت
(بسلسلۂ سابق)

مستقبل بعید پر نظر ڈالنے کے عدم امکان کو خود اشتراکیین کا وہ طبقہ جو کم شدت پسند اور معتدل ہے تسلیم کرتا ہے۔ انتہائی طور سے کثیر المقدار یا انتہائی طور سے قلیل المقدار آمدنیوں کی تنسیخ، کافی راحت و آرام کی وسیع ضمانت، آرام طلب طبقے کا اعدام، بڑے پیمانے پر کام کرنے والی ترقی پذیر صنعتوں کو حکومت کا اپنے انتظام میں لینا، اور تمام قدرتی ذرائع کی نگرانی، یہ سب چیزیں حقیقت میں بظاہر ان کے نظام العمل کے ضروری و اساسی اجزا معلوم ہوتی ہیں۔ لیکن ان معاملات کے بارے میں کہ آمدنیوں میں ٹھیک کس قدر فرق و مدارج باقی رہنے دیئے جا سکتے ہیں، جائداد کی انفرادی ملکیت کس حد تک قائم رہ سکتی ہے، بعض قسموں کی مقابلہ کرنے والی صنعتوں کے لیے کتنا میدان چھوڑا جا سکتا ہے، ان اشتراکیین کا نظام العمل نامکمل اور غیر منفصلہ ہے۔ ہر ایک اپنا خاص عبقریہ تعمیر کرنے کا استحقاق رکھتا ہے۔ آخری نصب العین کے اس قدر مبہم ہوتے ہوئے اکثر اشتراکیین مبہم اور آزمائشی دستور العمل اختیار کرتے ہیں۔ انقلابی جماعت کا تسلط بہت کم ہے، اور موقع جوئی کو زیادہ وسیع طریقے سے تسلیم کیا جاتا ہے۔ موجودہ معاشرے میں ہر قسم کے تغیرات کو جس وقت تک ان کا عام میلان اجتماعی معیار یا نصب العین کے مطابق ہو پسند کیا جاتا ہے، مثلاً مزدوروں کا بیمہ، محنت کے متعلق وضع آئین و قوانین، اور محدود میدان کے اندر سرکاری ملکیت و نگرانی۔ مزدوروں کی حد تک امداد باہمی اور مزدور سبھاؤں کے طریق کو کچھ کم پسند نہیں کیا جاتا، خواہ ان تحریکات کی وسعت خالصاً خانگی ملکیت کے نظام کے حدود کے اندر ہو، اس لیے کہ یہ ارکان کو تعلیم دینے کا اور انھیں مشترکہ عمل کے عادات کی تربیت دینے کا ذریعہ ہیں۔

501

یہ خوش نصیبی ہے کہ ہر قسم کے خیالات کے لوگ اُن اصلاحات کے لیے ملکر کام کر سکتے ہیں، جن کی نظر آنے والے مستقبل میں ضرورت ہے۔ آخری نتیجے کو اس کی حالت پر چھوڑا جا سکتا ہے۔ اس وقت ہم تھوڑا بہت

باب ۶ اشتراکیت (بسلسلۂ سابق)

جو کچھ کریں اس کا اثر اس نتیجے کی تشکیل پر بہت کچھ پڑ سکتا ہے۔ اشتراکیت کی بحث کسی طرح غیر دلچسپ اور غیر منفعت بخش نہیں ہے۔ وہ معاشرے کے اساسی سوالات پر، موجود الوقت آئین و رواجات کی بنیاد پر اور آئندہ ترقیات کے بنیادی ذرائع پر توجہ مرتکز کرتی ہے۔ وہ ایسے نصب العین کی جانب رہنمائی کرتی ہے جس میں بعض شریف ترین انسانوں کے لیے جاذبیت رہی ہے۔ وہ ایسے لوگوں کی نگاہ میں بھی عزت و وقار رکھتی ہے جن کو یہ نصب العین غیر دلچسپ اور بظاہر بالکل ناممکن الحصول معلوم ہوتا ہے۔ لیکن وہ کسی بڑی حد تک موجودہ مساعی اور آرزوؤں کو متاثر نہیں کرتی۔ ان مساعی اور آرزوؤں کا جہاں تک تعلق ہے وہاں تک، نمایاں طور پر اتفاق رائے پایا جاتا ہے۔ آئندہ ایک یا دو نسلوں تک معاشرے کو جو راستہ اختیار کرنا پڑے گا وہ مبہم نہیں ہے؛ اور سب اشخاص، یعنی نہ صرف اشتراکئین بلکہ اشتراکی لاادرئیے بھی اس کا رُخ ایسے راستے پر پھیر دینے کی متفقہ کوشش کر سکتے ہیں جس کو تقریباً سب لوگ ترقی کا راستہ تسلیم کر چکے ہیں۔

تعلیقات حصۂ ہفتم
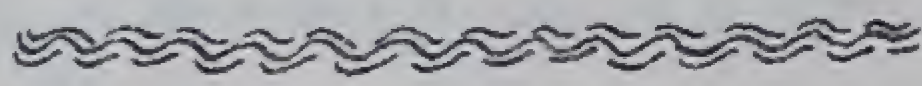
(۱) ڈبلیو، زڈ، ریپلے کی دو کتابوں موسوم بہ Rail roads: Rates and regulation شائع شدہ ۱۹۱۲ء اور Rail roads Finance and organization شائع شدہ ۱۹۱۵ء میں امریکہ کے حالات کے بارے میں معلومات کا نہایت نایاب ذخیرہ ملتا ہے۔ ڈبلیو، ایم، اک ورتھ کی کتاب موسوم بہ The Elements of Railway Economics شائع شدہ ۱۹۰۵ء اور ای، آر، جان سن کی کتاب موسوم بہ American Railway Transportation جدید ایڈیشن شائع شدہ ۱۹۱۰ء قابل ذکر ہیں۔ موخرالذکر کتاب میں مفصل مباحث موجود ہیں اور وہ زیادہ تر امریکن کالجوں کے لئے نصاب کی کتاب کے طور پر لکھی گئی ہے۔ ۱۹۲۱ء کی امریکی صورت حال کے بارے میں دیکھو آئی، ایل، شارف من کی کتاب موسوم بہ The American Rail road Problem شائع شدہ ۱۹۲۱ء۔ بیرونی کتابوں میں سی، کول سن کی بلند پایہ تصنیف موسوم بہ Transport et Tarifs شائع شدہ ۱۹۰۸ء قابل قدر ہے۔ یہ ایک فنی کتاب ہے اور اس میں تفصیل کے ساتھ مباحث پیش کیے گئے ہیں۔

اتحادات اور کاروباری جتھوں یا ٹرسٹوں کے بارے میں اے، مارشل نے اپنی کتاب موسوم بہ Industry and Trade حصہ سوم شائع شدہ ۱۹۱۹ء میں انگلستان، ریاستہائے متحدہ اور جرمنی کی رفتار ترقی کی نہایت خوبی کے ساتھ تشریح کی ہے۔ آر، لیف مان کی

کتاب موسوم بہ Kartelle and Trusts شائع شدہ ۱۹۰۹ء میں اُس زمانے کی جرمنی کی صورت حال پر بہت جامع تبصرہ موجود ہے۔ ہیچ، ڈبلیو، مَک روسٹی کی کتاب موسوم بہ The trust movement in British Industry شائع شدہ ۱۹۰۷ء میں برطانیہ میں صنعتی اتحاد کی تحریک پر نقد و نظر کی گئی ہے۔ امریکہ کی صورت حال پر ان کتابوں میں بحث کی گئی ہے:۔

(۱) آر، ٹی، ایلی کی کتاب موسوم بہ Monopolies and trusts شائع شدہ ۱۹۰۰ء۔

(۲) جے، ڈبلیو جنکس کی کتاب موسوم بہ The trust problem شائع شدہ ۱۹۰۰ء۔ 502

(۳) ای، ایس، میڈ کی کتاب موسوم بہ Trust Finance شائع شدہ ۱۹۰۳ء۔

(۴) ایل، ایچ، ہینی کی کتاب موسوم بہ Business organization and combination شائع شدہ ۱۹۱۴ء۔

(۵) ای، ڈی ڈیورنڈ کی کتاب موسوم بہ The trust problem شائع شدہ ۱۹۱۵ء۔

سرکاری ملکیت کے بارے میں یل، ڈارون کی کتاب موسوم بہ Municipal Trade شائع شدہ ۱۹۰۳ء ناقدانہ تصنیف ہے جو ایک مخالف نے نہایت باریک بینی کے ساتھ تحریر کی ہے۔ اسی استدلال کو زیادہ اختصار کے ساتھ اسی مصنف نے اپنی کتاب موسوم بہ Municipal ownership شائع شدہ ۱۹۰۷ء میں پیش کیا ہے۔ یس، او، ڈن کی کتاب موسوم بہ Government ownership of Railways شائع شدہ ۱۹۱۳ء میں مخالف دلائل نہایت موثر طریقے سے پیش کیے گئے ہیں۔ رائل اکنامک سوسائٹی نے The State in relation to Railways مسلسل مضامین جامعیت کے ساتھ

کے نام سے ۱۹۱۲ء میں شائع کیے۔ ایک کتاب موسوم بہ Report (on the municipal and private operation of Public Utilities) میں جس کو نیشنل سیوک فیڈریشن نے ۳ جلدوں میں ۱۹۰۷ء میں شائع کیا، موافق و مخالف دونوں پہلوؤں پر مباحث ہیں اور معلومات کا ذخیرہ پیش کیا گیا ہے۔ ڈی، ایف، ول کاکس کی کتاب موسوم بہ Municipal franchises دو جلد شائع شدہ ۱۹۱۰ء و ۱۹۱۱ء میں بلدیوں اور عام افادوں" کے تعلق پر تفصیلی بحث کی گئی ہے۔

اشتراکیت کے متعلق کتابیں زیادہ تر ایسے بحث مباحث پر نظر ڈالتی ہیں جو معاملے کی تہ کو نہیں پہنچتے۔ یہ بات موجودہ مصنف کے خیال میں بظاہر کارل مارکس کی کتاب موسوم بہ Das Kapital کے بارے میں صادق آتی ہے جو اشتراکی کتابوں میں سب سے مشہور و معروف اور با اثر کتاب ہے اور جس کا انگریزی ترجمہ ۱۸۹۱ء میں شائع ہوا۔ مارکس کے اصول کی بحث اور مخالفت کے سلسلے میں جو بے شمار کتابیں تحریر کی گئیں ان میں ایک بیوہم باورک کی کتاب موسوم بہ marx and the close of his system (جس کا ترجمہ بزبان انگریزی ۱۸۹۱ء میں ہوا) اور J. E. Le Rossignol کی کتاب موسوم بہ Orthodox Socialism: A Criticism شائع شدہ ۱۹۰۷ء قابل ذکر ہے۔ کے، کاٹسکی کی کتاب موسوم بہ The class srtuggle and the Social Revolution میں جس کا ترجمہ بزبان انگریزی ۱۹۱۰ء میں ہوا مختصر اور پرجوش بیان موجود ہے جو زیادہ تر مارکس پر مبنی ہے۔ جے، اسپارگو کی کتاب موسوم بہ Socialism شائع شدہ ۱۹۰۶ء میں مارکس کے اصول اور تجاویز عام فہم طریقے پر بیان کیے گئے ہیں۔ جی، ڈی، ایچ، کول کی کتاب موسوم بہ Guild Socialism Restated شائع شدہ ۱۹۲۰ء میں گلڈوں کی اشتراکیت کی تجویز کی موافقت میں مختصر دلائل پیش کیے گئے ہیں۔

سِیس اینڈ بی ویب کی کتاب موسوم بہ A constitution for the Socialist Commonwealth of Great Britian شائع شدہ ۱۹۲۰ء میں اس سیاسی نظام کے مسائل سے بحث کی گئی ہے جو اشتراکی نظام العمل سے رونما ہوتا ہے۔

تشریحی وتنقیدی کتابوں میں سے حسب ذیل عمدہ ہیں، خاصکر دوسری کتاب:

(۱) اے شافلے کی دو کتابیں موسوم بہ The Imposibility of social Democracy اور Quint essence of socialism - ان کے ترجمے انگریزی زبان میں علی الترتیب ۱۸۹۲ء اور ۱۹۰۲ء میں شائع ہوئے۔ اسی سلسلے میں او، ڈی، اسکیل ٹن کی کتاب موسوم بہ Socialism a critical Analysis شائع شدہ ۱۹۱۱ء بھی قابل ذکر ہے۔

ڈبلیو، سومبرٹ کی کتاب موسوم بہ Sozialismus und soziale Bewegung im 19 Jahrhundert. میں (جس کا انگریزی ترجمہ ۱۹۰۹ء میں شائع ہوا) نہایت عمدہ تاریخی وتنقیدی خاکہ پیش کیا گیا ہے۔ ایچ ہرک نرکی کتاب موسوم بہ Die Arbeiterfrage سالواں ایڈیشن شائع شدہ ۱۹۲۱ء میں انیسویں صدی کے اشتراکی تحریرات پر اور جرمنی کی معاشری جمہوری جماعت پر نہایت جامع بحث کی گئی ہے۔ اشتراکیت کی سب سے زیادہ ہیجان آفریں وکالت اور دقیق بحث بالعموم ان مصنفین کی ہے جو "سائنٹی فک" ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں؛ اور یہ ایچ، جی ویلیس اور جی، لونز ڈکنسن ہیں۔ اول الذکر کی دو کتابیں موسوم بہ A modern Utopia شائع شدہ ۱۹۰۵ء اور New worlds for old شائع شدہ ۱۹۲۸ء اور موخرالذکر کی ایک کتاب موسوم بہ Justice and Liberty قابل ذکر ہیں۔

حصہ ہشتم

تحصیل ٹکس (محاصل)
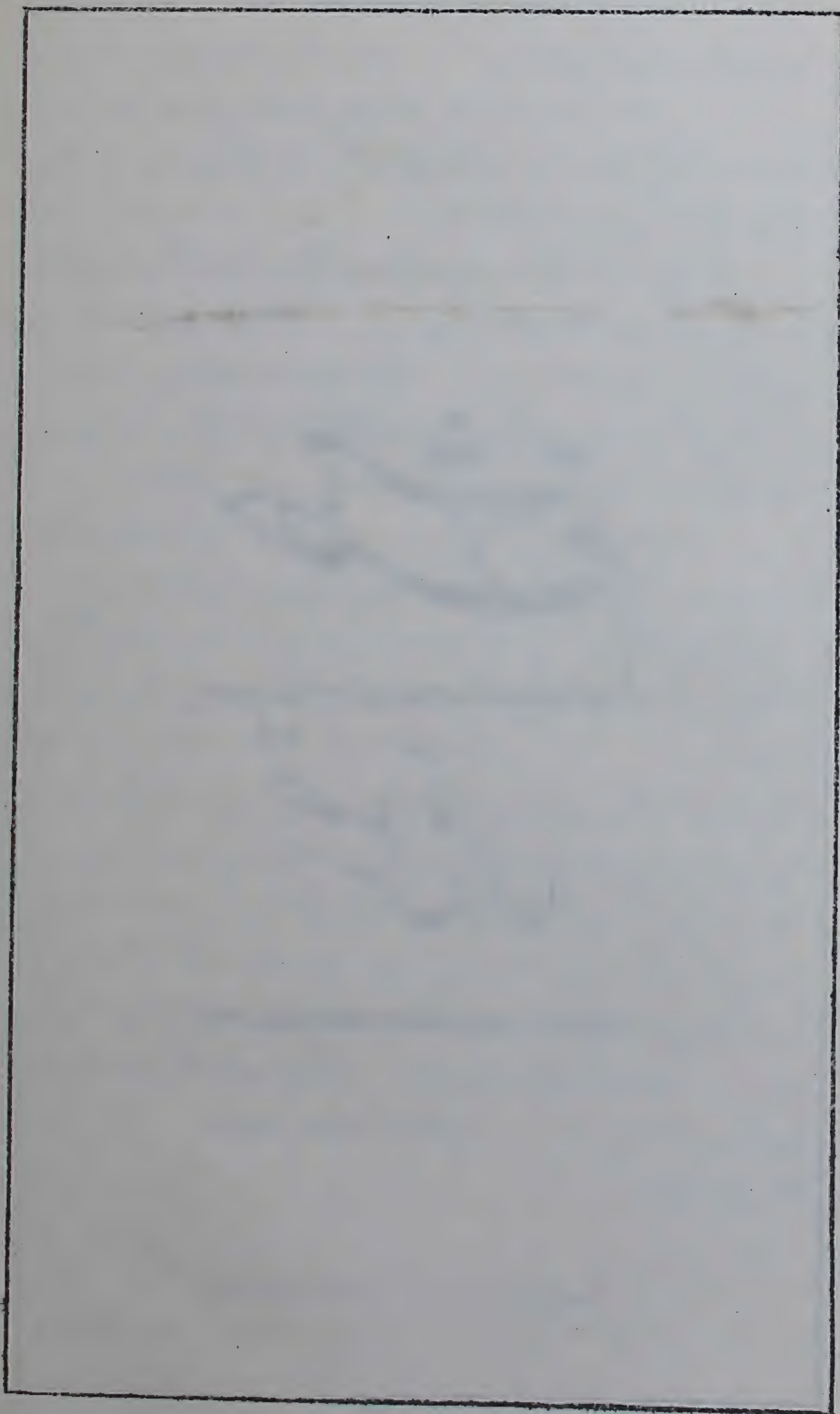
باب ۶۸

تحصیل ٹکس کے (اساسی) اصول

505

(۱) تحصیل (ٹکس) کی اساسی نوعیت: کوئی متناسب معاوضہ نہیں ہوتا محصول، مشترکہ مفاد کے زیادہ وسیع احساس کی علامت ہے۔ (۲) محصول متناسب یا محصول متزائد؟ انصاف کے سوال اور معاشری عدل اور دولت کی عدم مساوات کی واجبیت کے عام سوال میں چولی دامن کا تعلق ہے۔ "قابلیت" اور "مساوات ایثار" قطعی اصول نہیں ہیں۔ (۳) کیا جائداد کی آمدنیوں پر محنت کی آمدنیوں کے مقابلے میں زیادہ شرح سے محصول عائد کرنا چاہیے؟۔ (۴) کیا محصول، آمدنی کی نوعیت یا اس کے ذریعے کے مطابق بڑھائے جاسکتے ہیں؟۔ (۵) اصل کے سود پر متزائد محصول، پس انداز کرنے والے کے "لگان" پر محصول عائد کرنے کے اصول پر بحث

۱۔ حکومت کے عائد کردہ دوسرے مطالبات کے مقابلے میں ٹکس کی اساسی نوعیت، ٹکس ادا کرنے والے اور حکومت کے مابین راست معاوضیت کی

باب ۶۵

تحصیل (ٹکس) کے اساسی اصول

عدم موجودگی یا فقدان ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ٹکس لازمی طور سے جبری طریق پر وصول کیا جاتا ہے۔ چنانچہ ڈاک خانے کے محصول، ٹکس سے مختلف ہیں۔ ڈاک خانہ ہر خط پر محصول وصول کرتا ہے؛ اور تا وقتیکہ کوئی شخص اس کی خدمات سے استفادہ نہ کرے اس کی آمدنی بڑھانے کے لیے محصول ادا کرنے پر مجبور نہیں کیا جاتا۔ ڈاک خانے کے اسٹامپوں کی آمدنی تقریباً سب ملکوں میں کاروبار انجام دینے کے مصارف کے کم و بیش مساوی ہوتی ہے، اور خدمات سے فائدہ حاصل کرنے والا ہر فرد واحد تقریباً اسی خدمت کے متناسب معاوضہ ادا کرتا ہے جس سے وہ مستفید ہوتا ہے۔ یہی صورت حال اُس وقت پیش ہوتی ہے جبکہ حکومت ریلوں یا ٹیلی گراف کا انتظام کرتی ہے۔ لیکن جب وہ سڑکوں، آگ بجھانے والے محکمے اور پولس کی جمعیتہ کا انتظام کرتی ہے تو، وہ یہ متعدد خدمات ہر شخص کے لیے مفت انجام دیتی ہے! اس کے مقابلے میں ہر شخص سے کچھ رقم اعانتہً طلب کی جاتی ہے۔ اس کا نفس معاملہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا کہ آیا منفرد شہری کو براہ راست فائدہ پہنچتا ہے یا بالواسطہ، فائدہ خواہ بہت زیادہ پہنچے، تھوڑا پہنچے یا بالکل نہ پہنچے۔ لیکن ڈاک خانے کے اسٹامپ ریلوں کے ٹکٹ یا آبرسانی کے لیے وہ حکومت کو جو کچھ ادا کرتا ہے اس کی نوعیت دام یا قیمت کی ہوتی ہے جو ایک مخصوص خدمت کے لیے ادا کی جاتی ہے۔ وہ ٹکس سے بہت مختلف ہوتی ہے، کیونکہ ٹکس تو بلا امتیاز سب سے اور انجام دادہ خدمات سے مستفید ہونے والے کے انفرادی حصے کے لحاظ کے بغیر وصول کیا جاتا ہے۔

506 خدمت اور ادائی کی یہ تفریق بعض اوقات ناگزیر ہوتی ہے۔ اس کا اندازہ کرنا ناممکن ہے کہ جمعیتہ کوتوالی کے ذریعے سے نظم و امن قائم کرنے سے کسی فرد واحد کو کتنا فائدہ یا تمتع حاصل ہوتا ہے۔ جمعیتہ کے مصارف کو پورا کرنے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ ہر شخص سے اعانتہً کچھ رقم، کسی ایسے تناسب سے جو مبنی بر انصاف تصور کیا جائے وصول

باب ۶۸ تحصیل (ٹکس) کے اساسی اصول

کی جائے۔ یہی بات فوج کے بارے میں صادق آتی ہے، خواہ اس کو بڑی جمعیۃ کو لوالی خیال کیا جائے یا دوسرے طریقوں پر قومی ترقی کا آلۂ کار تصور کیا جائے۔ حفظ صحت کی خدمت انجام دینے سے جو فوائد حاصل ہوتے ہیں ان کا بھی فرداً فرداً تخمینہ کرنا ناممکن ہے۔ جہاں تک آگ بجھانے والے ساز و سامان کا تعلق ہے وہاں تک، یہ خیال کرنا ممکن ہے کہ مصارف کی تقسیم، بیمہ کے کسی معین و معقول اصول پر جلنے والے سامان کے مختلف مالکوں کے درمیان، عمل میں لائی جاسکتی ہے۔ لیکن یہ ظاہر ہے کہ قوم کو بحیثیت مجموعی آتش زدگی کی روک تھام میں بہت خاصی دلچسپی ہوتی ہے؛ چنانچہ اس خدمت عامہ کو انجام دینے کے لیے بھی ٹکس عائد کیا جاتا ہے، جس میں خاص فائدے کے کسی سوال کا لحاظ نہیں کیا جاتا۔

دوسری صورتوں میں جن کی تعداد تہذیب و تمدن کی ترقی کے ساتھ ساتھ بڑھ رہی ہے، قیمتوں کی بجائے ٹکس کا استعمال اس لیے ناگزیر نہیں ہے کہ وہ محض خدمات کے مفید ہونے کے یقین کا نتیجہ ہے۔ گزشتہ زمانے میں، سڑکوں کا انتظام، شہروں یا گنجان مقامات کے حدود کے باہر، بالعموم ٹول (راہ داری) کے اصول پر کیا جاتا تھا؛ یہی حال پلوں کا تھا۔ صرف وہی لوگ محصول راہ داری ادا کرتے تھے جو انھیں استعمال کرتے تھے، اور اپنے استعمال کی حد تک یہ محصول ادا کرتے تھے۔ اس کا قرینہ تھا کہ ان کی تعمیر اور ان کا قیام و انتظام خانگی اشخاص کے ہاتھ میں چھوڑ دیا جائے، تاکہ دوسرے کار و بار کی طرح اس کی نگرانی ہو۔ لیکن یہ خیال جتنا زیادہ پھیلتا گیا کہ نقل و حرکت کی آزادی مفاد عام رکھتی ہے اس کے مطابق، سڑکوں اور پلوں کے محصول راہ داری منسوخ ہوتے گئے اور ان ذرائع آمد و رفت کا انتظام ٹکس کے ذریعے سے عمل میں آنے لگا۔ خیالات کے اس رخ میں جو تغیر واقع ہوا اس کی سب سے نمایاں مثال تعلیم کی جانب موجودہ میلان میں ملتی ہے۔ تعلیم کا انتظام،

باب ۶۸
تحصیل (ٹکس) کے اساسی اصول

خانگی صنعت کی حیثیت سے، یا اگر سرکاری یا قومی ہو تو مصارف کے تناسب سے ادائی کے اصول پر، کلیتہً ممکن العمل ہے لیکن تمام تہذیب یافتہ اقوام اس کو نہایت اہم خیال کرتی ہیں کہ تعلیم سب کو یکساں دی جائے اور ایسے طریقے سے دی جائے کہ تمام قوم کی بہبود اور ترقی پیش نظر ہو، اور اس میں مصارف کے لحاظ سے انفرادی طور سے رقم وصول نہ کی جائے۔ اس میں شک نہیں کہ اس سے بھی زیادہ ممتاز محرک اخوانیت رونما ہوتا ہے، اور وہ مساوی مواقع بہم پہنچانے، غریبوں کے جم غفیر کے لیے تحصیل علم کی سہولتیں پیدا کرنے اور املاک و آمدنی کی عدم مساواتوں کو رفع کرنے کی خواہش ہے۔ ان محرکات کے اثر کے تحت جو ایک مرکز کی طرف مائل ہیں، نہ صرف ابتدائی تعلیم، بلکہ اعلیٰ تعلیم بھی مفت اور عام کردی جاتی ہے۔ اس بارے میں حکومت کے عظیم الشان مساعی کا وسیع دائرہ محض اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ مشترکہ مفاد کا احساس روز افزوں ہے اور ہمدردی اور اخوانیت کا اثر بڑھ رہا ہے؛ چنانچہ کتب خانے، عجائب خانے، باغ و چمن اور شفاخانے سب اس کا بین ثبوت ہیں۔ یہ بات نہایت موثر ونیت اور خوبی کے ساتھ کہی گئی ہے کہ کسی قوم میں مشترکہ مفاد کے احساس کی پیمائش، بلکہ اعلیٰ تہذیب کی جانب اس کی ترقی کی رفتار کی پیمائش بھی اُن خدمات کی ترقی سے ہوتی ہے جو ٹکس کے ذریعے سے انجام پاتے ہیں۔

507

ٹکس لازمی طور سے جبری طریق پر عائد کیا جاتا ہے۔ گو ممکن ہے کہ عوام کا متفقہ طور پر یہ خیال ہو کہ مقررہ قسم کی خدمات سب کے لیے مفت انجام دینے میں مشترکہ مفاد مضمر ہوتا ہے، پھر بھی ارادی و اختیاری مالی اعانت کے ذریعے سے خدمات کی انجام دہی بالکل خارج از بحث ہے۔ بڑے قومی خطرے کے زمانے میں یا قومی جذبات کے بھڑکنے کے زمانے میں ایسے مواقع پیش آئے ہیں جبکہ اختیاری وارادی ادائی بہت بڑا مالی ذریعہ رہی ہے؛ لیکن یہ طریقہ بہت شاذ اور

باب ۶۸ تحصیل (ٹکس) کے اساسی اصول

قلیل المدت رہا۔ بہت زیادہ قریب الوقوع خطرے میں بھی مستقل اور بڑی آمدنی صرف جبری طور سے حاصل ہو سکتی ہے۔ اسی وجہ سے محصول وصول کرنے والے کا طرز عمل خود اختیاری جمہوریت کے تحت بھی ویسا ہی سخت و درشت ہوتا ہے جیسا کہ سب سے زیادہ مطلق العنان حکومت کے تحت۔ خدمات عامہ کی ضرورت کا احساس بایقین واثق انسانوں کو جس قدر جلد ہوتا ہے اتنی جلدی وہ خدمات عامہ کی انجام وہی کے لیے مالی اعانت کے لیے آمادہ نہیں ہوتے۔

۲۔ پس محصول میں پہلا اصولی مسئلہ، تقرر محصول کے طریق سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کا تعین کس طریقے پر ہو کہ متعدد خدمات عامہ کو مفت انجام دینے کے مصارف پورے کرنے کے لیے افراد قوم کتنی مالی اعانت کریں؟ کیا وہ محض اپنی آمدنی کے تناسب سے اعانت کریں یا اس تناسب سے زائد؟ اس سوال کے دو اساسی طور سے مختلف جواب ہیں۔ ایک تو بہت زیادہ قدامت پسندانہ ہے اور دوسرا بہت زیادہ انقلابی؛ اول الذکر میں اصول متناسب پیش کیا جاتا ہے، اور دوسرے میں اصول متزائد۔

قدامت پسندانہ خیال جس میں تناسب کے اصول کو پیش کیا جاتا ہے، بہت سادہ ہے۔ اس میں یہ تجویز کی جاتی ہے کہ ہر شخص اپنی آمدنی کے تناسب سے محصول ادا کرے اور اس طرح مختلف آمدنیوں کے مابین جو تعلقات ہیں ان میں خلل پڑنے نہ دیا جائے۔ مالداروں کو اسی لحاظ سے زیادہ رقم ادا کرنی چاہیے جتنی ان کی آمدنی زیادہ ہے، لیکن اس تناسب سے زیادہ انھیں ادا نہ کرنا چاہیے۔ اس خیال کی اساسی بنیاد یہ ہے کہ موجودہ تقسیم دولت کو چھیڑنا نہ چاہیے۔ یہ سچ ہے کہ بعض لوگ دوسروں کے مقابلے میں زیادہ خوش حال ہیں، یعنی کچھ امیر ہیں اور باقی غریب۔ لیکن ان فرقوں کو قابل جواز خیال کیا جاتا ہے؛ یہی نہیں بلکہ موجودہ معاشری نظام کی غیر مشروط تائید و موافقت میں

باب ۶۵
تحصیل (ٹیکس) کے اساسی اصول

ان فرقوں کو معیاری عدل و انصاف کے اصول و ضوابط کے بالکل مطابق تصور کیا جاتا ہے۔ چونکہ ٹیکس کا عائد کرنا ضروری ہے اور چونکہ ان خدمات عامہ کے مصارف یا فوائد کی پیمائش نہیں ہوسکتی جو کسی فرد واحد کے لیے انجام دیے جاتے ہیں، لہذا سب کے ساتھ یکساں سلوک کرنا چاہیے اور سب سے آمدنی کے مقررہ تناسب سے اعانت کا مطالبہ کرنا چاہیے۔ اس طرح معاشری نظام میں ٹیکس کے عائد کرنے سے کوئی خلل واقع نہیں ہوتا۔ وہ پہلے بھی قرین انصاف تھا اور اب بھی ویسا ہی ہے۔ اس سے کسی قدر مختلف لیکن اتنی مقررہ نتیجے کی جانب رہبری کرنے والا خیال یہ ہے کہ محصول کے ذریعے سے املاک اور آمدنی کی موجودہ تقسیم میں خلل نہ ڈالنا چاہیے۔ اگر اس میں رخنہ ڈالنا ہی ہے تو بہتر یہ ہوگا کہ دوسرا طریقہ اختیار کیا جائے۔ اس خیال سے امیر و غریب کے درمیان کی خلیج کے متعلق نہ تو خوشنودی ظاہر ہوتی ہے اور نہ مخالفت، بلکہ محض بے اعتنائی یا غیر جنبہ داری۔ کہا جاتا ہے کہ محصول وصول کرنے والے کو ایسے بڑے اور مشکل مسائل پر غور کرنے کا موقع دے کر حیران و پریشان نہ کرنا چاہیے۔ اس کا کام اپنی سادہ ترین شکل میں بھی کافی تکلیف دہ ہوتا ہے۔ یعنی حد برداشت سے زیادہ بے اطمینانی پیدا کیے بغیر مطلوبہ آمدنی حاصل کرنے کے طریقے سوچنا اور اختیار کرنا۔ اس کو محصول کا سادہ اصول "تائی" کہا جاسکتا ہے۔ چنانچہ اس کے مطابق تحصیل کا تعلق محض مصارف عامہ کو پورا کرنے کے لیے زر فراہم کرنے سے ہے۔ یہ اصول پہلے بیان کیے ہوئے خیال کی طرح متناسب طریق کو اختیار کرنے اور "متزائد" طریق کو مسترد کرنے کی جانب رہبری کرتا ہے۔

محصول کا ایک اور اصول "مالی" بھی قابل ذکر ہے، اس کو غالباً سوفسطائی اصول کے نام سے موسوم کرنا چاہیے۔ اس کے مطابق واضع قانون کا اساسی کام ایسے طریقے سے آمدنی وصول کرنا ہوتا ہے جس سے اقل ترین بیزاری اور ناراضگی پیدا ہو۔ ہر وہ ٹیکس اچھا ہوتا ہے جس سے ادا کرنے والوں میں بہت زیادہ احتجاج کی نوبت آئے بغیر یا کم از کم ان ادا کرنے والوں کی مخالفت کے بغیر بیشترین آمدنی وصول ہو جو سیاسی حیثیت سے با اثر ہیں۔ اگر جمہوری قوم میں اعلیٰ متزائد محصول معمول طبقے پر عائد کرنے سے نظم و نسق میں کوئی دقت رونما

باب ۲۵ تحصیل (ٹکس) کے اساسی اصول 509

ہوسکے بغیر اور کثیر التعداد رائے دہندوں میں سرکشی کی نوبت لائے بغیر کثیر المقدار آمدنی وصول ہو تو ایسے محصول کے عائد کرنے میں کوئی مضائقہ یا قباحت نہیں۔ علیٰ ہذا دوسری جانب اگر ایسی شے پر محصول لگانے سے جو کثیر مقدار میں استعمال کی جاتی ہو جیسے کہ شکر، قہوہ وغیرہ، آمدنی کثیر کی توقع ہو اور یہ محصول آنکھوں میں خاک ڈال کر عائد کیا جاسکتا ہو جس سے عوام اس کا بار محسوس کرنے نہ پائیں تو اس کو بھی عائد کرنا چاہیئے۔ "بطخ کے پر اس طرح نوچو کہ وہ چیخنے چلانے نہ پائے"۔ اس روکھے پھیکے خیال کو اتنے زیادہ الفاظ میں بہت کم پیش کیا جاتا ہے؛ لیکن قوانین کی وضع کا اس پر بہت کچھ مدار ہے۔ ہر وزیر مالیہ کے سامنے توفیر آمدنی کے مطالبات ہمیشہ پیش ہوتے رہتے ہیں، لیکن اسی کے ساتھ جن پر وہ ٹکس عائد کرنے کی تجویز پیش کرتا ہے ان کی مخالفت کا بھی اس کو مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ اقل ترین مقاومت کے راستے پر چلنے کی ترغیب کی مقاومت تقریباً ناممکن ہوتی ہے۔ تمام جدید ممالک کے مالیات میں اشیا کے بالواسطہ محصول جو عظیم الشان حصہ رکھتے ہیں ان کی توجیہ و تشریح زیادہ تر اسی بنیاد پر ممکن ہے۔

اکثر مباحث میں عدل و انصاف کے ساتھ محصول کے سوال کو کم از کم ظاہری طور سے پیش نظر رکھا جاتا ہے۔ اس سوال کا احساس اس استدلال کے سلسلے کی تہ میں مضمر ہوتا ہے جو خالص اصول تناسب کی تائید میں کیا جاتا ہے اور جس کو ابھی بیان کیا جاچکا ہے یعنی نہ صرف اس استدلال کی تہ میں جس میں تقسیم دولت کو بحالت موجودہ حق بجانب قرار دیا جاتا ہے، اور اس لحاظ سے محصول کے ذریعے سے اس میں خلل واقع نہ ہونے دینا مناسب خیال کیا جاتا ہے؛ بلکہ اس استدلال کی تہ میں بھی جس میں محض محصول کو معاشری اصلاح کے سوالات سے خلط ملط ہونے سے روکا جاتا ہے۔ ان دونوں خیالات میں یہ خوبی ہے کہ ان میں ایسی سچائی اور حقیقت کا مناسب اور ٹھیک مقابلہ کیا جاتا ہے جس کا مقابلہ کرنے سے اس بہ کثرت متنازعہ فیہ موضوع پر لکھنے والے متعدد مصنفین

باب ۱۵
تحصیل (ٹکس) کے اساسی اصول

قابو رہے، یعنی یہ کہ تحصیل میں نصفت و تسویت کے سوال پر آزادانہ طور سے اور تمام موجودالوقت معاشری نظام کی نصفت کے تعلق کے بغیر بحث نہیں کی جا سکتی۔

اصول متزائد کے باہمت مؤید اپنے خیالات ٹھیک اسی بنیاد پر قائم کرتے ہیں کہ موجودہ معاشری نظام مکمل نہیں ہے، اور یہ کہ محصول اس نظام کی اصلاح و درستی کرنے والے آلات میں سے ایک ہونا چاہیے۔ خواہ یہ کہا ہوا سوال ہی کیوں نہ ہو کہ آیا دولت و آمدنی کی سب عدم مساوات غیر منصفانہ ہے یا نہیں، پھر بھی موجودہ زمانے میں بڑے درجوں کی جیسی عدم مساوات پائی جاتی ہے اس کو عدل و انصاف کے ضوابط کے ہم آہنگ نہیں خیال کیا جاتا۔ بہت متمول لوگوں سے مطالبہ کرنا چاہیے کہ وہ نہ صرف اپنی آمدنیوں کے تناسب سے محصول ادا کریں، بلکہ اس تناسب سے زائد مقدار میں ادا کریں۔ اس تجویز کو اشتراکی کہا گیا ہے؛ اور اگر ان سب تدابیر کو جن کا مقصد عدم مساوات کو رفع کرنا ہو اس نام سے موسوم کیا جائے تو، اس کو بھی اسی نام سے موسوم کیا جا سکتا ہے۔ جو لوگ اس طرح موسوم کرتے ہیں وہ محصول متزائد کو مفت و عام کارخانوں کے قانون کی وضع، اجاروں کی تنظیم اور سرکاری انتظام کی توسیع کے ساتھ ایک ہی قسم میں شمار کرتے ہیں؛ اور یہ سب تدابیر اس خواہش پر مبنی ہیں کہ عدم مساوات کو کم کرنے کی جانب معاشری نظام کی اصلاح کی جائے۔ یہ لوگ جس حد تک اصول متزائد پر عمل کرنا چاہتے ہیں اس کا مدار بلاشبہ ان کے جوش و خروش کے درجے پر ہے جو وہ عام طور سے معاشری اصلاح کے لیے رکھتے ہیں۔ پھر وہ اس عام سوال کا ٹھیک جواب دینے کے قابل بھی اپنے آپ کو نہیں پاتے کہ اصول متزائد پر کس حد تک عمل کرنا چاہیے؟ ان کے مخالفین کا یہ خیال ہے کہ ایک دفعہ اصول متناسب سے انحراف کر لینے کے بعد بقول مک کلاک حالت ایسی ہی ہو جاتی ہے جیسے کہ

510

باب ۶۸ تحصیل (ٹکس) کے اساسی اصول

سکان یا قطب نما کے بغیر سمندر میں جہاز کی اصلاح کے متعلق تمام قسم کے تحریکات کے خلاف بھی اسی قسم کی دشواری ظاہر کی جا سکتی ہے۔ بجز درشت اور انتہائی قسم کے اشتراکیین کے بہت کم اشخاص ان تحریکات کے آخری نصب العین کے متعلق واضح خیالات رکھتے ہیں۔ اوسط درجے کے آدمی کے لیے یہ معلوم کرنا کافی ہے کہ وہ کس سمت حرکت کر رہا ہے۔ موجودہ زمانے کے ترقی یافتہ ملکوں میں سب سے زیادہ غیر سوفسطائی اشخاص کے خیالات، محصول، اشتراکیت اور عام معاشیات کے متعلق بہت ہی مبہم ہوتے ہیں؛ پھر بھی وہ جبلی طور سے اس کو "واجبی اور حق بجانب" قرار دیتے ہیں کہ غریبوں کے مقابلے میں متمول اشخاص مصارف عامہ کے بوجھ کو برداشت کرنے میں نہ صرف اپنی آمدنی کے تناسب سے بلکہ اس تناسب سے زائد حصہ لیں۔ اس اقرار میں زمانے کے رنگ کا جو اثر ظاہر ہوتا ہے اس سے ہم میں سے کوئی بچ نہیں سکتا۔

یوں تو متعدد و مختلف فقرے استعمال کیے گئے ہیں جن میں محصول کے اصول کو ظاہر کیا گیا ہے، لیکن اس اساسی مسئلے کا مقابلہ کرنے سے وہ قاصر ہیں۔ بالعموم یہ کہا جاتا ہے کہ محصول "قابلیت" پر یا طاقت واستعداد" پر مبنی ہونا چاہیے۔ (اہل جرمن قابلیت کے لیے (Leistungsfähigkeit) کا لفظ استعمال کرتے ہیں)۔ پھر بھی یہ کسی طرح واضح نہیں ہوتا کہ یہ اصول معاشی عدل سے تطابق رکھتا ہے یا یہ کہ اس وقت طلب معاملے میں کہ اصول متزائد اختیار کیا جائے یا اصول متناسب وہ کسی قطعی نتیجے کی جانب رہبری کرتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ متمول آدمی کی ادائی کی قابلیت، کم مستطیع آدمی کے مقابلے میں، زیادہ ہوتی ہے۔ کیا اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مصارف عامہ کو پورا کرنے کے لیے اس کو زیادہ مقدار میں رقم ادا کرنی چاہیے؟ روٹی اور کوئلے کی قیمت ادا کرنے کی قابلیت بھی

باب ۱۵ تحصیل (ٹکس) کے اساسی اصول

اس میں زیادہ ہوتی ہے؛ پھر بھی ہم اس کو ایک امر واقعہ اور نہایت معقول اور حق بجانب بات تسلیم کرتے ہیں کہ وہ ان اشیا کے لیے وہی مقررہ قیمتیں ادا کرے جو قلیل آمدنی والے اشخاص ادا کر سکتے ہیں۔ یہ سوال کیا جا سکتا ہے کہ آیا یہ فی الواقع مبنی بر انصاف ہے یا نہیں؛ یعنی آیا طاقت ور اور کام کی صلاحیت رکھنے والے کو اور اس شخص کو جو خوش قسمت ہو اور موافق حالات رکھتا ہو معاشی فائدے اور تفوق کی حیثیت حاصل ہونی چاہیے یا نہیں۔[۱] لیکن خانگی ملکیت کے نظام کے تحت موجودہ حالت ایسی ہی ہے۔ پس ایسے نظام کے تحت محصول کی حد تک بالکلیہ مختلف اصول کا اطلاق کیوں کیا جائے؟ کیا "قابلیت" کے اصول کے متعلق اس بات کا اقرار کیے بغیر کہ ہمارا معاشی نظام عام طور سے غیر منصفانہ ہے تجریدی و مطلق طریقے پر اس بات کا اعلان کیا جا سکتا ہے کہ وہ مبنی بر انصاف اور حق بجانب ہے؟

511

بہرصورت قابلیت کا اصول متزائد محصول کے مسئلے پر کسی واضح نتیجے کی جانب رہبری نہیں کرتا۔ اگر یہ مان لیا جائے کہ متمول طبقے کو قابلیت کی بنیاد پر محصول ادا کرنا چاہیے تو بھی، یہ سوال باقی رہتا ہے کہ اس "قابلیت" کی پیمائش کیونکر کی جائے؟ آیا اس کی قابلیت اس کی آمدنی کے صحیح تناسب سے بڑھتی ہے یا اس تناسب سے زیادہ ہوتی ہے؟ جو لوگ تقسیم محصول کا منصفانہ اصول قابلیت یا طاقت کو قرار دیتے ہیں وہ بالعموم ایسے نتیجے پر پہنچتے ہیں جو متزائد اصول کی تائید میں ہے۔ پھر بھی ان کا اصول لازمی طور سے اس نتیجے کی جانب رہنمائی نہیں کرتا۔ وہ اس بنیادی خیال کے زیر اثر ہوتے ہیں (اگرچہ ایسا ہمیشہ محسوس طریقے پر نہیں ہوتا) کہ مالدار لوگوں کی حیثیت عام طور سے ناواجب طریقے پر زیادہ موافق

[۱] مقابلہ کرو باب ۶۲ فصل (۳) سے۔

باب ۶۵
تحصیل (ٹکس) کے اساسی اصول

ہوتی ہے اور یہ کہ اسی لحاظ سے مطالبات عامہ کے بارے میں اُس اصول سے مختلف اصول کا استعمال و اطلاق ترین انصاف و عدل ہے جو دوسرے معاملات پر صادق آتا ہے۔

اسی قسم کی دشواری اور معاشری عدل کے اساسی سوالات کی جانب اسی قسم کی ناگزیر رجعت ایک دوسرے فقرے سے رونما ہوتی ہے جو ان مباحث میں بہ کثرت استعمال کیا جاتا ہے، یعنی یہ کہ ٹکس اس طرح عائد کرنا چاہیے کہ سب کو "مساوی ایثار" کرنا پڑے۔ اگر اس اصول پر سختی کے ساتھ عمل کیا جائے تو وہ بہت زیادہ محصول متزائد کی جانب رہبری کرے گا۔ اگر غریب آدمی کی نصف آمدنی لے لی جائے تو اس کو جو ایثار کرنا پڑے گا وہ اس ایثار کے مقابلے میں بہت زیادہ ہوگا جو لکھ پتی کو اس کی نصف آمدنی چھین لینے کی صورت میں کرنا پڑے گا۔ غریب آدمی کا جہاں تک تعلق ہے وہاں تک، محصول اس کو ضروریات زندگی اور معمولی آرام سے محروم کردے گا، اور مالدار آدمی کی حد تک محض ان ذرائع کو اس سے چھین لے گا جو اس کی تعیشات اور نمائش کی احتیاج کو پورا کریں گے۔ مساوات ایثار پیدا کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ لکھ پتی سے بدرجہا زیادہ مقدار وصول کی جائے۔ یہ اساسی سوال دوبارہ رونما ہوتا ہے کہ اس صورت میں مساوی ایثار کیوں ہو جبکہ دوسرے معاملات میں ایسے کسی قاعدے کی پابندی نہیں کی جاتی؛ موجودہ تقسیم دولت میں اساسی اصول کارکردگی ہے نہ کہ "ایثار"۔ محصول کے سوالات صرف ان قوموں میں رونما ہوسکتے ہیں جن کی بنیاد انفرادیت اور خانگی ملکیت پر قائم ہو؛ اور ان میں مساوات ایثار کے اصول کا اطلاق کرنا یہ تسلیم کرنے کے برابر ہے کہ انفرادیت کا عملدرآمد کسی کو مطبوع و مرغوب نہیں، یعنی کم از کم اُس حد تک تغیر و اصلاح کرنی چاہیے۔

۳۔ یہی اہم سوال ایک اور معاملے کے بارے میں بھی بار بار

باب ۱۵
تحصیل (ٹیکس) کے اساسی اصول

پیش ہوتا ہے جو اکثر زیر بحث آتا ہے، یعنی آیا املاک کی آمدنیوں پر اسی شرح سے ٹکس عائد کرنا چاہیے جس شرح سے محنت کی آمدنیوں پر عائد کیا جاتا ہے یا نہیں۔ محصول کے متعلق تصنیفات میں "املاکی آمدنی"[1] اور "غیر املاکی آمدنی"[2] کی اصطلاحیں بہ کثرت استعمال ہوتی ہیں[3]۔ املاکی آمدنیاں ایسی آمدنیاں ہیں جو ملک و جائداد سے حاصل ہوں، اور سود یا لگان یا نفع اجارہ کی قائم مقامی کریں۔ غیر املاکی یا محنتی آمدنیوں میں تنخواہیں، اجرت، کاروباری منافعہ اور پیشوں کی آمدنیاں شامل ہیں۔ سردست ہم انھیں علی الترتیب "جائداد کی آمدنی" اور "محنت کی آمدنی" کے نام سے موسوم کریں گے۔ اول الذکر غیر معین مدت تک باقی رہتی ہیں؛ اور موخر الذکر کا سلسلہ پانے والوں کی زیست کے ساتھ منقطع ہو جاتا ہے۔ کیا ان پر بھی ایک ہی مقررہ شرح سے محصول عائد کرنا چاہیے یا مختلف شرحوں سے؟

ان دونوں میں مدت کا اضافی فرق ان کے مابین امتیاز قائم کرنے کی معقول وجہ نہیں ہو سکتا۔ اگر یہ کہا جائے کہ جائداد کی آمدنیاں چونکہ زیادہ مدت تک قائم رہتی ہیں، اس لیے وہ کثیر المقدار ہوتی ہیں تو، اس کا جواب یہ ہے کہ ٹکس بھی دیر تک ان پر قائم رہتا ہے۔ اگر آمدنی مستقل یا دائمی ہو تو، محصول بھی دائماً دیا جائے گا۔ حقیقت میں ایک اعتبار سے محصول کے بار یا وزن میں معقول فرق ہے۔ محنت کی آمدنی پانے والا اکثر صورتوں میں اخلاقاً مجبور ہوتا ہے کہ اپنی تمام آمدنی

---

[1] Founded Income.

[2] Unfounded Income.

[3] برطانیہ عظمیٰ میں اس کے بجائے "مکتسب" اور "غیر مکتسب" کے الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں؛ لیکن ان پر اعتراض ہو سکتا ہے، اس لیے کہ گو وہ بالعموم خالص فنی مفہوم میں استعمال کیے جاتے ہیں، پھر بھی ان سے دونوں قسم کی آمدنیوں کے حق بجانب ہونے نہ ہونے کے متعلق رائے ظاہر ہوتی ہے۔

باب ۶۸
تحصیل (ٹکس) کے اساسی اصول

استعمال نہ کرے، بلکہ ایک حد تک بیشتر حصہ پس انداز کر دے۔ وہ بیوی بچوں کے مستقبل استعمال کے لیے جو کچھ پس انداز کرتا ہے وہ فی الحقیقت اس کی موجودہ آمدنی کا جزو نہیں ہوتا۔ وہ آگے چلکر متوسلین کی آمدنی کا جزو ہو جائے گا۔ اگر اس پر بحالت موجودہ ٹکس لگایا جائے اور آیندہ مستفید ہونے والوں کے ہاتھ میں پہنچنے کے بعد پھر ٹکس لگایا جائے؛ یا اگر اس کے مصروف و مشغول کر دیے جانے کے بعد جو آمدنی آگے چلکر مستفید ہونے والوں کو وصول ہو اس پر ٹکس لگایا جائے تو، اس کے معنی یہ ہوں گے کہ ایک ہی آمدنی پر دہرا محصول لگایا گیا۔ جائداد کی آمدنی پانے والا بھی حقیقت میں یہی کر سکتا ہے اور اس کی پس انداز کردہ رقم پر بھی ممکن ہے کہ دہرا محصول عائد کیا جائے؛ لیکن اس کی حد تک اس کا قرینہ نہیں ہے کہ وہ اپنی موجودہ آمدنی کا کوئی جزو پس انداز کرے، اس لیے کہ یہ سب کی سب غالباً بلا تخفیف اس کے ورثا کو منتقل ہو جاتی ہے۔ اسی بنیاد پر ایسے ممالک، جو آمدنی پر محصول عائد کرتے ہیں، بالعموم ایسی رقم کے بارے میں تخفیف کو جائز قرار دیتے ہیں جو بادی النظر میں قابل محصول ہوتی ہیں مثلاً بعض ایسی رقموں پر جو بیمہ کی قسط کے طور پر ادا کی جاتی ہیں۔ ایسی رقمیں جن میں تخفیف کو روا رکھا جاتا ہے محدود ہوتی ہیں، اور صرف آمدنی سے پس انداز کی ہوئی یقینی رقموں، یعنی بیمے کے اقساط کا لحاظ کیا جاتا ہے؛ اس قسم کا حفظ ما تقدم اس وجہ سے ضروری ہوتا ہے کہ مبادا آمدنی میں تخفیف ہوتے ہوتے کہیں اس کا بالکل خاتمہ نہ ہو جائے۔ لیکن محنت کی آمدنیوں پر کم محصول عائد کرنے کا اصول اس طرح تسلیم کر لیا جاتا ہے اور ٹھیک اس بنیاد پر تسلیم کیا جاتا ہے کہ ایسی رقموں پر ٹکس نہ لگانا چاہیے جو موجودہ آمدنی کے موثر اجزائے ترکیبی نہ ہوں۔

لیکن جائداد کی آمدنیوں پر نسبتہً اعلیٰ شرح سے ٹکس وصول کرنے کے عام دستور کا مدار اس بنیاد پر نہیں ہوتا۔ اس کا انحصار غالباً

باب

تحصیل (ٹکس) کے اساسی اصول

معاشری سوالات کی جانب اسی میلان یا طرز عمل پر ہوتا ہے جیسا کہ محصول متزائد کو تسلیم کر لینے میں پایا جاتا ہے؛ یعنی اس امر کے غیر محسوس اقبال پر ہوتا ہے کہ انصاف یکساں سلوک کا متقاضی نہیں ہے۔ جائدادوں کی آمدنیاں پانے والا آرام طلب طبقہ ہے جو قوم کے مادی ذرائع میں براہ راست کوئی اضافہ نہیں کرتا، لیکن محفوظ آمدنی پیدا کرنے والی جائدادوں پر گزارہ کرتا ہے۔ موجودہ نظام کی اچھائی اور برائی کا موید حقیقت میں یہ کہے گا کہ یہ آمدنیاں ایسی ہی حق بجانب ہیں جیسی کہ موجودہ حالت میں کام کرنے والوں کی آمدنیاں۔ سود اور لگان ایسے ہی مستحسن اور قابل جواز ہیں جیسی کہ اور دوسری قسم کی آمدنیاں، اور ان کو الگ کر کے ان پر اعلیٰ شرح سے محصول عائد کرنا گویا عدم نصفت کا اقبال کرنا ہے۔ اس استدلال کا بھی اسی طرح کوئی جواب نہیں دیا جا سکتا، جس طرح مالداروں پر محصول متزائد عائد کرنے کے خلاف اسی کے مماثل استدلال کا۔ گو اکثر اشخاص اپنے نتائج احتیاط یا صحت کے ساتھ مرتب نہیں کرتے، پھر بھی یہ خیال کرتے ہیں کہ محنت سے جو آمدنیاں حاصل کی جاتی ہیں وہ کسی نہ کسی طرح زیادہ مبنی بر انصاف ہوتی ہیں اور آرام طلب طبقے کی آمدنیاں اس سے کم قابل جواز بنیاد پر قائم ہیں۔ یہ حق بجانب ہو سکتا ہے کہ بعض خوش قسمت افراد اور ان کے اخلاف آرام و راحت کے ساتھ دائمی طور سے زندگی بسر کریں اور انھیں رمق برابر بھی کام نہ کرنا پڑے۔ لیکن یہ اسی درجے تک حق بجانب نہیں ہو سکتا جتنا کہ خود کسب معیشت کرنا۔ اسی وجہ سے اگرچہ محصول یا کسی اور ذریعے سے جائداد کی آمدنیوں کی کامل ضبطی کو اوسط درجے کا آدمی "غیر دیانتدارانہ" یا "اشتراکی" ہونے کی حیثیت سے مذموم قرار دے گا، ایسی آمدنیوں پر اعلیٰ محصول کو جائز قرار دے کر انتقادی اور اصلاحی جذبے کے ساتھ کچھ مراعات کی جاتی ہیں۔ تاوقتیکہ اس قسم کی رعایت نہ ہو اس بنیاد پر محنت کی آمدنیوں پر ادنیٰ شرح محصول کو عامۃ الاطلاق قرار دینے کی کوئی

باب ۱۱
تحصیل (ٹکس)
کے
اساسی اصول

514

منطقیانہ بنیاد نہیں ہو سکتی۔

۴۔ اس طرح محصول متزائد اور جائداد کی آمدنیوں پر اعلیٰ محصول عائد کرنے کی تائید میں جو کوئی نتیجہ نکالا جائے اس کا انحصار سچ پوچھو تو لازماً موجود الوقت معاشرے میں ناخوشگوار خصوصیات کی موجودگی اور اصلاح معاشرت کے نظام العمل کے واضح طور سے تسلیم کرنے پر ہو گا۔ سوال صرف یہ ہو گا کہ آیا محصول کے ذریعے سے اس خاص قسم کی جو اصلاح کی جائے گی اس کے بخوبی عمل میں آنے کا قرینہ ہے یا نہیں، آیا اس سے نتیجۃً خرابیاں پیدا ہوں گی یا نہیں، اور آیا اسی مقررہ مقصد کو حاصل کرنے کے لیے دوسرے طریقوں کا اختیار کرنا بہتر ہو گا یا نہیں۔ چنانچہ یہاں بڑی احتیاط کے ساتھ آگے قدم بڑھانے کے نہایت معقول وجوہ ہیں۔

متزائد اصول کے استعمال کرنے کی راہ میں مزاحمت پیدا کرنے والی نظم و نسق کی بعض دشواریوں پر عنقریب توجہ کی جائے گی۔ مختلف قسم کے محصولوں کے بارے میں مختلف قسم کی دشواریاں محسوس ہوتی ہیں، جیسا کہ خاص قسم کے عائدوں پر غور کرنے کے سلسلے میں واضح ہو گا۔ یہاں توجہ صرف بعض اصولی مسائل پر کرنی چاہیئے۔

محصول متزائد، جس حد تک اس کا مقصد ناواجب عدم مساواتوں کی اصلاح کرنا ہے، نتائج سے بحث کرتا ہے نہ کہ اسباب سے۔ ظاہر ہے کہ معاملے کی تہ کو پہنچنا اور اسباب سے بحث کرنا زیادہ بہتر ہو گا۔ اصلاح کا زیادہ موثر اور امید افزا طریقہ یہ ہے کہ دوسرے طریقوں سے عدم مساوات کو رفع کرنے کی کوشش کی جائے؛ یعنی معقول تعلیم کی وسیع سہولتیں بہم پہنچا کر سب کو مساوی موقع دیا جائے، اجارے کی صنعتوں کی نگرانی کی جائے، ان حالات و شرائط کو رفع کیا جائے جو ناجائز منافعہ کو ممکن بناتے ہیں۔ محصول متزائد، جو محض آمدنی کے پیمانے یا وسعت، نہ کہ معاشری استحقاق، کے مطابق بحث کرتا ہے، آخری نصب العین تک پہنچنے میں مادی خوشحالی پیدا کرنے والے ان متعدد طریقوں کے

باب ۶۸
تحصیل (ٹکس) کے اساسی اصول

مقابلے ہیں، جو گزشتہ صفحات میں زیر بحث آچکے ہیں، بہت کم امتیازی اور کم موثر ہے۔
آمدنی کی نوعیت کی بنیاد پر محصول متزائد کے اصول کا اطلاق؛ یعنی آمدنی کے اضافے کے ساتھ ساتھ شرحوں کا تدریجی اضافہ لیکن ان سب صورتوں کی حد تک نہیں جن میں آمدنی زیادہ ہو بلکہ صرف ان صورتوں کے لیے جن میں آمدنی قابل اعتراض طریقوں سے بڑھالی جائے، بظاہر ممکن ہے کہ سیدھا سادا معاملہ معلوم ہو۔ اصول بظاہر کافی طور سے واضح ہے، کیا عدم مساواتیں ایسی ہیں جو بحیثیت مجموعی قوم کے حق میں منفعت بخش ثابت ہونے والی جدوجہد کو ترغیب و تحریص دیتی ہیں؟ اگر خانگی ملکیت کا آئین موجود ہو، اور اس کے ساتھ ساتھ وہ سب محرکات اور امنگیں بھی موجود ہوں جو اس کا جز و ہیں تو عدم مساواتوں کا بہت بڑا حصہ اس مفہوم کے لحاظ سے منفعت بخش ہے۔ سود یا عاملین قدرت کے اُس صلے کو موقوف و مسدود کرنے کی ضرورت نہیں ہے جو غیر امتیازی طور سے سود کے ساتھ خلط ملط کر دیا جاتا ہے۔ تنخواہیں، پیشوں کی آمدنیاں اور صحیح مفہوم میں کاروباری منافعہ، ان سب کو اُن قوتوں کے عمل سے منسوب کیا جاتا ہے جن سے آمدنی حاصل کرنے والے کام لیتے ہیں۔ اگر انھیں ان کے حسب استعداد آزادی کے ساتھ کسب آمدنی کا موقع دیا جائے تو، اس سے جدوجہد و مساعی میں انتہائی اضافہ ہوگا؛ اور اس طرح ان کے مابین مقابلہ جتنا زیادہ ہوگا اتنا ہی اس کا قرینہ زیادہ ہوگا کہ قوم کو مفید خدمات کافی مقدار میں ملیں۔ لہٰذا ایسی آمدنیوں پر ان کی مقدار یا پیمانے کے لحاظ سے محصول عائد نہ کرنا چاہیئے۔

515

لیکن ایسی جائز طور سے بڑی آمدنیوں کو نشان زد کرنا اور ان کے اور "ناجائز" آمدنیوں کے مابین فرق و امتیاز قائم کرنا انتہائی طور سے دشوار معاملہ ہے۔ قانون کو صحیح اور اصلی واقعات سے بحث کرنی چاہیئے؛ وہ عام اصول اور کم و بیش تخمینی اندازوں پر قائم نہیں کیا جا سکتا۔

باب ۶۸
تحصیل ٹیکس کے اساسی اصول

اس کے برخلاف معاشیات کے نتائج خاصکر بڑے معاشری مسائل کے بارے میں اساسی طور سے محض اندازوں کی نوعیت رکھتے ہیں۔ مثلاً "ناجائز" منافعہ کیا ہے؟ اس کی تعریف اس طریق پر کس طرح کی جائے جس سے وہ مخصوص محصول کے تحت آسکیں؟ اس میں کوئی کلام نہیں ہوسکتا کہ ایسے منافعے کا باعث چالبازی، خورد برد، فریب دہی اور کمزوروں اور ناتجربہ کاروں کو آزار پہنچانا ہے۔ لیکن ان میں اور ان منافعوں میں کس طرح نمایاں تفریق کی جاسکتی ہے جو ایسے طریقوں سے حاصل کیے جائیں جو قوم کے حق میں نفع رساں ہوں اور عمل صحیح کے مسلمہ معیاروں پر پورے اترتے ہوں؟ قوت اور اولوالعزمی کے سرچشموں پر اثر ڈالے بغیر کسی قسم کے تفریقی محصول کا اطلاق کرنا ناممکن العمل ہے۔ بہترین طریقہ یہ ہے کہ اسباب سے بحث کی جائے یعنی کمزوروں کا تحفظ کیا جائے، مقابلے کا معیار بلند کیا جائے، قانون کی اصلاح کی جائے اور مجرموں کو بلا رورعایت سزا دی جائے۔

جائداد کی آمدنی کی ان قسموں کو بہت صاف طور سے علٰحدہ کردیا گیا ہے جو انفرادی نظام کے عمل کے لیے ضروری نہیں ہیں، اور اس لحاظ سے محصول کے لیے خاص طور سے موزوں ہیں۔ چنانچہ شہر کی سکونتی زمینوں کے لگان، یا سکونتی زمینوں پر مستقبل میں وصول ہونے والے زائد لگان جو حقوق قائمہ کے اصول کے اندر نہیں ہیں ان قسموں میں شامل ہیں[1] نفع اجارہ بھی اسی قسم میں داخل ہے۔ یہ صحیح ہے کہ نفع اجارہ کی صحت کے ساتھ تعریف اتنی ہی مشکل ہے جتنی "ناجائز" منافعے کی تعریف۔ اس کثیر المقدار منافعے کو جو بلند حوصلگی، علوہمتی اور عمدہ انتظام سے حاصل ہوتا ہے خالص نفع اجارہ سے کس طرح علٰحدہ کیا جاسکتا ہے؟ پھر بھی ایسی صورتیں موجود ہیں جن میں ایسا کیا جاسکتا ہے، مثلاً جبکہ بنک کو

[1] مقابلہ کرو باب ۶۸ فصل (۵) اور (۶) سے

باب ۶۸
تحصیل (ٹیکس) کے اساسی اصول
516

اجرائے زر کاغذی کا اجارہ حاصل ہو یا ٹریموے یا گیس کمپنی کو شہر کی خدمت انجام دینے کا اجارہ دیا گیا ہو۔ اس صورت میں یہ قرار دینا واضح طور سے مناسب ہے کہ شغل اصل پر آمدنی کی مقررہ شرح سے اوپر کا منافع کمپنی اور حکومت میں تقسیم کیا جائے۔ ایسی صورت میں حکومت کو ملنے والی مقدار کو "ٹیکس" یا "حصے" کے نام سے موسوم کیا جا سکتا ہے۔ لیکن نام کوئی اہمیت نہیں رکھتا؛ وہ اساسی طور سے مقررہ قسم کی آمدنی پر ایک عائدہ ہے اور اس کا جواز یہ ہے کہ وہ اس عدم مساوات کو دور کرتا ہے جس سے کوئی معاشری فائدہ نہیں ہوتا۔

لیکن عام طور سے متزائد محصول، قسم آمدنی کی بنیاد پر قابل عمل نہیں ہوتا۔ وہ اس کی صلاحیت رکھتا ہے کہ اس کا اطلاق وسیع پیمانے پر صرف آمدنی کی مقدار کے حوالے یا تعلق سے کیا جائے۔ اکثر اشخاص کو یہ بظاہر کوئی نتیجہ خیز فرق و امتیاز معلوم نہ ہوگا۔ کثیر المقدار آمدنی پر ٹیکس عائد کرنا ان کو بظاہر ویسا ہی معلوم ہوگا جیسا کہ کسی قابل اعتراض قسم کی آمدنی پر محصول عائد کرنا۔ اگرچہ بہت کم اشخاص اس قسم کے خیال کو اس کے منطقیانہ نتیجے تک پہنچائیں گے اور ہر قسم کی عدم مساوات کو ہمیشہ کے لیے مذموم قرار دیں گے، پھر بھی یہ جبلی احساس موجود ہوتا ہے کہ نمایاں عدم مساوات مذموم ہے اور کثیر المقدار آمدنیوں پر خاص موزونیت کے ساتھ محصول عائد کیا جا سکتا ہے۔ انسانوں میں باہمی ہمدردی کی ترقی اور جمہوریت کے تمام طبعی میلانات، اصول متزائد کے قیام کو اس کی غیر مقید شکل میں تقویت پہنچاتے ہیں۔ اسی قسم کا میلان طبع اور ہمیز طریقوں سے قانون کی ناگزیر ترتیب، اس امر کو تقریباً یقینی کر دیتی ہے کہ محصول متزائد کا اطلاق زیادہ سے زیادہ وسیع ہوتا جائے گا سوال صرف یہ رہ جائے گا کہ اس پر کس حد تک عمل کیا جائے گا اور نظم و نسق کی کن مشکلات کا اس کو سامنا کرنا پڑے گا۔

۵۔ جائداد کی آمدنیوں پر متزائد یا تفرقی محصول عائد کرنے کے

باب ۶ تحصیل (ٹکس) کے اساسی اصول

بارے میں ایک اور سوال رونما ہوتا ہے۔ اس کا تعلق جائداد کی آمدنی کی قسم یا اس کے ماخذ پر نہیں بلکہ محض اس کی مقدار کے اعتبار سے متزائد ٹکس لگانے سے ہے۔

سود کی مدافعت جس اساسی بنیاد پر کی جاسکتی ہے وہ یہ ہے کہ فراہمی اصل کی ترغیب دینے کے لیے آمدنی کا عنصر ضروری ہے۔ پس انداز کرنا مشکل کام ہے، اور وہ اس وقت تک انجام نہیں دیا جائے گا جس وقت تک مشغولات اصل پر آمدنی وصول نہ ہو۔ لیکن یہ بیان کیا جاچکا ہے کہ یہ کسی طرح تمام پس اندازیوں کی حد تک صحیح صورت حال نہیں ہے۔ اکثر نخت اختتامی پس انداز کرنے والے بھی ہوتے ہیں۔ ان کا جہاں تک تعلق ہے وہاں تک، اگر حکومت ان کی آمدنی کے ایک جزو کا استحصال کرے تو، اس سے فراہمی اصل میں کمی واقع نہ ہوگی۔ خالص لگان کی صورت میں جس اصول کا اطلاق کیا جاسکتا ہے اسی قسم کے اصول کا یہاں اطلاق کیا جاسکتا ہے۔ لگان کے ٹکس کا بار معین طور سے مالک پر پڑے گا، اور لگان کے ماخذ کے استفادے یا رسد پر اس کے کوئی مزید اثرات نہیں پڑتے۔ اس نقطۂ نظر سے جائداد کی کثیر المقدار آمدنیوں پر محصول متزائد عائد کرنے کی بنیاد قائم ہوسکتی ہے۔

517

وہ لوگ جن کے ذرایع کثیر ہوتے ہیں تقریباً ہمیشہ کچھ نہ کچھ "پس انداز کرنے والے کے لگان" سے متمتع ہوتے ہیں۔ ممکن ہے کہ انھیں مشغولات اصل پر تقریباً ۵ فی صد وصول ہو، لیکن وہ تقریباً سب صورتوں میں مشغولات کو بدستور قائم رکھیں گے، خواہ انھیں صرف دو فی صد ہی ملے۔ چونکہ اصل کی مقدار زیادہ ہوتی ہے اس لیے ادنیٰ شرح پر بھی معقول اطمینانی اور غالباً کثیر آمدنی وصول ہوگی۔ اس آمدنی سے محرومی کو پسند نہ کرکے غالباً فراہمی اصل کا سلسلہ جاری رکھا جائے گا

لہ۔ مقابلہ کرو باب ۳۹ فصل (۲) تا (۴) سے۔

باب ۶
تحصیل (ٹیکس)، کے اساسی اصول

اور اصل کی مقدار میں تخفیف نہ ہوگی۔
اس میں شک نہیں کہ اسی استدلال کا اطلاق ان تمام صورتوں میں ہوگا جن میں پس انداز کرنے والوں کو لگان وصول ہوگا جو لوگ مستقبل کی کسی ناگہانی مصیبت، پیری یا بیوی بچوں کے خیال سے پس انداز کرتے ہیں، وہ اپنے عمل کا سلسلہ بڑی حد تک جاری رکھیں گے، خواہ سود کی شرحیں بہت گھٹ جائیں یا کوئی شرح وصول نہ ہو۔ فراہمی اصل سے ان کو جو آمدنی ہوتی ہے اس کے ایک جزو پر محصول کے ذریعے سے رقم وصول کرنے کی بنا پر معاشری اصل کی مقدار میں کوئی تخفیف رونما نہ ہوگی۔ لیکن ان صورتوں میں عام طور سے عدم مساوات اس درجے کی نہیں ہوتی جس کی بنا پر تفرقی یا متزائد محصول عائد کرنے کا مطالبہ رونما ہو۔ عظیم عدم مساواتیں، جو عصر حاضر کی جمہوریت اور مساوات کے جذبے سے بظاہر تناقض رکھتی ہیں، اُن عظیم المقدار جائدادوں سے رونما ہوتی ہیں جو شاذ و نادر ہی مستقبل کی ضرورتوں کو پورا کرنے کی غرض سے پس انداز کی جاتی ہیں۔ حب جاہ، تفوق کا شوق، اور کامیابی کا فخر یہ سب ثروت پیدا کرنے والوں کے محرکات ہیں۔ علاوہ ازیں حب جاہ اور آرام طلبی ایسے محرکات ہیں جن کے تقاضے سے ان کے ورثا اور اخلاف دولت کو برقرار رکھنے کی جانب مائل ہوتے ہیں۔ اگر ادنیٰ شرح آمدنی وصول ہو تو، اس سے ان کی اصل رقم پر کوئی آنچ نہ آئے گی اور نہ اُن ذرائع میں تخفیف واقع ہوگی جن پر قوم کے آلات و ساز و سامان پیدائش کا مدار ہے۔
اس قسم کے وجوہ کی بنا پر جائداد کی کثیر المقدار آمدنیوں پر محصول متزائد عائد کرنے کی تائید کی جاسکتی ہے، یعنی اس صورت میں تائید کی جاسکتی ہے جبکہ کوئی شخص اس خیال کو صاف طور سے تسلیم کرے کہ دولت کی عظیم عدم مساواتیں نامناسب ہیں، اور انھیں محصول کے ذریعے سے یا دوسرے ذریعوں سے اس حد تک

باب ۶۸
تحصیل (ٹکس) کے اساسی اصول

کم کرنا چاہیے جس حد تک دوسرے عواقب سے جو قوم کے لیے اسی کے مساوی نامناسب ہوں، بچا جا سکتا ہو۔ اس کا ایک ممکنہ نامناسب نتیجہ فراہمی اصل میں رکاوٹ ہے؛ لیکن "پس انداز کرنے والے کے لگان" کے نظریے کی رو سے فی الحقیقت کسی رکاوٹ کی توقع نہیں کی جا سکتی۔

پھر بھی اور دوسرے ممکنہ نامناسب عواقب محصول عائد کرنے اور ان کا انتظام کرنے کے سلسلے میں رونما ہوتے ہیں۔ بعض قسم کے محصول آسانی اور یقین کے ساتھ وصول کیے جا سکتے ہیں۔ بعضوں میں ٹکس سے بچنے کی کوششوں کی بنا پر بے انتہا دشواریاں پیدا ہوتی ہیں اور ٹکس ادا کرنے والوں کے لیے وہ مخرب اخلاق ہوتے ہیں۔ اس قسم کی دشواریاں محصول آمدنی (انکم ٹیکس) میں خاص طور سے پیدا ہوتی ہیں، اور جتنے جتنے متزائد پیمانے پر محصول عائد کیے جاتے ہیں اتنی اتنی یہ دشواریاں بڑھتی جاتی ہیں۔ محصول متزائد کے مسئلے کے اس پہلو پر آئندہ باب میں بحث کی جائے گی۔

518

باب ۶۹

آمدنی اور وراثت کے محصول

519

(۱) آمدنی کے محصول، اصول متزائد کے مسئلے کو نمایاں طور سے پیش کرتے ہیں؛ پھر بھی ان پر دوسرے محصولوں کے سلسلے میں غور کرنا چاہیئے۔ (۲) آمدنی کے محصول بالعموم خوش حال طبقے تک محدود ہوتے ہیں۔ قلیل المقدار آمدنیوں کا استثنا ایک حد تک معاشری بنیادوں پر مبنی ہے اور ایک حد تک انتظام کی عملی ضرورت پر۔ (۳) برطانیہ کا انکم ٹکس اول ماخذ ہی پر وصول کر لینے کی تدبیر۔ یہ نظام اصول متزائد سے تناقض رکھتا ہے؛ اس میں مستقل ترمیم و تبدیلی ہوگئی ہے۔ (۴) کل آمدنی پر محصول متزائد۔ اعلان ضروری ہے۔ اس قسم کے محصول کے موثر انتظام کے شرائط۔ آمدنی کے محصول اس کی خاص طور سے صلاحیت رکھتے ہیں کہ مالی ضروریات کے لحاظ سے ان کی از سر نو تنظیم کی جائے۔ (۵) ریاستہائے متحدہ میں انکم ٹکس کا سوال ۱۹۱۳ء میں دستور کی ترمیم و تبدیلی کے بعد سے اس نظام کی نشو و نما ہوئی ہے۔ (۶) وراثت کے محصولوں کا نفاذ

باب ۹ آمدنی اور وراثت کے محصول

نسبتاً آسان ہے، اور ان کی حد تک بآسانی اصول متزائد پر عمل کیا جا سکتا ہے۔ اصول متزائد کی جانب میلان۔ (۷) اگر وراثت پر محصول متزائد اعلیٰ شرح سے عائد کیا جائے تو، وہ فراہمی اصل میں رکاوٹ پیدا کرے گا۔ اگر اس کا اطلاق کیا گیا تو یقینی طور سے اصل کی رسد فراہم کرنے کے لیے نئے طریقے دریافت کرنے پڑیں گے۔

۱۔ پچھلے باب میں عدل و انصاف کے مسئلے پر اس طرح بحث کی گئی کہ گویا سب ٹکس آمدنی سے ادا کیے جاتے تھے۔ چنانچہ انجام کار صورت یہ ہوتی ہے کہ سب محصول، آمدنی سے ہی وصول کیے جاتے ہیں۔ اگرچہ ابتداءً اکثر ٹکس، آمدنی کے لحاظ سے عائد نہیں کیے جاتے، بلکہ اراضی یا امکنہ یا اشیا کے لحاظ سے عائد کیے جاتے ہیں۔ پھر بھی انجام کار ان محصولوں کا بار کسی نہ کسی شخص کی آمدنی پر پڑتا ہے، خواہ اس شخص کی آمدنی پر نہ پڑے جس سے ابتداءً رقم کا مطالبہ کیا جائے۔ یہ سچ ہے کہ بعض ٹکس ایسے ہوتے ہیں جو بظاہر ممکن ہے کہ فرد واحد کی آمدنی میں کمی نہ کریں، بلکہ اس کے اصل کو یا اس کے فراہم کردہ املاک و مقبوضات کو کم کر دیں۔ چنانچہ وراثت کے محصول کا عمل اسی طرح ہو سکتا ہے۔ لیکن موجودہ قوموں میں ایسے اثرات عام طور سے ظہور پذیر نہیں ہوتے۔ یہ کہنا کہ محصول کا ماخذ آمدنی ہے، کسی طرح سے بھی حقیقت سے بعید نہیں ہے۔

گو محصول، آمدنی ہی سے ادا کیے جاتے ہیں، پھر بھی سرکاری مداخل کا نسبتہً قلیل جزو، آمدنی سے براہ راست وصول کیا جاتا ہے۔ بعض ملکوں میں انکم ٹکس ہوتے ہی نہیں۔ ایسے ملکوں میں بھی جہاں آمدنی کے محصول مکمل طور سے موجود ہوتے ہیں اس ذریعے سے قومی آمدنی کا صرف ایک جزو حاصل کیا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں کوئی ملک اس طریقے سے تمام آمدنیوں پر دسترس حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتا۔ آمدنی کے بلاواسطہ محصول حقیقتہً

520

باب ۶۹

آمدنی اور وراثت کے محصول

معاشرے کے خوش حال ارکان تک محدود ہوتے ہیں۔ جو لوگ دستی محنت سے اجرت حاصل کرتے ہیں ان میں سے اکثر کی آمدنی پر اس طرح دسترس حاصل نہیں کی جاتی۔ ان کی آمدنیاں صرف دوسرے محصولوں سے متاثر ہوتی ہیں، اور ایسے طریقوں سے جن کا بالعموم انھیں بہت ہی موہوم احساس ہوتا ہے۔

اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ محصول میں عدل و انصاف کے مسائل پر، جن پر پچھلے باب میں بحث کی گئی، صرف ان محصولوں کے حوالے سے بحث نہ کرنی چاہیے جو انکم ٹکس کے نام سے موسوم کیے جاتے ہیں بلکہ ہر قسم کے محصولوں کے حوالے سے غور کرنا چاہیے۔ ان سوالات کا جواب کہ آیا محصول متزائد طریق پر ہونا چاہیے یا وہ فی الحقیقت متزائد طریق پر موجود ہیں تمام محصولات کے حوالے سے دینا ضروری ہے۔ مثلاً یہ کلیتہً ممکن ہے کہ آمدنی کے محصول متزائد ہوں، پھر بھی یہ ممکن ہے کہ محصول کا نظام بحیثیت مجموعی ایسا نہ ہو۔ جیسا کہ عنقریب بیان ہوگا، متعدد قسم کے محصول جو بہ کثرت رائج ہیں، اپنے آخری اثرات کے لحاظ سے رجعی ہیں؛ یعنی وہ متمول اور خوش حال طبقے کے مقابلے میں مفلس طبقے کو آمدنی کے تناسب سے زیادہ زیر بار کرتے ہیں۔ ان حالات میں یہ بلا تامل کہا جاسکتا ہے کہ خوش حال طبقے کی آمدنیوں پر براہ راست جو محصول عائد کیا جائے وہ اصول متزائد کے تحت ہونا چاہیے تاکہ محصول کے نظام میں بحیثیت مجموعی سیدھا سادا تناسب قائم رہے۔ آیا کسی مقررہ ملک کے نظام محصول کی فی الحقیقت یہی حالت ہوتی ہے اس کا معلوم کرنا نہایت دقت طلب ہے؛ اس لیے کہ متعدد قسم کے محصولوں کا آخری اثر بالکل غیر یقینی ہوتا ہے۔ لیکن اس سوال کی موجودگی اور اس کے جواب کے غیر یقینی ہونے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ایسے محصولوں کے بارے میں اصول متزائد اختیار کرنا جو براہ راست آمدنی پر عائد کیے جاتے ہیں ایک وسیع مسئلے کا محض ایک جزو ہے۔

باب ۲۹
آمدنی اور وراثت کے محصول

پھر بھی اصول تنزائد کے متعلق جو بحث ہوتی رہی ہے وہ صرف آمدنی کے بلاواسطہ محصولوں کے بارے میں خاص طور سے گرم اور تلخ ہے۔ ایسا اس وجہ سے ہے کہ یہاں محصول کا سوال نظروں کے سامنے آتا ہے؛ حالانکہ دوسرے محصولوں کی صورت میں وہ پوشیدہ ہوتا ہے اور اس سے بچاؤ ہو سکتا ہے۔

۲۔ نسبتۃً خوش حال طبقے تک محصول آمدنی کی تحدید عملاً اس وجہ سے ہوتی ہے کہ بلاواسطہ محصول کی وقت اور اس کے مصارف کے اعتبار سے قلیل المقدار آمدنیوں پر دسترس ناممکن العمل ہوتی ہے۔ مثلاً ۵۰۰ ڈالر کی آمدنی والے سے ۲ یا ۵ فی صد محصول آمدنی وصول کرنے میں اتنا ہی صرفہ ہوتا ہے جتنا کہ ۵۰۰۰ ڈالر کی آمدنی والے سے وصول کرنے میں؛ بلکہ ممکن ہے کہ زیادہ ہی ہو۔ پہلے شخص کے مقابلے میں دوسرے شخص کی آمدنی دس گونہ زیادہ ہے۔ لاکھوں مزدوروں سے بحساب فی کس چند شلنگ یا چند ڈالر وصول کرنا غالباً ناممکن نہ ہوگا، لیکن تقریباً تباہ کن طریقے پر بیش خرچ ہوگا۔ اگر محصول کے ذریعے سے ان پر دسترس حاصل کرنا ہی ہے تو، کوئی دوسرا طریقہ اختیار کرنا پڑے گا۔ اسی وجہ سے محصول آمدنی سے اکثر ملکوں میں ایسی اقل ترین آمدنی کو مستثنیٰ کر دیا جاتا ہے جو معمولی مزدوری پیشہ کی آمدنی سے نیز تمام باشندگان ملک کی اوسط آمدنی سے اوپر ہو۔ چنانچہ برطانیۂ عظمیٰ میں ۱۹۱۴ء تا ۱۹۱۸ء کی جنگ سے پیشتر کی اجرتوں اور قیمتوں کی سطح کی موجودگی میں ۱۶۰ پونڈ سے کم آمدنیوں کو مستثنیٰ کرنے کا یہی اثر ہوا۔ ریاستہائے متحدہ میں جب خانہ جنگی کے زمانے میں آمدنیوں پر محصول عائد کیا گیا تو، صرف ۶۰۰ ڈالر سے اوپر کی آمدنیاں قابل محصول تھیں۔ ۱۹۱۷ء میں صدر خاندان کے لیے مستثنیٰ مقدار ۲۰۰۰ ڈالر رکھی۔

521

اس تحدید کی توجیہ و تائید عموماً معاشری بنیاد پر کی جاتی ہے۔ یہ کہا گیا ہے کہ غریبوں سے اور ان لوگوں سے جن کے پاس زندگی

باب ۶۹

آمدنی اور وراثت کے محصول

بسر کرنے کے لیے بہ مشکل کافی آمدنی موجود ہو محصول نہ لینا چاہیئے۔ بدیہی طور سے اقل ترین معاش پر کچھ محصول نہ لگانا چاہیے؛ یا زیادہ صحت کے ساتھ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ایسی معاش پر ٹکس عائد کرنے کی کوشش کرنی ہی نہ چاہیئے، اس لیے کہ خود اس اصطلاح ہی سے ظاہر ہے کہ اس میں محصول کے ذریعے سے تخفیف نہیں کی جا سکتی۔ جب لوگ یہ کہتے ہیں کہ اقل ترین معاش پر محصول ہی نہ لگانا چاہیئے تو، ان کے ذہن میں عام طور سے کوئی شے ایسی ہی تغیر پذیر ہوتی ہے جیسی کہ کفافی اُجرت۔ کمترین آمدنیوں کو محصول سے مستثنیٰ کرنے کا مطالبہ اسی میلان طبع کا نتیجہ ہے جس کی بنا پر محصول متزائد کی تائید کی جاتی ہے؛ یعنی یہ محض موجودہ عدم مساوات کے خلاف بے اطمینانی اور اس کو کم کرنے کی خواہش کا نتیجہ ہے۔ بدقسمتی سے جہاں تک محصول کا تعلق ہے وہاں تک، یہ خیال کسی غیر متناقض نتائج کی جانب رہبری نہیں کرتا۔ جو لوگ محض قوت لایموت، یا کفافی اُجرت پاتے ہیں، اگرچہ وہ بلا واسطہ محصول آمدنی سے مستثنیٰ ہوتے ہیں، پھر بھی فی الحقیقت ان پر دوسرے طریقوں سے محصول عائد کیا جاتا ہے۔ اور بالعموم بھاری محصول عاید کیا جاتا ہے۔ صرف اس صورت میں جبکہ ان سے علانیہ محصول وصول کرنے کی تجویز پیش کی جاتی ہے لوگ احتجاج کرتے ہیں اور استثناء پر زور دیتے ہیں۔ محصول کے نظام کے حقیقی انتظام میں مذکورۂ بالا فیاضانہ جملے جو استعمال کیے جاتے ہیں وہ ان مستثنیات کی تاویل کرنے اور ان کو حق بجانب قرار دینے کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں جن کا باعث فی الحقیقت زیادہ تر ایک جانب قلیل المقدار آمدنیوں پر دسترس حاصل کرنے کی دشواریاں ہیں اور دوسری جانب جمہوری ملکوں میں لاکھوں رائے دہندوں میں ہیجان پیدا کرنے کا خوف ہے؛ اس کے برخلاف ان فیاضانہ نقروں کے باوجود جو محصول عوام پر کوئی خلل پیدا کیے بغیر لگائے جاتے ہیں وہ بڑے پیمانے پر کسی عذر کے بغیر عائد کیے جاتے ہیں۔

باب ۶۹
آمدنی اور وراثت کے محصول

اصولی معاملے کی حیثیت سے غور کیا جائے تو، یہ کسی طرح مناسب نہیں ہے کہ مزدوروں کو من حیث الجماعت محصولوں کا تابع نہ بنایا جائے۔ ان کی حد تک محصول معتدل یا کم از کم رجعتی ہونے چاہئیں، یعنی آمدنی جتنی جتنی کم ہوتی جائے اتنا اتنا محصول بھی کم لگایا جائے۔ اس مفروضے کی کوئی بنیاد نہیں ہے کہ ترقی یافتہ ملکوں میں مزدوروں کی جماعت کو محض کفافی اجرت ملتی ہے اور اس لحاظ سے انھیں مستثنیٰ کرنا چاہیے۔ مناسب یہ ہے کہ انھیں بھی سرکاری مطالبات میں شریک ہونے کا موقع دیا جائے۔ علاوہ ازیں یہ مناسب ہوگا کہ وہ نہ صرف مصارف عامہ کو پورا کرنے کے لیے رقم ادا کریں بلکہ اس ادائی کا احساس بھی انھیں ہو۔ اگر ان سے محض پوشیدہ طور سے بالواسطہ محصول نہ لیا جائے تو، بہت کچھ فائدہ ہوگا۔ خواہ وہ اپنی آمدنی کے تناسب سے قلیل رقم ہی کیوں نہ ادا کریں، قومی معاملات کے بارے میں ان کا نقطۂ نظر تبدیل ہو جائے گا۔ جمہوری ریاستوں میں بہت عام طور سے یہ ہوتا ہے کہ انھیں اس بات کا احساس ہی نہیں ہوتا کہ وہ کوئی حصہ مصارف عامہ میں لے رہے ہیں۔ ان کا خیال سرکاری کاروبار کے متعلق محض یہ ہوتا ہے کہ زر کا ایک بڑا ذخیرہ ہے جس سے ملازمت یا انعام اکرام حاصل کیا جا سکتا ہے۔ وہ محصول کو عام مرفہ الحالی کو ترقی دینے کا آلہ بہت شاذ ہی تصور کرتے ہیں۔ پھر بھی اس ناموافق صورت حال کی اصلاح انتہائی طور سے دشوار ہے۔ قلیل مقدار میں جو محصول عائد کیے جاتے ہیں نہ صرف ان کا وصول کرنا بیش خرچ ہوتا ہے، بلکہ وہ ادا کرنے والوں کے لیے تکلیف دہ ہوتے ہیں۔ جو واضع قانون ان کو معدوم یا منسوخ کر دیتا ہے وہ صرف انتظامی حیثیت ہی سے کفایت اور بچت کو فروغ نہیں دیتا، بلکہ ہر دلعزیزی بھی حاصل کر لیتا ہے۔ شخصی محصول جیسا ہلکا اور ادائی ٹکس (مثلاً ہر بالغ مرد سے ایک یا دو ڈالر سالانہ کی مقررہ قلیل رقم) کا برقرار رکھنا تقریباً ناممکن ہے۔

باب ۶۹

آمدنی اور وراثت کے محصول

۳۔ یہ ذہن نشیں رکھ کر کہ آمدنی کے محصول عملی طور سے خوش حال اور متمول طبقے کی صرف مقابلۃً قلیل تعداد پر عائد کیے جاتے ہیں ہمیں دو بڑی قسموں پر غور کرنا چاہیئے؛ ایک تو بلا واسطہ محصول ہے جو ہر فرد واحد کی مجموعی آمدنی پر لگایا جاتا ہے اور دوسرا وہ ہے جو ان مختلف ذرائع پر عائد کیا جاتا ہے جن سے آمدنی وصول ہو۔ بلا واسطہ طریقے کی بہترین مثال جرمنی کی ریاستوں کے عمل سے ملتی ہے، اور ان ریاستوں میں سب سے بڑی ریاست کی اور سب سے زیادہ سبق آموز مثال اس غرض کے لیے پرشیا کی ہے۔ دوسرا طریقہ، جس کی سب سے اہم خصوصیت محصول کا ماخذ ہی پر وصول کر لینا ہے، اس کی مثال انگلستان کے دستور میں ملتی ہے۔ لیکن پہلے برطانوی طریق کو جانچنا زیادہ مناسب ہوگا۔

برطانیہ کے محصول آمدنی کی تعریف بعض اوقات یہ کی جاتی ہے کہ وہ ایسے محصولوں کا سلسلہ ہے، جن میں سے ہر ایک میں مقررہ مقصد کے حاصل کرنے کے لیے خاص طریقہ اختیار کیا جاتا ہے۔ طریقہ یہ ہے کہ جہاں کہیں ممکن ہو ٹکس ادا کرنے والے کی آمدنی تک رسائی حاصل کی جائے، اس کے آمدنی وصول کر لینے کے بعد نہیں بلکہ اس سے پیشتر۔ چنانچہ سادہ ترین مثال لینے سے معلوم ہوگا کہ حکومت اپنے لیے ہوئے قرضے پر جو سود ادا کرتی ہے اس ادائے سود سے قبل ہی اس میں سے اتنی رقم منہا کر لیتی ہے جو بطور محصول آمدنی وصول شدنی ہو۔ اسی وجہ سے کنسل (consol) کے قابض یا حامل کو مقررہ ٹکس منہا ہو جانے کے بعد آمدنی وصول ہوتی ہے؛ اور اس طرح ٹکس وصول کر لیا جاتا ہے۔ ہر قرضدار کے لیے، خواہ وہ منفرد شخص ہو یا جماعت، یہ ضروری ہوتا ہے کہ تقریباً اسی مقررہ طریقے پر حکومت کے ایک طرح کے گماشتے کے طور پر انکم ٹکس کو لیندار وں سے وصول کرے۔ ہر دین دار اپنی پوری آمدنی پر بلا لحاظ اس کے کہ وہ قرضے اور

523

باب ۲۹
آمدنی اور وراثت کے محصول

سود سے زیر بار ہے ٹیکس ادا کرتا ہے۔ لیکن جب وہ مقررہ سود اپنے لیندار کو ادا کرتا ہے تو اس کو یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ ٹیکس کی مقررہ رقم، مثلاً ۱۰ فی صد یا جو کچھ انکم ٹیکس کی شرح ہو، اس سود سے وضع کرلے۔ لیندار کو اس چیز کا ۹۰ فی صد ملتا ہے جو محصول منہا نہ کرنے کی صورت میں تمام و کمال ملجاتی، اور اس طرح اس کی آمدنی پر دسترس حاصل کی جاتی ہے۔ اس طریقے کی ناکامی کی روک تھام کے لیے مقررہ شرائط کے خلاف معاہدہ کرنے کو ناجائز قرار دیا گیا ہے؛ یہ طے کردیا گیا ہے کہ دین دار اور لیندار کے مابین کوئی ایسا معاہدہ درست و جائز قرار نہ پائے گا جس کی رو سے آخرالذکر کو محصول آمدنی کی منہائی کے بغیر سود ملے۔ اس طرح لیندار سے ٹیکس وصول کرنے میں دین دار کے غیر محدود ذاتی مفاد کا اثر ڈالا جاتا ہے۔ اس طریقے پر ہر قسم کے بونڈ اور ڈبنچروں پر برطانوی تجارتی انجمنیں انکم ٹیکس وصول کرتی ہیں؛ وہ خود تو اپنی خالص آمدنی پر محصول کی کل مقدار ادا کردیتی ہیں، لیکن ہر انفرادی تمسک دار کی آمدنی سے اس کے ذمے کے محصول کا خاص حصہ منہا کرلیتی ہیں۔

ایک اور قسم کی آمدنی کی حد تک، جس پر دسترس حاصل کرنا بالعموم مشکل ہے مثلاً تمسکات کے مقسوم، اسی مقررہ اصول کا اتباع کیا جاتا ہے؛ اور برطانوی تجارتی انجمنوں یا مشترک سرمایے کی انجمنوں کی حد تک بہت آسانی کے ساتھ ایسا ہوتا ہے۔ ان انجمنوں سے محض ان کی مجموعی آمدنی پر محصول وصول کیا جاتا ہے، اور تمسک دار اس طریقے سے محصول برداشت کرتا ہے کہ اس خالص آمدنی سے جس سے اس کو مقسوم ملتا ہے محصول کی رقم منہا کرلی جاتی ہے۔ تجارتی انجمنوں کے معاملات ایک حد تک جس اشتہار اور اشاعت کے ساتھ انجام دیئے جاتے ہیں (خاصکر بڑی انجمنوں کے معاملات) وہ انجمنوں کو اپنی آمدنی کے متعلق غلط بیانی کرنے سے بہت بڑی حد تک باز رکھتی ہے، اور محصول کے وصول کرنے میں سہولتیں پیدا کرتی ہے۔

باب ۱۹
آمدنی اور وراثت کے محصول
524

پھر اس آمدنی کی حد تک جو برطانوی دین داروں یا برطانوی تجارتی انجمنوں سے حاصل نہیں کی جاتی، بلکہ بیرونی ممالک کے باشندوں سے حاصل کی جاتی ہے، اسی اصول کی پیروی حتی الوسع کی جاتی ہے۔ ایسی آمدنی برطانیۂ عظمیٰ میں بہت بڑی مد ہے، کیونکہ یہاں کے باشندوں کی کثیر المقدار رقمیں بیرونی ملکوں میں مصروف ہیں۔ لیکن ان مشغولات اصل کا اہتمام و انتظام ساہوکار یا دوسرے کوٹھی کا کاروبار کرنے والے گماشتے کرتے ہیں، چنانچہ انفرادی شغل اصل کرنے والوں کو یہی ایجنٹ سود اور مقسوم کی ترسیل کرتے ہیں۔ جب وہ اس طرح عمل کرتے ہیں تو، ان سے ہر اس چیز پر انکم ٹکس وصول کیا جاتا ہے جو ان کی وساطت یا ان کے ہاتھوں سے گزرتی ہے اور ان کے موکلین کو جو رقمیں قابل ادائی ہوتی ہیں ان سے ٹکس کی رقم منہا کرلی جاتی ہے۔ اس طریقے سے محصول معقول مقدار میں وصول ہو جاتا ہے۔ اپنے کو بچانا یا اپنا معاملہ پوشیدہ رکھنا تقریباً ناممکن ہوتا ہے، اس لیے کہ ایجنٹ اور اس کے دور دور پھیلے ہوئے موکلوں کے مابین ساز باز کا سلسلہ ضروری ہوگا۔ بدیہی طور سے یہ طریقہ ان صورتوں میں استعمال نہیں کیا جاسکتا جن میں برطانوی ساہوکار یا ایجنٹ کی وساطت سے رقوم کی ترسیل نہیں کی جاتی، بلکہ بیرونی علاقوں سے براہ راست انفرادی شغل اصل کرنے والوں کے پاس کی جاتی ہے۔ ایسی صورت میں آمدنی پر دسترس حاصل کرنے کا واحد طریقہ خود شغل اصل کرنے والے پر محصول عائد کرنا اور اس سے یہ مطالبہ کرنا ہے کہ وہ اس آمدنی کا اعلان کردے۔

زمین اور جائداد غیر منقولہ سے جو آمدنی وصول ہوتی ہے اس پر ہر محصول کے نظام میں ہمیشہ ایک حد تک آسانی کے ساتھ دسترس حاصل ہوتی ہے۔ اس لیے کہ زمینوں اور مکانوں کو چھپایا نہیں جاسکتا، اور جو آمدنی ان سے وصول ہوتی ہے اس کا معلوم کرنا مشکل نہیں ہوتا۔ انگریزی نظام میں جائداد کا قابض اپنے زیر قبضہ عمارتوں کے کرائے یا لگان کے انکم ٹکس کی

باب ۶۹
آمدنی اور وراثت کے محصول

حد تک ہمیشہ کے لیے ذمہ دار ہوتا ہے۔ اگر وہ مالک ہو تو معاملہ ختم ہو جاتا ہے؛ اس لیے کہ مالک اور قابض کی حیثیت سے وہ جس چیز سے تمتع کرتا ہے اس پر اس نے محصول ادا کر دیا۔ اگر وہ کرایہ دار ہے تو اس کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اس کرائے کی رقم سے جو مالک مکان کو واجب الادا ہے ٹکس کی رقم منہا کر لے؛ اس طرح زمیندار یا مکاندار کو اس کی واجب الوصول آمدنی؛ محصول کے منہا کر لیے جانے کے بعد، وصول ہوتی ہے۔ اس صورت میں بھی؛ دین دار اور لین دار کے اسی کے مماثل باہمی تعلقات کی طرح، مقررہ شرائط کے خلاف معاہدہ کرنا خلاف ضابطہ قرار دیا گیا ہے۔

یہ ثابت کرنے کے لیے کہ ماخذ ہی پر محصول کو روک لینے کا طریق کتنا دور رس ہے، بہت کافی بحث کی جا چکی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ بعض آمدنیاں ایسی ہیں جن پر اس طرح دسترس حاصل نہیں کی جا سکتی۔ وکیلوں، طبیبوں وغیرہ کے پیشوں کی آمدنیاں، کاروباری اشخاص کی آمدنیاں، خواہ وہ دوکاندار ہوں یا بڑے صناع (اس حد تک جس حد تک آمدنیاں نیم سرکاری قسم کی انجمنوں سے حاصل کردہ مقسوموں کی شکل میں نہ ہوں)، بیرونی شغل اصل کی آمدنیاں جو برطانوی بنک کار کی وساطت سے وصول نہیں ہوتیں، ان پر ماخذ ہی میں محصول وصول نہیں کیا جا سکتا۔ یہاں کوئی دوسرا طریق کار اختیار کرنا پڑے گا۔ ٹکس ادا کرنے والے کو اپنی آمدنی کے متعلق اعلان کرنا پڑتا ہے یا ٹکس وصول کرنے والے کو حالات کی تحقیق کرنی پڑتی ہے۔ لیکن ذاتی اعلان یا خلل ڈالنے والی تحقیق کے بغیر قابل محصول آمدنی کے بہت بڑے حصے تک رسائی حاصل ہو جاتی ہے۔ برطانوی محصول کا بیشتر حصہ بغیر کسی قسم کی تحقیقات یا گریز کے امکان کے وصول کر لیا جاتا ہے۔

525

لیکن یہ ظاہر ہے کہ یہ نظام آمدنیوں کے متزائد طریق محصول کے ساتھ چسپاں نہیں ہوتا۔ محصول کو رجعتی بنانے، یعنی معمولی آمدنیوں پر کم محصول

باب ۶۹

آمدنی اور وراثت کے محصول

عاید کرنے اور قلیل آمدنیوں کو کلیتہً مستثنیٰ کرنے کی، فی الحقیقت ایک تدبیر موجود ہے۔ یہ باسانی ممکن ہے کہ کسی شخص کو، جس کی مجموعی آمدنی مستثنیٰ مقدار سے کم ہو (۱۹۱۸ء تک یہ مقدار ۱۶۰ پونڈ تھی) یہ معلوم ہو کہ اس کی آمدنی پر ماخذ ہی میں محصول عائد کیا گیا ہے۔ اس کے بعد وہ محصول وصول کرنے والے حکام کے پاس درخواست دیتا ہے، اپنی آمدنی کے قابل محصول حد سے کم ہونے کا ثبوت پیش کرتا ہے اور جو کچھ رقم ابتداً بطور محصول کاٹ لی گئی وہ نقد وصول کر لیتا ہے۔ ۷۰۰ پونڈ تک معمولی آمدنیوں کے ٹکس میں کمی کرنے کے لیے یہی طریقہ اختیار کیا جاتا ہے۔ ایسی آمدنی والوں کو تخفیف کا حق ہوتا ہے اور آمدنی کی مقدار کے لحاظ سے تخفیف کی مقدار مختلف ہوتی ہے۔ اس حد کے اندر جس کی آمدنی ہو اگر اس سے ماخذ ہی میں محصول وصول کر لیا گیا ہے تو وہ بھی محصول وصول کرنے والے حکام کے پاس درخواست پیش کرتا ہے اور اس کو اس حد تک رقم واپس لینے کا حق ہوتا ہے جس حد تک قانون کی مقرر کردہ حد کے مطابق اس کے انکم ٹکس میں کمی ہو سکتی ہے۔

لیکن اس کا اعادہ نامناسب نہ ہوگا کہ ماخذ ہی میں محصول کاٹ لینے کا اصول، طریق متزائد سے تناقض رکھتا ہے۔ کثیر المقدار آمدنی پانے والا متعدد طریقوں سے محصول ادا کرتا ہے، یا اس کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس نے متعدد طریقوں سے محصول ادا کیے، یعنی اس کے سود، مقسوم یا لگان سے مختلف رقمیں وضع کی گئیں۔ اس سے اپنی کل آمدنی کے متعلق اعلان کرنے کا کبھی مطالبہ نہیں کیا جاتا۔ ٹکس وصول کرنے والے حکام کو چاہیئے کہ صرف اسی آمدنی کی مقدار براہ راست معلوم کریں جس پر اس کے پاس پہنچنے سے بیشتر محصول عائد نہیں ہوا۔ بلا شبہ ایسے اشخاص بھی ہوں گے جن کی مجموعی آمدنی کا اس طرح اندازہ کرنا پڑے گا؛ جیسے چھوٹے تاجر، وکیل یا طبیب اور غالباً ممالک غیر کی جائدادیں اصل مشغول کرنے والے لیکن تقریباً ہر اس شخص کو جس کی آمدنی کثیر ہے

باب ۲۹
آمدنی اور وراثت کے محصول

526

اس آمدنی کے صرف ایک جزو کے متعلق اعلان کرنے کی ضرورت ہے، یا بہت ممکن ہے کہ کسی جزو کے متعلق اعلان ہی نہ کرنا پڑے۔ ابتداہی میں محصول کاٹ لینے کے طریق میں جو آسانی، سہولت اور تیقن ہے وہ ہر ٹیکس ادا کرنے والے کی یکمشت آمدنی کا اندازہ قایم کرنے کی کوشش سے تناقض رکھتا ہے؛ اور اس کے بغیر طریق متزائد کا کوئی اطلاق نہیں کیا جاسکتا۔

باوجود اُن انتظامی فوائد کے جو اصول محصول متزائد سے باز رہنے کی بناپر حاصل ہوئے ہیں برطانوی انکم ٹکس کی تنظیم جدید ٹھیک طریق متزائد ہی کی سمت میں عمل میں آئی ہے۔ عدم مساوات کے خلاف قانون وضع کرنے کی جانب جو عام میلان ہے اس کی قوت کا اس سے زیادہ قوی ثبوت نہیں ہوسکتا۔ ۱۹۱۰ء میں جس میزانیہ میں شہر کی سکونتی زمین کی بڑھتی ہوئی قیمت پر محصول عائد کرنے کی ناکام کوشش کی گئی تھی اسی میں فوقی محصول (Supertax) کے نام سے ایک محصول عائد کیا گیا؛ یہ ایک زائد ٹکس تھا جو بہت ہی بڑی آمدنیوں پر، یعنی جو ۵۰۰۰ پونڈ سالانہ سے زائد ہوں، عائد کیا گیا۔ ۱۹۱۴ء تا ۱۹۱۸ء کی جنگ میں اس ٹکس کا نفاذ دو ہزار پونڈ سالانہ سے زائد آمدنیوں پر ہونے لگا، اور اس مقدار سے آمدنی جتنی جتنی زیادہ ہوتی گئی اتنا اتنا متزائد طریقے پر زیادہ محصول عائد کیا گیا۔ اس طرح عظیم ترین آمدنیوں پر مجموعی ٹکس کی مقدار تقریباً ۵۰ فی صد ہوگئی۔ ایسا زائد ٹکس ان سب اشخاص کی مجموعی آمدنیوں کا اندازہ کیئے بغیر نہیں عائد کیا جاسکتا جن کی آمدنی کی یہ مقدار ہے یا جن کے متعلق یہ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ اتنی آمدنی رکھتے ہیں۔ اس طرح انکم ٹکس کے عہدہ داروں کو ایک نئے اور مشکل مسئلے کا مقابلہ کرنے پر مجبور ہونا پڑتا ہے۔ انھیں آمدنیوں کی صحیح کیفیت حاصل کرنی پڑتی ہے، لیکن اسی کے ساتھ ساتھ لازمی طور سے ٹکس سے بچنے، آمدنی کو پوشیدہ رکھنے اور فریب دہی کے سلسلے میں جو دشواریاں پیش آتی ہیں

باب ۶۹
آمدنی اور وراثت کے محصول

ان کا بھی مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔

نہ صرف اس رُخ پر ماخذ ہی میں محصول کاٹ لینے کے صحیح اصول سے اور طریق متناسب سے انحراف کیا گیا، بلکہ جس حد تک انحراف کیا گیا اس میں بھی محنت کی آمدنی اور جائداد کی آمدنی یا بہ لحاظ مصطلحات برطانیہ "مکتسب" و "غیر مکتسب" آمدنی میں تفریق وتبدیلی کردی گئی۔ ۱۹۰۷ء سے آغاز کرکے محنت کی آمدنیوں پر ادنیٰ شرح سے محصول عائد کیا گیا، لیکن ان لوگوں کے ساتھ نسبتاً کم رعایت کی گئی جن کی مجموعی آمدنی تمام ذرائع سے معتدل تھی (یعنی ۲۰۰۰ پونڈ یا اس سے کم) اور اس سے زیادہ آمدنی والوں کے ساتھ کوئی رعایت نہیں کی گئی۔ نئے اصول پر عمل کرنے کے سلسلے میں تخفیف کا طریقہ پھر اختیار کیا گیا؛ اس کی رو سے یہ لازم گردانا گیا کہ ٹکس ادا کرنے والے کی جانب سے اس کی مجموعی آمدنی کی کیفیت کا اعلان کیا جائے اور اس طرح ماخذ ہی میں محصول کاٹ لینے کے نیم مصنوعی طریق سے مزید انحراف کیا جائے۔ پورا برطانوی انکم ٹکس کا انتظام اس طرح مختلف صورتوں سے ترمیم پانے کے بعد ایک پیچیدہ اور پیوندزدہ ڈھانچ بن گیا، وہ کسی مربوط خاکے کے مطابق نہ تھا اور اس کا انتظام تکلیف دہ تھا۔ پھر بھی فی الحقیقت اس کا انتظام کسی رکاوٹ کے بغیر عمل میں آیا؛ اور محصول وصول کرنے کے اعتبار سے وہ غیر معمولی طور سے موثر رہا۔ معمولی محنت کی آمدنیوں کی موافقت میں طول طویل تفریق، تمام کثیر المقدار آمدنیوں پر طریق متزائد کے اطلاق کی طرح اس احساس کی ترقی کا ثبوت تھی کہ محصول میں بھی سرکاری جدوجہد کے دوسرے شعبوں کی طرح معاشرے کی تنظیم جدید کے پوشیدہ اساسی میلانات کا لحاظ کرنا چاہیئے۔

۳۔ وہ انکم ٹکس بالکل مختلف قسم کا ہے جس میں محض فرد واحد کی مجموعی آمدنی کا لحاظ کیا جاتا ہے۔ چنانچہ جنگ عظیم سے پیشتر پرشیا کے انکم ٹکس کی یہی حالت تھی، اور برا عظم کے ملک

527

باب ۶۹
آمدنی اور وراثت کے محصول

اُس وقت اس کو نمونہ قرار دے کر اس کی تقلید کرنے کی جانب مائل تھے۔ جنگ کے بعد سے جمہوریۂ جرمنی نے بھی اسی کی پیروی کی، اگرچہ شرحیں بہت زیادہ رکھی گئی ہیں اور طریق متزائد کو نمایاں شکل میں اختیار کیا گیا ہے۔ لازمی طور سے ہر ٹیکس ادا کرنے والے کی آمدنی معلوم کرنی پڑتی ہے؛ اور تمام قسم کی آمدنیوں کے بارے میں اصول متزائد کو آسانی کے ساتھ استعمال کیا جا سکتا ہے۔ آمدنی کی تشخیص دو طریقوں سے کی جا سکتی ہے؛ ایک تو یہ کہ حکام اس کام کو انجام دیں اور دوسرا یہ کہ ٹیکس ادا کرنے والا مطلوبہ معلومات حلفاً مہیا کرے۔ حلفی بیان کے بغیر تخمینہ قائم کرنے کے معنی کم و بیش قیاس آرائی کے ہیں اور کثیر المقدار آمدنیوں کی حد تک اس کے معنی عظیم عدم مساوات اور بالعموم سنگین غلطیوں کے ہیں۔ تجربے نے ثابت کر دیا ہے کہ اس لزوم کے بغیر اس قسم کا کوئی ٹیکس حسب دل خواہ عمل نہیں کرتا۔ حلفی بیانات لازماً طلب کرنے چاہئیں؛ یعنی صرف برائے نام طلب نہ کرنے چاہئیں بلکہ محصول کے حقیقی انتظام و اہتمام کی غرض سے طلب کرنے چاہئیں۔

لیکن حلفی بیان میں بھی خاص دشواریاں پیش آتی ہیں۔ محصول کی مقدار ٹیکس ادا کرنے والے کے شخصی بیان پر منحصر رکھی جاتی ہے۔ اس میں محصول سے بچنے اور فریب دینے کی ترغیب ظاہر ہے۔ بیان دینے سے قاصر رہنے یا غلط بیانی کرنے کی تعزیر کا نفاذ آسان نہیں ہے۔ ٹیکس ادا کرنے والوں کے اخلاق کی تخریب، عہدہ داروں کی بے تکلف چشم پوشی اور اس طرح اساسی مقصد کے حصول کی ناکامی کا دائمی خطرہ ہے، یعنی اس کا اندیشہ ہے کہ حقیقی آمدنیوں کے حساب سے متزائد محصول ٹھیک نہ بیٹھے۔ اپنے عمل کے اعتبار سے آمدنی کے محصول اکثر و بیشتر زبان زد خلائق اور مطعون رہے ہیں۔

باب ۲۶
آمدنی اور وراثت کے محصول
528

دشواریاں محض محصول سے بچنے اور بد دیانتی کی وجہ سے نہیں پیدا ہوتیں۔ ان کا انحصار اس چیز میں مداخلت کے خلاف غصہ و غم پر ہے جس کو خانگی معاملات خیال کیا جاتا ہے۔ اکثر اشخاص خوش دلی کے ساتھ اپنی آمدنی پر معقول محصول تو ادا کر دیتے ہیں، لیکن متجسس آنکھوں کے سامنے اسی آمدنی کا مفصل حساب پیش کرنے کے لیے آمادہ نہیں ہوتے۔ معاشری فلسفی حقیقت میں یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ ایک غیر معقول میلان طبع ہے، بلکہ آمدنی کے حق بجانب ہونے کے بارے میں ایک طرح کے اشتباہ کا اقبال ہے۔ اگر یہ حق بجانب ہے کہ کسی کی آمدنی کثیر المقدار ہو تو پھر، اس کی مقدار یا اس کے ماخذ کو اس طرح کیوں چھپایا جاتا ہے؟ لیکن ان صدیوں میں جن میں اکتساب املاک، جاہ طلبی کا نصب العین رہا ہے انسانوں کے طور طریق نے جس طرح نشو نما پائی وہ اس قدر سیدھا سادہ نہیں ہے جس قدر اس سوال سے مترشح ہوتا ہے۔ خانگی معاملات کو پوشیدہ و مخفی رکھنے کی قوی جبلت مِلک و آمدنی کے قبضہ و تصرف تک وسیع ہو گئی ہے؛ خواہ وہ معقول ہو یا نہ ہو، لیکن موجود ہے؛ مکمل بیان طلب کرنے اور سب سے بڑھ کر وسیع اشتہار کا اندیشہ اس جبلت کو ٹھیس لگاتا ہے۔

یہ متعدد دشواریاں ناقابل حل نہیں ہیں۔ اگر کارکنوں کا عملہ متدین، تربیت یافتہ اور تجربہ کار ہو، اور محصول کا نظام عمدہ ہو تو، ان دشواریوں کا کافی کامیابی کے ساتھ مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔ حلفی بیانات کے نہایت مفصل ہونے کی ضرورت نہیں ہے، اور نہ اس کی ضرورت ہے کہ ان کے معائنے کی عوام کو عام اجازت دی جائے۔ کچھ معمولی سی تشہیر، غلط بیانی کے خلاف تحفظ کے طور پر غالباً ضروری ہے؛ لیکن تمام دنیا کے لیے واقعات کو شائع کرنے کی ضرورت نہیں۔ اگر مستقل منتظموں کے ساتھ کام کرنے کے لیے تجربہ کار،

باب ۶۹ آمدنی اور وراثت کے محصول

صائب الرائے اور معروف حیثیت کے مقامی اشخاص کی منتخب جماعت بغرض تعامل و مشاورت مہیا کرلی جائے تو کافی ہے۔ یہ ضروری ہے کہ یہ مشیر ایسے اشخاص ہوں جو مختلف ٹکس ادا کرنے والوں کی ممکنہ آمدنیوں کی حالت سے کچھ واقفیت رکھتے ہوں اور جن کے روبرو ٹکس ادا کرنے والے بالکل غلط بیانات پیش کرنا پسند نہ کریں یا اس کی جرات نہ کریں۔ اسی قسم کی تدبیر پر پرشیا میں عمل کیا گیا، اور انگریزی نظام کے اس حصے میں بھی عمل کیا جاتا ہے جس میں بیانات داخل کرنا ضروری ہے۔ مختلف طریقوں کی تفصیل میں پڑنا موجودہ کتاب کے حدود سے تجاوز کرنا ہے۔ یہ کہہ دینا کافی ہے کہ اگر قابل اور ہوشیار عہدہ داروں کا مناسب اور مستقل عملہ موجود ہو، حلفی بیانات کا لزوم برقرار رہے، اور انتظامات کی نگرانی اور معائنہ اس حد تک کیا جائے جو وسیع تشہیر کے حدود میں داخل نہ ہو تو، محصول آمدنی کا انتظام، خواہ وہ متزائد محصول ہی کیوں نہ ہوں، کامیابی کے ساتھ کیا جاسکتا ہے۔ لیکن اس میں شبہ نہیں ہو سکتا کہ بہت کچھ انحصار محصول کی مقدار پر بھی ہے۔ وہ جتنی زیادہ ہوگی اتنا ہی نہ صرف محصول سے بچنے کا خطرہ زیادہ ہوگا، بلکہ تخریب اخلاق کو روکنے کی دشواری بھی زیادہ ہوگی۔

529

انکم ٹکس اس لحاظ سے کہ سال بہ سال ان کو از سر نو منظم کیا جاسکتا ہے خاص طور سے موزوں ہیں۔ اس اعتبار سے وہ وراثت کے محصولوں پر تفوق رکھتے ہیں؛ اس لیے کہ، جیسا کہ عنقریب بیان ہوگا، ان میں مالی نقطۂ نظر سے مقررہ قسم کی لچک نہیں ہوتی۔ اگر انکم ٹکس میں ایک سال اضافہ کردیا جائے تو سب زائد بار کو برداشت کرتے رہیں، اگر دوسرے سال ان میں کمی کردی جائے تو سب اس تخفیف سے فائدہ حاصل کرتے ہیں۔ برطانیہ عظمیٰ میں انکم ٹکس کو سرکاری میزانیہ کو متوازن کرنے کے ذریعے کے طور پر بہت زمانے تک استعمال کیا جاتا تھا؛ یعنی آمدنی کے گھاٹے کے زمانے میں محصول بڑھادیا جاتا تھا،

باب ۱۹

آمدنی اور وراثت کے محصول

اور معمولی زمانوں میں کم کر دیا جاتا تھا۔ بدیہی طور سے اس اصول کا ضروری جزو یہ ہے کہ معمولی زمانے میں محصول اُس بیشترین حد تک نہ بڑھانا چاہیئے جہاں وہ بآسانی وصول کیا جا سکتا ہو۔ شدید ملی ضرورتوں کے لیے گنجایش چھوڑنا ضروری ہے۔ انیسویں صدی میں امن کے زمانے میں برطانوی شرح آٹھ پنس فی پونڈ سے زیادہ نہ تھی؛ یعنی تقریباً ۳⅓ فی صد تھی۔ لیکن بیسویں صدی کے پہلے عشرے میں وہ تقریباً ایک شلنگ فی پونڈ یا ۵ فی صد ہو گئی۔ ۱۹۱۴ء کی جنگ عظیم کے آغاز کے بعد تمام مادی ذرایع پر ممکنہ دباؤ پڑا اور محصول کے ذریعہ جتنا کھینچا جا سکتا تھا، کھینچا گیا۔ معمولی شرح بڑھا کر ۶ شلنگ فی پونڈ یا ۳۰ فی صد کر دی گئی۔ برخلاف اس کے کثیر المقدار آمدنیوں پر جو سر محصول (Surtax) عائد کیا گیا اس کی شرح ۴½ شلنگ فی پونڈ یا ۲۲½ فی صد رکھی گئی۔

تمام محصولوں کے مثل یہ محصول اس لحاظ سے دقت طلب ثابت ہوا کہ ایک دفعہ اس کے چوٹی تک پہنچ جانے کے بعد اس میں کمی نہیں کی جا سکتی تھی؛ اور محصول کا استعمال لچکدار آلے کے طور پر معرض خطر میں پڑ گیا۔ اس موقع پر قبل از قبل یہ خیال ظاہر کرنا ناموزوں نہ ہو گا کہ کچھ اسی قسم کی صورت ریاستہائے متحدہ میں رونما ہوئی۔ امریکہ کے یوروپی جنگ میں شرکت کرنے پر انکم ٹکس میں نمایاں اضافہ کر دیا گیا اور اس کے بعد سے اس سے زیادہ اعلیٰ شرحوں پر اس کو قائم رکھا گیا جو کبھی مناسب خیال نہ کی جا سکتی تھیں۔ یہ تو زمانۂ جنگ کی خصوصیت تھی کہ اس میں وہ سب تدابیر اختیار کر لی جاتی تھیں جو معمولی زمانے میں بالکل ناقابل عمل خیال کی جاتی تھیں۔

۵۔ ریاستہائے متحدہ میں دستوری مزاحمتیں ایک زمانے تک وفاقی محصول آمدنی کی راہ میں حائل رہیں۔ یہ صحیح ہے کہ ایسا ٹکس خانہ جنگی کے زمانے میں عائد اور وصول کیا گیا؛ لیکن جب

باب ۶۶
آمدنی اور وراثت کے محصول

530

مابعد زمانے، یعنی ۱۸۹۴ء میں وہ دوبارہ عائد کیا گیا تو، اس کو نادرست قرار دیا گیا۔[1] ۱۹۱۳ء میں دستور میں انکم ٹکس کی حد تک ترمیم کرکے جس کی وجہ سے کانگرس کو آزادیٔ عمل کا موقع ملا، یہ سوال حل کر دیا گیا۔ ۱۹۱۳ء کے قانونِ محاصل میں آمدنیوں پر عام محصول عائد کرکے اس اجازت سے فوراً فائدہ حاصل کیا گیا۔ نہ صرف اس صورت میں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ وفاقی سرمایۂ محفوظ کے بنک کے نظام کا قیام ملک کے لیے بڑی خوش نصیبی کی بات تھی۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے، وفاقی سرمایۂ محفوظ کا نظام، جو بر وقت اور مناسب موقع پر قائم ہوا تھا، جنگِ یورپ کے باقی ماندہ سالوں میں غیر معمولی طور سے کارآمد ہو گیا۔ اسی طریقے سے انکم ٹکس پر، جس کا نفاذ خالص امن و امان کے زمانے میں ہوا تھا، آیندہ دو سالوں میں معقول اور موثر طریقے پر عملدرآمد ہوا۔ جس وقت جنگی ضروریات محسوس ہوئیں تو یہ محصول بڑی رقومات وصول کرنے کا فوری ذریعہ ثابت ہوا اور اس کے لیے محض اس ٹکس کی شرح میں نمایاں اضافہ کرنا پڑا جو پہلے سے قائم تھا اور جس پر پہلے سے عملدرآمد ہو رہا تھا۔[2]

---

[1] مقابلہ کرو باب ۲۴، فصل (۲) سے۔

[2] اس کتاب کے ۱۹۱۴ء کے ایڈیشن میں جو ۱۹۱۳ء کے قانونِ مداخل کی منظوری کے فوراً ہی بعد شائع ہوا تھا، مصنف نے اسی زمانے کے مروجہ انکم ٹکس کے متعلق حسب ذیل خیال ظاہر کیا تھا:۔ "آمدنیوں پر وفاقی حکومت نے محصول لگانا شروع کر دیا ہے۔ نہ صرف یہ ممکن ہے کہ یہ محصول ریاستہائے متحدہ کے نظامِ مداخل کا مستقل جزو رہے بلکہ یہ کہ شرح زیادہ ہو جائے گی اور طریقِ تنزائد پر نمایاں طور سے عمل ہونے لگے گا۔ مالی ضرورتیں جلد ہی یا دیر سے شرح کے اضافے کا موقع بہم پہنچائیں گی، اور معاشری تنظیم جدید کا روز افزوں جذبہ طریقِ تنزائد کو اور زیادہ نمایاں کرنے کا باعث ہوگا۔ اس جذبے اور آخری مالی ضرورت کی بنا پر ممکن ہے کہ زیادہ مناسب نتائج رونما ہوں یعنی مستثنیٰ کردہ اقل مقدار میں تخفیف ہو جائے اور محصول معاشری طبقوں کی کسی قدر زیادہ گہرائیوں تک رسائی حاصل کر سکے۔" یہ پیشین گوئی حیرت انگیز طور سے قلیل مدت میں صحیح ثابت ہوئی۔

باب ۶۹
آمدنی اور وراثت کے محصول

سنہ ۱۹۱۳ء کے قانون میں، ماخذ ہی میں محصول کاٹ لینے کے اصول کا اطلاق کرنے کی کچھ کوشش کی گئی تھی۔ لیکن اس طریقے کا اطلاق پوری طرح یا مسلسل اور مربوط طریقے پر نہیں کیا گیا؛ اور چونکہ متعاقب قوانین کی بنا پر ترمیم شدہ شرایط کا اضافہ کیا گیا، اس لیے یہ طریقہ آئے دن پس پشت ہوتا گیا، اور انجام کار صرف ایک ہی اہم جگہ میں اس کا عمل باقی رہ گیا؛ یعنی مشترک سرمائے کی تجارتی انجمنوں پر اور ان تجارتی انجمنوں کے حصہ داروں کی آمدنیوں پر محصول کی صورت میں۔ ریاستہائے متحدہ کے حالات اکثر اعتبارات سے ابتدا ہی میں محصول وصول کر لینے کے طریق کے موافق ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ اس میں نظم و نسق کے بعض پیچیدہ مسائل مضمر ہیں۔ جہاں تک حقیقی جائداد کی آمدنیوں کے محصول کا تعلق ہے وہاں تک، ریاستوں اور مقامی حکومتوں سے حقیقی یا ظاہری نزاع و اختلاف ہے۔ لیکن اس کا پوری طرح اطلاق کرنے کی راہ میں جو مزاحمتیں ہیں ان کے منجملہ ایک اہم ترین مزاحمت، اصول متزائد کے بارے میں ناگزیر نزاع ہے۔ اور طریق متزائد کی جانب اس قدر قوی میلان ہے کہ محصول کا جو نظام بھی اس کے خلاف قائم ہو اس کا جلدی یا دیر سے ٹوٹ جانا ضروری ہے۔

سنہ ۱۹۱۳ء تا سنہ ۱۹۱۹ء میں امریکی انکم ٹکس نے نشو و نما پائی، اور اس لحاظ سے وہ جس طرح عائد کیا جاتا تھا اس کے دو جز و تھے۔ ایک تو معمولی ٹکس جو سب آمدنیوں پر یکساں عائد کیا جاتا تھا، اگرچہ قلیل المقدار آمدنیوں پر وہ بتدریج قلیل مقدار میں عائد کیا جاتا تھا، اور دوسرا زائد ٹکس یا سر محصول (Sur-tax) جو برطانوی نظام کے فوق محصول (Super tax) سے مماثلت رکھتا تھا، لیکن اس میں طریق متزائد پر بہت زیادہ باقاعدہ اور نمایاں طریقے پر عمل کیا جاتا تھا معمولی ٹکس سنہ ۱۹۱۳ء میں صرف ایک فی صد تھا؛ لیکن جس زمانے میں مالی ضرورت سب سے زیادہ شدید محسوس ہوئی اُس زمانے میں اس کی مقدار ۱۲ فی صد تھی، اور جنگ عظیم کے اختتام پر اس کو گھٹا کر ۸ فی صد کر دیا گیا۔ جیسا کہ

531

باب ۲۹
آمدنی اور وراثت کے محصول

ابھی بیان کیا جا چکا ہے، وہ ہمیشہ کے لیے سرمایۂ مشترک کی تجارتی انجمنوں کی خالص آمدنیوں پر عائد کیا گیا، اور چونکہ دراصل وہ ان انجمنوں سے ہی وصول کیا جاتا تھا اس لیے اس کو ایسا ٹکس سمجھا جاتا تھا جو حصہ داروں کی آمدنی کے ماخذ پر لگایا جائے۔ چنانچہ انجمن کے حصص پر افراد کو جو آمدنی وصول ہوتی تھی اس کے متعلق یہ سمجھا جاتا تھا کہ اس پر محصول ادا ہو چکا ہے، اور مقسوموں پر دوبارہ محصول عائد نہ کیا جاتا تھا، اس حد تک محصول ماخذ ہی میں وصول کر لیا جاتا تھا لیکن دوسرے اعتبارات سے ۱۹۱۳ء میں جو قدم اس طریقے کے وسیع اطلاق کی جانب اٹھایا گیا وہ برقرار نہیں رکھا گیا۔ مشترکہ انجمن کی آمدنیوں اور مقسوموں کے ساتھ اس برتاؤ کے قطع نظر اور دوسرے کم اہمیت کے شرایط کے قطع نظر، عام طور سے ٹکس ادا کرنے والے کے بیان پر اعتماد کیا جاتا تھا۔

انکم ٹکس کے تمام آئین و قوانین کی طرح، ایک اقل مقدار مقرر کی گئی جو محصول سے مستثنیٰ تھی؛ مزید براں یہ بھی قرار دیا گیا کہ یہ اقل مقدار کسی شخص کی قابل محصول آمدنی کا جزو کسی طرح نہ سمجھی جائے گی۔ بہت کثیر المقدار آمدنیوں کی صورت میں بھی کل مقدار پر محصول عائد نہ کیا جاتا تھا، بلکہ صرف مقررہ مستثنیٰ رقم سے زائد مقدار پر عائد کیا جاتا تھا۔ ۱۹۱۳ء میں مستثنیٰ مقدار معمولی حالت میں صدرِ خاندان کے لیے ۴۰۰۰ ڈالر تھی، اور دوسروں کے لیے جو صدرِ خاندان نہ ہو ۳۰۰۰ ڈالر تھی۔

یہ مستثنیات بے حد فیاضانہ تھے۔ زمانۂ قبل از جنگ کے مالی معیار کے لحاظ سے ۴۰۰۰ ڈالر کی آمدنی کے معنی معقول خوش حالی کے تھے، اور انکم ٹکس سے کامل استثناء کا حق درست نہ ہو سکتا تھا لیکن جب جنگ کی عملی ضرورتوں نے نسبتاً دلیرانہ حکمت عملی اختیار کرنے پر مجبور کیا تو، مستثنیٰ مقداریں گھٹا کر علی الترتیب ۲۰۰۰ ڈالر اور ایک ہزار ڈالر مقرر کی گئیں۔ اور جیسا کہ آیندہ چلکر ہوا یہ تخفیف شدہ اعداد تقریباً فوراً بہت زیادہ کم محسوس کیے جانے لگے۔ قیمتوں اور اجرت کے

باب ۶۹
آمدنی اور وراثت کے محصول
532

اضافے کا یہ نتیجہ ہوا کہ ۱۹۱۸ء اور ۱۹۱۹ء میں ۲۰۰۰ ڈالر کی قوتِ خرید ۱۹۱۳ء کی اسی رقم کی قوتِ خرید کی نصف سے بھی کم رہ گئی مستثنیٰ مقدار ابتدا میں بہت زیادہ تھی، لیکن اصلاحی تدابیر اختیار کرنے کے تقریباً فوراً بعد ہی بہت گھٹ گئی۔ اس سے بہتر کوئی مثال غیر متوقعہ اور کامل بدنظمی اور انتشار کی نہیں مل سکتی جو جنگ کے باعث تمام مالی معیاروں میں رونما ہوا۔

اس نظام کے دوسرے جزو، یعنی زائد ٹکس یا سر محصول نے اس امر کی جانب لازمی طور سے رہبری کی کہ ہر کس و ناکس جو ٹکس کی ادائی کا ذمہ دار ہے اس پر حلفی بیان لازم کر دیا جائے؛ اس لیے کہ محض اسی طریقے ہی سے یہ معلوم کیا جا سکتا تھا کہ کسی شخص کی آمدنی کی مجموعی مقدار کیا ہے اور آیا زائد محصول اس کے ذمے واجب الادا ہے کہ نہیں۔ ۱۹۱۳ء میں سر محصول کی شرحیں، معمولی محصول کی شرحوں کی طرح ادنیٰ تھیں۔ لیکن جنگ عظیم کے زمانے میں وہ ایسی سطح تک بڑھا دی گئیں جس کا ابتدائی مرحلے میں وہم و گمان بھی نہ کیا جا سکتا تھا۔ ۱۹۱۳ء میں اعلیٰ ترین سر محصول کسی شخص کی آمدنی کے اُس جزو پر جو ۵۰۰۰۰۰ ڈالر سے زائد تھا، ۶ فی صد تھا؛ ۱۹۱۹ء میں اعلیٰ ترین شرح، آمدنی کے اُس جزو پر جو ۱۰۰۰۰۰۰ ڈالر سے زائد تھا، ۶۵ فی صد تھی۔ دس سال پیشتر طریق متزائد کا ایسا اطلاق، امکان یا معقولیت کے حدود سے باہر تصور کیا جاتا۔ پھر بھی زمانۂ جنگ کے فوجی جوش اور حب الوطنی کے دباؤ کے تحت اس کی بہت زیادہ مخالفت نہیں کی گئی؛ اور اگرچہ اُن حالات کے انجام کار عود کر آنے کے ساتھ جو معمولی خیال کیے جاتے تھے، اس محصول میں کمی ہونے کا قرینہ تھا، لیکن جنگ کے نتیجے کے طور پر کثیر المقدار آمدنیوں پر کامل متزائد محصولوں کا طریق وفاقی محصول کے نظام میں مستقل طور سے شامل ہو گیا۔

جائداد کی آمدنیوں اور محنت کی آمدنیوں میں تفریق کرنے کی

باب ۶۹
آمدنی اور وراثت کے محصول

کوشش نہیں کی گئی۔ اس نقص کا باعث بلاشبہ یہ اساسی کوشش تھی کہ ماخذ ہی میں محصول کاٹ لینے کے طریق کا وسیع پیمانے پر اطلاق کیا جائے اور کسی نہ کسی تفریق کو مبنی بر انصاف تسلیم کیے جانے کے پیش نظر اس کو نقص ہی خیال کرنا چاہیئے۔ جہاں تک اصول متزائد کا تعلق ہے وہاں تک اس طریق کی منطق کو، جو یکساں شرح کی جانب رہبری کرتی ہے، شروع ہی سے نظر انداز کیا گیا۔ اس نے اپنے آثار اس طرح چھوڑے کہ ایسی دو قسم کی آمدنیوں سے مساوی سلوک کیا جن کے مابین بیشتر بین معاشری فرق و امتیاز تھا۔

۶۔ وراثت کے محصول جو انتظامی مسائل پیش کرتے ہیں وہ محصول آمدنی کے مسائل سے کسی قدر مختلف ہیں۔ اس میں طریق متزائد کا اطلاق نسبتاً آسان ہے۔ اسی کے ساتھ یہ سوال کہ کیا طریق متزائد مناسب ہے اپنے آپ کو نمایاں طریقے پر پیش کرتا ہے۔

متوفی شخص کی جائداد کا انتقال کسی عدالت یا ایسے انتظامی محکمے کی نگرانی کے تحت ہونا چاہیئے جو عدالت کے مماثل ہو، تاکہ جائداد کے حقداروں اور مدعیوں کو لڑائی جھگڑے یا حیلہ و فریب سے روکا جا سکے۔ اسی وجہ سے تمام تہذیب یافتہ ممالک میں وصیت ناموں کی تنظیم خاص احتیاط کے ساتھ کی جاتی ہے، اور متوفی کی جائدادوں کے تصفیے پر عدالتی عہدہ داروں یا ججوں کی نگرانی قائم کی جاتی ہے۔ وہ اپنے اختیارات براہ راست ان لوگوں پر صرف کرتے ہیں جو از روئے قانون، تصفیہ و تقسیم جائداد کے ذمہ دار قرار دیئے گئے ہیں، یعنی وصی یا وصیت کی تکمیل کرانے والے منتظمین۔ اس میں محصول وصول کرنے کا بہت ہی مناسب موقع ملتا ہے۔ اوصیا اور مہتممان ترکہ سے ٹکس ادا کرنے کا مطالبہ کیا جاتا ہے، اور وہ اس وقت تک بری الذمہ نہیں قرار پاتے جب تک وہ ادائی محصول کا ثبوت پیش نہ کریں۔

533

باب ۶۹
آمدنی اور وراثت کے محصول

اگر ایسے محصولوں کا بخوبی انتظام کیا جائے تو، ان سے بچنا آسان نہیں ہے۔ محصول کے ضوابط اس طریقے پر مرتب کیے جا سکتے ہیں کہ ان کی گرفت نہایت مضبوط ہو ایسے علاقے میں تبدیل سکونت کرنے پر جہاں اس قسم کے محصول رائج نہ ہوں فی الحقیقت مقدمہ چلایا جا سکتا ہے۔ اس طرح بچ نکلنا ریاستہائے متحدہ امریکہ کی حد تک بدیہی طور سے ممکن ہے؛ اس لیے کہ یہ ممکن ہے کہ ان میں سے بعض میں وراثت پر محصول نہ لگایا جاتا ہو اور محض ادنیٰ شرح سے لگایا جاتا ہو۔ لیکن وراثت کے محصول جتنے زیادہ مروج اور پھیلے ہوئے ہوں گے اتنا ہی آسانی اور کامیابی کے ساتھ تبدیلِ مقام یا سکونت کا کم موقع ملے گا۔ وفاقی حکومت کی جانب سے وراثت پر جو محصول لگائے جائیں ان سے بچنے کی ترکیب بدیہی طور سے یہ ہو سکتی ہے کہ کسی ایسے بیرونی ملک کو نقل مقام کیا جائے جہاں ایسے محصول عائد نہیں کیے جاتے یا بہت ادنیٰ شرح سے عائد کیے جاتے ہیں۔

بڑے اپنی زندگی ہی میں خاصکر بچوں کو جو حصے اور عطیے دیتے ہیں وہ بھی گویا محصول سے بچنے کا ایک طریقہ ہے۔ ان پر بھی محصول بالعموم اسی شرح سے عائد کیا جاتا ہے جس شرح سے وراثتوں پر؛ لیکن ایسے قانونی تصویہ سے زیادہ موثر مزاحمت یہ ہے کہ مالکانِ جائداد اپنے عزیز ترین و قریب ترین رشتہ داروں کو اپنی جائداد منتقل کرنے سے ہچکچاتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ محصول سے بچنے کے مختلف ممکنہ طریقے اسی تناسب سے اختیار کیے جانے کا قرینہ ہے جتنی کہ شرح اعلیٰ ہے، اور سب سے زیادہ حین حیات جائداد تقسیم کرنے کے طریق پر عمل کیا جا سکتا ہے۔ اس میں بھی دوسری متعدد قسم کے محصولوں کے مثل اعلیٰ شرح کے مقابلے میں اعتدال شرح کے عملاً زیادہ موثر، زیادہ حقیقی طور سے ہموار، اور آمدنی کے اعتبار سے زیادہ پیدا آور ہونے کا امکان ہے۔

باب ۲۹
آمدنی اور وراثت کے محصول

وراثت کے محصول اپنے اثرات کے اعتبار سے اس وقت تک مساوی نہیں ہوتے، یعنی سب ٹیکس ادا کرنے والوں پر ان کا مساوی بار نہیں پڑتا جب تک انھیں مقررہ شرحوں سے طویل مدت تک برقرار نہ رکھا جائے۔ اگر کافی مدت تک شرحیں مقرر رکھی جائیں تو، سب جائدادوں کو خطرہ برداشت کرنا ضروری ہوگا۔ لیکن اگر شرحیں قلیل وقفے سے تبدیل کی جائیں تو، بعض جائدادوں پر ایک شرح سے محصول ادا کیا جائے گا اور اسی نوعیت و مقدار کی دوسری جائدادوں پر مختلف شرح سے محصول ادا کیا جائے گا۔ اسی وجہ سے محصول کی اس شکل کو، آمدنیوں کے محصول کے برعکس، مختلف مالی ضروریات کو پورا کرنے کی غرض سے اختیار نہ کرنا چاہیے۔ ۱۸۹۸ء میں جنگ ہسپانیہ کے زمانے میں ریاستہائے متحدہ نے وراثت کے محصول جائداد کے پیمانے اور قرابت کے درجے کے مطابق ۳/۴ فی صد سے لیکر ۱۵ فی صد تک عائد کیے۔ جنگ کے ختم ہوتے ہی چونکہ آمدنی وافر ہوگئی، اس لیے یہ محصول ۱۹۰۱ء میں منسوخ کر دیئے گئے۔ جو لوگ اس تین سال کی مدت میں فوت ہوئے ان کی جائدادوں پر محصول لگایا گیا، لیکن ایسی جائدادیں بہ کثرت رہ گئیں جن پر کوئی محصول عائد ہی نہیں کیا گیا۔ ایسے آئین و قوانین محصول کے اس ابتدائی اور سادہ ترین ضابطے کو توڑ دیتے ہیں کہ ایسے اشخاص پر جن کے حالات یکساں ہوں مساوی محصول عائد کرنا چاہیئے۔ برطانیۂ عظمیٰ نے اس سے زیادہ دانشمندانہ طریقہ اختیار کیا اور اپنے محصول وراثت کو ۱۹۱۴ء تا ۱۹۱۸ء کی جنگ کے زمانے کی غیر معمولی عملی ضرورتوں کے تحت غیر متبدل حالت میں برقرار رکھا۔ اگرچہ ایسے محصولوں کے متعلق یہ توقع نہیں کی جاسکتی کہ ان کی یکساں و مقررہ شرحیں غیر معین مدت تک قائم رہیں گی، اس لیے کہ اساسی معاشرتی مسائل کی جانب عوام کے طرز عمل و میلان کے تغیرات کے ساتھ ساتھ

534

باب ۲۹
آمدنی اور وراثت کے محصول

نئے اصولِ عمل کا اختیار کیا جانا ضروری ہوگا؛ پھر بھی شرح ایک حد تک مستقل ہونی چاہیئے، جس میں سیاسی انقلابات یا موجودہ مالی ضروریات کے اثرات کے تحت کوئی تغیر نہ ہونا چاہیئے۔

برطانیۂ عظمیٰ کے وراثت کے محصولوں کے پورے ترقی یافتہ نظام میں، جو ۱۸۹۴ء کے قانون کے نفاذ کے تحت جاری و ساری ہوا، حقیقی ورثا کو ملنے والی جائدادوں پر بیشترین شرح ۸ فی صد تھی جو دس لاکھ پونڈ سے زائد مالیت کی جائدادوں پر عائد کی جاتی تھی؛ بڑی جائدادوں کی حد تک جو عزیزوں کے علاوہ دوسروں کو ملتی تھی، اعلیٰ ترین شرح ۱۸ فی صد تھی۔ جنگ عظیم کے ختم کے بعد سے یعنی ۱۹۲۰ء میں صورتِ حالات کی باقاعدہ نظرثانی کرکے ان شرحوں میں مزید اضافہ کر دیا گیا۔ اوسط درجے کی جائدادوں کے بارے میں کوئی اہم تغیرات نہیں کیے گئے؛ لیکن بڑی جائدادوں کی حد تک شرح بہت نمایاں طریقے سے بڑھا دی گئی چنانچہ بیس لاکھ پونڈ سے زائد کی جائدادوں پر محصول کی بیشترین شرح ۵۰ فی صد تھی جو حقیقی ورثا کے علاوہ دوسروں کو جائداد منتقل ہونے کی صورت میں عائد کی جاتی تھی۔ ریاستہائے متحدہ میں ۱۹۱۷ء تا ۱۹۱۸ء کی جنگ کے زمانے میں آمدنی کی ضرورت اس قدر زیادہ محسوس ہوئی کہ اس کی بنا پر وفاقی حکومت کی جانب سے دوبارہ محصول وراثت نافذ ہوا۔ اسی زمانے کے محصول آمدنی کی شرحوں کے مثل، محصول وراثت کی شرح، بڑی جائدادوں پر نمایاں طریقے سے متزائد رکھی گئی۔ اوسط درجے کی وراثتیں، ۵۰ ہزار ڈالر تک کلیتہً مستثنیٰ رہیں۔ اس مستثنیٰ حد سے اوپر تدریجی اضافوں پر بتدریج اعلیٰ شرحوں سے محصول لگایا گیا؛ پہلا قابل محصول اضافہ، ۵۰ ہزار ڈالر اور ایک لاکھ ڈالر کے درمیان کی مقدار تھی؛ جس پر ایک فی صد کے حساب سے محصول لگایا جاتا تھا؛ اس کے برعکس بیشترین شرح ۲۵ فی صد تھی جو ایک کروڑ ڈالر سے زائد کی جائداد پر عائد کی

آمدنی اور وراثت کے محصول

جاتی تھی۔ حقیقی ورثا اور یک جدی رشتہ داروں کے مابین یا عزیزوں اور غیر عزیزوں کے مابین کوئی فرق وامتیاز قائم کرنے کی کوشش نہیں کی گئی۔

بیسویں صدی کے ابتدائی سالوں میں امریکہ کی ریاستوں نے بھی وراثت کے محصول قائم کر دیے۔ بعض اوقات یہ محض یک جدی عزیزوں کو وراثت ملنے کی صورت میں وصول کیے جاتے تھے، لیکن میلان حقیقی ورثا سے بھی وصول کرنے کی جانب تھا، اگرچہ شرحیں ان سے نسبتاً ادنیٰ وصول کی جاتی تھیں۔ مختلف ریاستوں میں، یعنی صرف ان میں جہاں یہ محصول رائج ہوئے تھے (اگرچہ سب ریاستوں میں ان کا رواج نہیں ہوا تھا بلکہ اکثر میں) شرحیں غیر مساوی تھیں، اور محصول کی وسعت اور ان کا موثر بار مختلف تھا۔ سرمایۂ مشترک کی انجمنیں ہر جگہ موجود تھیں، اور ہر ریاست نے ہر ایسی انجمن پر اور انجمن کے ہر حصے پر جس پر اُسے دسترس کا موقع تھا، محصول وراثت وصول کرنے کی کوشش کی، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بے قاعدگیاں اور فریب کاریاں شروع ہوگئیں۔ ۱۹۱۶ء کے بعد جب کانگریس نے وراثتوں پر محصول عائد کرنے کی جانب پہلا قدم اٹھایا اور وفاقی محصول میں مزید اضافہ کر دیا گیا تو، ایک ناشایستہ صورت حالات رونما ہوگئی؛ یعنی ہر علاقے اور عملداری میں ہر اُس شے کو قبضے میں لانے کا میلان جس پر رسائی ہو سکے، اور دستوری قانون اور ضابطے کے ہر مشتبہ مسئلے میں اپنے فائدے کے لیے کھینچ تان کرنے کا رجحان ظاہر ہوا۔ محاصل کو وفاقی حکومت اور ریاستوں کے مابین اور خود ریاستوں میں تقسیم کرنے کے متعدد مسائل میں، یہ صورت حال غالباً سب سے زیادہ تکلیف دہ ثابت ہوئی۔

اس مشکل کا سب سے زیادہ امید افزا حل بظاہر یہ معلوم ہوا کہ تمام وراثت کے محصول وفاقی حکومت کی جانب سے عائد اور وصول کیے جائیں، لیکن ماحصل کی تقسیم، وفاقی حکومت اور متعدد

باب ۶۹
آمدنی اور وراثت کے محصول

ریاستوں کے درمیان عمل میں لائی جائے۔ ایسے نظام کو شرحوں کی وسعت، طریق متزائد کے پیمانے اور قریبی رشتہ داروں، دور کے عزیزوں اور اغیار کے مابین تفریق کے بارے میں ارادی اور اختیاری طور سے مرتب و منظم ہونا پڑے گا۔ بدقسمتی سے متعدد ریاستوں کی مقامی رقابتیں اور وہ مزاحمتیں جو ہمارا دستوری نظام اور ہمارے سیاسی عادات، کانگرس کے وضع کردہ مربوط و منظم آئین و قوانین میں پیدا کرتے ہیں، اس امر کو بالکل غیر معین بنا دیتے ہیں کہ آیا اس قسم کی کوئی معقول تدبیر کبھی عمل میں لائی جائے گی کہ نہیں۔

536

۷۔ وراثت کے عام مسئلے پر اس اعتبار سے کہ عدم مساوات سے اور خانگی ملکیت کے کل نظام کے عمل سے اس کا کیا تعلق ہے بحث کی جاچکی ہے[1]۔ یہاں اجمالی طور سے اصول متعلقہ کا حوالہ اور مالی و انتظامی مسائل پر ان کے اثر کا سرسری ذکر کافی ہے۔

وراثتوں پر محصول متزائد عائد کرنے کی تائید میں جو دلائل اور خیالات ہیں وہ انکم ٹیکس پر محصول متزائد عائد کرنے کے موافق دلائل اور خیالات سے زیادہ قوی ہیں۔ دولت کی توریث، اتفاق ولادت کی بنا پر دائمی طور سے نمایاں عدم مساوات، یہ شبہ واثق کہ آیا جدوجہد کے بغیر دولت کا اکتساب و تمتع خود وراثت سے مستفید ہونے والوں کی بہترین خوش حالی کا موئد ہے کہ نہیں، اور اکثر پیدائشی امیروں کا مخرب اخلاق طریق زندگی؛ ان سب چیزوں سے وہ اعتراضات جو دولت کی عظیم المقدار عدم مساوات کے بارے میں کیے جاتے ہیں، قوی تر ہو جاتے ہیں۔ جس حد تک وراثت کے محصول شدید انتظامی مشکلات کے بغیر عائد کیے جاسکتے ہیں اس حد تک، ان قوموں میں جو اکثر صورتوں میں عدم مساوات کو کم کرنے اور اس کے عواقب کو

[1] دیکھو باب ۵۵، فصل (۵)۔

باب ۶۹
آمدنی اور وراثت کے محصول

رفع کرنے کی کوشش کرتی ہیں، طریق متزائد کے خلاف کوئی مربوط استدلال نہیں پیش کیا جاسکتا۔ سیدھے سادے متناسب اصول، یعنی سب وراثتوں پر مقررہ اور یکساں شرح کی مدافعت، محض اس بنیاد پر کی جاسکتی ہے کہ اگر موجودالوقت تقسیم دولت میں حکومت کی جانب سے مداخلت کی جائے تو، اس کی مخالفت کرنی چاہیئے اور اس کو مذموم قرار دینا چاہیئے۔

اس کے برعکس وہ اساسی بنیاد موجود ہے جس پر وراثت کے آئین کا مدار ہے۔ وہ اصل کو برقرار رکھنے کا بڑا آلہ ہے جس وقت تک قومی اصل کے قیام وانتظام اور اضافے کا مدار ان کارروائیوں پر ہے جو افراد اپنے املاک کے بارے میں کرتے ہیں، اس وقت تک وراثت کا استیصال فراہمیٔ اصل اور شغل اصل کو رد کے بغیر نہیں کیا جاسکتا۔

لیکن اس آخری حد کے معنی یہ نہیں ہیں کہ طریق متزائد کا اطلاق کرنے کی کوئی گنجایش نہیں ہے۔ اصل کے قیام وانتظام کو متاثر کیے بغیر بھی ہر قسم کی املاک سے بڑے بڑے جزو منہا کر لیے جاسکتے ہیں، ایک مقررہ حد تک محصول محصلہ آمدنی سے ادا کیے جائیں گے۔ اس سے بھی بہت زیادہ بڑی رقمیں کوئی بڑا ضرر پہنچائے بغیر حاصل کی جاسکتی ہیں۔ موجودہ قوموں میں پس انداز کرنے کے قابل ذخیرے کی مقدار اس قدر کثیر ہے اور پس اندازی کی جانب رہبری کرنے والے محرکات روز بروز اس قدر قوی ہو رہے ہیں کہ اس لبریز دریا سے پانی میں کمی کیے بغیر بھی خاصی مقدار نکالی جاسکتی ہے۔ بدیہی طور سے یہاں سوال مدارج کا ہے۔ آمدنیوں سے جو رقم مجتمع ہوگی وہ بلاشبہ کثیر المقدار رہی رہے گی، خواہ معمولی جائدادوں سے معتدل پیمانے پر ہی کیوں وضعات نہ کیے جائیں، اور قلیل التعداد بڑی جائدادوں سے بڑی

باب ۶۹
آمدنی اور وراثت کے محصول

رقمیں کیوں نہ مہنا کی جائیں لیکن اس قسم کے تغیرات صورت حالات میں اساسی طور سے کوئی فرق پیدا نہیں کرتے۔ وراثت، اصل کو قائم و برقرار رکھنے کی اساسی قوت کی حیثیت سے پھر بھی قائم رہتی ہے۔
اگر اس حد سے قدم آگے بڑھایا گیا؛ یعنی طریق متزائد کو اس قدر نمایاں طریقے سے عائد کیا گیا یا وراثت کو اس قدر تنگی کے ساتھ محدود کیا گیا کہ اس سے فراہمیٔ اصل پر بڑا اثر پڑے تو، اس رخنے کو بھرنے کے لیے دوسری تدابیر اختیار کرنا ضروری ہوگا۔ عوام کو چاہیئے کہ اس کی نگرانی رکھیں کہ مطلوبہ مادی ساز و سامان کسی دوسرے تدریجی عمل کے ذریعے سے مہیا ہوتا رہے۔ یہ چیز غیر ممکن نہیں ہے۔ یہ خیال خام ہے کہ اصل، بجز افراد کے عمل پس اندازی کے اور کسی ذریعے سے فراہم ہی نہیں ہوسکتا۔ وہ محض اس عام تنگیٔ خیال کا جزو ہے جس کے تحت کوئی صنعتی نظام بجز اس نظام کے جس کے ہم خوگر ہیں ممکن ہی نہیں سمجھا جاتا۔ اصلی واقعہ جس کو سمجھنے کی کوشش وراثت کی تشدد آمیز تحدید کرنے کے موید عام طور سے نہیں کرتے یہ ہے کہ ان کا نظام العمل محض تحدید سے زیادہ کسی چیز پر مبنی ہے۔ نئے آئین وادارات اور نئے ساز و سامان دریافت کرنا ضروری ہے۔ ریاست ممکن ہے کہ اپنا ذاتی محکمہ منتقل ہونے والی جائدادوں کے انتظام کے لیے قائم کرے اور رواں میزانیہ سے مجتمعہ رقوم کو پوری طرح الگ کرکے اصل کو برقرار رکھے۔ ایک اور طریقے سے بھی ریاست ارادی و اختیاری طور سے اضافۂ اصل کا انتظام کرسکتی ہے، وہ بڑی صنعتوں کی ملکیت و تنظیم اپنے ہاتھ میں لے سکتی ہے، ان کو منافعے پر چلا سکتی ہے اور محصلہ منافع سے نئے اور بڑے کارخانے بنا سکتی ہے۔ چنانچہ بعینہ اسی طریقے سے یعنی منافعے کو بے باکی سے کاروبار میں لگا کر خانگی ملکیت کے تحت عظیم المقدار رقوم مجتمع کیے گئے ہیں اور قوم کے اصل میں کثیر المقدار

باب ۲۹
آمدنی اور وراثت کے محصول

اضافہ کیا گیا ہے۔[1]

لیکن نہ تو ایسا کوئی طریقِ عمل حکومتوں نے ارادی طور سے اب تک اختیار کیا ہے اور نہ اس قسم کے نتائج اب تک کسی بڑے پیمانے پر حاصل ہوئے ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ سرکاری اُمنائے عدالتوں کے زیر نگرانی تصفیہ طلب جائدادوں کا کامیابی کے ساتھ انتظام کیا۔ یہ بھی صحیح ہے کہ حکومتوں کے زیر نگرانی چلنے والی صنعتوں کی گاہ گاہ مثالیں ملتی ہیں جن میں محصلہ منافعے سے توسیع صنعت کا کام لیا گیا ہے۔ لیکن ان دونوں چیزوں کی کمّی حیثیت بہت معمولی ہے۔ یہ کہنا بعید از حقیقت نہ ہوگا کہ حکومتیں جب صنعتی اولوالعزمیوں میں سرگرمی دکھاتی یا صنعت کو توسیع دیتی ہیں تو، اصل مستعار لیتی ہیں؛ علیٰ ہذا یہ کہنا بھی حقیقت سے بعید نہیں ہے کہ جب حکومتیں خانگی املاک میں زبردست محصولِ وراثت کے ذریعے سے دخل انداز ہوتی ہیں تو وہ نہ صرف خانگی افراد کے پس انداز کردہ رقوم میں مداخلت بے جا کی مرتکب ہوتی ہیں بلکہ ماحصل کو روزمرہ کی مالی ضرورتوں کے لیے اور اس اصل کو برقرار رکھے بغیر جو ان کے قبضے میں آجاتا ہے، استعمال کرتی ہیں۔ یہاں وہ اساسی مسائل مکرر ہمارے سامنے آتے ہیں جو صنعت کی سرکاری و خانگی تنظیم اور اشتراکیت و خانگی ملکیت کے بحث مباحثے کی تہ میں مضمر ہیں۔ یہ مسائل اُن افراد کے خصائل و ذہانت کے مسائل ہیں جن کو ہم موہوم طریقے پر عوام کہتے ہیں۔ آیا حکومت اصل کے تحفظ کا انتظام کامیابی کے ساتھ اور ارادی طور سے کرے گی یا نہ کرے گی، یہ ان اشخاص کے خصوصیات و اوصاف پر مبنی ہے جنھیں حکمرانی کے کام اور اختیارات تفویض کیے جاتے ہیں اور اس طرح اس انتخاب کرنے والی جماعت کے اوصاف پر مبنی ہے جو

[1] مقابلہ کرو باب ۵۱ سے جو تمولات سے متعلق ہے۔

598

باب ۲۹

آمدنی اور وراثت کے محصول

ان حاکموں کو منتخب کرتی ہے۔ ہمیں دوبارہ ان مسائل کی جانب عود کرنا پڑے گا جو انسانی خصائل، انسانی محرکات، جبلی اوصاف کی نوعیت، ماحول و تعلیم کے ذریعے سے ان اوصاف و خصائل کی اصلاح کے امکانات اور انسان اور اس کے اداروں کی تکمیل کی تہ میں مضمر ہیں۔ ان میں سے اکثر معاملات کے بارے میں ہم بڑی حد تک تاریکی میں ہیں۔ اور اس لحاظ سے ہم مستقبل کے راستے کو بہت مدھم طریقے سے دیکھ سکتے ہیں؛ ہمیں تجربی طریقے پر قدم آگے بڑھانا چاہیئے، ہمیں اس امر کا کوئی یقین نہیں ہو سکتا کہ آیندہ نسلیں کس قسم کا معاشری نظام قائم کریں گی۔

باب ۷

محصول اراضی و امکنہ

539

(۱) اراضی یعنی شہر کی سکونتی زمین کے محصول کا مدار قطعی طور سے مالک پر ہوتا ہے اور اس کے باعث معاشی لگان میں اسی حد تک کمی ہو جاتی ہے۔ (۲) مکانات کے محصول میں اس کا میلان ہوتا ہے کہ قابض کی جانب منتقل ہو جائیں۔ اس اصول کے شرایط و تحدیدات۔ (۳) جائداد غیر منقولہ یعنی زمین اور مکان دونوں پر محصول کے اثرات۔ (۴) انجام کار اس قسم کے محصولوں کی ادائی پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑتا کہ آیا وہ پہلے مالک پر یا قابض پر عائد کئے گئے ہیں یا نہیں؛ لیکن قلیل مدتوں کے لیے اس کا اثر پڑتا ہے۔ علیٰ ہذا بڑی حد تک اس کا بھی نفس معاملہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا کہ آیا محصول کرایے کے حساب سے عاید کیا گیا ہے یا اصل قیمت کے حساب سے۔ اگرچہ بعض اعتبارات سے ان دونوں طریقوں کے نتائج مختلف رونما ہوتے ہیں۔ (۵) مزدوروں کے امکنہ پر محصول عائد کر کے ان پر پوشیدہ بالواسطہ محصول عاید کرنا۔

(۶) مادی جائداد غیر منقولہ کے محصولوں کو خاص طور پر مقامی لحاظ سے عاید کرنا چاہیئے۔
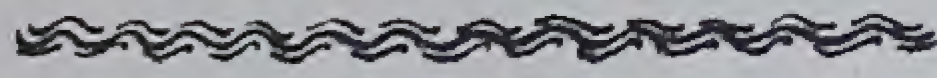
ا۔ مادی املاک یا جائداد غیر منقولہ یعنی زمین اور امکنہ کے محصول، تمام جدید محصول کے نظاموں میں بڑا حصہ رکھتے ہیں۔ ممالک یورپ کی تاریخ میں طویل زمانے تک تقریباً محض اسی قسم کے محصول عاید کئے جاتے تھے؛ اس لیے کہ مادی جائداد ہی واحد قسم کی دولت تھی جس تک موثر طریقے سے دسترس حاصل ہو سکتی تھی۔ مغربی تہذیب کے قدیم ملکوں میں جو محصول اب موجود ہیں وہ زیادہ تر اسی قسم کے قدیم الایام محصولوں کا ترکہ یا ان کے باقیماندہ آثار ہیں۔ ایک لحاظ سے وہ جاگیری نظام کے محصولوں کے جانشین ہیں۔ لیکن ان کی تغیرا ور از سر نو تشکیل عمل میں آئی ہے، اور وہ اب مالی معاملات سے متعلق قوانین کی وضع میں اپنی اہم حیثیت محض اس سبب کی بنا پر قائم رکھتے ہیں کہ زمین اور امکنہ مقررہ مقام پر موجود ہوتے ہیں، منتقل نہیں کیے جاسکتے اور ان کے مالکوں کا ہر اُس محصول کے سامنے سر تسلیم خم کرنا ضروری ہے جو اُن پر عاید کیا جائے۔

ہمیں پہلے فی نفسہ زمین کے محصول کے اثرات پر غور کرنا چاہیئے؛ یعنی محض زمین پر بلا لحاظ اُن تغیرات و ترقیات کے جو انسان کی جانب سے عمل میں لائے گئے ہوں۔ اس صورت پر غور کرنے کی غرض سے ہمیں شہر کی ایک بیش قیمت سکونتی زمین فرض کرنی چاہیئے جس پر انسانی ہاتھ کے ذریعے سے ترقی عمل میں نہ آئی ہو، یا اگر آئی بھی ہو تو اس قدر خفیف کہ اس کی قدر میں اہم و موثر عنصر اساسی طور سے زمین ہی رہے۔ امریکہ کے شہروں میں بالعموم مرکزی سکونتی خطے پر معمولی سی ایک منزلہ دکان تعمیر کی جاتی ہے، اس کو خردہ فروشی کے لیے استعمال

باب ۷ محصول اراضی و امکنہ

کیا جاتا ہے اور معقول کرایہ وصول ہوتا ہے[1]۔ یعنی مکان کی تعمیر کے مصارف کے مقابلے میں کرایہ بہت خاصہ وصول ہوتا ہے۔ سکونتی خطے سے اس قسم کا استفادہ محض عارضی ہوتا ہے، جس کا باعث مالک کا اس بارے میں تامل ہوتا ہے کہ سکونتی خطے کا پورا معاشی لگان کب اور کس طرح حاصل ہو سکتا ہے؟ یا غالباً قانونی استحقاق کے بارے میں کسی یقین اور اطمینان کا نہ ہونا بھی اس کا سبب ہوتا ہے اور وہ اس طرح کہ جائداد کی ترقی و اصلاح کے لیے کوئی شخص بغیر اطمینان کے آمادہ نہیں ہوتا۔ ان حالات میں عموماً کم مصارف سے بھٹیار خانہ تعمیر کر لیا جاتا ہے، اس لیے کہ ایسے مکان سے بلالحاظ اس کی صفائی، خوبصورتی اور جاذبیت کے معقول کرایہ ملنا بہت زیادہ یقینی ہوتا ہے۔ فرض کرو کہ کسی سبب سے ایسا قیمتی سکونتی خط اس حالت میں ہے۔ امریکہ کے دستور کے مطابق اس کی پوری موجودہ قیمت فروخت کے لحاظ سے اس پر محصول عاید کیا جائے گا؛ یعنی زمین کی قیمت زیادہ ہوگی اور مکان کی قیمت کم۔ مجموعی محصول، ایسی شرح سے جو امریکہ کے شہروں میں عام ہے (مثلاً اصل قیمت پر ۲ فی صد) بہت اغلب ہے کہ دکان کے مجموعی کرائے سے بھی زیادہ ہو۔ ایسے محصول کو کون ادا کرے گا؟

مالک اس کو بخوشی کرایہ دار کے سر منڈھنے کے لیے طیار ہوگا، اور اس سے زیادہ کرایہ وصول کرے گا۔ لیکن ظاہر ہے کہ مالک ایسا نہیں کر سکتا۔ کرایہ دار سے غالباً اتنا ہی کرایہ وصول کیا جاتا ہے جتنا اس خطے کی موجودہ نفع بخش آمدنی کے امکانات کے مطابق ہے۔

[1] مصنف نے اس باب میں (Rental) یا کرایہ کا لفظ اس چیز کے اظہار کے لیے استعمال کیا ہے جو کرایہ دار کی جانب سے مالک کو اس کی جائداد کے ایک جزو کے استعمال کے لیے دیا جاتا ہے، اور لفظ (Rent) یا لگان کو "معاشی لگان" کے مفہوم میں استعمال کیا گیا ہے۔

باب ۷ محصول اراضی و امکنہ

مالک ابتدا ہی سے اتنا وصول کرے گا جتنا وصول کیا جا سکتا ہے محصول اس کو اس سے زیادہ وصول کرنے کے قابل نہ بنائے گا۔ اور اگر محصول میں تخفیف ہو جائے تو بھی، وہ اس سے کم وصول کرنے پر قناعت نہ کرے گا؛ اب بھی وہ خطے کی حیثیت و مالیت کے مطابق مطالبہ کرے گا اور وصول بھی کرے گا۔ اس طرح محصول کا بار خاص طور سے مالک پر پڑتا ہے۔

یہی وہ عام اصول ہے جو محصول اراضی کے بارے میں پیش کیا جا سکتا ہے۔ محصول کا بار ہمیشہ کے لیے مالک پر پڑتا ہے۔ اس کا عمل لگان یا کرایہ کو اس محصول کی حد تک کم کرنے کی جانب ہوتا ہے۔ انتہائی صورت میں محصول، زمین کے پورے لگان کی حد تک یا اس کے معادل وصول کیا جا سکتا اور اس کا اثر اس کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا کہ مالک اپنی آمدنی سے محروم ہو جائے۔ اگر اس سے زیادہ مقدار وصول کی جائے تو زمین کا استعمال یقیناً ترک کر دیا جائے گا؛ نہ صرف مالک بلکہ کرایہ دار بھی اس کے استعمال سے دست بردار ہو جائیں گے۔

اس قضیے یا اصول کا مدار اس مفروضے پر ہے کہ زمین سے سختی کے ساتھ لگان وصول کیا جاتا ہے؛ یعنی مالک زمین کرائے کی شکل میں زیادہ سے زیادہ اتنی رقم وصول کرتا ہے جتنی وہ ممکنہ طور سے وصول کر سکتا ہے۔ لیکن صورت حال کا ایسا ہونا لازمی نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ جہالت یا تغافل و بے پروائی کے باعث وہ کرایہ دار کو خطہ اس سے کم کرائے پر اٹھا دے جتنا انتہائی کوشش سے وصول ہو سکتا ہے۔ انگلستان کے سے ملک میں زرعی زمین کی ملکیت و تنظیم کو بہت زمانے تک نہ صرف جاہ پسندی کو پورا کرنے کے لیے بلکہ فوری مالی آمدنی کی خاطر مالکان زمین نے اپنے ہاتھ میں رکھا اور کاشتکاروں کو بالعموم فیاضانہ و رعایتی شرائط پر زمین کرائے پر

541

باب ۷
محصول اراضی
و
امکنہ

دی جاتی تھی۔ ان حالات میں اگر زمیندار پر زائد محصول عاید کیا جائے تو، وہ غالباً زمیندار کے لیے اس کا موقع بہم پہنچائے گا کہ اپنی کرایے کی آمدنی کا جائزہ باریک بینی کے ساتھ لے، اور ڈھیلی رسّی کو کھینچکر تنگ کرلے۔ نہ صرف انگلستان میں بلکہ دوسرے ملکوں میں بھی زمین کے لگان پر محصول عائد کرنے یعنی سکونتی خطوں کے مالکوں سے محصول بلا واسطہ وصول کرنے کی عملی ضرورت پر بہت کچھ بحث مباحثہ جاری ہے۔ جو لوگ اس تدبیر کی تائید کرتے ہیں وہ نہایت اعتماد کے ساتھ یہ قرار دیتے ہیں کہ اس قسم کے محصول کا اثر صرف مالکوں پر پڑے گا، اور نہ صرف کرایہ داروں کو متاثر نہ کرے گا بلکہ اس علاقے میں جو اشیا تیار یا فروخت کی جائیں گی ان کی قیمت میں بھی اضافہ نہ کرے گا۔ وہ غالباً حق بجانب ہیں بشرطیکہ زمین سے اس کی آمدنی کی انتہائی صلاحیت کی حد تک سختی سے لگان وصول کیا جارہا ہو۔

اب ایسے محصول کے عمل پر غور کرو جو طویل مدت سے مقررہ شرح سے عاید کیا جارہا ہے اور بظاہر غیر معین مدت تک اس کا قائم رہنا یقینی معلوم ہوتا ہے۔ جو شخص آئندہ اس زمین کو خریدے گا وہ محصول کا لحاظ کرے گا اور محصول کے منہا کرنے کے بعد اس کی خالص آمدنی کی بنیاد پر قیمت ادا کرے گا۔ یہ بعد کا خریدار محصول کا کوئی بار محسوس نہ کرے گا؛ اسی وجہ سے بعض اشخاص اس قسم کے محصول کو "بے وزن" محصول کہتے ہیں۔ وہ آئندہ چلکر "بے وزن" ہو جاتا ہے، محض اس لیے کہ پہلے مالک نے وزن کو ہمیشہ کے لیے برداشت کرلیا ہے۔ خلاصہ یہ کہ اگر سکونتی خطے پر مخصوص و مستقل محصول وصول کیا جائے تو، اس کے معنی یہ ہوں گے کہ حکومت نے سکونتی خطے کی قیمت کے اسی قدر حصے کا استحصال کیا۔ اس قسم کا استحصال دانشمندانہ بھی ہو سکتا ہے اور غیر دانشمندانہ بھی؛ یعنی

باب ۷: محصول اراضی و امکنہ

اس سے زمین کی خانگی ملکیت کی بنیاد اور معاشی لگان کے بارے میں خانگی استحقاق کی بنیاد کا پورا مسئلہ رونما ہو جاتا ہے۔ محصول کا صرف اس صورت میں کوئی بار محسوس نہیں ہوتا جبکہ اس نے معاشی لگان کے کچھ نہ کچھ حصے کو کسی فرد کے ہاتھوں میں جانے سے روکا ہو۔

یہ اصول نہ صرف زرعی زمین کے بارے میں بلکہ شہر کے سکونتی خطوں کے بارے میں بھی صادق آتے ہیں۔ اگر ان دونوں میں سے کسی صورت میں بھی خالص معاشی لگان پر محصول عاید کیا جائے تو، اس کا بار مالک پر پڑے گا۔ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ زرعی زمین کی حد تک زمین کے خالص لگان اور زمین پر صرف کردہ اصل کی آمدنی میں تمیز کرنا خاص طور سے دقت طلب ہے؛[1] اور اسی سبب سے زرعی زمین پر محصول کے اثر کو معلوم کرنا آسان نہیں ہوتا۔ پھر بھی اس میں شک نہیں ہو سکتا کہ قدیم ملکوں میں اور نئے ملکوں کے قدیم علاقوں میں ایسی زمین بہ کثرت ہوتی ہے جو کاشت کی اختتامی حد سے اوپر ہو اور جس سے لگان وصول ہوتا ہو؛ اور ایسی سب زمینوں کے بارے میں محصول کے اثرات کے متعلق جو مسلمات ہیں وہ صادق آتے ہیں۔

542

۲۔ محصول امکنہ اس سے مختلف صورت پیش کرتے ہیں۔ عمارتوں کو ترقیات زمین یا زمین پر مشغل اصل کی مثال تصور کیا جا سکتا ہے۔ عمارتوں کی مثال سبق آموز ہے؛ اس لیے کہ خود زمین اور اس میں صرف کردہ اصل کے مابین خط فارق کھینچنا مقابلۃً آسان ہے۔

ایسی صورت حال فرض کیجیے جو اس صورت سے جس پر سابقہ فصل میں غور کیا گیا تھا زیادہ سے زیادہ بعید ہے۔ ایک عمارت فرض کیجیے جو ایسی زمین پر بنائی گئی ہو جس کی قدر حقیر ہے۔ چنانچہ ایسی

[1] دیکھو باب ۲۴، فصل (۵)۔

باب ۷
محصول اراضی
و
امکنہ

عمارتیں وہ ہیں جو شہروں یا مضافات کے انتہائی کناروں پر واقع ہوتی ہیں، یا کارخانے کی عمارتیں ہیں جو چھوٹے قریوں یا کھلے میدانوں میں ہوتی ہیں۔ نیو انگلینڈ کے مضافات اور دور افتادہ علاقوں کے معروف سہ منزلہ چوبی بنگلے، جن میں کاریگر اور دوسرے خوش حال مزدور رہتے سہتے ہیں بالعموم اسی قسم کی عمارتیں ہوتی ہیں۔

ایسے مکان پر جو محصول عائد کیا جاتا ہے اس کا بار قابض برداشت کرتا ہے۔ اگر مالک خود قابض ہو تو صورت حال کافی سیدھی سادی ہوتی ہے؛ بار لازمی طور سے مالک ہی پر پڑے گا۔ اگر، جیساکہ عام طور سے ہوتا ہے، مکان کرایہ پر دیا جائے اور کرایہ پر دینے کی توقع سے بنایا جائے تو، ممکن ہے کہ بار قابض یعنی کرایہ دار پر اعلیٰ کرایہ کی شکل میں منتقل ہو جائے۔ عمارت اس وقت تک تعمیر نہ کی جائے گی جس وقت تک مالک کے پاس یہ خیال کرنے کی کافی بنیاد نہ ہو کہ اس کو اتنا کرایہ وصول ہو گا جس سے وہ اپنے مصروفہ اصل کی آمدنی بلا مصارف مزید وصول کر سکے؛ یعنی جملہ مصارف ادا کرنے کے بعد خالص آمدنی وصول کر سکے۔ محصول کو وہ مصارف میں شمار کرتا ہے۔ اگر پانچ یا چھے فی صد خالص آمدنی کی توقع ہو تو، یہ توقع کی جائے گی کہ کرایہ یعنی مجموعی خام آمدنی بقدر آٹھ یا نو فی صد وصول ہو۔ خالص و خام آمدنی کے فرق میں مصارف فرسودگی، تنظیم، مرمت، بیمہ اور سب سے بڑھ کر محصول شامل ہوں گے۔ اگر کل مداخل سرکاری مختلف طریقوں سے وصول کیے جائیں اور ہر قسم کا محصول اٹھا لیا جائے تو، مالکان مکان اور مکان بنانے والوں کا باہمی مقابلہ کرایوں میں تخفیف کر دے گا۔ اور اس کے برخلاف اگر محصولوں میں بہت زیادہ اضافہ کر دیا جائے تو، مکاندار اور مکان بنانے والے جلد ہی یا دیر سے اس زیادتیٔ مصارف کا تکملہ کرایوں کے اضافے کے ذریعے سے

باب ۶ محصول اراضی و امکنہ

کر لیں گے۔

طویل مدت میں جا کر یہ نتیجہ رونما ہوگا۔ لیکن قلیل مدت میں ایسا نتیجہ رونما ہونا نہ لازم ہے اور نہ اغلب۔ کرایوں کو متعین کرنے والا قریبی سبب رہینے سہنے کے مکانوں کی رسد اور طلب کا تناسب ہے۔

543

محصولوں کی تخفیف مکانوں کے کرایے میں لازمی طور سے فوراً کمی پیدا نہ کرے گی؛ یہ نتیجہ صرف اس وقت رونما ہوگا جب کہ آمدنی کی زیادتی مکانوں کی رسد کے اضافے کی محرک ہو۔ اگر شرح محصول میں معمولی قسم کی تبدیلیاں ہوں، یعنی ایک سال کچھ اضافہ ہو جائے اور دوسرے سال کچھ تخفیف ہو جائے تو، کرایوں میں کوئی تغیر نہ ہوگا۔ محض مالک متاثر ہوں گے؛ چنانچہ پہلی صورت میں چیخ پکار مچائیں گے، اور دوسری صورت میں خاموشی کے ساتھ کمی محصول سے متمتع ہوں گے۔

ایسے حالات بھی ہیں جن کے تحت اس قسم کے محصولوں کی منتقلی واقع ہی نہ ہوگی۔ ایسے شہر میں جس کی آبادی تنزل پذیر ہو، مکانوں کے کرایے کلیتہً "مثل لگان" کے اصول کی بنا پر متعین ہوتے ہیں۔ مکان اپنی اپنی جگہ پر موجود اور ناقابل انتقال ہوتے ہیں۔ ان کی تعمیر کا صرف اور مشغولات اصل پر معمولی شرح سود، مکان کے کرایوں پر کسی طرح اثر انداز نہیں ہوتے۔ مسئلہ صرف تنزل پذیر طلب کے مقابلے میں، موجود الوقت رسد کا ہے۔ ایسے مقام میں محصولوں کا اضافہ، کرایوں کے اضافے کا باعث نہ ہوگا؛ مالکوں کو اپنی ہی جیب سے ہمیشہ کے لیے محصول ادا کرنا ہوگا۔ زمانۂ دراز کے بعد بلا شبہ از سر نو مطابقت، عمل میں آئے گی۔ مکانات مستقل یا دائمی طور سے قائم نہیں رہتے۔ جیسے جیسے بعض مکان فرسودہ، از کار رفتہ اور غائب ہوتے جاتے ہیں، انحطاط پذیر شہر میں نئے مکانات

باب ۷
محصول اراضی
و
امکنہ

ان کی خانہ پری کے لیے تعمیر نہیں کیے جائیں گے۔ اگر کافی وقت دیا جائے تو، محصولوں کو منتقل کرنے کا عمل حقیقت میں رونما ہو کر رہے گا۔ لیکن مطلوبہ وقت ممکن ہے کہ طویل ہو، ممکن ہے کہ کئی عشرے سال بلکہ کئی نسلیں درکار ہوں۔ ایسی ہی صورت حال ممکن ہے کہ ترقی پذیر شہر کے کسی مخصوص حصے میں بھی رونما ہو۔ ممکن ہے کہ بعض خلقے مقبول نہ رہیں اور فیشن یا سہولت لوگوں کو دوسرے محلوں میں منتقل ہونے کی ترغیب دے۔ اس طرح نیم خالی شدہ محلوں کی حیثیت ویسی ہی ہو جائے گی جیسی کہ تنزل پذیر شہروں کے مکانات کی ہوتی ہے۔

سرعت کے ساتھ ترقی پذیر شہر میں منتقلی کا عمل فی الحقیقت حسابی صحت کے ساتھ نہیں، بلکہ بہت بڑی حد تک یقین کے ساتھ واقع ہوتا ہے۔ مکانات کرائے پر اٹھانے کے لیے اس وقت تک تعمیر نہ کیے جائیں گے، جب تک وہ منفعت بخش نہ ثابت ہوں، اور کرایہ پر دینا اس وقت تک منفعت بخش نہ ہوگا جب تک مالکوں کو محصولوں کے ادا کرنے کے بعد بھی مروجہ شرح آمدنی وصول نہ ہو۔ اضافۂ آبادی کے باعث مکانوں کی روز افزوں مانگ اس وقت تک پوری نہ ہو گی جب تک کرائے اتنے کافی زیادہ وصول نہ ہوں جن سے مالک محصول کے مصارف کا ازالہ کر سکیں۔ امریکہ کے شہروں میں یہی عام طور سے صورت حالات پائی جاتی ہے۔ فی الحقیقت یہی صورت مغربی دنیا کے اکثر شہروں میں پائی جاتی ہے، اس لیے کہ شہری ترقی کے مظاہر تقریباً تمام ملکوں میں ظاہر ہوئے ہیں۔ مکانوں کے محصول کا بار قابض یا کرایہ دار اٹھاتے ہیں۔

جو چیز سکونتی مکانوں کے بارے میں صادق آتی ہے وہی کاروبار کی غرض سے کرایہ پر دی ہوئی عمارتوں پر بھی صادق آتی ہے۔ اس صورت میں بھی اگر ہم اپنی توجہ ایسی حالت پر مرتکز

544

باب محصول اراضی و امکنہ

کریں جس میں محض مکانات ہی اصل کی مد میں نمایاں حیثیت رکھتے ہیں تو، یہ بدیہی ہے کہ محصول اپنی حد تک مصارف رواں میں اضافہ کر دیتے ہیں اور شغل اصل کرنے والے مالک کو انھیں از سر نو وصول کر لینے کا موقع ملنا ضروری ہے تاکہ مکان تعمیر کرنے کی اس کو ترغیب ہو۔ اس صورت میں بھی "شل لگان" کا اصول ذہن نشین رکھنا ضروری ہے۔ کاروباری عمارت جب ایک مرتبہ کسی مقام پر بنا دی جاتی ہے تو، وہ وہیں ہمیشہ کے لیے رہتی ہے اور اُس کے کرایے کا مدار مالک کے توقعات اور حسابات پر نہیں بلکہ طلب کی نسبت سے اس خاص قسم کے مکانوں کی رسد پر ہوتا ہے، یعنی عمارت کی موزونیت پر اور شہر کی ترقی اور خوش حالی پر ہوتا ہے۔ تنزل پذیر شہر میں یا متروک و غیر مستقل عمارتوں کے نیے کرایے، بہر صورت کمی کی جانب مائل ہوں گے اور مالک اپنے ذمے کے محصول قابض یا کرایے دار پر منتقل کرنے کا کوئی امکان نہ پائے گا۔

کاروباری عمارتوں کی صورت میں منتقلی کا اس سے بھی آگے تدریجی عمل ممکن ہے۔ جس طرح شغل اصل کرنے والا مالک محصولوں کو مصارف میں شمار کرتا ہے اور اس کی تلافی کا متوقع رہتا ہے اسی طرح کاروباری کرایہ دار اپنے ادا کردہ کرایہ کو مصارف میں شمار کرتا ہے اور اپنے منافعہ میں اس کی تلافی کا متوقع رہتا ہے۔ یہ صورت سب سے زیادہ بدیہی طور سے خردہ فروشی کے معاملات میں پیش آتی ہے، جہاں عمارات کا کرایہ تاجر کے مجموعی مصارف کا بڑا جزو ہو سکتا ہے۔ کرایۂ مکانات نہ کہ لگانِ زمین کا اضافہ فروخت کردہ اشیا کی قیمت کی زیادتی کا سبب ہوگا، اور اعلیٰ محصول عاید کرنے کا اثر یہ ہوگا کہ عوام سے کسی قدر زیادہ قیمت وصول کی جائے گی محصول کا بار کثرت کے ساتھ

باب محصول اراضی و امکنہ

ایک دوسرے پر منتقل کیا جائے گا اور وہ منتشر ہوں گے؛ یعنی ان میں اس انتشار کا اس وقت میلان ہوگا جبکہ متعلقہ کاروبار میں سرگرم مقابلہ ہو اور کاروباری منافعہ اپنی معمولی سطح پر قائم و برقرار رہے۔

۴۔ شہر کی سکونتی جائدادوں کے بارے میں عام صورت یہ نہیں ہوتی کہ محض زمین یا محض عمارتیں حقیقی قدر کے بیشتر حصے کی نمائندگی کرتی ہیں، بلکہ یہ کہ ان میں سے ہر ایک مجموعی قدر کے بیشتر حصے کے طور پر شامل ہوتی ہے۔ کسی بڑے شہر کے قلب میں قدریں سکونتی خطے کا حصہ عمارتوں سے زیادہ ہوتا ہے، خواہ عمارتیں بیش خرچ اور کافی بڑی ہی کیوں نہ ہوں۔ شہر سے باہر کے علاقوں میں عمارتیں، قیمت فروخت کے بیشتر حصے کی نمائندگی کرتی ہیں؛ پھر بھی زمین بھی اپنی قدر و قیمت رکھتی ہے۔ لیکن ان اجزائے ترکیبی کی باہمی تقسیم کے مطابق محصولوں کا بار مختلف ہوگا۔ محصول کا وہ جزو جو سکونتی خطے کی قیمت فروخت پر عائد کیا جائے قطعی طور سے مالک پر عائد کیے ہوئے محصول کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور وہ جزو جو عمارت کی بابتہ عائد کیا جائے قابض یا کرایہ دار کے ذمے منتقل ہوگا۔ سابقہ فصل کے مثل، اس فصل میں ہمیں محصولوں کے طویل المدت اثرات کو ذہن نشین رکھنا چاہیئے۔ قریبی اثر بالعموم یہ ہوتا ہے کہ مالک اس کا بار برداشت کرتا ہے۔ مادی جائداد کے ہر جزو سے کم و بیش لگان وصول ہوتا ہے جو اس جزو کے کارآمد ہونے کے اعتبار سے متعین ہوتا ہے، اور اس پر محصولوں کا اثر براہ راست نہیں پڑتا۔ صرف اس صورت میں محصول کرایہ داروں پر منتقل ہوتے ہیں جبکہ وہ عمارتوں کی رسد پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

کسی سکنی موقع پر مقررہ شرح سے طویل مدت تک محصول عائد کرنے کا نتیجہ، جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے، یہ ہوتا ہے کہ اس کی قیمت فروخت میں کمی ہو جاتی ہے۔ گویا معاشی لگان کے

545

باب
محصول اراضی
و
امکنہ

اتنے حصے کا استحصال ریاست یا مملکت کرلیتی ہے۔ محصولوں کا اثر زمین کے لگان میں اضافہ کرنے کی جانب نہیں پڑا، بلکہ مالک کو وصول ہونے والی خالص آمدنی میں کمی کرنے کی جانب پڑا۔ جہاں سکونتی خطہ بہت بیش قیمت ہے وہاں، امریکہ کے شہروں کی مروجہ شرح سے، مثلاً قیمت فروخت پر ۲ فی صد کے حساب سے محصول عائد کرنے کے معنی قوم کی جانب سے معاشی لگان کے بہت بڑے جزو کے استحصال کے ہوتے ہیں۔ اور جہاں زمین کی قدر و قیمت بڑھ رہی ہو وہاں محصولوں میں بھی متناسب اضافہ ہوتا ہے، اور آمدنی غیر مکتسب کا کچھ جزو مستقل طور سے شاہی خزانے میں چلا جاتا ہے۔ اگر محصول عائد نہ کیا جائے تو، سکونتی خطوں کی خالص آمدنی میں اسی قدر اضافہ ہو جائے گا اور ان کی قیمت فروخت بھی اس کے اعتبار سے بڑھ جائے گی۔ اس طرح امریکہ کے بڑے شہروں کی اعلیٰ قدر و قیمت، محصول عائد کرنے والی جماعت یعنی شہر کے لیے کثیر آمدنی کا ذریعہ ہے، اور اسی کے ساتھ ایسی آمدنی کا ذریعہ ہے جس کا اثر محصول کی حیثیت سے عام طور سے بہ مشکل محسوس کیا جاتا ہے۔ محصول محض زمین کے لگان اور اس کی قیمت کو اور بھی زیادہ بڑھنے سے روکتا ہے؛ اور چونکہ سب کو اس کا پہلے سے علم ہوتا ہے اور ہر شخص کو اس کی توقع ہوتی ہے، اس لیے کوئی خریدار گھاٹے میں نہیں رہتا۔ اگر مستقبل کی قیمت کا پورا اضافہ محصول کے ذریعہ وصول کرلیا جائے تو بھی، بظاہر یہی مقررہ نتیجہ رونما ہوگا۔

اس ذریعے سے جو کثیر المقدار اور دائمی طور سے بڑھنے والی آمدنی وصول ہوتی ہے، خواہ وہ موجودہ شرحوں کے لحاظ سے ہی کیوں نہ ہو، بہت بڑی حد تک امریکہ کی بلدیاتی حکومت کے اسراف کی توجیہ کرتی ہے۔ مثلاً شہر نیویارک کے کاروباری علاقے محصول

546

باب۴ محصول اراضی و امکنہ

وصول کرنے والے کے لیے بالکل اسی طرح دولت دولنے کا ذریعہ ہیں جس طرح کہ وہ اپنے مالکوں کے لیے ہیں؛ بلکہ مالکوں کے لیے تو کچھ زیادہ ہی ہیں۔ محصولوں کی شکل میں ان سے جو کثیر آمدنی وصول ہوتی اور اس سے جو تضییع اور بددیانتی پیدا ہوتی ہے وہ ایسے محصولوں کے تحت جو اس بے وزن طریقے سے عائد نہ کیے جائیں ہرگز قابل برداشت نہیں ہوسکتی۔ امریکہ کے دوسرے بڑے شہروں کے بارے میں بھی جن میں شہری زمین کا لگان کثیر اور روز افزوں ہوتا ہے اور جن میں سکونتی خطوں کے محصول سے مستقل طور سے زائد آمدنی بھی وصول ہوتی ہے یہی چیز صادق آتی ہے، لیکن کسی قدر کم درجے پر۔

۴۔ حقیقی جائداد پر محصول کا ابتداءً مالک سے وصول کیا جانا یا قابض سے، اس کا اثر انجام کار نفس معاملے پر نہیں ہوتا۔ ریاستہائے متحدہ میں یہ دستور ہے کہ مالکوں پر محصول عائد کیا جاتا ہے؛ اور سابقہ فصل میں محصولوں کے بار پر جس انداز سے بحث کی گئی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا ایسا ہمیشہ ہوتا ہے۔ لیکن انگلستان اور دوسرے ممالک یورپ میں عام طور سے قابض یا کرایہ دار پر محصول عائد کرنے کا دستور ہے۔

اگر قابض سے حقیقی جائداد پر محصول عائد کرنے کا مطالبہ کیا جائے تو، وہ اور مالک دونوں کرائے کے متعلق بات چیت کرکے ادائے محصول پر غور کریں گے۔ جس حد تک محصول سکونتی خطے کی بابت عائد کیا جاتا ہے اس حد تک قابض کے لیے سکونتی خطے کی مالی منفعت میں بہ لحاظ مقدار محصول کمی ہوجاتی ہے اور سکونتی خطے کو حاصل کرنے کے لیے وہ جو لگان ادا کرے گا اس میں اسی حد تک کمی ہوجائے گی۔ اگر اس کے برعکس عمارتوں اور ترقیات کے بارے میں عائد کردہ محصول مالک کی بجائے

بابٹ
محصول اراضی و امکنہ

قابض سے وصول کیا جائے تو، مالک بدیہی طور سے ادنیٰ شرح سے سہولتیں بہم پہنچانے کے قابل ہوگا اور مقابلے کے باعث ایسی سہولتیں بہم پہنچانے پر مجبور ہوگا۔ اگر قابض سے محصول کا مطالبہ کیا جائے تو دونوں صورتوں میں متعارف کرایہ کم ہوگا۔ فرق، محصول کے بارے میں نہ ہوگا، بلکہ وصول کرنے کے طریق میں ہوگا۔

لیکن یہ سب صرف اس وقت صادق آتا ہے جبکہ محصول کی مقدار معین ہو اور اس کا بآسانی حساب کیا جا سکتا ہو۔ غیر متوقعہ محصولوں کے متعلق یہ قرینہ ہوتا ہے کہ تمام صورتوں میں وہ ایسے اشخاص پر ہمیشہ کے لیے بار رہیں گے جن سے ادائی کا براہ راست مطالبہ کیا جاتا ہے۔ اگر کرائے کے بارے میں مالک اور قابض کے مابین معاہدہ ہو جائے تو، نئے یا زائد محصول کا بار حین معاہدے میں ان دونوں میں سے اس شخص پر پڑے گا جس سے براہ راست محصول وصول کیا جا سکتا ہو۔ چونکہ ریاستہائے متحدہ میں دستور ہے کہ مالک پر محصول عائد کیا جاتا ہے، اس لیے مالک ہی کو نئے یا زائد محصولوں کا بار برداشت کرنا پڑتا ہے۔ وہ ان کو قابض یا کرایہ دار کی جانب صرف اس صورت میں منتقل کر سکتا ہے جبکہ از سر نو معاہدہ کرنے یا کرائے نامے کی تکمیل کرانے کا موقع آئے۔ انگلستان میں، جہاں قابض پر محصول عائد کرنے کا دستور ہے، قابض ہی کو معاہدے کے دوران میں محصول ادا کرنا پڑتا ہے، اور صرف اس حالت میں جبکہ تجدید معاہدے کا وقت آئے وہ (سکونتی خطے کے کرایے کی حد تک) محصول کے بار کو مالک پر ڈالنے کا جدید انتظام کر سکتا ہے۔ ریاستہائے متحدہ میں کرایہ ناموں میں بالعموم یہ قرار دیا جاتا ہے کہ سب محصول قابض کے ذمے رہیں گے، خواہ از روے قانون وہ مالک زمین ہی سے واجب الوصول کیوں نہ ہوں۔ ظاہر ہے کہ مالک اور قابض، دونوں اس ذمہ داری کو

547

برداشت کرنے کے بارے میں مقررہ کرائے کی بات چیت کرتے وقت ہی غور کرلیں گے۔ اس قسم کے معاہدات جو ادائے محصول کی بابت کیئے جاتے ہیں بالعموم محض کرائے میں کمی بیشی کرنے کا ایک طریقہ ہیں، خاصکر اس صورت میں جہاں لگان موقع کا دخل زیادہ ہوتا ہے۔ اگر کوئی خطہ بیش قیمت ہو اور اس کی طلب زیادہ ہو تو، قابض خطے کی اعلیٰ قیمت ادا کرنے کے ایک طریقے کے طور پر نہ صرف محصولوں کی ادائی اپنے ذمے لے گا بلکہ محصول کی غیر متوقعہ تبدیلیوں کا خطرہ بھی اپنے سر لے گا۔

یورپ اور امریکہ کے دستور کے مابین ایک اور فرق محصول کی تشخیص اور اس کے تخمینے کی بابت ہے۔ ریاستہائے متحدہ میں حقیقی جائدادوں کے محصول کی تشخیص بالعموم اصل قیمت یعنی قیمت فروخت کے حساب سے کی جاتی ہے۔ یورپ میں سالانہ کرائے کی مجموعی مقدار کے حساب سے بالعموم تشخیص کی جاتی ہے۔ چنانچہ ریاستہائے متحدہ میں حقیقی جائداد کے عام محصول کی شرح کم و بیش ہر ۱۰۰ ڈالر قیمت فروخت پر ۱٫۵ ڈالر یا اصل پر $1\frac{1}{2}$ فی صد ہوتی ہے جو مالک سے وصول کی جاتی ہے۔ انگلستان میں محصول کی عام شرح سالانہ کرائے کی مجموعی مقدار پر فی پونڈ ۵ شلنگ یا ۲۵ فی صد ہے جو قابض سے وصول کی جاتی ہے[1]۔ یہ شرحیں کرائے کے تناسب کے لحاظ سے کم و بیش مقررہ ہوتی ہیں۔ اور ہر صورت میں ان کا بار آخر میں مقررہ ہوتا ہے، اور مذکورہ بالا طریقے کے لحاظ سے فرق اس پر منحصر ہوتا ہے کہ حقیقی جائداد میں موقع کا حصہ غالب ہے یا عمارت کا۔ فی الحقیقت ایک صورت

[1]۔ یہ کم از کم ۱۹۱۴ء تک عام محصول کی شرحیں تھیں۔ جنگ یورپ کے باعث مالی نظام میں جو انقلابات ہوئے ان کی وجہ سے دوسرے معاملات کے مثل محصول کی شرحوں میں بھی بدنظمی پیدا ہوگئی؛ شرحوں میں عام طور سے اضافہ ہوگیا، اور ایک مرتبہ رائج ہوجانے کے بعد غیر معین مدت قائم ہوجانے کا امکان رونما ہوا۔

باب ۶
محصول اراضی و امکنہ

548

ایسی بھی ہے جس میں دونوں طریقوں سے مختلف نتائج حاصل ہوتے ہیں؛ یعنی جب کرائے کی مجموعی قیمت اصل کی قیمت سے کوئی لگاؤ نہ رکھتی ہو۔ یہ حالت اس وقت سب سے زیادہ نمایاں ہوتی ہے جبکہ سکونتی زمین خالی ہو، اور اس کے باوجود محض اس سبب سے کہ آباد ہو جانے کے بعد یا اس توقع کے باعث کہ اضافۂ آبادی کی بدولت اس سے بہت جلد لگان وصول ہو گا وہ اپنی قیمت فروخت رکھتی ہے۔ ایسی زمین بحالت موجودہ کوئی کرائے کی قیمت نہیں رکھتی یا اگر رکھتی بھی ہے تو بہت ہی خفیف اور حقیر؛ چنانچہ انگلستان میں اس پر بہت کم محصول عائد کیا جاتا ہے یا بالکل نہیں کیا جاتا۔ ممکن ہے کہ ریاستہائے متحدہ میں ایسی زمین پر محض اس بنا پر کہ وہ بہت بڑی قیمت فروخت رکھتی ہے بڑا محصول عائد کیا جائے۔ اسی کے مماثل صورت اس وقت بھی ہوتی ہے جبکہ زمین پر عمارت بنائی جائے اور وہ زیر استعمال ہو لیکن انتہائی فائدے کی حد تک زیر استعمال نہ ہو، اس لیے کہ اس پر عارضی یا قدیم و متروک عمارتیں بنی ہوئی ہیں۔ انگلستان میں ایسی زمین پر اس کے حقیقی کرائے کی بنیاد پر ہلکا محصول عائد کیا جائے گا۔ لیکن ریاستہائے متحدہ میں اس کی قیمت فروخت کے حساب سے، جو اس کے امکانی کرائے کی قیمت بہ شکل اصل کی نمائندگی کرتی ہے، بھاری محصول عائد کیا جائے گا۔

امریکہ کے دستور میں فوائد بھی ہیں اور نقصان بھی۔ فائدہ یہ ہے کہ اس کی بنا پر زمین کو زیر استعمال لانے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ چونکہ ہر مالک سے اس کی زمین کی اصل قیمت کے حساب سے محصول وصول کیا جاتا ہے، اس لیے وہ مجبور ہوتا ہے کہ ایسے کرائے کا معاہدہ کرے جو اس کے امکانی لگان کے مطابق ہو، اور اس طرح اس کو سرعت کے ساتھ ترقی دے۔ انگریزی دستور، مالک کو صبر و انتظار کی اجازت دیتا ہے۔ مالک کچھ تو کاہلی کے

باب۔ محصول اراضی و امکنہ

سبب سے اور کچھ اس خواہش کی بنا پر کہ زمین کو بیشترین منفعت کے ساتھ استعمال کرنے کا موقع نکلنے تک صبر کرنا چاہیے بالعموم تامل وانتظار سے کام لے گا۔ امریکہ کے دستور میں نقصان یہ ہے کہ وہ خطوں کو بہ عجلت زیر استعمال لانے کے میلان کو فروغ دیتا ہے۔ امریکہ کی زندگی کا عام تخمین پسندانہ اور جلب منفعت کا میلان بلا شبہ بہر صورت اسی قسم کی کچھ عجلت کی جانب رہبری کرتا ہے، لیکن ہمارا طریق محصول اس عجلت میں اور بھی زیادتی پیدا کرتا ہے۔ اسی وجہ سے امریکہ کے ان بڑے شہروں میں جو سرعت کے ساتھ ترقی کر رہے ہیں بڑھنے اور پھیلنے کا میلان پایا جاتا ہے۔ شہر سے باہر کے علاقوں میں غالباً قبل از وقت وضرورت اس خیال سے عمارتیں بنا دی جاتی ہیں کہ کرایوں سے آمدنی وصول ہو جائے گی؛ درمیانی خطے خالی رہتے ہیں اور اُن کے مالک کچھ عرصے تک اُن کو اسی حالت میں رکھتے ہیں۔ انگلستان میں، جہاں محض کرایے کی سالانہ مقدار ہی محصول کی بنیاد ہے، زمین فروخت کے لیے نسبتہً بہت آہستہ اور منظم طریقے سے بہتر کی جاتی ہے۔ امریکہ کے دستور میں ایک مزید فائدہ یہ ہے کہ محصول کے وسیلے سے قوم کو غیر مکتسب اضافے کا بڑا حصہ مل جاتا ہے۔

۵۔ جملہ مکینوں کی طرح مزدوروں پر اُن کے مکانوں کے محصول کے ذریعے سے اثر ڈالا جاتا ہے۔ دوکانوں اور فیکٹریوں پر محصول عائد کر کے تو واقعی ان پر اثر ڈالا جاتا ہے، اور یہ محصول تاجروں اور صناعوں کے مصارف میں شمار ہو کر کم وبیش بے قاعدگی کے ساتھ صارفوں کی جانب منتقل ہوتے ہیں۔ لیکن یہ دوسری قسم کی منتقلی اس قدر پوشیدہ ہوتی ہے کہ کسی مقرون طریقے پر اس کا تعین دقت طلب ہوتا ہے۔ لیکن مکانوں کے محصول اس حد تک جس حد تک وہ عمارتوں کے بارے میں عائد کیے جاتے ہیں

باب ۷ محصول اراضی و امکنہ 549

مکان کے کرایوں میں بلاشبہ اضافہ کر دیتے ہیں اور اس طرح ان کے مکینوں کو اور ان کے منجملہ مزدوروں کو قومی بار برداشت کرنے میں شریک بنانے کا باعث ہوتے ہیں۔

مزدوروں پر محصول کا یہ بالواسطہ اثر نہ صرف ریاستہائے متحدہ میں ظاہر ہوتا ہے، جہاں سب محصول پہلے مالکوں سے وصول کیے جاتے ہیں، بلکہ انگلستان میں بھی جہاں وہ بالعموم قابضوں سے وصول کیے جاتے ہیں۔ انگریزی طریق محصول میں مزدوروں کے مکانات کی حد تک استثنار کیا جاتا ہے۔ یہاں محصول قابض سے وصول نہیں کیے جاتے بلکہ مالک شے وصول کیے جاتے ہیں؛ یا اگر مالک زمین سے وصول نہیں کیے جاتے تو پٹے دار سے وصول کیے جاتے ہیں جس نے کل خطے کو لے لیا ہے اور اپنے طور پر حقیقی قابضوں کو کرائے پر دے رکھا ہے۔ قلیل المقدار آمدنی والوں سے محصول آمدنی وصول کرنے میں جو مزاحمتیں پیش آتی ہیں وہی اس صورت میں بھی پیش آتی ہیں جہاں حقیقی جائداد کے محصول چھوٹے مکانات کے قابضوں سے وصول کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ انتظامی مصارف کثیر ہوتے ہیں اور محصول ادا کرنے والے میں ناگواری پیدا ہوتی ہے۔ مالک زمین سے بحیثیت مجموعی یکمشت محصول وصول کرنا اور اس کو اس کا موقع دینا کہ وہ مختلف قابضوں یا شکمی قابضوں سے زیادہ کرایہ وصول کرکے اپنے نقصان کی تلافی کرلے بہت سادہ طریقہ ہے۔ لندن اور انگلستان کے دوسرے بڑے شہروں میں بالعموم یہی ہوتا ہے، اور مالک زمین کو اپنی آمدنی میں اضافہ کرنے کا اور محصول وصول کرنے کے صلے کے طور پر کمیشن حاصل کرکے معمولی محصول میں خفیف سی کمی کر لینے کا موقع دیا جاتا ہے۔

آخری نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مزدور سے محصول وصول کیا جاتا ہے، لیکن اس کو اس کا علم شاذ ہی ہوتا ہے کہ اس سے

باب ۲
محصول اراضی و امکنہ

محصول وصول کیا گیا۔ وہ اپنے مکان کے کرے کا بندھا ہوا کرایہ ادا کردیتا ہے، لیکن اس کو یہ نہیں معلوم ہوتا کہ اس کرائے میں محصول بھی شامل ہے۔ یہ صورت حال بلاشبہ ناگزیر ہے، لیکن قابل افسوس بھی ہے۔ اوسط درجے کے مزدور کا جو طرز عمل قومی معاملات کی جانب ہوتا ہے اس پر اس صورت حال کا بہت کچھ اثر پڑتا ہے۔ وہ جس چیز سے باخبر ہوتا ہے وہ محض قومی یا سرکاری مصارف ہوتے ہیں جن کے متعلق اس کو اس لیے واقفیت ہوتی ہے کہ شہر یا ریاست مزدور کو کام اور اجرت دیتی ہے۔ محصولوں سے حکومت کو جو آمدنی وصول ہوتی ہے اس سے اس کو بظاہر کوئی سروکار نہیں ہوتا۔ وہ بالعموم مصارف کا موئد ہوتا ہے، لیکن مصارف میں دانشمندی سے کام لینے کا کوئی لحاظ نہیں کرتا؛ اس لیے کہ اضافۂ محصول سے اس کو قطعاً کوئی سروکار نہیں ہوتا۔ ہر رائے دہندے سے کچھ نہ کچھ بلاواسطہ محصول وصول کرنے سے سرکاری معاملات میں دلچسپی اور دقت نظر بڑھے گی؛ پھر بھی بظاہر اس قسم کے محصولوں کے باقی رہنے کی جانب سے مایوسی ہوتی معلوم ہوتی ہے۔

۶۔ حقیقی جائداد کے محصول ریاستہائے متحدہ اور برطانیۂ عظمیٰ میں زیادہ تر مقامی محصول ہیں۔ وہ زیادہ تر مقامی جماعتوں یعنی ریاستہائے متحدہ میں قصبات، شہروں، اور کونٹیز کی جانب سے اور انگلستان میں بار وزاور کونٹیز کی جانب سے عائد اور وصول کیے جاتے ہیں۔ اس طرح ان کی آمدنی بھی مقامی جماعتوں کے مصارف کو پورا کرنے کے کام میں آتی ہے۔ پھر بھی مقامی استعمال کی یہ تحدید نہ عامۃ الوقوع ہے اور نہ کامل۔ پارلیمنٹ کا عائد کردہ محصول اراضی انگلستان میں اب تک موجود ہے، اگرچہ اس کی مقدار کم ہوگئی ہے اور وہ عنقریب معدوم ہوا چاہتا ہے۔ انگریزی محصول آمدنی، حقیقی جائداد پر عائد کیا جاتا ہے، اور اس طرح جو

550

باب
محصول اراضی
و
امکنہ

آمدنی وصول ہوتی ہے وہ مرکزی حکومت کو ملتی ہے۔ ریاستہائے متحدہ میں املاک کے محصول کے ذریعے سے جن میں حقیقی جائداد کے محصول بدرجہا زیادہ اہم اجزائے ترکیبی ہیں ابتداءً مختلف ریاستوں کو آمدنی وصول ہوتی تھی اور اب بھی زیادہ تر وصول ہوتی ہے۔ پھر بھی یہ کہا جا سکتا ہے کہ انگریزی بولنے والے ملکوں میں میلان حقیقی جائداد کے محصول کو خاصۃً مقامی محصول کے طور پر استعمال کرنے کی جانب ہے؛ رہی مرکزی حکومت تو اس کو اپنی آمدنی دوسرے ذرائع سے وصول کرنے کے لیے چھوڑ دیا گیا ہے، یعنی محصول آمدنی، محصول وراثت، تجارت درآمد و رفت کے محصول اور سب سے زیادہ اشیا کے محصول کے ذریعے سے۔

یہی میلان براعظم میں بھی رونما ہونا شروع ہوا ہے۔ وہاں زمین اور عمارتوں کے محصول طویل زمانے سے اور مسلسل روایات کی بنا پر مرکزی حکومت کی جانب سے مشخص اور عائد کیے جاتے ہیں۔ مقامی جماعتیں محض مرکزی حکومت کے نقش قدم پر چلی ہیں، انھوں نے اسی کے انتظام اور معیاروں کو استعمال کیا ہے اور اپنے اغراض کے لیے سرکاری محصول میں زیادتی کی یا بحساب فی صدا اضافہ کیا ہے۔ براعظم کے اکثر ملکوں میں اب بھی یہی صورت حال ہے۔ پرشیا نے اس نظام سے گریز کیا ہے؛ چنانچہ یہاں زمین اور عمارتوں کے ٹکس اور بعض دوسرے اسی قسم کے عرفی بلاواسطہ محصول کا انتظام ہمیشہ کے لیے مقامی جماعتوں کو دے دیا گیا ہے اور حکومت نے انکم ٹکس کی وصول یابی کا کام اپنے ذمے رکھا ہے۔ جرمنی کی دوسری ریاستوں نے پرشیا کی مثال کی تقلید کی ہے، اور یہ اغلب ہے کہ مرور زمانہ کے ساتھ براعظم کے دوسرے ملک بھی اسی طرح عمل کریں گے۔

حقیقی جائداد کے محصولوں کے انتظام کو اس طرح مقامی جماعتوں کو

باب ۳
محصول اراضی
و
امکنہ

551

تفویض کر دینا دانشمندانہ فعل ہے۔ اس کا بہت قرینہ ہے کہ مقامی جماعتیں ایسے محصولوں کا انتظام مساویانہ اور منصفانہ طریقے پر کریں، ان کا انتظام کرنے میں وہ ان مشکلات سے بچی رہتی ہیں جو دوسرے محصولوں کے مقامی انتظام میں بالعموم پیش آتی ہیں۔ مثلاً انکم ٹکس میں یہ میلان ہے کہ وہ لوگوں کو ان مقامات سے ہٹا دیتا ہے جہاں وہ عائد کیا جاتا ہے؛ اگر محصول مقامی ہیں تو شہروں اور قصبات کے مابین مقابلے کی ترغیب دیں گے، تاکہ وہ باشندوں کو ادنیٰ شرحوں یا رعایتی تشخیص کی بنا پر اپنی جانب کھینچیں۔ تمسکات کے محصولوں پر بھی اسی قسم کے اعتراض کیے جا سکتے ہیں، جیساکہ آئندہ باب میں زیادہ واضح طور سے معلوم ہو گا۔ اشیا کی تیاری یا فروخت پر جو محصول عائد کیے جاتے ہیں ان میں سے اکثر سے اسی طرح سے مقابلے کے تحت بچنے کا امکان پایا جاتا ہے۔ مقامی جماعتوں کو جو محصول فی الحقیقت وصول ہو سکتے ہیں ان کی فہرست محدود ہے، اسی کے ساتھ ان کی مالی ضرورتیں کثیر اور روز بہ روز بڑھتی جا رہی ہیں۔ اسی وجہ سے یہ مناسب ہے کہ زمین اور عمارتوں کے محصول، جو خاص طور سے مقامی جماعتوں کو دستیاب ہو سکتے ہیں، کلیتہً ان ہی کے لیے چھوڑ دیئے جائیں۔

باب ۱۷
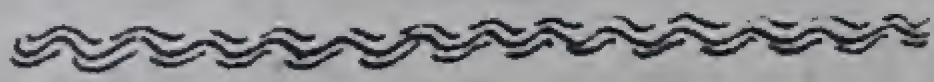
اشیا کے محصول

552

(۱) محصول بلا واسطہ اور بالواسطہ۔ اشیا پر محصول "بالواسطہ" عائد کرنے کے مختلف طریقے۔ (۲) سادہ ترین صورت میں یعنی ایسی مسابقتی شے کی صورت میں جو استقرار حاصل کے تحت تیار کی گئی ہو محصول صارفوں پر منتقل ہوتا ہے۔ اس اصول کے شرائط۔ (۳) کسی شے کے قانون تکثیر یا استقرار حاصل کے تحت تیار کیے جانے کی صورت میں پیچیدگیاں؛ یا اجارے کی صورت۔ ان موضوعات پر نظری استدلال کو عملاً منطبق کرنے میں کن احتیاطوں کی ضرورت ہے۔ (۴) درآمد کردہ اشیا کے محصول کوئی نئی صورت نہیں پیش کرتے، بجز اس کے کہ ان کے توڑ پر غیر محصولی اشیا کی رسد ہونے لگتی ہے اور اس طرح تامین سے متعلق مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ (۵) اشیا کے محصول صارفوں کو بہت کم محسوس ہوتے ہیں۔ وہ بالعموم ایسی اشیا پر عائد کیے جاتے ہیں جن کا صرف کثیر ہوتا ہے، اور اپنے اثرات کے اعتبار سے رجعی ہوتے ہیں کیونکہ غریبوں کے محصول کے

باب ۶
اشیا کے محصول

ذریعے سے اشیا کی کثیر تعداد اور مختلف قسموں پر دسترس حاصل ہوتی ہے۔

~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~

۱۔ سابقہ بابوں میں آمدنی، املاک اور توریث کے محصولوں کو بیان کیا گیا، ان کو بالعموم "بلاواسطہ" محصول کہا جاتا ہے۔ اس اصطلاح کا یہ مطلب ہے کہ ان کے عائد کرتے وقت واضع قانون کی توقع یا نیت یہ نہیں ہوتی کہ ان کے ادا کرنے کا پہلی مرتبہ جن سے مطالبہ کیا جائے ان کے بجائے کسی دوسرے شخص کے سر یہ منتقل ہوں۔ اس کے برخلاف ایسے محصولوں کو جن کے متعلق یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ دوسروں کے سر منتقل ہوں گے "بالواسطہ" محصول کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے جن کو بلاواسطہ محصول کہا جاتا ہے وہ بالعموم منتقل ہوتے ہیں۔ لیکن وہ اس خیال کو پیش نظر رکھ کر عائد نہیں کیے جاتے، اور منتقلی کا عمل بالعموم غیر معین ہوتا ہے۔ اس کے برعکس بالواسطہ محصول اس مفروضے پر عائد کیے جاتے ہیں کہ جن اشخاص سے پہلے مطالبہ کیا جائے وہ اپنے بوجھ کو دوسروں کے سر اتار دیں گے اور خاصی آسانی اور تیقن کے ساتھ اتار دیں گے۔

سادہ ترین اور سب سے عام قسم کے بالواسطہ محصول وہ ہیں جو اشیا پر عائد کیے جاتے ہیں۔ یہ ذہن نشین رکھنا چاہیئے کہ یہ تعریف مبہم اور غیر معین سی ہے۔ سچ پوچھیئے تو جس طرح املاک پر محصول عائد نہیں کیے جاتے، بلکہ صرف وہ اشخاص جو املاک کے مالک ہوتے ہیں محصول ادا کرنے پر مجبور کیے جاتے ہیں، بعینہٖ اسی طرح اشیا پر فی نفسہ محصول عائد نہیں کیے جاتے، بلکہ صرف ان اشخاص پر عائد کیے جاتے ہیں جو اشیا کا معاملہ خاص طریقے سے کرتے ہیں۔ مثلاً تمباکو کا محصول ایسا محصول ہو سکتا ہے جو تمباکو کے صانع پر اس کے
~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~

باب اشیا کے محصول

کارخانے سے برآمد شدہ تمباکو کی بنیاد پر بحساب فی پونڈ عائد کیا جائے۔ شکر کا محصول، جیساکہ سابق میں جرمنی میں ہوتا تھا، ایسا محصول ہوسکتا ہے جو شکر سازی میں استعمال کردہ چقندر پر بحساب فی ہنڈرڈ ویٹ عائد کیا جائے اور جس وقت چقندر صناع کے کارخانے میں پہنچیں تو اس سے وصول کیا جائے۔ "اشیائے درآمد" کا محصول وہ محصول ہے جو تاجروں اور دوسرے اشخاص سے اس موقع پر وصول کیا جائے جبکہ وہ اشیا کو دوسرے ملکوں سے اپنے ملک کے حدود کے اندر لائیں۔

اس قسم کے محصول ادا کرنے کا مطالبہ ان متعدد اشخاص سے جس خاص نوبت پر اور جس خاص طریقے سے کیا جاتا ہے اس پر محصول سے بچنے کے امکان پر بڑا اثر پڑتا ہے۔ مثلاً چقندر پر محصول عائد کرنے کے طریقے کے تحت، جس پر سابق میں جرمنی میں عمل کیا جاتا تھا اور اب بعض ایسے وجوہ کی بنا پر، جن پر یہاں بحث کرنے کی ضرورت نہیں، ترک کردیا گیا ہے، محصول سے بچنا مشکل تھا، اس لیے کہ چقندر وزنی تھے اور کارخانے تک ان کو لانے کے عمل کی بآسانی نگرانی کی جاسکتی تھی۔ امریکہ میں تمباکو اور سگار کے محصول میں یہ طریقہ استعمال کیا جاتا ہے کہ محصول زدہ اشخاص کو اسٹامپ خریدنے اور اپنے کاروبار کی ایک مقررہ حالت میں یہ اسٹامپ اشیا پر چسپاں کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے؛ اس میں یہ انتظامی فائدہ ہے کہ اشیا، محصول سے بچنے کی صورت میں، بجز قلیل ترین پیمانے کے فروخت ہی نہیں کی جاسکتیں، اس لیے کہ اسٹامپوں کی عدم موجودگی قانون کے خلاف ورزی کی اطلاع تمام دنیا کو کردے گی۔ درآمد کردہ اشیا پر عائد کیے ہوئے محصول موجودہ زمانے میں اس لیے بہت آسانی کے ساتھ وصول کرلیے جاتے ہیں کہ ذرائع آمد و رفت، یعنی ریلیں اور دخانی جہاز، بہت ارزاں ہیں اور غیر معروف اور دور افتادہ راستوں سے

باب ۷ اشیا کے محصول

پوشیدہ طور سے سامان درآمد کرنے میں بالعموم محصول سے بچنے کے فائدہ سے زیادہ مصارف لاحق ہوتے ہیں۔ اٹھارویں صدی میں صورت حال مختلف تھی، اور مال کی پوشیدہ درآمد ایسا عامل تھا جس کا محصول درآمد کے انتظام میں خاص لحاظ کرنا پڑتا تھا۔

لیکن یہ سب معاملات تفصیلی بحث کے محتاج ہیں، اور بالعموم ان کی مفصل بحث بہت اہمیت رکھتی ہے؛ چنانچہ ان کی بحث محصول اور مالیات کے متعلق خاص کتابوں میں موزوں ہوسکتی ہے۔ ہمارا تعلق تو محض بعض اہم مسائل سے ہے جو ان محصولوں کے معاشی اثرات سے پیدا ہوتے ہیں۔

۲۔ اولاً سادہ ترین صورت، یعنی ایسے داخلی محصول یا چنگی پر غور کیجیے جو کسی شئے کی تیاری کی کسی حالت میں عائد کیا جاتا ہے۔ اشیا کی تیاری کے زمانے میں کوئی حالت بالعموم اس لیے منتخب کی جاتی ہے کہ اشیا کی طیاری کے معنی مختلف عملوں کے ارتکاز کے ہیں اور اس لحاظ سے نگرانی آسان ہوتی ہے۔ فرض کیجیے کہ یہ شئے ایسی ہے جو استقراری مصارف اور آزاد مقابلے کے حالات کے تحت تیار کی جاتی ہے۔ اسی صورت میں محصول کا اثر سادہ ہوگا۔ اس شئے کی قیمت میں محصول کی مقدار کی حد تک اضافہ ہوجائے گا۔ صناع اس مقدار کو صارف کے سر منتقل کردے گا، اور اس طرح حقیقی بار صارف پر پڑے گا۔

554

یہ نتیجہ لازمی طور سے فی الفور ظہور پذیر نہ ہوگا۔ محصول کا پہلا اثر یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنی مقدار کی حد تک صناع کے مصارف پیدائش میں اضافہ کردیتا ہے۔ اس لحاظ سے صناع یقیناً اپنی شئے کی قیمت بڑھانے کی خواہش کرے گا، تاکہ زائد خرچ کو پورا کرسکے۔ خالص نظری طور پر وہ، بجز تخفیف رسد کی صورت کے ایسا نہیں کرسکتا۔ قیمت کا تعین براہ راست طلب و رسد کے توازن سے، یا اصطلاحی زبان میں، اختتامی فروخت پذیری سے ہوتا ہے؛ اور طلب کے

باب ۳ اشیا کے محصول

حالات یکساں و مقررہ رہنے کی صورت میں قیمت اس وقت تک نہیں بڑھ سکتی جب تک کہ رسد میں تخفیف نہ ہو۔ لیکن کثیر مصارفِ پیدائش اور قلیل منافعہ رسد میں قلت پیدا کریں گے؛ اور جب صناعوں کو اپنا معمولی منافعہ کمی پیداوار اور بیشیٔ قیمت کی وجہ سے دوبارہ ملنے لگے گا، معمولی توازن از سرِ نو قائم ہو جائے گا۔ ظاہر ہے کہ یہ چیز کہ پیداوار کی مقدار میں آخری تغیر کس حد تک ہوگا اس شے کی طلب کی تغیر پذیری پر منحصر ہو گی۔ یہ امر نا ممکن نہیں ہے کہ یہ نتیجہ رسد میں کسی تغیر کے بغیر بھی حاصل ہو جائے۔ کسی ترقی پذیر ملک میں یا کسی ایسی شے کی حد تک جس کی طلب ترقی پذیر ہو، یہ ممکن ہے کہ رسد میں کوئی حقیقی کمی نہ ہو، بلکہ صرف اضافہ رُک جائے۔ محض طلب کو اس کا موقع ملتا ہے کہ وہ نئی صورت حالات کے مطابق اپنے آپ کو بنا لے۔

اس تمام معاملے میں یہ فرض کیا گیا ہے کہ جس وقت محصول عائد کیا جاتا ہے صنعت اس وقت معمولی حالت میں ہوتی ہے؛ یعنی یہ کہ جو اصلدار اس میں مصروف ہیں انھیں معمولی منافعہ وصول ہو رہا ہے اور منافعہ میں کمی کی صورت میں وہ اپنی پیداوار کو گھٹائنے، بلکہ غالباً ان میں سے بعض کاروبار سے کلیتہً دست کش ہو جانے کی طرف مائل ہوں گے۔ یہ بالکل ممکن ہے کہ محصول ایسے وقت عائد کیا جائے جبکہ صنعت غیر معمولی طور سے منفعت بخش ہو۔ اس طرح اس کا بار بظاہر صرف صناعوں پر عائد ہو سکتا ہے؛ ممکن ہے کہ وہ اس قابل ہوں کہ محصول خود ادا کریں اور پھر بھی صارفوں کے ہاتھ اپنے مال کو معمولی منافعے پر فروخت کریں۔ ایسی صورتوں میں جو کچھ ہوتا ہے وہ یہ نہیں ہے کہ صارف اعلیٰ قیمت ادا کرتے ہیں، بلکہ یہ کہ وہ اُس ادنیٰ قیمت کو لینے سے باز رکھے جاتے ہیں جو مقابلے کے باعث انجام کار رونما ہوتی۔ بہ نسبت اُس صورت میں محصول لگانے کے جب کوئی صنعت اپنی معمولی حالت میں ہو، صارفوں کے لیے اس عمل میں

باب ۷ اشیا کے محصول

زیادہ سہولت ہے؛ ظاہر ہے کہ وہ اس قاعدے سے مستثنیٰ نہیں ہے کہ محصول آخر کار صارف پر عاید ہوتا ہے۔

بعض صنعتیں اس قدر زیادہ اتفاقی نوعیت رکھتی ہیں کہ مسابقت کا عمل اور اس کی وجہ سے محصول کا عمل بے قاعدہ اور غیر یقینی ہوتا ہے۔ یہ صورت شراب کی بھٹیوں کے بارے میں اچھی طرح صادق آتی ہے، جن کی پیداوار کی فروخت کا مدار بہت زیادہ دکانوں کی نیک نامی، نشانِ تجارت، اور خوردہ شراب کی دکانوں پر قابو رکھنے پر ہوتا ہے۔ شراب کی بھٹی میں اس کا قرینہ ہے کہ وہ یا تو بہت زیادہ منفعت بخش کارخانہ ثابت ہو یا انتہائی طور سے نقصان رساں؛ اور انہیں دونوں صورتوں میں سے کوئی صورت کسی بڑے ہوٹل یا شہری اخبار کی بھی ہوتی ہے۔ اگر بیر (Beer) پر معتدل شرح سے محصول عاید کیا جائے تو ممکن ہے کہ وہ بھٹی کے مصارف کے اتار چڑھاؤ اور منافعے کے تغیرات میں محسوس نہ ہو اور کشید کردہ شراب کی خوردہ قیمت پر اس کا کوئی نمایاں اثر ظاہر نہ ہو۔ اسی طریقے سے موجودہ محصول کی تخفیف بظاہر محض شراب کشید کرنے والے کے مصارف میں اپنی حد تک کمی پیدا کر سکتی ہے؛ اور ممکن ہے کہ اس کی خوردہ فروشی کی قیمت کو متاثر نہ کرے۔ یہ چیز بظاہر صرف معتدل شرح سے محصول عاید کرنے کی صورت میں صادق آئے گی۔ محصول میں اگر کوئی بڑا اضافہ یا بڑی تخفیف کی جائے تو، اس کو صارف بلاشبہ محسوس کرے گا۔ اور اوسط درجے کے محصول کا اثر بھی لازمی طور سے مرور زمانہ کے ساتھ ظاہر ہوگا، اگرچہ بہت ممکن ہے کہ اس کا اثر خوردہ فروشی کی بدلی ہوئی قیمت کی شکل میں اس قدر ظاہر نہ ہو جس قدر کہ فی گلاس شراب کی مقدار یا اس کی قسم کے اچھے برے ہونے کی صورت میں۔ اس صورت میں تقریباً تمام معاشی مظاہر کے مثل ہمیں ایسے رجحانات سے بحث کرنا ہے جن کے نتائج کم و بیش آہستگی کے ساتھ اور بالعموم مبہم طریقوں سے رونما ہوتے ہیں۔

باب ۱۷ اشیا کے محصول

لیکن یہ کہا جا سکتا ہے کہ دوسرے اثرات مثلاً طریقۂ پیدائش میں اصلاح کے یا رسد آپ کی کے مقابلے میں وہ اثرات جو قیمتوں پر محصول کے پڑتے ہیں زیادہ سریع اور زیادہ یقینی ہوتے ہیں؛ وجہ یہ ہے کہ محصول کی خبر آگ کی طرح پھیل جاتی ہے اور تمام صناعوں اور تاجروں کی توجہ ان پر فوراً مرتکز ہو جاتی ہے۔

۳۔ اب ان سے بعض کم سادہ صورتوں پر غور کیجئے۔ محصول زدہ اشیا ممکن ہے کہ استقرار حاصل کے حالات کے تحت تیار نہ ہوں، بلکہ تکثیر حاصل یا تقلیل حاصل کے حالات کے تحت تیار ہوں، یا ممکن ہے کہ وہ اجارے کے تابع ہوں۔

ان حالتوں میں بھی اصلی نظریے کو بیان کر دینا بہت آسان ہے، اس لیے کہ وہ محض عام نظریۂ قدر کا اطلاق ہے۔[1] تقلیل حاصل کے تحت تیار کردہ شئے کا محصول ممکن ہے کہ اس شئے کی قیمت میں محصول کی پوری مقدار کی حد تک اضافہ نہ کرے۔ قیمت کا اضافہ صرف تیار کردہ شئے کی مقدار کی تخفیف کی صورت میں رونما ہو سکتا ہے۔ لیکن تقلیل حاصل کی صورت میں طیار کردہ شئے کی مقدار کی تخفیف کے معنی کاشت کی اختتامی حد کے پیچھے ہٹنے کے اور اختتامی مصارف کی کمی کے ہیں۔ پس معمولی قیمت کو بڑھانے میں محصول کا جو اثر پڑتا ہے وہ مصارف کی اس کمی سے جو ذرایع رسد پر کسی قدر کم دباؤ پڑنے کے باعث ہوتی ہے زائل ہو جاتا ہے۔ برخلاف اس کے تکثیر حاصل کے تحت تیار کردہ شئے کا محصول ممکن ہے کہ نہ صرف اس شئے کی قیمت بڑھا دے، بلکہ یہ بھی ممکن ہے کہ اس محصول کی مقدار سے بھی زیادہ قیمت میں اضافہ کر دے۔ اس صورت میں قیمت کا اضافہ صرف کو کم کر کے اور طیار کردہ مقدار کو گھٹا کر فی اکائی مصارف میں

556

[1] ۔ دیکھو اس نظریے کا بیان باب ۱۲ تا باب ۱۵ میں۔

باب اشیا کے محصول

اضافہ کر دیتا ہے، اور اس طرح شئے کی قیمت میں مزید اضافے کا باعث ہوتا ہے۔ اسی قسم کا استدلال کسی موجودہ محصول کی معافی کے بارے میں بھی پیش کیا جا سکتا ہے۔ تقلیل حاصل کے تحت تیار کردہ شئے کے بارے میں جب محصول میں کمی ہو تو ممکن ہے کہ یہ کمی اس شئے کے صرف کو بڑھادے ذرائع رسد پر دباؤ ڈالنے کا باعث ہو، اختتامی مصارف بڑھادے اور اس طرح قیمت میں ایسی کمی کر دے جو محصول کی مقدار تخفیف سے کم ہو۔ برخلاف اس کے اگر تکثیر حاصل کے تحت محصول میں کمی ہو تو، یہ کمی صرف اور پیداوار کے حق میں مہیج کا کام کرکے ممکن ہے کہ فی اکائی مصارف میں تخفیف کا باعث بنے، اور اس طرح قیمت میں اس سے زیادہ کمی ہو جائے جتنی کہ محض تخفیف محصول کی صورت میں رونما ہوتی۔

ان حالتوں کے نظریے کے سلسلے میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ اجارے کے تحت طیار کردہ شئے کا محصول ان اثرات کے تحت اور غالباً اسی حد تک منتقل نہیں ہوتا جیسا کہ آزاد مقابلے کے تحت کسی تیار کردہ شئے کا محصول منتقل ہوتا ہے۔ وہ محصول جو براہ راست اجارے کے منافعہ پر عاید کیا جائے کبھی منتقل ہو ہی نہیں سکتا، ٹھیک اسی طرح جس طرح کہ معاشی لگان پر عاید کردہ محصول کبھی منتقل نہیں ہو سکتا۔ اجارہ دار اپنی پیداوار کو غالباً ایسے طریقے سے منظم کرلے گا کہ اس کی وجہ سے اس کو ٹھیک اسی طرح بیشتر بن منافعہ حاصل ہو جس طرح کبھی منفعت بخش خطۂ زمین کے مالک کو غالباً بیشترین لگان وصول ہوگا؛ اور نفع اجارہ یا لگان پر براہ راست عاید کردہ محصول موجودہ صورت سے زیادہ منفعت بخش طریقے پر معاملات کو منظم کرنے کا امکان نہیں پیدا کرتا۔ اجارہ دار یا زمیندار کو حتی الامکان زیادہ ہنسی خوشی کے ساتھ محصول کو برداشت کرنا ضروری ہے۔

لیکن اجارے کے تحت طیار کردہ شئے کا محصول اور نفع اجارہ پر عاید کردہ محصول دونوں ایک چیز نہیں ہیں۔ اوّل الذکر

باب ۷
اشیا کے محصول
557

بحساب فی اکائی پیداوار عاید کیا جاتا ہے، نہ کہ خالص نفع اجارہ پر۔ شئے پر محصول عاید کرنا بدرجہا زیادہ آسان ہے، اس لیے کہ یہ معلوم کرنا نسبتہً بہت زیادہ آسان ہے کہ پیداوار کی مقدار کتنی ہے۔ لیکن نفع اجارہ کا صحت کے ساتھ معلوم کرنا حقیقت یہ ہے کہ بہت دشوار ہوتا ہے، علیٰ ہذا محض نفع اجارہ پر محصول کی تشخیص کرنا بھی دشوار ہوتا ہے۔ اگرچہ اجارے کے تحت طیار کردہ شئے کا محصول اپنے مالی نتیجے کے اعتبار سے سادہ اور نسبتہً یقینی ہوتا ہے؛ پھر بھی قیمتوں پر آخر کار اس کے اثر کے لحاظ سے بدرجہا زیادہ غیر یقینی ہوتا ہے۔ وہ اجارہ دار کے تمام حسابات کو فوراً متاثر کرتا ہے۔ اس کے مصارف پیدائش فی اکائی بڑھ جاتے ہیں۔ اگر وہ ان کے مقابل اپنی پیداوار کی قیمت بڑھانے کی کوشش کرے تو، اس کو تقریبا یقینی طور سے تخفیف طلب کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اگر طلب تغیر پذیر ہو تو، ممکن ہے کہ صرف کی یہ تخفیف بہت زیادہ ہو، اور ممکن ہے کہ اجارہ دار کو محصول کے بڑے حصے کا بار اٹھانا پڑے؛ یعنی یہ کہ وہ قیمت میں محصول کی پوری مقدار کی حد تک اضافہ نہ کرے اور فروخت کی کمی سے منافع میں جو کمی ہو اس کو برداشت کرنا زیادہ مناسب خیال کرے۔ اگر طلب غیر تغیر پذیر ہو، یعنی اگر قیمتوں کا اضافہ اس کے مال کی نکاسی پر بہت کم اثر ڈالے تو، ممکن ہے کہ وہ محصول کے بڑے حصے کو صارفوں پر منتقل کرنے کے قابل ہو جائے۔

اس موضوع پر نظری استدلال کو بہت آسانی کے ساتھ اور بھی زیادہ آگے بڑھایا جا سکتا ہے۔ ممکن ہے کہ اجارہ دار اپنے کاروبار کو استقرار حاصل، تقلیل حاصل یا تکثیر حاصل کے تحت انجام دے رہا ہو؛ ہر صورت میں اس کے حسابات پر مختلف اثر پڑے گا۔ اگر وہ تقلیل حاصل کے تحت تیار کر رہا ہے تو محصول، اضافۂ قیمت اور کمی صرف اس کے لیے زیادہ ناخوشگوار نہ ہوں گے؛

باب ۴ اشیا کے محصول

اس لیے کہ پیداوار کی کمی کے ساتھ اس کے مصارف بھی گھٹ جائیں گے۔ اگر اس کے برخلاف وہ تکثیرِ حاصل کے تحت تیار کر رہا ہو تو اضافۂ قیمت اور اس کے نتیجے کے طور پر صرف اور پیداوار کی کمی اس کو بہت ناخوشگوار ہوگی؛ اس لیے کہ اس سے اس کے مصارف فی اکائی میں اضافہ ہو جائے گا۔ اگر ہم یہ فرض کریں کہ وہ اپنے اجارے کی حد تک آزاد اور بالکل غیر مقید ہے، انتہائی ممکنہ فائدہ حاصل کرنے کے ارادے پر بہت سختی کے ساتھ جما ہوا ہے اور نہ صرف طلب کے حالات بلکہ اپنے ذاتی مصارف کی تکثیر یا تقلیل سے پوری طرح باخبر ہے تو محصول کے عاید ہونے کے بعد اس کو اپنی رسد اور قیمت کے ازسرِنو منظم کرنے کا اچھا موقع ہاتھ آئے گا۔ اس کے متعلق یہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ وہ حسابی ضوابط سے مدد لے گا، اور صحت کے ساتھ یہ حساب کرے گا کہ محصول کے کچھ جزو کو تسلیم کر لینا اس کو کس حد تک فائدہ پہنچائے گا اور اس کے ایک جزو کو صارفوں پر منتقل کر دینا اس کے حق میں کس حد تک مفید ہوگا۔

اس آخری صورت کا محض بیان ہی یہ ظاہر کرتا ہے کہ اس قسم کی تحلیل کے برمحل ہونے پر کتنی شرطیں لگی ہوئی ہیں۔ طلب، تغیر پذیر مصارف، محصول وغیرہ کے عمل کے بارے میں جو پیچیدہ استدلال کیا جاتا ہے اندیشہ ہے کہ اسے محض عقلی تفریح کا ایک کھلونا بنا لیا جائے۔ بعض معاشیین نے اس قسم کے مسائل کی جانب خاصی توجہ صرف کی ہے، اور اس امر کو فراموش کر دیا ہے کہ ان کا استدلال خالص فرضی ہے اور یہ کہ اس کی مطابقت مقرونی و مادی واقعات زندگی سے قطعاً نہیں ہوتی۔ تمام معاشی اصول محض تقریبی طور سے صادق آتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ نیم حسابی استدلال، بلکہ خالص حسابی استدلال بھی، اساسی اصول کو واضح طور سے پیش کرنے میں عام طور سے مدد دیتا ہے؛ لیکن تفصیلات و فروع پر اس کو منطبق کرنا

558

باب ۱۰ اشیا کے محصول

بہت شاذ ہی فائدہ مند ہو سکتا ہے۔ محصول کے بار کے بارے میں اس کا اس طرح اطلاق نہیں کیا جا سکتا؛ یعنی نہ تو تکثیر حاصل یا تقلیل حاصل کے باعث محصول کے بار کی ترمیم و تبدیلی کے بارے میں اطلاق کیا جا سکتا ہے اور نہ اجارے کے تحت تیار شدہ اشیا کے محصولوں کے اثر کی حد تک۔ تکثیر یا تقلیل حاصل کا اظہار آہستگی اور بے قاعدگی کے ساتھ اور طویل مدت کے بعد ہوتا ہے۔ اشیا کے محصول ان تفصیلہ پذیر حالات سے متاثر ہو کر بہت ہی کم صورتوں میں اتنی طویل مدت تک یکساں شرح پر برقرار رہ سکتے ہیں جس سے اختتامی مصارف پر معقول اثر پڑے۔ اکثر عملی اغراض کے لیے ہم اس سیدھے سادے نتیجے پر قناعت کر سکتے ہیں جو ابتدا ہی میں استقرار حاصل کے مفروضے کے تحت حاصل کیا گیا تھا؛ یعنی یہ کہ اشیا کا محصول اپنی پوری مقدار کی حد تک صارف پر منتقل ہو جاتا ہے۔ اور اسی طریقے سے ہم ان اشیا کے محصولوں کے عمل کے متعلق اکثر پیچیدہ استدلال کو باطل کر سکتے ہیں جن کے متعلق عام طور سے یہ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ اجارے کے تحت طیار کیجاتی ہیں۔ کسی دوسرے مقام پر[1] یہ بیان ہو چکا ہے کہ کامل اجارہ بہت شاذ رونما ہوتا ہے۔ وہ صورتیں جن کے متعلق یہ خیال کیا جاتا ہے کہ ان میں اجارہ موجود ہے تقریباً ہمیشہ بہت محدود ہوتی ہیں؛ یعنی بدل، مقابلہ کا امکان؛ رائے عامہ اور قانون کے نفاذ کی وجہ سے محدود ہوتی ہیں۔ ”مثل اجارہ“ کے تحت جو اشیا طیار ہوں ان کا محصول اسی تعین و تیقن کے ساتھ منتقل نہیں ہوتا جیسا کہ مسابقت کے حالات کے تحت تیار کردہ شئے کا ہوتا ہے؛ لیکن اس کا قوی امکان ہے کہ محصول کا بیشتر حصہ اسی طریقے سے

---

[1] دیکھو باب ۱۵، فصل (۲)۔

باب اشیا کے محصول

منتقل ہو جائے۔ محض اس قسم کا تخمینی اور عام نتیجہ ہی معمولی صورت واقعات سے مطابقت رکھتا ہے اور وہ واضع قانون کی رہبری کے لیے کافی ہوتا ہے۔

۴۔ درآمد کے محصول، جس حد تک خالص محصول کا تعلق ہے، کوئی خاص صورت نہیں پیش کرتے۔ وہ محض اشیا کے محصولوں کی ایک شکل ہیں، اور سابقہ فصلوں میں جو کچھ کہا جا چکا ہے اس کا ان پر بھی اطلاق ہوتا ہے۔ وہ عام طور سے صارفوں پر منتقل ہوتے ہیں؛ اور ان کا مطلب ہی یہی ہوتا ہے کہ وہ اس طرح منتقل ہوں۔ تامین کے متعلق بحث مباحث میں اعلیٰ شرح محصول کے پرجوش حامیوں کا رجحان کبھی کبھی یہ کہنے کی جانب ہوتا ہے کہ درآمد کے محصولوں کا بار داخلی صارف نہیں اٹھاتے بلکہ بیرونی صناع برداشت کرتے ہیں۔ ممکن ہے کہ یہ صورت بعض اوقات ٹھیک اسی طرح پیش آئے جس طرح بعض اوقات یہ ہوتا ہے کہ داخلی محصول کا بار طویل یا قلیل مدت کے لیے صناع برداشت کرتا ہے نہ کہ صارف۔ بعض اوقات جبکہ صناع کو، خواہ وہ داخلی ہو یا خارجی، اجارہ حاصل ہو، ممکن ہے کہ اس پر محصول کے ایک جزو کا بار پڑے، یعنی بظاہر ممکن ہے کہ وہ اس کا بیشتر حصہ خود برداشت کرے۔ بعض اوقات بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ برداشت کر رہا ہے۔ لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہوتا۔ وہ اپنی شئے کو اسی قیمت متعارفہ پر فروخت کرتا ہے، لیکن اس کے پیمانے یا خوبی میں فرق کر دیتا ہے۔ اکثر و بیشتر داخلی اور کروڑگیری کے محصولوں سے وہی مقررہ علانیہ اور سادہ نتیجہ رونما ہوتا ہے۔ یعنی شئے کی قیمت میں محصول کی پوری مقدار کی حد تک اضافہ ہوتا ہے۔

559

درآمد کے محصولوں کی خصوصیت محض یہ ہے کہ وہ بازار میں اس شئے کے بالمقابل غیر محصول زدہ رسد لا سکتے ہیں۔ اگر وہ خالصاً ان اثرات کے لیے عاید کیے گئے ہیں جو محصول کے ہونے

باب ۶
اشیا کے
محصول

چاہئیں تو، ان کے ساتھ ساتھ داخلی محصول ان ہی شرحوں سے اور ان ہی اشیا پر عاید کرنے چاہئیں۔ اگر ایسا نہیں کیا گیا تو، ممکن ہے کہ داخلی صنعت و پیدائش آن موجود ہو، خواہ داخلی صناع اُس شئے کو بازار میں اتنی کم قیمت پر نہ لا سکیں جتنی کم قیمت میں وہ محصول کی عدم موجودگی میں درآمد ہو سکتی تھی۔ یہ بحث کہ داخلی پیدائش کو اس طرح تحریک دینا دانشمندانہ ہے یا نہیں تامینی محصولوں کے اثرات کے پورے سوال کو رونما کرتی ہے جس پر دوسری جگہ کافی بحث کی جا چکی ہے۔[1]

۵۔ اگرچہ صارف تقریباً ہمیشہ اشیا کے محصول ادا کرتا ہے، لیکن اس کو بالعموم اس کا علم نہیں ہوتا۔ وہ شئے کی اعلیٰ قیمت کی شکل میں محصول ادا کرتا ہے۔ جب کسی شئے کے لیے قیمت کی کوئی مقررہ سطح قائم ہو جاتی ہے تو، لوگ اسے مروجہ شرح سمجھ کر اس کے خوگر ہو جاتے ہیں اور بے چون وچرا اسے ادا کر دیتے ہیں۔ اگر ہر خریدار کو ہر مرتبہ ایک پونڈ شکر خریدتے وقت بلا واسطہ دو سنٹ محصول ادا کرنا پڑتا، یا اگر اس سے یہ مطالبہ کیا جائے کہ جب کبھی وہ ادنیٰ کپڑوں کا ایک سوٹ خریدے دو ڈالر کا محصول ادا کرے (اور واقعہ بھی یہ ہے کہ نصف صدی تک ان اشیا کے امریکی صارفوں سے کم وبیش ان ہی شرحوں سے محصول وصول کیا جاتا تھا) تو، ہمیں اس کا یقین رکھنا چاہیئے کہ وہ اس کے خلاف شدید احتجاج کرے گا۔ محض اس واقعے سے کہ ایسے محصول پوشیدہ ہوتے ہیں اور لوگ ان کا تمیز بھی کم کرتے ہیں واضع قانون کو انھیں استعمال کرنے کی ترغیب ہوتی ہے۔ اس کو زائد مصارف کے مطالبے کا ہر وقت مقابلہ کرنا پڑتا ہے، لیکن اس کے باوجود

560

[1] دیکھو باب ۲۶ اور باب ۳۰۔

باب ۵
اشیا کے محصول

وہ یہ دیکھتا ہے کہ زائد خدمات عامہ کے مطالبے کے تناسب سے عوام نیا بار برداشت کرنے کے لیے آمادہ نہیں ہوتے ہیں۔ اس لیے اس کا قرینہ ہے کہ وہ ایسے محصولوں کی جانب رجوع ہو جن سے اس کو کم ترین احتجاج کے ساتھ بیشترین آمدنی وصول ہو۔ چنانچہ اشیا کے محصول ایسے ہی محصول ہیں۔

ظاہر ہے کہ اُن اشیا سے سب سے زیادہ آمدنی وصول ہوسکتی ہے جو سب سے بڑی مقدار میں تیار کی جاتی ہیں، نیز یہ ممکن ہے کہ یہ اشیا ایسی ہوں جنھیں غریبوں کے مقابلے میں متمول طبقہ زیادہ مقدار میں استعمال کرتا ہو۔ اسی وجہ سے اشیا کے اکثر محصول متناسب ہی نہیں بلکہ رجعی ہوتے ہیں۔ غریب آدمی اتنی شکر نہیں خرید سکتا، جتنی کہ متمول آدمی؛ لیکن غریب آدمی، امیر کے مقابلے میں اپنی آمدنی کا زیادہ بڑا حصہ شکر پر خرچ کرے گا؛ پس ایسی شئے پر جو محصول لگایا جائے گا اس کو زیر بار کردے گا۔ اس میں شک نہیں کہ محصول لگانے کے لیے ایسی اشیا کا انتخاب جس کو زیادہ تر خوش حال و متمول طبقہ استعمال کرتا ہو ناممکن نہیں ہے، جیسے کہ لیسین اور شامپین۔ لیکن اس قسم کے محصولوں سے زیادہ آمدنی وصول نہیں ہوتی۔ محض یہ واقعہ کہ کوئی شخص متمول ہے یہ نتیجہ پیدا کرتا ہے کہ وہ اپنے مصارف کو متعدد چیزوں پر تقسیم کرتا ہے، اور کسی ایک شئے کا مقابلتہً بہت کم حصہ خریدتا اور صرف کرتا ہے۔ اسی وجہ سے نفیشات سے بہت قلیل مقدار میں آمدنی وصول ہونے اور انتظامی مصارف کے زیادہ ہونے کا امکان ہوتا ہے۔ ان ہی اشیا سے معقول مقدار میں آمدنی وصول ہوسکتی ہے جو روزمرہ کے استعمال کی اشیا ہیں، جو کثیر مقدار میں صرف کی جاتی ہیں، اور جن کے خریدار زیادہ تر عوام ہوتے ہیں۔ چنانچہ ایسی اشیا جن پر بحالت موجودہ مہذب ممالک میں بہ کثرت

باب ۲ اشیا کے محصول

محصول عاید کیا جاتا ہے یہ ہیں :۔ شکر، چائے، قہوہ، پٹرولیم، تمباکو، بیر، شراب اور دوسرے منشیات۔ اس کا اعادہ کرنا نامناسب نہ ہوگا کہ ان چیزوں کے محصول بالعموم رجعی نوعیت رکھتے ہیں۔

مذکورۂ بالا اشیا میں سے دو قسم کی اشیا پر بالعموم اعلیٰ شرح سے محصول عاید کیا جاتا ہے، خواہ وہ محصول کروڑگیری ہو یا چنگی، یعنی ایک تو الکحلی مشروبات اور دوسرے تمباکو۔ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ ان کے صرف کا کم ہو جانا قابل افسوس ہونے کی بجائے مناسب ہے، اور یہ کہ ان پر بلا رورعایت محصول عاید کیے جا سکتے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ طرز عمل ورجحان نہ تو تمباکو کے اور نہ شراب اور بیر کے اُن محصولوں کی تشریح کرتا ہے جو براعظم یورپ میں جہاں اس قسم کے مشروبات اور شرابوں کو عام طور سے صرف کیا جاتا اور کسی بڑی حد تک ناواجب طور سے استعمال نہیں کیا جاتا، عاید کیے جاتے ہیں۔ ان کے استعمال میں سب سے بڑا عامل محض مالی سہولت ہے۔ ایسے محصولوں سے، خواہ وہ کسی سبب سے کیوں نہ ہو تقریباً ہر تہذیب یافتہ ملک میں، آمدنی کثیر مقدار میں وصول کی جاتی ہے۔ مالی اجارے قائم کر کے اُن سے غالباً بیشترین آمدنی وصول کی جاتی ہے۔ یعنی حکومتیں ان کی صناعت اپنے ہاتھ میں لیتی ہیں، یا کم از کم تھوک یا خردہ فروشی کے طریقے پر فروخت پر اپنا قبضہ رکھتی ہیں، اور اس طرح حاصل کردہ کاروبار میں حصہ لینے کی تمام افراد کو ممانعت کر دیتی ہیں خریداروں سے ایسی اعلیٰ قیمتیں وصول کی جاتی ہیں جن سے منافعہ کثیر مقدار میں وصول ہوتا ہے۔ صارفوں کی حد تک نتیجہ، اگرچہ مختلف عمل کے ذریعے سے حاصل ہوتا ہے لیکن وہی ہوتا ہے جیسا کہ اشیا پر معمولی طریقوں سے محصول عاید کرنے کی صورت میں ہوتا ہے۔

561

باب: اشیا کے محصول

تمباکو، فرانس، اٹلی، آسٹریا، اسپین اور دوسرے ملکوں میں مالی اجارہ ہے۔ روس اور سوئٹزرلینڈ میں مشروبات مالی اجارہ ہیں۔ نمک آسٹریا اور اٹلی میں مالی اجارہ ہے۔ اس طریقے میں یہ فائدہ ہے کہ اگر کوئی شخص محصول سے بچنے کی کوشش کرے تو، اس کا باسانی سراغ لگایا جاسکتا ہے، محض یہ واقعہ کہ خانگی حیثیت سے کوئی فرد کاروبار انجام دیتا ہے اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ مالگزاری کے قانون کو توڑ رہا ہے۔ لیکن دوسری طرف اس نظام پر وہ سب اعتراضات ہو سکتے ہیں جو استبدادی نظم ونسق کے بارے میں کیے جاسکتے ہیں، اور خاصکر یہ نظام اس وجہ سے زیادہ نامناسب ہے کہ سیول سروس کی تنظیم بہت ہی خراب ہے اور سرکاری انتظام کا معیار بہت پست ہے۔

محصول چنگی کے مقابلے میں محصول درآمد کا اطلاق اشیا کی گوناگوں اور بڑی بڑی فہرستوں پر بہت زیادہ آسانی کے ساتھ کیا جاسکتا ہے۔ نگرانی کو پورے ملک پر وسیع کرنے کی ضرورت نہیں، وہ صرف ملک کے داخلے کے راستوں اور بندرگاہوں تک محدود رکھی جاسکتی ہے۔ یہ واقعہ تائینی محصولوں کے عام رواج کی تشریح بہت بڑی حد تک کر دیتا ہے۔ وہ آمدنی حاصل کرنے کا ایک سہل طریقہ ہے۔ ایک دفعہ آمدنی کی خاطر ان کو جاری کر دینے کے بعد داخلی صنعت کی رفتار پر ان کے ضمنی اثرات ابتداءً نظر انداز کر دیے جاتے ہیں، اور اس کے بعد جب یہ محصول قائم ہو جاتے ہیں تو ان کا خیر مقدم کیا جاتا ہے۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ میں جن اشیا پر محصول درآمد عاید کیا جاتا ہے اُن کی فہرست غیر معمولی طور سے طویل ہے؛ چنانچہ اس میں ۱۵۰۰ اشیا شامل ہیں۔ ظاہر ہے کہ اتنی بڑی فہرست پر محصول چنگی عاید کرنا خارج از بحث ہے۔

انصاف کی بات یہ ہے کہ ریاستہائے متحدہ کے محصول درآمد کے متعلق اُس ترقی کے بارے میں جو انھوں نے انتہائی تائینی نظام کے

باب ۱۲ اشیا کے محصول

تحت کی ہے یہ کہنا حق بجانب نہ ہوگا کہ ان کا بار اس قدر واضح طور سے بُرا تھا جس قدر عام طور سے محصول چنگی کا ہوتا ہے۔ چائے، قہوہ، کوکو پر کوئی محصول نہیں لیا جاتا تھا۔ شکر ہی محض ایک ایسی قابل محصول شئے تھی جس کا محصول صریحی طور پر رجعی تھا۔ جو چیز شکر کے بارے میں صادق آتی تھی وہی غالباً اون کے بارے میں بھی صادق آتی تھی، اس لیے کہ اس کا محصول غالباً تمام تامینی محصولوں سے زیادہ قابل اعتراض تھا۔ جہاں تک مصنوعات کا تعلق ہے، اکثر اشیاء پر محصولوں کا اثر بلا واسطہ یا بالواسطہ طریقے پر نہیں پڑا۔ مثلاً معمولی قسم کی سوتی اشیا ملک کے اندر اتنی ہی ارزاں تیار ہو سکتی ہیں جتنی کہ باہر، کسی صورت میں بھی ان کی درآمد نہیں کی جائے گی؛ اگرچہ دستور العمل یا مجموعۂ قوانین میں ان کے محصول کا اندراج موجود ہوتا ہے، پھر بھی وہ محض برائے نام ہوتے ہیں۔ سوتی پارچوں کی اعلیٰ قسمیں زیادہ تر درآمد کی جاتی ہیں یا محصول کی آڑ میں ملک کے اندر تیار کی جاتی ہیں۔ ان کی قیمتوں میں محصول کے باعث اضافہ ہو جاتا ہے؛ اور صارفوں پر دراصل محصول عاید ہوتا ہے۔ لیکن صارف اگر کل نہیں تو کم از کم بڑی حد تک خوش حال اور متمول طبقے کے افراد ہوتے ہیں، اور محصول پر اس حد تک یہ اعتراض نہیں کیا جا سکتا کہ قلیل مقدار آمدنی والوں پر اس کا کوئی خاص بار پڑتا ہے۔ یہی چیز غالباً دوسرے پارچہ جات کے محصولوں پر صادق آتی ہے، جیسے اونی اور ریشمی کپڑے؛ اگرچہ ان کے بارے میں یہ بیان کہ ارزاں قسموں کی اشیا کے محصول محض برائے نام ہوتے ہیں کچھ زیادہ مبنی برحقیقت نہیں ہے۔ ہمارے اعلیٰ تامین کے نظام پر سب سے بڑا اعتراض یہ نہیں تھا کہ اس کا غیر متناسب بار ان لوگوں پر پڑتا تھا جو اس کے ادا کرنے کی سب سے کم قابلیت رکھتے تھے، بلکہ زیادہ تر یہ کہ وہ قوم کی پیدآور قوتوں کا رُخ غیر منفعت بخش سمتوں میں پھیر دیتا تھا۔

562

تعلیقات حصۂ ہشتم
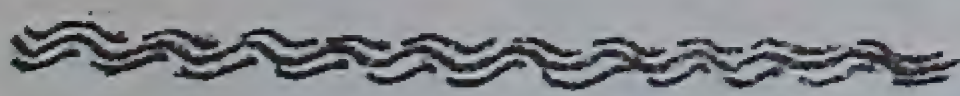
سی ایف، بیسٹبل کی کتاب موسوم بہ "مالیات عامہ" (Public Finance) تیسرا ایڈیشن شایع شدہ ۱۹۰۳ء مالیات کے پورے شعبے پر حاوی ہے، اور نہایت قابلیت و اصابت رائے کے ساتھ لکھی گئی ہے؛ اگرچہ اس کا طرز تحریر دلکش نہیں ہے۔ بیرونی کتابوں میں کے، ٹی، اسے ہے برگ کی کتاب موسوم بہ (Finanzwissenschaft) جدید ایڈیشن شایع شدہ ۱۹۱۲ء جرمن طرز کی عمدہ کتاب ہے؛ اور پی، لیرو سے بیولیو کی کتاب موسوم بہ (Science des Finances) جدید ایڈیشن شایع شدہ ۱۹۱۲ء فرانسیسی زبان کی ایک بلند پایہ تصنیف ہے، جس میں مضامین اور معلومات کا اچھا ذخیرہ ہے، لیکن اصولی مسائل پر خاص زور نہیں دیا گیا ہے۔ سی، جے، بل بک کی کتاب موسوم بہ (selected Readings in Public Finance) شایع شدہ ۱۹۲۰ء میں مضامین کا نہایت اچھا انتخاب کیا گیا ہے جن میں سب بڑے بڑے مسائل شامل ہیں۔ محصول متزائد کے بارے میں، باب ۲۸ میں پیش کردہ خیال کے مماثل خیال اے داگز کی کتاب موسوم بہ (Finanzwissenschaft) جلد ہفتم فصل ۱۵۸، شایع شدہ ۱۸۹۰ء میں موجود ہے۔ لیکن یہ خیال سیلگمن کے

خیال سے مختلف ہے جو اس نے اپنی کتاب موسوم بہ (Progressive Taxation in Theory and Practice) جدید ایڈیشن شایع شدہ ۱۹۰۸ء میں پیش کیا ہے۔ سیلگمن کی کتاب موسوم بہ (Income Tax) شایع شدہ ۱۹۱۴ء وضع قانون اور تجربے کا ایک نہایت ہی قابل قدر تبصرہ ہے۔

تمت

اشاریہ

اصول معاشیات

جلد اول و جلد دوم

اشاریہ

اصول معاشیات جلد اول و دوم

نوٹ ۔ یہ اشاریہ اُردو کی حروف واری ترتیب کے ساتھ از سرِ نو تیار کیا گیا ہے۔ انگریزی کتاب میں دونوں جلدوں کا اشاریہ یکجا جلد دوم کے آخر میں دیا گیا ہے، اُردو میں بھی اسی کی تقلید کی گئی ہے۔ چونکہ اُردو مطبوعہ ترجمہ کے حاشیوں پر بالالتزام انگریزی کتاب کے صفحے سلسلے کے ساتھ موجود ہیں، لہٰذا اُردو الفاظ کے محاذی انگریزی کتاب ہی کے صفحوں کے حوالے جلدوں کی صراحت کے ساتھ درج کر دیے گئے ہیں۔ امید ہے کہ طلبہ کو حوالے بہ آسانی مل جائیں گے فقط۔

رشید احمد

ا

ت

ٹ

ث

ج

چ

خ

د

ڈ

ذ

ر

ز

س

ش

ص

ط

ع

غ

ف

ق

ک

گ

ل

م

ن

و

ی

فہرست اصطلاحات

اصول معاشیات

جلد اول و دوم

A

"Ability" Principle of Taxation	محصول کا اصول "قابلیت"
Absenteeism	پرباسی - غائب باشی
Absentee landlordism	پرباس زمینداری
Advances to Labourers	مزدوروں کو پیشگیاں
Advertizing	اشتہار
Agrarstaat	زرعی ریاست یا سلطنت
Agricultural instruments	آلات کشاورزی - زرعی آلات
Anthracite coal	جھوٹا کوئلہ
Anticipatory bill of Exchange	پیشگی ہنڈی
Apprenticeship	کار آموزی
Arbitration	ثالثی

Assignat	اسینا
Assignats	اسینات

B

Back-loading	واپسی لدائی
Barter	جنسی مبادلت۔ مبادلۂ اشیا
Bill-brokers	ہنڈی دلال
Billon coin	مغشوش سکہ
Bimetallism	دوفلزی طریق۔ ثنائیہ فلزیت
Birth rate	شرح ولادت
Bonanza farming	خوش کاشت
Bonanza mines	زرریز معدن
Branch banking	فرعی بنک کاری
By-products	ذیلی پیداوار

C

Call loans	عندالطلب قرضے
Caloric engine	حراری انجن
Capital	اصل۔ سرمایہ۔ پونجی
Capital goods	اشیائے اصل
Capitalisation	تاصیل
Capitalised value	اصل کی اسرپستہ مالیت
Cash credit	نقدی اعتبار
Cash nexus	نقدی معاملت
Central Reserve cities	مرکزی اندوختے کے شہر

Cheque	چیک
Clearing-house	حساب گھر
Closed shop	بند کارخانہ
Coinage	سکہ سازی ۔ تسکیک
Collective bargaining	اجتماعی معاملت
Combination	اتحاد
—Horizontal	افقی
—Vertical	عمودی
Commercial banks	تجارتی بنک
Comparative costs, Law of	قانون تقابلی مصارف
Competition	مسابقت ۔ مقابلہ
—Cut throat	گلوتراش
Constant cost	استمرار مصارف
Consumers' capital	اصل صارف
Consumption capital	صرفی اصل
Consumers' surplus	نفع صارف
Continental	امریکی زر کا نام ۔ کانٹی نن ٹل
Convertible paper	بدل پذیر زر کاغذی
Corner	کارنر ۔ بازار میں اشیا کی کل مقدار خرید کر ذخیرہ کرنا تاکہ سب گاہک اسی طرف رجوع ہوں اور اس طرح اجارہ کے طور پر قیمت بڑھادی جاسکے
Cost of production	مصارف پیدائش
Craft guilds	حرفتی جتھے یا پنچایتیں
Credit	اعتبار ۔ قرضہ ۔ ادھار
Crisis	بحران

Crossed cheque	خط کشیدہ چیک
Crossing of cheque	چیکوں پر لکیریں کھینچنا

D

Deflation	تفریط اجرا (زر)
Deferred shares	ملتوی حصے
Deficit Budget	قاصر موازنہ
Demand curve	طلب کا منحنی
Deposit	امانت۔ جمع کردہ رقم
Derived utility	افادہ مستعار
Diminishing returns	تقلیل حاصل
Direct tax	بلا واسطہ محصول
Discontinuous demand	غیر مسلسل طلب
Double standard	دوہرا معیار۔ دو معیاری طریق
Dry-farming	کاشت خشکی
Dumping	اشیا کی بھرمار
Dynamic state	حرکی حالت

E

Elastic demand	تغیر پذیر طلب
Emergency currency	مفاجی زر
Endorsee	ظہری دار
Endorser	ظہری نگار
Endorsement	تحریر ظہری
Equilibrium price	قیمت متوازنہ

Eugenics	علم اصلاح النسل
Exchange Equalisation fund	ذخیرۂ تسویۂ مبادلہ
Extensive cultivation	کاشت عمیق
External economies	کفایات خارجی

G

Geographical division of labour	جغرافی تقسیم عمل
Gold standard	معیار طلا
Greenbacks	گرین بیک (نوٹ)
Gresham's Law	قانون گریشم
Guild socialism	پنچایتی (یا حرفتی) اشتراکیت

H

Hedging	تخمین میں نقصان سے حفاظت
Hedonism	لذتیت
Horizontal combination	افقی اتحاد

I

Immigration	توطن داخلی
Income tax	انکم ٹکس۔ محصول آمدنی
Inconvertible paper money	غیر بدل پذیر زر کاغذی
Increasing returns	تکثیر حاصل
Increment tax	توفیری محصول
Index Numbers	انڈکس نمبر۔ اشاری عدد
Industrial council	صنعتی کونسل

Industrial revolution	صنعتی انقلاب
Industrie staat	صنعتی ریاست یا سلطنت
Inflation	افراط اجرا (زر)
Infra-marginal	تحت اختتام
Inelastic demand	غیر تغیر پذیر طلب
Inheritance tax	محصول وراثت
Insurance	بیمہ
Intensive cultivation	کاشت عمیق
Internal economies	کفایات داخلی
Interstate commerce	بین الریاستی تجارت

J

Joint cost	مصارف مشترک
Joint demand	طلب مشترک
Joint supply	رسد مشترک

K

Kartell	کارٹیل

L

Labour exchange	محنت کا صرافہ
Labour theory of value	محنت کا نظریۂ قدر
Labour union	مزدور سبھا
Land tax	محصول ارضی ۔ زمین کا محصول
Limited Liability	محدود ذمہ داری

Limping Standard	معیار لنگ
Living Wage	کفافی اجرت
Lock out	دربندی

M

Marginal utility	افادۂ مختتم
Marginal vendibility	اختتامی فروخت پذیری
Mercantilism	تجاریت
Metayer	بٹائی
Mint price of gold	سونے کی ٹکسالی قیمت
Money income	آمدنی بہ شکل زر
Multiple standard	معیار مرکب

N

Nominal wages	اجرت متعارفہ
Non-competing groups	غیر مسابقتی گروہ
Non-material wealth	غیر مادی دولت

O

Old age pensions	کبر سنی یا پیرانہ سالی کے وظائف
Open shop	کھلا کارخانہ
Open union	کھلی سبھا
Over capitalisation	افراطی تاصیل
Over production	افراطی پیدائش
Over-valued metal	بیش قدر فلز

P

Pain economy	عُسری یا دفعی معیشتہ
Panic	آشوب ۔ اضطراب
Parasitic industries	طفیلی صنعتیں
Pawn broker	رہن دلال ۔ گرودار
Piece work	مزدکاری
Pleasure economy	نفعی یا یسری معیشتہ
Pool	پول ۔ کاروباری جتھا
Positive checks	ایجابی مانعات
Predatory cultivation	تاراجی کاشت
Preference shares	ترجیحی حصے
Preventine checks	انسدادی مانعات
Producers' capital	دولت پیدا کرنے والے کا اصل
Producers' surplus	دولت پیدا کرنے والے کا نفع
Productive and Unproductive labour	پیداآور اور غیر پیداآور محنت
Progressive tax	محصول متزائد
Protection	تامین
Profit sharing	تقسیم یا شراکت منافعہ
Psychic income	نفسی آمدنی
Public debt	قرضہ عامہ
Public ownership	ملکیت عامہ
Public service	خدمت عامہ
Public utilities	افادات عامہ

Q

Quantity theory of money	نظریۂ مقدار زر

R

Rapidity of circulation	سرعت گردش
Rationalisation of industries	صنعتوں کی تعقیل
Raub-bau	تاراجی کاشت
Raw materials	خام مال۔ خام پیداوار یا اشیائے خام
Real wages	اجرت صحیحہ
Rebates	منہائیاں
Reciprocal demand	نظریۂ طلب جوابی یا متکافی
Reciprocity	جوابیت، یا متکافیت
Regressive tax	رجعی محصول
Reich bank	جرمنی کا شاہی مرکزی بنک
Reserve cities	زر رو شہر یا سرمایۂ محفوظ کے شہر
Rigging of the market	تان دینا (بازار کا)
Runs on bank	بنک پر یورش

S

Saving	پس اندازی۔ بچت
Scab	غدار مزدور
Share farming	بٹائی کاشت
Silver certificates	نقروی صداقت نامے
Single tax	محصول مفرد
Site rent	لگان موقع۔ سکونتی زمین کا لگان
Sliding scale	شرح تدریجی
Socialism	اشتراکیت
Speculation	تخمین

Spend thrift loan	مسرفانہ قرضہ
Stabilization	تثبیت (زر)
Standardisation	معیاریت ۔ ہم معیار بنانا
Standard of living	معیار زندگی
Static state	سکونی حالت
Stock exchange	صرافۂ تمسک
Strike-breakers	ہڑتال توڑ
Subsidiary coin	ذیلی سکہ
Sunk capital	اصل جامد
Super tax	فوقی محصول
Supply curve	رسد کا منحنی
Surplus	سرحاصل ۔ نفع
Surplus budget	وافر موازنہ
Surtax	سرمحصول
Sweating (labour)	نیم بیگاری
Sweating of coins	سکوں کا کھرچنا یا تراشنا
Sweated labour	نیم بیگار مزدور

T

Tantiemes	شراکت منافعہ
Tariff	کرورگیری
Tenancy	لگان
Three-cornered trade	تکونی یا سہ گوشہ تجارت
Tie-up	ناکہ بندی
Ticker	نرخ نما (آلہ)

Total utility	افادۂ کلی
Trade union	مزدور سبھا
Trade mark	نشان تجارت
Truck farm	باڑی - ترکاری کھیت - مبقلہ
Truck system	پٹیا طریقہ
Trust	ٹرسٹ (کاروباری جتھا بندی)
Trust	امانت

U

Under consumption	تفریطی صرف
Under valued metal	کم قدر فلز
Unearned gains	بے کمایا یا غیر اکتسابی نفع
Unearned increment	بے کمایا یا غیر اکتسابی اضافہ آمدنی
Unemployment	بے روزگاری - بے کاری
Unfunded income	محنتی آمدنی
Unfunded debt	غیر سرمائیگی یا بے ذخیرہ قرضہ
Urban sites	شہر کے سکونتی خطے یا موقعے

V

Vertical combinations	عمودی اتحادات
Vested interests	حقوق قائمہ

W

Wages system	اجرت کا طریقہ
War debts	جنگی قرضے

Wash sales	فرضی فروخت

Y

Yeoman	ملکی کاشت کار
Yeomanry	ملکی کاشت کاری
Young industries	نوخیز صنعتیں

صحت نامہ

اصول معاشیات جلد دوم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵	۲۵	Distribuction ol wealth.	Distribution of wealth.	۲۸۰	۸	لکھو کہا	لکھو کھا
۲۱	۵	گزشتہ فصل	۷۔ گزشتہ فصل	۲۹۱	۱۴	جرت	اجرت
۲۴	۱۴	اختتامی	اختتامی	۲۹۳	۱۷	نا مکن	ناممکن
۴۹	۲۰	مدت لحاظ	مدت کے لحاظ	۳۲۷	۱۷	حہاں	جہاں
۵۱	۱۴	دیے	دیے	۳۶۸	۲۳	امداد	اعداد
۶۷	۲۵	مد	حد	۳۷۳	۷	کسس انفرادی	کسی انفرادی
۷۹	۲۲	بکھرنے نسے	بکھرنے سے	۳۷۴	۱۷	آرزدوں	آرزوؤں
۸۷	۱۷	د ادرل	و اور ل	۳۹۳	۱۸	نمایندکی	نمایندگی
۱۱۶	۱۳	آماہنہ	ماہانہ	۴۰۹	۱۷	یا بایں ہمہ	بایں ہمہ
۱۴۶	۱۲	انجام کار	انجام کار	۴۱۴	۲۴	Employe	Employee
۲۶۰	۴	پہلوول	پہلوؤں	۴۶۳	۲۱	حیالات	خیالات
				۴۸۰	۱۲	دراصل میداوار	دراصل پیداوار

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۸۰	۱۳	لگے رہتے ہیں	لگے رہتے ہیں	۵۹۶	۲۴	شرح	شرح
۵۱۶	۲۵	باب ۲۵	باب ۲۶	۶۰۸	۲۲	سوٹ زرلینڈ	سوٹزرلینڈ
۵۴۹	۲۱	دخالی	دخانی	۶۳۱	۱۸	میکانیکی	میکانیکی
۵۵۲	۴	انجام دے سلتا	انجام دے سکتا	۷۲۸	۱۱	مخالصت	مخالفت
۵۸۵	۱۵	عورکرنا	غورکرنا	۷۷۲	۱۶	نئے	سنئے
۵۹۴	۱	رسا	رسد	۰	۰	۰	۰

Borrower's No.	Issue Date	Borrower's No.	Issue Date